

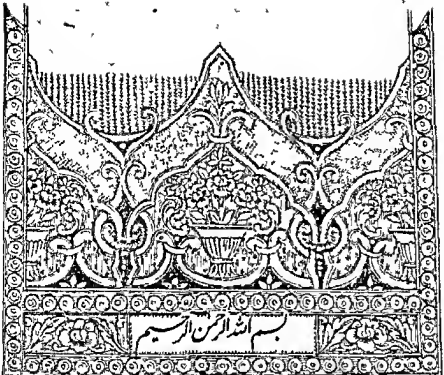
الذی یؤتی فی الدنیا والآخرۃ ما یشاء

بافضال الیوم والخالق والخالق

الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام
على من لا نبي بعده
والله اعلم بالصواب

بشہر ربیع الثانی سنۃ ۱۲۸۰

طبع فی مطبعۃ دارالحدیث



فصل
در ذکر فضائل
و روایات

ربنا انما آتزلت واتبعنا الرسول فاقبناح الشاہین بعدہ مخفی ہے کہ جب اہل
اسلام میں بمقامِ قولِ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستفترق استی علی ثالث و سببین
کلمہ فی النار الا واحدہ احدث اخرجه احمد و الترمذی و ابو داؤد و الحاکم بہتر فرستے ضال
زائدہ قرآن بعد قرن جنکی تفصیل کتب عقاید کلامیہ میں مسوطی پیدا ہوئے تو اس وقت تک
استثنائی مذکور اور صدق ہم الذین ہم علی ما انا علیہ و اصحابی و فی روایت آلا وہی الجماعۃ
گروہ اہل سنت فرقہ ناجیہ تھرا اور موسوم بہ جماعت ہوا اور دین مرضی حق نے انکے حلقے
میں انحصار پایا اور سائر فرقہ الہی اہل طریق و فریق کلاسے و ما ذابعد الحق الا الضلال چنانچہ عہد
نبوی سے لے کر اب تک طبقہ بعد طبقہ موجب کسی فرقہ ضالہ نے سراوٹھایا اور زبان کہولی اوست
فرقہ ناجیہ نے جواباً بجاواب اور نگاہ بان و بیان متیق و سنان سے دیا یہاں تک کہ
بحکم لن ترال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لایضرہم من خالفہم حتی باقی امر اللہ عز
جل اخر جہا بن ماجرہ وغیرہ یہ ہمیشہ غالب و منصور رہے اور پیگیں اوردہ حکم نقد حق

فہرست
کتابیں

اور کوئی جرح طالب عیسیٰ یا اسکوتوجہ طرفین ایسے ترعات و معضلات کے نہیں جسے تبرہ درونِ ماحت
شناس ہٹ دہری بے غم سے در پی دنبالِ دائرہ اہل سنت و جماعت کے کہ سید ہے ساد
مسلمان میں اور فراوت کتب مباحہ کلامیہ کی نہیں کہتے جسے میں جانتے ہیں کہ مثل ایس
پہلیس آگے پیچہ دین بائیں سے اگر تیس و تیس طریق قدیم سنت نبوی و صراطِ مستقیم قدیم
سے ہر کا دین اسلئے وہی اگلے کا زور ناظر سے دیر رائے قسے و داستان کہ قدیم سے روای
سے بمقابلہ میں جن پیش کئے تھے اور اس کے جواب و تدارک شمس و دلائل باطنہ متحن دیکھ میں چکے تھے
اور ان جواب اور تمانہ خراب ہو کر ٹپڑ ہے جسے اب بچہ اور کو سجدت ان جو ہر کتب اہل سنت و جماعت
تقریر و تعمیر تعمیر لکھتے تھے متھے میں اور ہر ایک سنتی بے علم کو یاں سیر و کلام کے خواہی خواہی موجب
تشریح شہد و گوش اہل حق ہوتے ہیں حالانکہ باقر اس سچان نلی خان اعادہ دلائل سابقہ کا

بدون جواب و جواب موجب تہذیبی کہ ان کے اسکا طیر الاذین انتہی چاہے تفصیل قلیل مگر بلی
رفعتہ ذلیل کی اداں تھنا عشرین مرقوم ہی سند اب ہی جب کوئی سال یا کتاب بشیہ کی
طرف سے بنتی ہی تو باوجودیکہ اشد انقص فوت انقص ہی معاقب اس کے انیسے ہی جواب ہر
بردار اور پانچ خاتہ برائے زورت سے فعل میں آتا ہی چنانچہ اب تک متنی کتب فضیلتین المختصر

الذلول تالیف ہوئی اپن او کلاما متفرقہ میں علماء و طلبہ علم نے لکھ دیا لیکن وجہ عدم شہرت
کتب اہل سنت کی یہ ہی کہ شیعہ نفجوائی اہم الذی تمول میں زخیر حرام صرف کر کے اپنے سال کو
بعد الطبع شہرہ کرنے میں چنانچہ فی الحال بارہ کو دیا نہ و لکھتوں طبع مجمع البحرین وغیرہ خاص
جاری ہوا ہی کہ اس میں کتب فقہ و طبع ہرین سخلات اہل سنت و جماعت کے کہ متعدد

ولنا الاخرہ تہذیب فافہ مست ہیں اکو اتما متحدہ کہان کہ اپنی کتابیں اور رسالے چھپاویں
اور جب کو کچھ محد و دینی او کو تو فہم نہیں اگر کسی نے الا باشارہ اللہ ایک دو کتابیں طبع کر دین
نویں میں یہی گنیں جو صاحب طبع ہیں او کو نظر مانع پر ہی نہ مالک نفع و ضرر ہر خدا کسی کو
ایسی تو فہم دے کہ ایک کل ہی کام کے لئے جاری کرے یا زہر کثیر صرف کر کے سب کتب مناظرہ

فہرست
کتابیں

اہل سنت کو چھوڑ کر اور انتقام و اچھی اعدا و رسول و آل رسول سے لے کر اور وقت البقیۃ
واقعہ محسوس ہوا اور عجائب قدرت الہی شہود کہ شیعہ شنیعہ نے کن کن تلمیحات جدیدہ و مخملات
غیر سدیدہ سے جو محسوس خام کاپی تھی اور پھر بموجب حدیث حضرت امام بنی مطلق ابو عبد اللہ جعفر صادق
علیہ السلام انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ آخر جہ الکلمینی کیا کچھ ذلت اور ہمتی
چنانچہ مصداق اس اتفاق کا یہ تھی کہ اندرون ماہ محرم سن بارہ سو تاسی ہجری میں ایک رسالہ
دیکھنے میں آیا جسکی لوح پر لکھا ہی از نتائج افکار عمدة الفضلاء زبدة الکلمات افضل المحققین فخر المصنفین
الی قولہ جناب سید حافظ علی صاحب ابو عمران رسالہ میں بعد لفظ حافظ علی کے قید ابن بشار
علی ہوا زیادہ کی تھی اور ویساچہ رسالہ میں اجویہ اسوۃ سدر جہ بعض فوائد ملحقہ معنون کو منسوب
طرف ابو الفضل عباس کے کیا تھی اور خاتمہ رسالہ میں چند فوائد زوائد کو بفوائد حافظیہ تعبیر فرمایا تھی
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ویساچہ و عبارات سوال اور فوائد حافظیہ نتیجہ فکر عمدة الفضلاء تھی اور اجویہ
اسوۃ و بیانات مدسوسہ با فوائد ملحقہ افادات ابو الفضل عباس میں گو اسجگہ مرتبہ مسائل کا موجب
سے فضل تھی اسلئے کہ صفت مجیب میں اسقدر لکھا ہی کہ شعر حسن السجایا البیاب زمان
ابو الفضل عباس روشن بیان ۛ دلا ورجوان مرد صاحب تمیز ۛ براورنگ مصروف صاحب عزیز
اور صفت سائل میں جو کچھ لکھا تھی وہ عبارت لوح سے لائح تھی بارخدا یا مگر یہ سوال و جواب
اس راہ سے ہی کہ اذا لم تغلب فاعلم اسلئے کہ واقعہ میں سارا رسالہ باقی بسم اللہ سے تاکہ
تمت تک ثمرات ابو الفضل سے ہی نہ نتائج حافظ علی سے گو جناب روشن بیان نے
ذلت سوال سے عار کر کے اچکھو محیب قرار دیا ہی اور انکو سائل ٹھیرایا اور اپنی زبان سے
اونکی لوح کی اور انکے بیان سے اپنی تعریف لکھی کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو
ولیکن لغو ائی اخلاط استہ احضرة یہ خیال نہ کہ حریف حریف رائے شناسدہ طبع کھل جائیگا
اور سائل و مجیب ایک ہی قرار پائیگا گو مرتبہ سائل کا مجیب سے نازل ہو کہ انک منک و امکان
اجود و لیکن غایت اس پر پیر کی صرف اتنی ہی کہ عوام بلاد و دور دست جنگو جس حقائق امور میں

مصدق
ترتیب

مصدق
ترتیب

الفاؤ شوکت و صولت مع سکر مابین کہ آخر یہ کلام افضل آئین ہی کہاں تک موضوع و
 مغزی ہوگا اور اس خیال سے عقائد و اعمال میں شک پیدا کریں گوہر لفظ سے تحقیق
 جمل و مزین سفاہت اشکار ہی اسلئے کہ جو عبارات اعتراضات وغیرہ اگلے شیعوں
 نے بدولت مناظرہ اہل حق ستین سے سیکہ سیکہ خدا خدا کر کے مرتب کی تھی انہیں
 سائل مجیب نے ایسا تباہ کر کے اور بگاڑ کر لکھا ہے کہ اب شیعہ بیان اہل شعور و سکون
 دیکھ کر غیر محرم میں ماتم عاشور اگر نیکی اور سپر طرہ یہ ہے کہ نہ ترتیب ہی اور نہ تہذیب
 بلکہ نہایت پریشان ہے اور بے تفصیل و تہویب کہ اگر اہل سکون حدیث خرافہ کہیں تو
 عین قدر شناسی ہے اور ڈرافہ سمجھیں تو فی الواقعہ خاصہ جاسی ہی نہ جواب کو
 سوال سے قتل اور نہ بیان کو بہن سے مناسبت محض کج کج بیان بلکہ فی الواقعہ
 جعفر زہل کا ہر بیان ملاحظہ اسکی سے مثل سپرہ صبح اشکار ہی کہ مقصود حساب
 رسالہ کا اس خوگیر کی بھرتی سے کہ مصداق اذ افکاک القرویکی آستہ ہی صرف
 تشہیر کرنا اپنی خباثت مستور کا اور ثابت کرنا سناہت و جہالت مشہور کا ہے کہ
 درجہ تہنیں سے مرتبہ یقین کو پہنچنے اس واسطے کہ حاکم علی مذکور سا کن قصہ بڑھو ضلع
 بخون و ملازم ریاست اندور جبکہ وسائل مجبور ٹھہرا باہی اور مصداق یحییٰ بن الن یحییٰ و
 بنام فیض لکھا بنایا ہے او کو ہنوز مثل اور فارسی خوانین کے عبارت صحیح حسب محاورہ
 روزمرہ فصیح کامل الانشاء عالم الاطباء جوڑ تاہم نہیں آتا سوال گاہنہا تک بندی
 گونا ویا جہ لکھنا کتاب بنانا عبارت بوجہنا عربی بھجنا کسکا اب جسکو مشہور ہو وہ سلیغ
 علم و فضل عمدہ الفضلہ کو محاکم امتحان پر لگا دیکھے حیان راجہ بیان و لیکن بہر دستبرد
 دلا اور جوان ہے کہ انکو مرد مقدس پاکر زبیدۃ الکملہ بنایا اور باقی کو جبر پر ٹھہرایا ہے
 منش کردہ ام رسمہ دستان و گر نیلے بود و سیستان و انہوں نے بھی دیکھا کہ لغت
 میں ترا لگے نہ ہنگری زمرہ مولفین دین و ایمان میں داخل ہونے میں اور خون لگا کر

ب
 حاکم
 علی

شہیدین میں شامل اس ہدیہ غیر مترقبہ کو بدل و جان قبول فرمایا سبحان اللہ خیرات
 کے مکلفے بازار میں ڈکار یہ نہ سمجھے کہ جو یا ندی میں ہو گا سو ڈوئی میں نکل اوجھاس
 زبان لات رسوا سیکند ناقص کمالان راہ کر و بر خاک مالہ پر فشانہی نسبت پلان راہ اور جاب
 ابو الفضل کہ مصداق پڑھے نہ کہچے نام محمد فاضل میں اونکی کیا تعریف کیجئے کہ پیش ناظم ناثر
 و پیش ناثر ناظم و پیش ہر دو بیچ و پیش بیچ ہر دو تاجر کا یہ حال ہی کہ علم صرف و محمد حبیب
 فہم احادیث ائمہ پڑھی ملتوی ہی اور اوراک مدلول انصوص اوصیاء منطوی او سکول علم
 ناحق میں محدود فرماتے ہیں اور قضیہ کو برعکس ٹھیسرتے ہیں چنانچہ صفحہ بست و یکم سالہ
 سے عیان ہی اور سیاحتی مقال سے نمایان اور صحت عبارت کا یہ منوال ہی کہ ہر چند سالہا
 سال سے بلکہ بدو تیر سے آج تک شش انشا نگاری اور نظامی و شاعری برابر جاری ہی اور
 احباب نزدیک و دور سے اصلاح منظم و نشر لیجالتے ہیں اب تک بلطفہ تعالیٰ استفادہ مستحکام
 حاصل نہیں کر و زمرہ انشائی فارسی اغلاط و ذلات سے بہرہ مسترا لکھ سکین اسی رسالہ کو
 دیکھو کہ گویا فہرست اغلاط ہی لفظ آصاب کو معین مہلہ عصاب و اطالت کو طولت و برکت کو
 بہتیت و کیفیات کو کوائف اور مشق و کوشاقت اور ریاض لغزہ کو ریاض النظرہ بظاہر مجہ
 اور رموزی الیہ وغیرہ کو مخرج الیہ لکھا ہی اور اسی قیاس پر عبارات عربیہ کتب اہل سنت
 کو بے سمجھ ہوئے غلط سلاط نقل کیا ہی کہ اگر سب کو مضبوط کیجئے تو اکیں فتر گران ہواخذ
 لفظی میں ہر جا کو مگر نویسم و صعب آن جید شود غنوی ہفتاد من کا غد شود اور یہ
 اغلاط زینہار طغیان قلم کا تب مطیع سے نہیں اسلیہ کہ ہم نے انکو زبان مولف اولی بالنظر
 سے اسطرح سنائی سو جب فارسی وضع کا یہ حال ہی تو عربی وضع کا کیا مال ہو گا
 اور ایسا دلاور جوان مرد صاحب تیسرا اورنگ مصر فصاحت غریزہ محاورہ عرب عرباء و عوار
 استعمال کلمات طبقات کتاب اللہ و سنت ہیضہ کو کیا سمجھے گا اور اسکی کیا استدلال و استنباط
 مسائل کریاں کیا جانے صابون کا بہاؤ و میلون، عذیر متقول اغلاط منقول و غیرہ کا یہ ہو سکتا ہی

ف
 حاح
 فاضل
 ابو الفضل

کہ مولعین شیعہ کو ضرورت بحسب تسلیم علوم و استعداد کا منطوق و مفہوم کی نہیں اور نہ یہ نہات بہت
 جدید میں بلکہ مجتہدین شیعہ ہمیشہ ایسی ہی تھیں کہ گریں کہا یا کہنے ہیں اور صرف حقیقت سے گمراہ ہوا
 کہے چنانچہ ناظرین صوارم و ذوالفقار جو میں نے اس طرح مجتہدین پر پوشیدہ نہیں حتی کہ
 سبحان علیٰ غنا ہے حق و مدار ہے مروت میں لکھا ہی کہ علوم اور یہ سے کلیہ اغضائی
 نظر کرتے تھے کتاب عیاد الاسلام میں اغلاط لفظی بہت ہیں کہ ختم کو لدا و عناد و محل استہار
 میں جنور مجتہدین میں واسطے اصلاح کے عرض کیا تھا مگر بھت شائغل کثیرہ کے صورت نہ ہوا
 اہمیت ترجمہ الغرض فقہاء دلیل عقل المراد قولہ حال عام و جل کا ایک لفظ سے کمال جاتا ہی
 گو آدمی ظاہر میں آپو لباس دشمنوں میں ظاہر کرے چہ جائی اسکی کہ حدیث و معنی دونوں میں
 دشمن نہ ہو لیکن اتنی بات ہی کہ خطائی مولفین اہل علم کی اور طرح پر ہوتی ہی اور خطانا و تفسیر
 اور طرح پر چہلے نہانے میں کوئی بے اجازت اکابر کے جرات تالیف پر نہیں کر سکتا تھا
 وہ زنا پر ہونے ہی کہ جسکے پاس دوات و قلم و کاغذ ہی وہ جو جانتا ہی سو لکھتا ہی کوئی نہیں
 پوچھتا کہ سیطرہ کی روک ٹوک نہیں سے زمان قد تفرغ للفضول و یشود کل فی حق جو
 فان اجتبت فیہ ارتقا غا و فکر و اجالین بلا عقل و سبحان اللہ اوس من بہت دین کا کیا
 پوچھنا جسکے سائل ایسے افضل الحقیقین ہوں اور حجب ایسے دلا ورجوان روشن بیان سے
 ادا کا ان القرب دلیل قوم و سید ہم طریق الما لکینا و بعد مکتبہ رسالہ کے معلوم ہوا کہ
 اغلب مطالب اس کے مسروق و منحل ہیں رسالہ تشہید البانی و بارہ شیعہ و صوارم مجتہدین کو فہم
 و رسالہ شیعہ و شہم صاحب و بہرہ تہدانی و ترجمہ کشمیری سے اور بعض مقاصد بعض دیگر سے
 کچھ مشت غاشاکے بعد محنت فراہم کردہ ہم لیکن تجزیہ بانی و تخریق معانی و حذف
 سابق و اسقاط لاحق باسجاء منحل و اظہار مہمل چنانچہ تصدیق اسکی وقت ملاحظہ اجوبہ اقوال
 مذکور کے روا لاختصار بعض مواضع میں معلوم ہوگی بہر حال جب یہ رسالہ گذشتہ کاغذ ہوئی
 ملاحظہ میں آیا اور اس کے کلمات ہزار و عبارت ہزار و الفاظ طعن آمیز و تشبیہ آمیز نے قلوب

اہل حق کو سنایا اور سبقت بعض مومنین مخلصین اہل الدین نے باجر تمام و استبداد مالا کلام چاہا
 کہ جواب اس رسالہ پر ضلالہ کار و زبان میں لکھا جاوے کہ ہر کسی کے سمجھ بوجھ میں بے تکلیف تکلف
 آجاکو سوہر چند اس گنام بے نام و نشان کو مناظرہ و محاضرو سے کچھ کام نہ تھا کہ اپنے حال
 پر احوال میں گرفتار رہی اور کثرت و ذہیت اہل دنیا سے برکنار رہے جسے کجا و محبت کی کس
 خیال دوست و وار و بھوجو مردم و دیوانہ چاہئے و نعمت اقبل سے ماقصہ سکندر و دارا خواندہ
 ازما بجز کشمیر و وفا میرا نہ خاصہ جوابان تر باطل الباس کہ کہ مصداق تجلیست یعظم عند العاقل و منفتح ہوا کہ
 انخاصہ میں تحصیل حاصل و تطویل الطائل ہی کیجے یہاں حکایت بان و بوریان نہ کہیں چاہا چاہے
 اما سائل فلانہ و بھوجو کہ کند جاوید و بستان لیرم کرد و کرد و بھوجو کہ کند جاوید و بھوجو کہ کند
 یہ چند ورق عبارت سلیس و روزمرہ بے تکلف انشا پر داری عام فہم خاص پسند لکھے اور قول
 سولت اولیٰ بالتصرف کو اردو میں ترجمہ کیا اما اشارہ سچا و سچا جواب تحقیقی ہوا الزامی و اجال
 و تفصیل مناسب ہر مقام و ملائم ہر مرام کے لکھا کہ نکل محال مقال او حتی الامکان بجز مملکت
 خارج الفاظ و درشت و نازیب سے احتراز واجب جانا اور صرف پاسخ اصل مدعا پر کشف الکلیع
 وغیرہ اکتفا کیا اور جس جگہ مولف متصرف نے اپنے مدعا کو مطاوی کلام میں ادا کیا تھا یا
 بالذیل صریح و ضمنی صحیح مسلمات اہل سنت سے اعتزال فرمایا تھا اور جگہ جہنم سے بھی جواب ترکی
 ترکی مطاوی عبارت میں بجوالہ کتب اہل حق لکھ دیا اور تفصیل بے صرف سے کچھ کام نہ کیا
 کہ صاحب شوق بعد دریافت بحث و نام کتاب کے مرحبت طرف اصل سہل ہی معہذا اس کلام
 جمل میں بھی اغلب سائل نخل میں اور رکاوٹ و اوامہ شیعہ اہل تشیع پر منقلب اور متاثر
 حضرت علیہ السلام لو قوی عمتنا و قمتہ سر لیا فی قلبی حضرت تم و سلتم سیدون البغی
 عز القلتنا و قمتہ جمیعاً بالتی قد سلتم و حضرت تم لنا سوء فجار بصدہ و و ملتہم باضعا
 ما قد حضرت تم بنا و المکر مضرع الہد و فحاق بکم سوء کما قد مکرتم و حضرت تم لنا لکن
 عفو نا برحمۃ و بنا لولفتم ساندہ ما رمتہم لکن بیان بہ تجبیت مخاطب غیر صحیح حسن تقریر

جواب

زین العابدین

فہم عالی بن اور سکا ایک حرف ہی لٹا ہے بلکہ مضمون و کذب و اہمال میں بھیلو اب علماء ظہور میں
 آئے کہ سن بان ہر اس نے فہم لغز زبان جہالت اس کہم نہ بنا علی ہذا اسلوب کلام و کلام
 دقیقہ علمی و عقائد معرکہ الاراد و مناظرہ و از اس سے قطع نظر و غرض بصری جبر ہر رخ
 مخاطب کا دیکھا او سیطرت اپنی باگ ہی مٹوئی کہ بندہ درگاہ تابخاندہ ہر اد اور جسطرف قرار موقوف
 معلوم کیا اور ہر تعاقب سے نریا کہ ضرور معہ حیث دار ہے چتر بدشت و حشت پر پیٹ
 و وید و ام من ہے چتر درمیدہ تو چتر رسیدہ ام من ہے و لیکن طرفہ ماجرا ہی اور عجب قصہ
 حیرت افزا کہ جسے جناب لبیب زبان نے سنائی کہ تو یہ بدیہ شہد کہما جاتا ہی کہ نا امانی
 اللہ تعالیٰ انکم علی انتم ہیہ یکم تفرخون تلون سے لگی ہی دم ناک من ہی بقول شخصے
 جو مکی دہی میں نزکا بنا برہمن کا وقت و تقیہ حال و مصلحت مال نہایت لایف رسالہ مذکور ہے
 طرہ اپنے اظہار نفرت کلی و عاتق و قیل مال کرتے ہیں حالانکہ دیباچہ کتاب میں صریح نام لیا
 ابو الفضل عباسی یہ مقام ہی اور لوح و عنوان رسالہ میں بعض اظہار لایف کتاب شہرت خطاب
 نام حافظ علی مرستم ہی فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ ہمارا نہیں سید ابو الفضل عباسی مشی شیعہ
 مولف من سلوی نزلی بلکہ کانپر کا ہی سبحان اللہ چوری و سروری یہہ جلا ہے کاتیر نوہا
 بعض مسودہ اصل و تحلی سامی موجود ہی اور حقیقت واقعی مشہور اور حکم لہا منہا علیہا مشواہد
 صد و وجہ حجت البیع گرامی کی مضمون و بلکہ خود نزدیک آپکے ہونا اس بدیہ سرور کا نتیجہ فکر
 سامی سے حکم بل الانسان علی نفسه بصيرة ولو القى معاذيره برائی لعین بدیہی الشہرت ہی
 اور نزدیک حاتم خلافت کے حکم فلتعز منم لیسما ہم و لتعز منم فی لحن القول مرتبہ حق آیتین
 میں معدود و خصوصاً نزدیک اس مخلص فرمایا کہ کہ مثل آپکے ہنساب اس جواب سے
 بسبب نقد ان لیا قوت مخاطب کے بنایت مشکف بلکہ سستی ہی کیونکہ باوجود سواہن ماند و بد

کیجا و طرل قیام و قعود و مساکے مخفی رہنا طرز تحریر و وضع تقریر کا محالات عادیہ سے ہی
 سہرہ رنگیہ کہ خواہی جاہل پوشش کہ من انداز قدرائے ششام نہ یہاں انکار سودہ میں
 عذرانہ بعضہ شیبہ بعضہا ہی تنہی شوگا کہ کہ یک فیغم ایما شہم لمارا و باسنا و لیکن یہ کہیے
 کہ دوز و بکش و مرد و باش ہمیں اسی جگہ سے کہتے پہچے رتے لکھ کر پرچایا تھا اور اقرار کرانا
 ہزان و اغلاط رسالہ کا اور حاصل کرنا بعض کتب شیعہ کا چاہتا تھا و لیکن فقہو ایسا جی بہتر آؤ
 پلو امین بچہ پہلوان نہیں بتے کے ہر بار جلد و حوالہ سے دم دیا گئے اور خطاب و کتاب
 دو نو سے پٹھما پیر گئے بقول مجتہد فانی کو فہند کہ کتاب مذہب خود زینار نباید و او کہ
 شاید و کمین باشد و مقصد الزام نہاید انتہی ہمیں ہی واقعہ طلبی کو فرضی نہ سمجھ کر گذر کی کہ
 و رہم فی طعنایہم یہون حالاکہ عرض ہماری صبر استدراک واقعات تہی نہ انقیاع محادلات
 مہذامراتیہ اخلاص و نیاز مسندی کے نسبت جناب سنی التجایا کے ہنوز مجال و دروازین
 الا ان کا کان آپ ہرگز اس تو بدیل لیل و نہار کو محمول کسی اور خلل و خلل حال و مستقبل بکرین
 اور گوشہ طر عا طرین خار و خنک و تہ و آذر دگی کو جگہ ندین کیونکہ باوی اس مادی کے شیعہ
 اب جو کچھ بے اندامی بابت اس بدنامی کے نصیب و زکار خجستہ آثار سامی ہو وہ سب زیبا
 و سزاوار ہی کہ خود کردہ راجہ در مان مسلمانوں کی ریاست میں رہنا اور ان کے دین کا رکھنا
 نمک خور دن نگدان رشتہ ستن ہی خیر ہو کہ تو جسے آرزوی مناظرہ زبانی کی جلسہ عام میں تہی وہ
 میسر نہی اور دل ہی کے اند خون ہو کر گئی باہر اب ایسا کیجئے کہ اگر یہ نفسانیت و ہمیشی
 شیار و زنی جمال آگہو ہوس جواب نگاری ناصواب گیسے اور روح شیطان الطاق و غوغہ
 پاسخ گذاری کہ سے تو جواب اسکا خود ہی انیب و رقم فرمائیے یہ نہ کہ جنکو روز مرہ خلط و جاتین
 اور اونسے وعدہ جواب نویسی مکرر کر کے جاتے ہیں اور بار بار عالمی رسو لا شہا و برسر
 دوکان ان کے حق میں یہ کلمہ صدق ترجمان زبان انصاف نیان پر جاری ہوتا ہی ہے
 واحد العینہ کہ برہم سے زند آفاق راہ وای گرجہم و گربے ہو و رقم ساق راہ وای کی چوکت

جواب
 سنی

تجربہ
کتاب

و چاہی ہو کیا ہو کہ جب یہ ستر دیا رہو کہ مطہج خاص عام ہو تو جواب اسکا واسطی فرغ
یقین عجز و جہل شیعہ کے ضرور مرقوم ہو اگرچہ برای نام ہو لیکن یہ متنا محال پوری ہوئی
نظر نہیں آتی ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ و تاجر کیفما اتفق و کاشا ما کان ارباب کوئل کے
لکھنؤ سے لودیا تک خوشامد ہوگی اور پجائیت کی تہسیرگی اور کاغذ کے گھوڑے بسبیل واک
پیاپی دوڑیں گے کہ سخت الوسی بل لا وصیا انتصار آلا و لیا کوئی جواب انجواب لکھو اور
کترین اہل سنت کو زندہ دو اور پھر پھر خون کو تشویش باسح گزاری دامنگیر حال ہوگی اور فکر
واقعہ نشر و فروش مقال بنی کی خیر اگر ایسا ہوا تو ہر چند سکھائے پوت دربار نہیں کرتے
اور پیر از مخفی بر ملا ہوگا اور بنامی لاحق نسبت سابق کے ضعاف مضاعف ہوگی لیکن
ہمارا الطیف جانا رہیگا کیونکہ بغیر ایک اپنی فاسمی یا جارتہ بہ مناظرہ خاص ہی عام نہیں ساری
خلق خدا لڑنا ایک کا کام نہیں اور اسوقت ہم ہی قصد جواب نگاری نہیں کیے کہ بے یقین
خطاب لطیف کلام نہیں سے گاہ گاہ از نظر مست و غیر مخوان بگذرند و در نہ بر عبد من نسبت
کہ رسوا باشم + اور بشرط پانچ گزاری سامی یہ بھی مشروط ہی کہ خلاف ماضی حسب طبع بدیہ مسترد
میں اتفاق رواہل سنت ہوا ہی کہ ہر خرم خار کو حکم الغریق متبیت سکل حشیش حکم نفس قاطع و بر
ساطع من رکہائی اور ہر کتاب ناصواب سے کورانہ انتقال استلال کیا ہی کہ مان غمان میں تیرا
سحان اور ہر جگہ کذب و فریہ کو استعمال فرمایا ہی کہ سوجب رشخند نہ نادان و دشمنند اور کالائی
بدبیش خاوند ہی ابائیدہ ہی اسطیج پر مطابق محاسن اخلاق شہرہ آفاق کے گذر اوقات
سجواب انجواب کتاب الاجواب صرف و ششام بانی گا و تاری حیلہ ساری ہبانہ پردازی پر نہر کہ نقطہ
برای دفع الوقتے دوسرے آپ گیدر ہیگی و کلامین رو بہ باری بتلا میں شتر گر بہ لائین قضی الجمل
فرمانین جوئی باتین بنائین دوستو نکور و لائین دشمنو نکو منائین بلکہ بند و الوسی دم بھر انصاف فرمائیں
اور ہر نفیر و تطہیر سے قرض کریں اور ہر طیل و کثیر میں بحث جاری فرمائیں اور ہر مقام میں الزام
ضمم کا سلمات خصم اور عقل صحیح اور نص صریح سے نصب العین رکھیں کیونکہ افحام مخالف و لڑاکا

جواب مختصر

مناقص بدوین سید سلم خصم نامکن ہی اور اگر یہ بات میرے منہ سے تو زہنا تشبیح وقت نکرین کر کوہ
 کندن و گاہ بر آوردن چہنے اس سال میں طریقہ اختصار کو اسی نظر سے اختیار کیا ہی کہ بعد میں
 جواب کے بصورت صواب ہم ہی رد جواب البرجاء بسط لائق و تفصیل فائق کرینگے اور ایک عالم کو واسطے
 تماشا شای عید غدیر کے مہمان کلیہ اخراں بنا دینگے بشرطیکہ آپ خود مقصدی جواب ہوں نہ نکالت
 ہر شیخ و شاب چنانچہ ہم نے اس کتاب کو ایک مہینے میں مسودہ کیا ثم دو مہینے بلکہ تین چار مہینے
 جواب لکھوا اور بصورت توقفت انطباع نسخہ قلمی عنایت فرماؤ بیان تک کہ اگر مطلب دنیا کسی عبارت
 کتاب شیعہ و سنی کا ذہن عالی میں نہ آوے تو اسکو بھی بطریق عادت ستھر و کسی سے دریافت کر لیں
 موقع اعتراض و طعن دروین صرف کر دو کہ اہل حق کو ہر طرح غرض اہل احقاق حق سے ہی نہ حق حق
 و بقیہ بن سے لیکلک بن ہلک عن یقینہ و یقینی عن حق عن یقینہ ع تا یاد کر اخواہد و میلش کہ ہشتاد
 چکویں کتاب لکھنے جواب میں مثل بعض احباب قراب کے ہرگز خیال نہیں کیونکہ تفسیر و کلام و فہم
 مذہب اہل سنت میں حرام ہیں اور فریج و مبارزی علی طرفہ التمام مستحکم بیان ہر مذہب
 میتوان کردن و بخل نہ راستی خویش میتوان کردن و ہذا و حدیثیت ہذا الرسالہ لکھنے لکھا
 عما و سورین النسخا من نقشبۃ میزان العدل فی رد و ہفوات الی الفضل و اللہ ولی التوفیق و
 یدہ از مہ الجمع و التفریق قولہ الحمد للہ الذی ہدانا لہذا و ما کنا لنستدعی لولا ان ہدانا اللہ لحدونا
 یہ آیہ کریمہ قرآن مجید میں زبان اہل جنت سے حکایت منقول ہی اور سابق اسکا یہ ہی و ترجمانی
 صد و دہم من غل تجری من شیم الانوار و قالوا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا الخ سو مضائق اسکے اہل
 میں نہ فرمائی کیونکہ شیعہ اہل کفر میں نہ صاف سینہ را کہ سقیمہ نہیں لفظ ہذا اور لفظ ہذا اللہ سے
 دین رض کو قصد کرنا اور اسکو ہدایت میں جاسنا اللہ سمجھنا خلاف سیاق و سباق کریمہ مبینہ ہی اسلئے
 کہ ختم اس حکایت کا یوں ہی فاؤن مؤذون بنیم ان لغتہ اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ
 و یغوہوا عوجا و ظالم و صاکیل و ثقیل عوج عوجا اما مہ کا ظان ہی بنا علی ہذا اس جگہ
 ہرانا کو از قبیل فاؤن و ہم الی صراط الحقیم سمجھنا چاہیے کیونکہ ایراد کریمہ مذکورہ کا ہدایت رسالہ ہذا میں

بطریق اقتباس صحیح اس سب سے ملاحظہ صدق سباق و سابق دلیل جمل نفاق و علامت
 شقاق ہی فائز قولہ و تقریر خیال صحابہ غیر مرتدین علی الاعقاب جواب مراد مرتدین سے
 اگر وہ لوگ ہیں جنہیں ضعیفہ اولیٰ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہال و قتال کیا تو انکو کوئی دخل
 اصحاب نہیں کہتا اسموتین یہ تہید اترانی نام نہی بلکہ لغو اور اگر معاذ اللہ مراد انصار و مهاجرین ہیں
 تو کسی کتاب معتد شدہ میں یہی کوئی حدیث و قول نہیں ہے کہ غیر انکے ارتداد بلکہ دہم پر پایا نہیں جانا
 کلینی نے کافی میں تصریح کی ہے سات مرجان ایمان مہاجرین اولین کے کہ انکا ایمان راجع ہے ایمان
 سائر امت پر آؤ نیز کافی وغیرہ احادیث شیعہ سے ثابت ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے
 وہ خود کافر ہو جاتا ہے اور جو کسی بگینا کو کفر کی گناہ کے نسبت کرتا ہے وہ بالی و کمال اہل عیبت
 ہی گذر جاتا ہے قولہ صرف اوقات عزیزہ اطاعت حضرت سبحان میں کی جواب مراد اس سبحان
 سبحان علی فاضل صاحب میں نہ اللہ صاحب اسلئے کہ یہی اس سالہ انہیں کی دروزہ گری کا وسیع
 کیا ہے چنانچہ فقہرہ مابعد کہ پیوستہ تحقیق مذہب حق و طریق صواب مینام مؤید اسکا ہے لیکن جو
 ہزاران جن اکابر نسبت انکے بدیعولی ہے اسلئے ہجگہ پیشل صادق ہی بٹے میان تو بٹے میان
 چھوٹے بیان سبحان اللہ قولہ صحبت احباب کریم نفس کو منتہات سے گنا جواب مراد اس حدیث
 سے جناب فشی کریم علی صاحب میں وہو کاتری قولہ بدیۃ المؤمنین بدایۃ المسلمین نام کہہا جواب
 کلینی میں نام صحیفہ صادق سے روایت ہے کہ لغو عن انکاس و لا تدعو احد الی امرکم اور کشف الغمہ میں
 امام رضا کہ لا ایمان لمن لا تقیۃ لفقیران بن رسول اللہ الی امی قال لی وقت یوم معلوم وہو خروج قافلہ
 فمن ترک التقیۃ قبل خروج قافلہ فلیس منا اور جامع الاخبار میں بھی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تاکرا
 کتارک الصلوٰۃ اس سے معلوم ہوا کہ بدایت مسلمین مخالف امر ہے وادھیاری اور اوہدین عورت
 غیر ترک تقیۃ لازم آتا ہے اور جو تارک تقیۃ ہے وہ یومین بہین اور جو تفرقہ کہ اپنے درمیان مومن
 مسلم کے صفحہ کا سی راہ میں ایمان فائز بیان کیا ہے اور اس تمہید میں گویا تعرض طرنا اسلئے
 کی ہے سو جواب اسکا بخیر اہل تقیۃ زمین پر سر زمین اوی جگہ آپ کو ملے گا قولہ ترجہ ضروری

نصف
 صحت
 صحیح

عبارت عربیہ کا حاشیہ بنی اسطور پر بایجاز و اختصار لکھا جو اب یہ ترجمہ ہی غالباً وین سے منق
 ہی زبان سے عبارت عربیہ منقل ہی اور قید بایجاز وغیرہ اسلئے ہی کہ اگر ترجمہ مطابق مترجم کہ منو
 تو اعتراض مخالف سے جیلہ قرار حاصل ہے والا وہی بات ہی انکشاف و انسا کا قولہ چند فوائد
 دنیہ کی تیب معتبرہ سے کمال کے اپنی طرف سے منیم کیا جو اب یہ فوائد معتبرہ کہ غالباً مسروقین
 رسالہ احیاء المیراث کے نیز شکم زاد سامی بن محافظ علی امی ان ہی الا فتنک قولہ ہر چند علمائی کرام
 و مجتہدین عظام نے کوئی امر مرقی نہیں چھوڑا جس کا لکھنا ضرور ہو لیکن ہم سر گلہ رنگت ہوئی دیگر
 جو اب سچ ہی اذات القبول کثرت الفضول ع حاصل تحصیل حاصل حاصل بودہ است + قولہ
 محض بامید حصول ثواب اعلان کلمہ الحق والصلوب یہ کتاب لکھی جو اب جبکہ مصارعت قدیم
 حضرات امامیہ خلاف و مضاد امر تقیہ و نص کتمان دین و مقتضیات عقلیہ و نقلیہ وغیرہ موجب نفع
 نہوی تو یہ مقادست جدید و مصارعت غیر سید یکم کیوں نہ محض ثواب و معین صواب
 ہوگی اسلئے کہ پانچا ہر گاموں پر آتا ہی قولہ سوال الی قولہ انحضرت نے فرمایا کہ میری امت بعد
 میرے تتر فرستے پر قسم ہوگی ایک انفس سے ناجی ہی باقی و دوزخ میں جائینگے پس میں حیر
 ہوں کہ فرقہ ناجیہ کون ہی اسلئے کہ ہر فرقہ آپکو ناجی قرار دیتا ہی جو اب بنل میں لڑکا شہر میں
 ڈنڈا ہوا آپ کو ناحق حیرت ہوئی اسی حدیث میں تو جواب اس سوال کا اور بیان فرقہ ناجیہ کا
 موجود ہی کہ ما نا علیہ و اصحابی اور صدق اسکے اہل سنت میں نشیہ کیونکہ نزدیک شیعہ
 کے سب صحابی مرتد ہو گئے الا دو تین چار اور امامیہ بجائی اصحابی کے اہل بیت کہتے ہیں سو
 اس تقدیر پر ہی کہ تعارض نہیں اسلئے کہ اہل بیت ہی داخل صحابہ میں جیسے حسن حسین
 و امیر قیہ ام کلثوم و زینب اولاد انحضرت اور عائشہ و حفصہ وغیرہ از ولج مطہرات نبوی
 و عباس علی و جعفر و عقیل اور اولاد عباس کہ یہ سب اصحاب ہی ہیں اور اہل بیت ہی اور
 قاعدہ انکدریث یفسر بعضہ بعضاً متفق علیہ یزیدین ہی اور ظاہری کہ شیعہ لاجن طاعن ہیں
 ساکرا ازواج و بنات کے سوا خاطر و خدیجہ کے تو یہ تابع اہل بیت نہوئے اور اگر کلیت

ن
 مسروقین
 فوائد و فطیہ کا

ن
 در فرقہ
 بر جیہ

ن
 واضح صحابہ
 و بیوت کی
 صحابہ میں

مختصر کتب پنجین میں تشریفاً و عقلاً باطل ہی کہا ہو مصرح فی موضعہ اسطرح اگر دین اہل بیت کو
غیر دین صحابہ کیمین تو وہ بھی البطلان محتاج برہان ہی کیونکہ مخالف خبر متواتر مشہور ہی پس
ثابت ہوا کہ فرقہ ناجیہ وہی جو طریقہ صحاب و اہلبیت دو نو پر ہی و اہل اہل سنت و اجماعہ
قولہ جواب الی قولہ امام غزالی پیشوائی اہل سنت و جماعت رسالہ معرفۃ المذائب میں
لکھتا ہے جواب قطع نظر عدم مطابقت اس جواب کے سات سوال مذکور کے یہ رسالہ
فارسی عمود طاہر غزالی معتزلی کا ہی نہ امام ابو حامد غزالی کا اور مجالس المؤمنین میں کہ
اہل حق شیعہ و معتزلہ کو ایک چیز جانتے ہیں اور دستان مذہب میں لکھا ہی کہ جب
معتزلہ و متکلمین پیدا ہوئے تو بعضے روضہ فی غلو و تقصیر سے رجوع کیا اور معتزلی ہو گئے
انتہی پس معتزلہ کو پیشوائی اہل سنت ٹھیرا کہ نسبت یا نام بالقلب مشترک سے مستثنیٰ نہ ہو
دہو کا دنیا مصداق قولہ تعالیٰ بنا ہی یُخْجِرُونَ الشِّرْکَ وَالَّذِینَ آمَنُوا یُخْجِرُونَ إِلَّا الْإِشْرَکَ
وَمَا یَشْعُرُونَ قولہ سید مرتضیٰ علم الدی مجتہد امامیہ نے رسالہ تبصرۃ العوام میں امامیہ
اشعاشریہ کو ناجی قرار دیا ہی جواب سادہ کالات دیگر جناب تاریخ دان نیز مستند
سید مرتضیٰ البواکhsi ثمانینی برادر رضی مجتہد امامیہ جنکا لقب علم الدی ہی اور شخص ہی
اور سید مرتضیٰ رازی صاحب تبصرۃ العوام اور شخص ہی اوّل قدام و فقہاء متکلمین امامیہ
ہی ششہ تین سو پچپن ہجری میں پیدا ہوا اور اسی سال جیا اور ثانی سالہائی درازاوس
ستاخر ہی چنانچہ کتاب اوہلی کہ ملہ ہی نقول اقوال علمائی متاخرین شیعہ سے اول دلیل
ہی اس مدعا پر پس جبکہ تمکوا اپنے گہر کی ایسی تحقیق ہی تو مذہب اہل سنت میں خدا جائے
کیسی تدقیق ہوگی شعر تو برا وج فلک چو دانی چمیت چون مذاقی کہ در سرائی تو کیست
معجزہ اولہ نجات امامیہ کے کہ صاحب تبصرہ نے لکھے ہوئے ہی ہو گئے جو تم نے زیب
قلم فرمائے سو تم نے اور ایمین اور ہم نے ہوں بہون کہا میں قولہ حقیقت میں اہل جہل و
کی شیعہ و سنی ہی دو گروہ میں جواب دستان میں اس قول کو اور بعض طور سے

من
غزالی
میں

میں
میں
میں

ابن اعظم نقل کیا ہے کہ اہل این ہفتادوستہ گروہ و مذہب بہت فواضل و فضیل الخ نہ بلفظ
مستی و شیعہ سو قطع نظر سر قرو حیات نقل کی روافض ہونا امامیہ کا باقرطبی سے ثابت ہوا
اور یہی ہونا اہل سنت کا جب سلم ہر کئی کتب سے نقل کیا جاوے کیونکہ الزام خصم مسلم
خصم ہوتا ہی نہیں اور اسکے معذراصل ہونا شیعہ کا واسطے تفرق جملہ فرق کے مسلم ہی
کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوا دِیْنَهُمْ وَكَانُوا شِیعًا لَنْتَمِثُنَّ فِی شَیْءٍ وَّ

اخرج الطبرانی وغیرہ بسند جید عن عمر بن الخطاب ان رسول اللہ صلم قال لعلائشۃ یا عالائشۃ
ان الذین فرقوا دینهم وكانوا شیعاء هم اصحاب البدع والابوار من هذه الامة اور
اصل تفرق ہونا سنی کا احتیاج سند کہتا ہے و این ذلک کیونکہ سنی بعض قرآن منہ عن
تفرق سے قال اللہ تعالیٰ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ قولہ دبستان مذاہب
میں کہتا ہے کہ اٹھارہ فرقے شیعہ بین امیہ چین فرقے اہل سنت و جماعت سب متبرک
جواب تعلیم ششم دبستان مذاہب میں اس قول کو نظر دوم اعتقاد شیعہ میں بذیل قول

سابق طوسی اس عبارت سے نقل کیا ہے کہ بعد از ان مذاہب نو صوب مشغوبہ پیچا و بیچ
فرق شد و مذہب روافض بہ پیچہ فرقہ انتہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول بھی طوسی کا
نہ صاحب دبستان کا معذراوسمین لفظ نو صوب ہی نہ اہل سنت حالانکہ نو صوب نزدیک
اہل سنت کے بھی مطرود و مردود ہیں نہ مقبول پس یہ نقل با سخن فید سے خارج ہی قولہ
جنات اخلا و دین ہی کہ سنی اہل تائیس فرقہ ہیں جواب یہ روایت شیعہ کی ہی سنی پر
حجت نہیں قولہ سابق گروہ و مذہب یہی مذہب رکھتے تھے یعنی جنہی پھر تقلید چوڑ کر
عمل ظاہر قرآن و حدیث پر کرنے لگے جواب معلوم نہیں کہ یہ دعویٰ کونسی کتاب
سے منقول ہوگا اسلئے کہ مقلدین احمد بن حنبل کہیں تا یہ نہیں کہلائے اور نہ اہل حق ثانی
ہیں بلکہ اس لقب پر تخریص سے عار کرتے ہیں اور جو لوگ ظاہر قرآن و حدیث پر عمل کرتے
ہیں وہ ظاہر تہ ہیں نہ وٹائی اور جواب کو وٹائی کہتے ہیں وہ صاحب مذہب نہیں بلکہ جو

تفسیر
نصف

م
زیر و

کالانعام میں کیونکہ المسنت مختص بن مقلدین ائمہ اربعہ میں بنا علیٰ ہذا یہ جملہ متنے شاید بطور
 تفسیر عبارت لکھا ہی کہ تبدیل فائزہ مضائقہ ندارد و قولہ تخص کلام مسنت و حاجت مراد
 پیروں ان چارخص سے ہی یعنی امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل
 جواب یہ دعویٰ تمہارا کہ ان الکذوب قد صدق بے شبہ مطابق واقع و نفس الامر ہی
 سوجہ حقیقت میں یہ چاروں ایک ہی چیز ہیں بنا بر امتداد اصول عقاید و اعمال اور خلاف قلیل
 انکاف و فروع میں مختص نہیں اس سے عدم تفرق المسنت کا کما حقہ ثابت ہی کہ ان لہذا جرح علی
 مستقیماً فائزہ قولہ اور یہ آپس میں اکثر مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں جو اولیٰ شبہ عظیم
 شہم اختلافات نامہ جو ابہم فہم جو بنا قولہ علماً ان چاروں مذہب کو آپس میں مشابہت بہت
 خصوصاً خفیہ شافعیہ کے جواب یہ مشابہت اصول عقاید و اعمال میں ہیں یا فروع
 مسائل میں اگر اصول مراد ہیں تو یہی البطالان ہی اس لئے کہ اس بابت کوئی قصا
 افہام نہیں اس دعویٰ غلیبہ البیان اور اگر مراد فروع ہیں تو وہ منجز بتفصیل و تکفیر کی دیگر
 نہیں کہ مشاہدہ اس میں دلیل بطالان مذہب ٹیپی چنانچہ قول سامی کہ باوصف ابن خلاف
 چون در اصل فطرت یک اندیشدین یک یک سبک نہتی قصدیق اہل کتاب ہی معہذا اتفاق
 نسبت اختلاف کی بہت ہی چنانچہ بعد تخص و استقرار کے مجموع مسائل مختلف فیہ مذہب
 میں تین سو کئی مسئلہ فروعی پائے ہیں جنہیں نفس صحیح موجود نہیں بخلاف شبہ کے کہ انکے
 اصول میں اختلاف جاش ہی چہ جہا فروع کی اور ہر ایک فرقہ دوسرے کی تفصیل تکفیر کرتا ہی
 چنانچہ تیسے ہی صفحہ اکھیر سالہ میں لکھا ہی کہ سو گ فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کے سب گمراہ
 ہیں انتہی اس سطح کی سانیہ و ناوسیدہ و سعلیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ جو جاسے سوا ہیں اثنا
 ہوں یا اور کوئی وہ گمراہ ہیں پس اگر امامیہ شخص کرین تو فقط اثنا عشریہ ہزار مسئلہ
 فروعی میں باہم مخالف مختلف ہیں حالانکہ اول مسائل میں مخصوص صریحہ ائمہ ہی موجود
 ہیں یہ امر نزدیکی اوسکے جسکو کتب قدیمہ و جدیدہ طائفہ پر اطلاع تام حاصل ہی مسلم الثبوت

اختلاف چار مذہب
 و شبہ

مجموع مسائل
 مختلف فیہ

اختلاف مذہبی
 شبہ

ہی اگر کوئی جاہل بے علم انکار کئے تو محل شکایت نہیں قولہ عقیدہ سنت جماعت یہ ہے
 جو اب بخدا ان عقائد کے آپس میں کچھ بھی کہنا ہی کہ اول خلفاء نبیؐ معاویہ اور آخر
 الحاکم و ان حمار چھ سترہ امین ابوالعباس سفاح خلیفہ ہوا اور دولت عیسائی کی سنہ ۴۵۶
 تمام ہو گئی آخر انکا مستحکم تھا جو بلا کو خان کے ہاتھ سے ہلاک ہوا الی آخرہ سو یہ عقیدہ
 جس کتاب عقائد اہل سنت میں لکھا ہو اوسکا نام شد عنایت ہو نہیں تو بس کر میاں کہ
 دیکھا میں نے یہ لشکر قولہ قصہ تکلیف کا آئندہ مفصل لکھا جاوے گا جو اب یہ وعدہ مفصل نہیں
 ادا ہوا کیونکہ علامات منافق میں آیا ہی اذ اوعدا خلف اور اہل تجربہ نے کہا ہی کہ درود
 حافظہ نبیؐ اور یہ پہلا وعدہ ہی دوسرے تیسرے کا خدا حافظ قولہ الفقہ معاویہ
 نزدیک ستیوں کے خلیفہ خیم ہی جو اب یہ لفظ مسروق ہی عبارت رسالہ شہید وغیرہ
 تقلید الالبصیرۃ اسلئے کہ کتب اہل سنت باعلیٰ صوت منادی میں کہ معاویہ ملوک میں ہیں
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ خلفاء راشدین میں تھی کہ ابھی چند سطر پہلے اسکے کہنے ہی اسکا اقرار
 کیا ہی کہ ہر گاہ معاویہ بخلاف رسید ایام خلافت راشدہ تمام شدہ ہو ریاست اسلام
 سلطنت گشت انتہی بلقظکم لیکن انکہ کا پانی ڈھل گیا ہی ورنہ شرح عقائد تفتازانی میں دیکھو کیا
 لکھا ہی تھا وہ من بعدہ لاکھوں خلفاء ملوک کا و امراء اور تہذیب الکلام میں ہی تفصیلت
 الامامہ بعد ثلاثین الی الملک السلطنۃ اور فضل بن روز بہان نے ابطال الباطل میں مذکور ہے
 رضی اللہ عنہ لکھا ہی انہ لم یکن من الخلفاء الی قولہ فان کان من ملوک الاسلام اور فتح الباری
 میں ہی و اما معاویہ من بعدہ فعلی طریقۃ الملوک ولو سمعوا خلفاء اور شرح فقہ الکبریٰ میں ہی
 اول الملک معاویہ علی بن عبد البر نے خود حضرت معاویہ سے نقل کیا ہی کہ انہ کان یقول
 انما اول الملک قولہ القاب چاروں خلیفہ کے مقرر کئے ہیں اول صدیق دوم فاروق سوم
 ذی النورین چہارم اسد اللہ جو اب صاحب منہج المقال فی تحقیق احوال الرجال نے
 فضیل سے کہ اصحاب یہ نبیؐ علیہم السلام سے بھی ذیل حدیث ان ارجئت لیشتم

من
 حضرت
 جماعت

من
 خلف

من
 با شہادہ
 معاویہ
 نہ خلیفہ

من
 القاب
 خلیفہ
 اربعہ

الی ثلثہ من لقب صدیق و ثانی تین از ما فی الفارار و لقب فاروق اور ثالث ہونے فرشتہ کو
 زبان فاروق پر ذکر کیا ہی اور ذی النورین بسبب تزوج دو دختر نبوی کے لقب باین لقب
 ہیں اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ القاب زبانہ نبوی میں مشہور و معروف تھے کیونکہ اگر ایسا
 ایسا نہ ہوتا تو ائمہ ہدیٰ سرگزشت لقب سے ان کو یاد و نظر طے حالانکہ علی بن عباس
 آر دہلی نے کتاب کشف الغمہ میں امام جعفر صادق عن ابی عن جده علی بن ابیطالب سے
 روایت کیا ہی کہ قد سمی ابی اکبر رسول اللہ و المہاجر و والافسار صدیقاً و من لم یصدقہ
 فلا صدق اللہ قولہ فی الذیاد الاخرہ قولہ و س آرمیو کو قطعی جتنی کہتے ہیں جو اب
 صاحب حق یقین نے دلیل اس طعن کی یہ لکھی ہی کہ عقلاً یہ بات جائز نہیں کہ حق تعالیٰ
 غیر معصوم کو غیر شے کہ عاقبت او کی بہشت ہی اس لئے کہ ہمیں حرص دینا ہی ہو گا قبح پر
 انتہی سو یہ ہم مغلطہ صریح ہی اس لئے کہ بالاتفاق ثابت ہی کہ خدا اہل بدر و بیعت الرضوان
 کو بشارت مغفرت دی ہی اور ہونا ان دسوں کا شیس مہاجرین و انصار اور شریک
 بیعت الرضوان اور زمرہ اہل بدر میں سب شہدہ منقبض قرآن و حدیث ثابت ہی یہاں تک کہ شعراء
 اسلام نے اس مضمون کو اشعار میں داخل کیا ہی قال بعضہم شعراء یا بدر اہلک جبار و اعلموک
 التجری و قحجوا لک و علی و حسن و اکابر عجزی و غلبہ فسلوا ما را و اواب فانہم اہل بدر و اور مؤمن
 جزا رہی تھی نے کہا شعراء رایت بدری محاطا باہل حین میری و نقلت عدنی و صلح
 و اشرح بکک عدنی و فواجونی بشتیم و و لطم خد و زجر و نقلت افعلوا ما ارادتم و فقد لکم
 الامر ہی و ولا جناح علیکم و فانکم اہل بدر و اور آپ کے والد ماجد نے اقرار کیا ہی سات
 جتنی ہونے مشرف مشرف کے چنانچہ خبر افقائس میں یہ رباعی نظم کی ہی رباعی علی ابو بکر و
 فاروق ہم و من و یغمان مدعی و الزبیر انوار المجد و سعید و سعد و ابن عوف و طلحہ و کذا و خجل
 جراح لہم جنہ اخلد و اور قطع نظر اسکے امامیہ نے ہی حق شیعہ میں بشارات نقل کئے ہیں
 چنانچہ کلینی اعور نے کافی میں باب من غرہ امامہ لم یغزو ما تقدم من الامر و ما اخر من احادیث

و
 فرشتہ
 بیشہ

و
 بشارات
 و حق شیعہ

اگر اس بابت کبھی مین کہ صریح موجب انفراد و اعزاد عوام مین اور جن یقین مین ہی امام جعفر صادق
 سے مناقب شیعہ مین کہ آنحضرت نے فرمایا قسم خدا کی کہ دو نفر تم مین سے داخل جہنم گئے
 واللہ ایک ہی داخل ہوگا انتہی ظاہر ہی کہ یہ حکم عام شامل کا ذی نام ہی پس جہت عموم جائی ہو
 مرقوم ہوا تو جو لوگ مخصوص النفرت اور داخل اہل بدر و بیعت الرضوان مین وہ کیونکر دروغ و غرور
 نفرین ہونگے قولہ بعضہ علماء نے کہا ہے کہ خلافت ابو بکر و عمر کی بموجب حکم خدا و رسول
 از روی قرآن و حدیث کے مستنبط ہے اور بعض نے صاف لکھا کہ از روی قرآن و حدیث کے
 نہیں ہی صرف صحابہ کے اجماع سے خلافت کو پہنچے مین عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان مین
 کتابی کہ کوئی آیت و حدیث بمقتدہ خلافت حق صحابہ مین تصریح نہیں ہے چوالب اگرچہ آپ نے
 سابق و سیاق کلام شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو محذوف کر کے استدلال بطریق لا تقر لہ
 الصلوۃ کیا ہے چنانچہلاحظہ تکمیل الایمان سے واضح ہی لیکن وجہ تطبیق مین القولین کی یہ ہے کہ
 جس نے خلافت کو مخصوص کہا مراءو اسکی یہ ہے کہ نفس الامریہ مین مخصوص متواترہ دلالت کرتے مین
 خلافت علی المرتبہ پر یہ مراءو نہیں کہ خلافت وقت انقضا کے کتابت بانصت ہی اسلئے کہ اس وقت
 شخص نے تمسک سات اوّل لیل کے کیا جو فی الفور اس کے پاس موجود تھی اور فرصت
 تتبع مخصوص کی معاون مخصوص سے بسبب ضیق فرصت کے غلی چنانچہ اسلئے حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گروہ مسلّمون کے ایک کو ان دو کو مین کہ عمر بن الخطاب
 و ابو عبیدہ بن الجراح مین اختیار کریں وہی خلیفہ ہے غرض یہ تھی کہ انھما رضاف کریں اور
 دعویٰ نفس کا اپنے لئے نہ کریں اسلئے کہ معلوم تھا کہ یا بی اللہ و المسلمون الا ابابکر اور صدیق
 اگر جانتے تھے کہ یہ بان ہونے والی ہی حاجت او عاصی نفس کی اپنے واسطے کیا ہے خود بخود
 ہووگی اور حضرت فاروق نے جو وقت شہادت کے خلافت کو در میان چہرہ آدمی کے
 بطور شہوت سے چہرہ اسوا سلئے کہ یقین خلیفہ کا اپنے ذمہ ملین والا فاروق اعظم سے بارہا
 منقول ہے کہ اشارہ طرف خلافت جنتین کے علی المرتبہ کرتے تھے اور حضرت طلحہ و زبیر

حالات صحابہ و انبیاء

جو وقتِ خلافت حضرت امیر کے کلماتِ اکراد کے کے سوا سلسلے کہ بہت بزرگ تھے حضرت عثمان ہوتی تھی اگرچہ نفسِ الامری میں اسد اللہ تھے امامت تھے اور مراد شہیدِ خلافت بالاجماع سے یہی کہ اجماع اکثر اہلِ محلّ و عقد کا تحقق ہو پس اگر دو ایک آدمی اجماع سے خارج ہو تو کچھ پرواہ نہیں اسلئے کہ اکثر کو حکم کل کا ہی مسلط سعد بن عبادہ وقتِ انعقادِ خلافت محدثین داخلِ اجماع نہ ہوئے پھر ثانی الحالِ بیعت کے کا حقیقہ اولو العلم پس عدمِ دخول کا قانع نہیں ایسی آبان بن عثمان مجتہدین صحابہ سے تھے کہ خلافِ ان کا مفسر مقصود ہو اسلئے جو صحابہ حضرت امیر علیہ السلام سے آزدہ ہو کر پاسِ خلافت کے چلے گئے کل دو چار آدمی تھے نہ جیسے مغیرہ بن شعبہ وغیرہ سید بھی مجتہدین صحابہ میں معدود نہ تھے مع ذلک آزدگی انکی بنا پر بیعتِ اخلاق تھی نہ بسببِ لیاقتِ خلافت کے اسلئے کہ یہی ان خاص نقلِ مناقبِ رضوی میں کثیر الروایت میں پس مفعول ہو گئی وہ جن جو اپنے بابت عدمِ بیعت سعد کے صفحہ اکمل میں اور نسبتِ مغیرہ کے صفحہ ستاون میں لکھی تھی کہ اول نے مطلق بیعت کی اور ثانی معاویہ علیہ السلام اور جہمی بن گئے لیکن سعد بن وقاص و محمد بن سلمہ و اسامہ بن زید و عبد اللہ بن عمر وغیرہ ایک جماعت متورعین صحابہ کی کہ جو بسببِ کمالِ احتیاط کے شریکِ جنگِ حضرت امیر بافرنگ نہ ہوئے سوا انکو خود اسد اللہ نے معذور رکھا اور انکے حق میں فرمایا ہوا کہ قد و اعن الباطل ولم یقوموا مع الحق لیکن ان سب سے بھی بہت مناقب و نشر فضائل رضوی میں مقصود نہیں کیا اور ظاہر ہی کہ بیعت ہر فرد کی انعقادِ خلافت میں ضرور نہیں اگر ایک جماعت بیعت کرے اور باقی تسلیم کریں تو خلافت منعقد ہو جاتی ہے پس وہ جو اپنے صفحہ ستر میں میں لکھا ہے کہ جنگِ صفین میں مسلمان تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے طرفداری دونوں کی یہ گروہ ظاہر میں معین معاویہ نہ ہوئے لیکن باطن میں معین و مدد تھے انہی حاصلہ مفعول ہی والا عالم ماکان و مایکون یعنی حضرت امیر انکے حق میں قد و اعن الباطل نظر آئے باجماع کہ سب نفسوں بشوشتِ عروج ہو گئی تو بہرِ خلافت خلفاء اربعہ کا بے شعبہ از روی نفس

محقق ہی گو وقت انقضاء خلافت کے نہوا اسلئے کہ اوس وقت بنا برضیق فرصت و وسعت حادثہ
 وترد و خواطر کے اتفاق تین نصوص کا نہوا اور سطر حکم بت اسلئے بن کہ صدر اول بن ابی
 قیاسات سے ثابت تھے اور اب نصوص سے ثابت بن ہر مسئلہ ہی اسی قسم کا ہی
 اور نہی مطلب ہی قول شیخ دہلوی کا جسکو آپ نہ مہجے اور اس سے ثابت ہو گیا کہ ثبوت
 خلافت کا اولاً اجماع سے ہی پھر نصوص سے ثواب نصوص و مجمع علیہ دونوں ہی
 اہل سنت کے نزدیک اگر استحقاق امامت کا بن ثابت ہو تو اوسکو خلافت راشدہ کہتے بن اور
 اگر بغیر مداخل ظنیہ ہو تو اوسکو خلافت عادلہ کہتے بن اور اگر تغیر بقرون بدول استحقاق ہو تو
 اوسکو خلافت جائزہ و ملک عضو کہتے بن سو خلافت خلافت اربعہ کی سبب مشہد راشدہ ہی
 اسلئے کہ ہر ایک نہیں تھی امامت کا ازروی نصوص کے اس تفرقہ کو یاد رکھنا کہ بہت
 کام آوے گا قولہ اعتقاد امامیہ اثنا عشریہ کا یہ ہی الخ جو آپ یہ سارے عقیدے و مباحث
 ثقلین بن بشہادت ائمہ امامیہ چنانچہ اجوبہ کتاب ہذا سے واضح ہو گا موسیٰ بن علی بن
 حسین بن علی بن ابی عن جبرہ فرماتے بن کہ انما شیعۃ من ابطاع اللہ و عمل عملنا و نظائر
 ہی کہ یہ اعتقاد ائمہ ہدی کا نہ تھا قولہ بدیع غیر کے جواب سے خلاف حکم کیا اور ذی حق کو حق
 محروم رکھا اور اہل بیت پر سبھت صحیح کہئے اور خلافت سے لے لی جو آپ بہت کلمہ متخرج
 من افواہہم ان یقولون الا کذباً یا رخ اسکا جواب بیان ششم بن آوے گا فانظروا انی حکم
 من المتظن بن قولہ اس سبب سے مستیون کو غاصب فاسق فاجرو متبع ذابہ و کاو جانتے
 بن جو آپ یہ جانتا تھے اطاب بن اہل بغل و سیا جانتا ہی جیسا کہ فارسی آخر الزمان کو
 مجنون شاعر سحر کا بن جانتے تھے اپنے بھائی کا برقع موہنے پر لے لیا ہی اور اتحاد
 ائمہ ہدی کو بالکل گوشہ خاطر عاظر سے ہلادیا کافی بن ہی جو شخص مسلمان کو کاخ کہے
 وہ خود کافر ہو جاتا ہی اور اہل سنت تو ہمیشہ محاذ فوجاں سے امر بن بلکہ ہمیشہ مداخل
 فساد کا مستیون نے ہی کیا اور حق خدمت اہل بیت بجا آلا سو حقیقت بن سچا مناظرہ

فوق خلافت راشدہ و عادلہ و جائزہ

بہی ہونا اس سنت کا بطور شیعہ و جواب کا

شیعہ کاسات نو صوب کے ہی سنیوں کے سلیکے کو انکو فوم البیت میں باک نہیں ادا کو بہ
 کوئی احباب میں مبالغہات نہیں بخلاف سنیوں کے کہ یہ جسکو برا کہیں زبان آخرت کریں کہ اور
 قبلہ قطب و درختہ موتی کہہ ہر گز کیا کیجئے جب یہ بھرا ہی آخذ البری باجرتی عمل کرتے ہیں
 اور سنیوں پر قہر نصب کرتے ہیں تو اسوقت مداخلہ کیا جاتا ہی کہ ادفع بالی ہی ان
 شہر الا ایلین احد کلینا فخل فوق جبل ایلینا ایلینا اور ظاہر ہی کہ حسب افادہ صدوق امام
 مہدی اوش شخص کو کہتے ہیں جو من حیث الاعتقاد و من عزت نبوی اور متحل خون تمامی البیت
 اور انکی برکاتی میں کوئی حقیقہ پختہ اور مجبور من ائمہ طاہرین ہو سو ہر تقدیر پر ہر صواب است
 ان سب لواث سے منہ و واقع ہوا ہی اسپر ہی اگر انکو کوئی مہمی کہے تو صرف لدا و عناد
 ہی پس قولہ جو نہیں سے تقلید مجدد العصر کے کہ انبیا مام ہی کرتا ہی اوسکو اصولی کہتے
 ہیں اور اگر مقلد نہیں ہی تو اسکو اخباری کہتے ہیں اور اخباریہ کو مانند محدثین کے کہ فرقہ
 اہل سنت و جماعت میں ہی بچنا چاہیے یہ اب تمام اس فرقہ اصولیہ و اخباریہ کا یہ ہی کہ
 اصولیہ مقلد شیطان الطاق میں انکو اہل بیت سے کچھ کام نہیں بلکہ سالک جعفریہ میں لکھا ہی
 لا قول للیت و شرط الا اکثر کو ذیٰ یعنی جب مجتہد مواتو قول اسکا مفتی بہ نہا جب تک کہ مجتہد
 اجازت غے اکثر ہی ہی ہونا مجتہد کا شرط کیا ہی و کذا قال اعلیٰ فی تہذیب الاصول اور غرض اس
 ضابطہ سے یہ ہی کہ حکام دین ہر زمان میں تبدیل ہوتے رہیں اور تجویز علماء سابقین سے مختلف
 میسر آو اور قبل انکے سوا اعظم امامیہ میں طائفہ اخباریہ تھا بلکہ یا قر حسین علیان برادر سجان
 علیان علیہما علیہما شیعہ ائمہ صحرا نہیں کے طریقے میں تھا مہذا ایک دوسرے کی
 تکفیر و لعن کرتے ہیں اور دائرہ ایمان سے باہر نکالتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہی کہ طہرین
 مکلف و ملعون ہیں و فی اللہ المؤمنین الصّال اور اقرار العقلا علی انفسہم حجۃ قاعدہ مقبولہ
 ہی قولہ بالجملة مسلمان ملک لیران الی قولہ ذہب مائتہ اثنا عشر سے کہتے ہیں جو اب
 اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو ذہب مائتہ کہنا کمال محال ہی اسلئے کہ کچھ نزدیک مسلم عبارت

منافق سے ہی چنانچہ صفحہ انکاسی رسالہ سے لائحہ عمل اور امامیہ مومن ہیں تو منافق مومن کی طرح
 ہوگا اور اگر ہوگا تو آٹھ عشرہ منافق ٹھہرتے ہیں اور اگر یہ لوگ امامیہ مومن تو ان کو مسلمان کہنا
 کس اعتبار سے ہوگا وہ بیان کیجئے اس لئے کہ بموجب قرار داد ایک عشرہ شیعیہ مسلمان نہیں ہیں
 حاصل یہ کہ اجتماع نفیضین کا اتفاق حکماء دلمین و آخرین متفق بالذات ہی یہ دونوں جہتیں واحد
 بذاتھما سنگین اس لئے کہ مصداق انکا واحد ہو لیکن جہاد تشیع کو بہت گنجائش ہی آپا
 چاہیں اجتماع نفیضات ثابت کر دین قولہ دولت امویہ و عیسائیہ میں شیعہ امامیہ اکثر تفسیر سے
 بسر کرتے تھے انتہی مختصر اچھو آپ یہ دعویٰ مخالفت تصریح امامیہ ہی اس لئے کہ باخترانی
 بحار الانوار میں لکھا ہے کہ خاتم خاص میں جو قتل بنام امام محمد باقر علیہ السلام تھی یوں لکھا ہے
 حدثنا الحسن الفہم والشرع علم اہل بیتک وصدق ابابک الصالحین ولا تخافن احد الا اللہ
 فان لا سبیل لاحد علیک اور خاتم ساوس میں کہ سبیل ہی بنام امام جعفر صادق یوں لکھا ہے
 حدثنا الحسن الفہم ولا تخافن احد الا اللہ والشرع علم اہل بیتک وصدق ابابک الصالحین
 فانک فی حرز وامن اس سے ثابت ہوا کہ یہ دونوں امام دولت امویہ و عیسائیہ میں تفسیر سے
 ممنوع تھے تو اب تفسیر امامیہ کا بے وجہ ہیر گیارہ تفصیل اور بطلان تفسیر کی تحفہ وسیع سبیل
 و منتہی الکلام وغیر میں تو قسم اوسکو مرتفع کر لو پھر نام تفسیر کا لینا قولہ زید یہ تابع زید ہر شیعہ
 میں اچھو اب تفصیل ذکر زیدی کی اچھو بنظر اسکے ہوگی کہ والد بزرگوار آپ کے زیدی تھے
 والا شیعہ بہت فحشے ہیں چنانچہ خود آپ نے دستان اٹھارہ طائفہ ہرنا اور جنات اخلا و سیکس
 فرقہ ہرنا امامیہ کا نقل کیا ہے لیکن جب یہ کہہ کہ امامیہ آٹھ عشرہ ہرنا اخلا خود سے داند توبہ
 تفصیل سے سو دو ٹوٹو ہیری کہ الکفرانہ واحدہ قولہ سلم نے جابر سے روایت کی ہے امامیہ خان
 غیر احادیث کتاب اللہ و خیر الدینی ہدی محمد و مشر الامور محمد ثناء و کل مدحہ ضلالہ کس معلوم ہے اگرچہ
 کچھ بعد انحضرت کے حادثہ ہوا شروع بدعت و ضلالت ہی اور ظاہر ہی کہ چاروں مذہب سنیوں کے
 بعد کتنے سال کے مقرر ہوئے ہیں چو اب ترتیب کرنا دلیل کا اور نکالنا نتیجہ کا اوس سے

مسلمان انوشیعہ کا طور ہے

منہج ہونا انوشیعہ کا تفسیر

شروع ہونا انوشیعہ کا تفسیر امامیہ

آپ ہی کا کام ہی سچ اسی تو مجھ پر خوبی زدکد است گویم ۴ اس حدیث میں قید بعیدیت زمانی
 کی کہان ہی جس پر اپنے شریعت پر ہونا مذاہب اربعہ کا مقترح کیا لیکن یہ گزشتہ بلا حظ لفظ
 اما بعد جو صدر حدیث میں وارد ہے اور اداوس سے بعیدیت حد آئی ہے نہ اور کچھ صادر ہوا ہے
 حالانکہ حدیث میں اگر یہ قید ہی ہوتی تو یہی مذاہب اربعہ داخل اس حکم کے نہ ہوتے اس لئے کہ امام عظیم
 دامام مالک دامام شافعی دامام احمد بن حنبل تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں تھے اور چاروں
 امام تابعین میں خلفاء راشدین کے جو دین اور کائنات و دین انکا ہی اور زمانہ صحابہ و تابعین کا
 مشہور کہ باخیری اس لئے کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہے انما خمس فی ثم الذین یلوئعہم ثم الذین
یلوئعہم اور راوی اسکے عبداللہ ابن مسعود ہیں اور اس حدیث کو سنح الصادقین میں حدیث قدسی
 کہا ہے اور قرن ایک زمانے کے ہم عصر اور ہم وضع کو گو کائنات نام ہی بعضے کہتے ہیں کہ ساتویں
 قرن ہونے لگا ہے اور بعضوں کے نزدیک سو برس کا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ قرن کی مدت کچھ مقرر
 نہیں ہو حضرت اور اصحاب کا زمانہ ابتدا و نبوت سے اخیر صحابی کی موت ایک سو بیس برس کا تھا
 اور تابعین کا زمانہ ایک سو ستتر میں آخر ہوا اور تبع تابعین کا زمانہ دو سو بیس ہجری تک تمام ہوا
 شافعی شریح کلینی میں لکھا ہے ان ہتینا خج عن الدنیا وکان وینہما مال والا یلزم ان کیون للامۃ
علی اللہ حجۃ وکذا فی وقت خلفاء و فی المنج خیر کم قرنی ثم الذین یلوئعہم اور حقیقہ کا ملہ سے کہ زبور
 و انجیل المہبت ہے اور جامع الاخبار ابو جعفر ابن بابویہ طوسی سے خیریت زمانے کی بعد آنحضرت
 کے چالیس سال تک بلکہ دو سو برس تک سچی جاتی ہے اس صورت میں غوی آپکا باطل اور غوث ہرا
 اور مضمون میں خضر ہیرا اخیرہ فذوق فیہ تحقیق ہوا اس لئے کہ جس صورت میں حسب ایت صحیفہ کا ملہ
 چالیس سال کے افشائی ضلالت ہوگا تو مقلدین ابن سیاہودی اور شیطان الطاق نے شہرہ
 منال تہیرینگے و لا اقل ۷ لوگ جنکے مذہب نے دولت مصفیہ میں قوت پائی اس لئے کہ جامع الا
 میں یہ ہی ہے کہ دو سو برس تک برگ و خار دونوں میں گے پھر برگ نہ رہے گا اور سب خار
 ہو جاوے گا اور موجب آپکے کہنے کے آخرین ائمہ اہل سنت یعنی احمد بن حنبل سنہ یکصد چار میں

متولد مجھے کہ یہ سال بے شبہ داخل دوسری سال مذکور ہی لغویں اہل سنت کا خیر و بدایت نہیں انش
 و اختلافات قول کہ اکثر مسائل میں مخالفت میں جواب پاسخ ہکا اور پگنہ چکا لیکن حکم اذا
 تکرر تقریر و دوسری طرح پر یہ ہی کہ اختلاف اہل سنت کا اجتہادی ہی کہ یہ قرن صحابہ سے
 لیکر زمانہ فقہاء اور بعد تک ہر جہت جانتے ہیں اور مجتہد اپنی رائی پر عمل کرتا ہی اور اختلاف ارا
 جبلت نوع انسان ہی کچھ اختلاف روایت نہیں کہ شاید کذب و افتراء ہو دوسرے سارا
 اختلاف فروع میں ہی نہ اصول عقائد میں سو اختلاف فروعی بنا بر اجتہاد و دلیل بطلان
 مذہب نہیں ہو سکتا مثل اختلاف مجتہدین شیعہ کے مسائل فقہ میں مانند پاکی و ناپاکی شراب
 و تجویز و عدم تجویز وضو و گلاب کے البتہ اختلاف اصول عقائد کا دلیل بطلان مذہب
 ہو سکتا ہی مثل اختلاف فرق شیعہ کے سراسر قسم کا اختلاف اب تک اہل سنت میں نہیں
 جو کہ یہی وہ خاندان عالیشان شیعہ الشیطان میں ہی کما قال اللہ تک و لو کان من عند
 غیر اللہ لو جرد و اضیہ اختلافا کثیر اطرفہ ہی کہ خود رفضہ ان اختلاف کو منسوب طرف ائمہ کے
 کرنے میں چنانچہ علل الشرائع میں لکھا ہی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ مسئل عن اختلاف
 اصحابنا فقال فقلت فکلمکم لو جمعتکم علی امر واحد لاخذکم مرقا بکم اور نیز اسی کتاب میں ہی
 امام جعفر صادق سے کہ میں شخصوں کو ایک مسئلے میں تین جواب دئے یہاں تک کہ صاحب
 تہذیب الکلام نے اقرار کیا ہی کہ کوئی خبر مروی نہیں کہ مخالفت و منافی اوسکے وارد ہوا
 اور کوئی حدیث سلیم معارضہ سے پائی نہیں جاتی یہاں تک کہ علماء احنافین نے ہاتھوں کا
 ہمہ پورا کیا انتہی قدر الحاحا ہے جسکے لکھ کر کا یہ حال ہو تو اختلاف اجتہادی اہل سنت پر
 کیا سنا غ طعن ہی ایسی بات وہ کہ جسکی سیے کی چھوٹ گئی ہوں قول مذہب ماسیہ کا
 وہی مذہب ہی کہ رو بر و حضرت کے تھا جو آپ نے اگرچہ نام از النہین کا فہرست کتب
 مناظرہ فریقین میں صفحہ ہفتم میں لکھ دیا ہی لیکن اوسکو ملاحظہ نہیں فرمایا والا آپکو معلوم
 ہو جاتا کہ بائٹرف ائمہ رفضہ مذہب ماسیہ کا مستحیث چند اشقیائی ہوں و کا ہی اور مذہب

جواب مسائل مخالفت اہل سنت

ذہب مذہب ماسیہ کا رو بر و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

اہل سنت کا عین میں سید المرسلینؐ ہی اور خود اکابر طائفہ ومنہم الفاضل الطبری صاحب الکامل
مفسرین کے طریق اہل سنت طریقت اصحاب ہی اور اگر سلمان والبرذر وغیرہ کو ذیل تشیع میں لیا
چاہتے ہوں تو حال ادکا بعد منقرار کتب و فتنہ کے اجلی بدہیات سے ہی حالاً کنو جمع اہل
مدینہ کیا انصار و کیا مہاجرین کہ اکثر ان کے حاضرین بیعت الرضوان اور بعض قطع حنفی و معتزلی
ہی مذہب متنبون کا کہتے تھے یہاں بہا سب مقام ایک حکایت غریب یاد آئی کہ ایک
عالم طائفہ ایران زمین سے بارادہ الزام اہل سنت و اہل طاعت دہلی میں رونق بخش ہوئے تھے
غلطہ ان کے تہجد حاضر جوابی و جودت ذہن کا بلند ہوا اور مجلس مناظرہ منعقد ہوئی ملا و مبارزہ
اپنی جوتیان بغل میں دامن اور رو برو ان کے مسند پر بیٹھے اونہوں نے پوچھا کیا تم ظاہر
کو آئے ہو کہا ہاں فرمایا یہ کیا حرکت ہے کہ خلاف عادت شرفاء کے جو زبان فضل میں زبانی
ہو ہمارے سامنے ظاہر کو مسند پر بیٹھے ہو ملا نے کہا کہ شیعہ کفیش مہاب کو جو رہا لیتے تھے اسے
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب مجلس میں سجاد اپنی کفیش اپنے قابو میں رکھے کہ فعلین تحت لعین
اور شخص نے تہقید بار اور فرمایا کہ شیعہ زمانہ رسول خدا میں کہاں تھے ملا نے کہا شاہ
زمانہ ابوبکر صدیقؓ میں تھے فرمایا یہ بھی غلط اور سوقت ہی انکا نام و نشان نہ تھا کہا غالباً
مدت خلافت فاروقؓ میں تھے فرمایا یہ بھی جھوٹ نبی زمانہ عمرؓ میں راویہ عدم میں بھی
ملائے کہا جبکہ یہ مذہب نہ زمانہ آنحضرتؐ میں تھا اور نہ زمانہ خلافتوں میں تو پھر بے شبہ بطون
لمحدین سے وجود میں آیا ہی مجلس ملا نے ہنسے اور وہ صاحب بغل ہوئے اور وطن کا رستہ لیا
یہاں پر اصل حکایت واقعی لکھی گئی اور تشنیعات ملا کو اشارہ تہقیر سے حذف کیا سو لفظ
اس حکایت کی واقع سے برہی ہی علاوہ اسکے اپنے صفحہ سوم میں سچا جواب سوال دل کھاجی
کہ رو بروی جناب رسالت ماب تمام انصار و اصحاب ایک رو بہ مطہج اور وفای خیر البرہ تھے
سب انحال میں بیروی جبریت و اجلال کی کرتے تھے حضور آفتاب کے حاجت جلائے شعل و
چراغ کی نہیں ہوتی جب سرور عالم روضہ قدس کو گئے اختلاف ہوا انتہی اور صفحہ ششم میں

واعدنی الاحکام الشرعیہ من عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی حصر المنصور العباسی لا یخلفون فی ذلک
 فرقہ اشیعہ و اہل ہنہ بل اجماع یفترون بہا و درجن رسول اللہ و کانت الصحابہ یجوبون الی علی علیہ السلام
 فی ما شتبه علیہم من الاحکام و لقد ردوہم عن خطا و کثیر حتی قال عمر لولاعلی لعلک عمر فی موضع
 حدیثہ ثم من بعدہ کان العلماء یجوبون الی اولادہ و احد البعد واحد الی من المنصور الی آخرہ
 اس سے ثابت ہوا کہ سب صحابہ موافق اہل بیت تھے اور سب اہل بیت مذہب اہل سنت و عجم
 رکھتے تھے اصولاً و فروعاً اور احتیاج صحابہ کی ملوث حضرت کے حل مشکلات علوم و احکام شرع
 میں کسی کے قول سے ہی جا بجا اسی رسالہ میں ثابت ہے اور بدین اتحاد مذہب کے استفادہ میں
 مستعد ہی والا باوصت انتہا ان مسائل کے الہیات و نبوات و امامت میں منی انکے جوہر
 کر نیکی طرف شیعہ و قدما رشیعہ کے کہ مقتدا ہی فرعون شیعہ بن کیا ہونگے قولہ فرقہ ناجیہ وہی ہے
 کہ پروال و قرآن کا ہی جواب حدیث متفقہ میں علامت فرقہ ناجیہ کے ما انا علیہ و اصحابی امی
 ہی نہ من مقتدی بالکمال و الفرقان من ذامر اول سے جمیع آل ہی یا بعض اگر سب بات مراد ہیں تو ظاہر
 ہی کہ سو ائمہ اثنا عشریہ کے سب خزانہ و اولاد ائمہ نزدیک شیعہ کے مسلمان نہیں تو پیروی
 اونکی پیروی البطلان ہو گئی ہے ائمہ اثنا عشر سو اونکا مذہب موافق اہل سنت تنازع مطابق امامیہ کیا
 سب تو پیروی اونکی اہل سنت کرتے ہیں رشیعہ و من ادعی خلافت علیہ البیان تنبیہ مخفی ہے
 کہ دعائے اس کا اس سوال سے صرف تعین فرقہ ناجیہ کا تھا اگر دلیل شرعی و اخص سہمی کے
 نہ استدلال سامی بلاد و مواضع اوطان اہل مذہب امر کثرت قلت اونکی و تقشیر عقائد رشیعہ
 اہل سنت با و ایل و از ناب ملحقہ جسکے جواب میں اپنے یہاں دلیل مرتبہ یہاں سے بسبب
 کمال تخر علی کے کہ لقب الفضل اوس سے خبر دیا ہی پہلو تھی فرامی اور سچا اوسکے ایک خزانہ
 بے سرو پا خارج از دماغ نہدی کہ اتنے فرقہ شیعہ و غیر میں اور اتنے مستیون میں اور سنیون
 کے جارا امام بن چکی سال لادت و وفات یہ ہی اور اتنے بلاد کثیرہ عظیمہ کے لوگ انکے
 مقلد ہیں اور عقیدہ نہیہ کا بابت خلافت و مالکھا و ما علیہا کے یہ ہی اور عقیدہ شیعہ کا یہ ہی

فرقہ ناجیہ
 فرقہ ناجیہ
 فرقہ ناجیہ

اور ان کے بارہ امام ہیں اور وہابی ان کو کہتے ہیں اور اصولی و اخباری ان کو اور مذاہب فقہاء
 اربعہ اہل سنت شروع بدعت ہیں اور مشربا امید وہی ہے جو ساسے پیغمبر کے تھا و لکن احوال ان کے
 مطابق جواب کاسات سوال کے ناگزیر ہے اور معیار عقل اور اس کے مسائل موجب ہے والا سارے
 خطابیات صحیح ہر اکرن اور جو کوئی کچھ بکندے وہ فنی و اثبات مدعا میں کافی ہو جایا کرے
 اس سوال کا اتنا جواب تھا کہ فرقہ ناجیہ طائفہ امامیہ ہی دلیل ان کی نجات کی یہ ہے اور مستحقین کو
 جو دعویٰ نجات کا ہی وہ صحیح نہیں اور دلیل ان کی عدم نجات کی یہ ہے اس لئے کہ غرض پہلی مسائل
 شیعہ ہی غرض کی کہ تقویر اس خود کو کوزہ و خود کو کوزہ کہ خود کو کوزہ کہ آپ ہی حبیب ہے اور غرض
 حبیب امامی کی کہ خود ہی مسائل ہی صرف اثبات مذہب فیض الباطل میں سنت ہے لا غیر وہ اس
 وضع پر حاصل ہو جاتا اگر فی الواقع دلائل مقبولہ الطرفین ہوتے نہ اس قصہ انسانی سے جو کہ
 گئے اور یہ پہلا سوال جواب تھا جس کا تار و پود یہ ہے اگے دیکھئے گا کیا گل کے لیے کام صبر و
 خیاس کہ نگہستان میں بہار مرا قولہ سوال جواب یہ سوال و مہم ہی اور حاصل اس سوال
 معلوم طول کا اس قدر ہے کہ حدیث ثقلین بے شبہ ارشاد نبوی ہے اور شیعہ حسب گفتہ اہل سنت
 سے کہ اہل بیت کو نہیں مانگتے تو یہ یہ کس طرح ثقلین کے ہیں قولہ جواب جواب یہ جواب
 اسی سوال کی گاہی جسکی ابتداء تقدیر کتب فریقین سے کی گئی ہے اور صدایہ زبان و ہفت
 اوسمین مندرج ہیں مقصود اس جواب سے صرف کہنا جواب بعض اقوال بدلتل حسب تحفہ بزم
 خود سیرت و انحال ہی نہ بطریق احتجاج و استدلال و ہنوز وہی دورست قولہ اگر مناظر اذ کیا
 اور انصاف سے سمجھنا منظور ہو تو صلح حق محرقا بن حجر و نقل فیض خواجہ مخدوم و ابطال
 الباطل فضل بن روز بہان شافعی و سعید تسلول ثناء انشا بانی تہی و کتاب تحفہ عبد الغفر
 دہلوی و منتہی الکلام و کاشف اللثام و ازالۃ التعین عن بصارتہ لعین حیدر علی کفشگر وغیرہ
 تصانیف سنیوں کی الی قولہ ہنوز مطالعہ کر دجو آپ اپنے اہلکلمہ بقضائے اذ القیت علیا
 احیا فقل واشتد گنتی کتب مناظرہ فریقین کی کی لیکن اسطے مخالفت ناظرین کے نام کتب

جواب دوم

تھا بعض
 اہل سنت
 و فض

مناظرۃ اہل سنت کے ہوتے لکھنے سات آئمہ اور نام کتب شیعہ کے بہت کلمہ قریب آئیں
 بیس کے حال اگر کتابیں اہل سنت کی زیادہ و فرض میں بہت میں جواباً و استقلالاً حتیٰ کہ کوئی کتاب شیعہ کی
 ایسی ہوگی جس کا جواب نہ ہو لیکن جہ کتاب آئینہ تالیف ہو یا صندوق نقیہ میں حکم جنین رحم پر
 نشین میں ہو یا قلت شہرت سے ملاحظہ اہل سنت میں نگذری ہو چنانچہ نام بعض کتب مشہورہ
 کے بہرین المنہج^۱ الادب^۲ لابن تیمیہ^۳ رسالہ^۴ قولہ^۵ لعفیف الدین حسینی و تحریر معنی فضا^۶ الخ الرد^۷ فخر^۸ خاں
 نصر اللہ کاہلی نصرۃ الصدیق^۹ للشیخ محمد قاضی محدث الدہ آبادی قدس سرہ تین حق و دروغ پر دروغ
 و دروغ احقان الحق صریح محرقہ و ہدایت موبقہ^{۱۰} مصلح مشرق^{۱۱} شرح صواعق ازہر خواجہ نصر اللہ
 کاہلی کشف الغطا^{۱۲} للشیخ عبدالعزیز الاکبر آبادی^{۱۳} شرح کشف غشا^{۱۴} از راجحش^{۱۵} سا ایضاً
 کشف الغطا^{۱۶} عن فساد حقان^{۱۷} اجماع النجی^{۱۸} الاسلامہ^{۱۹} لصاحب الصواعق^{۲۰} مفتاح کنوز خفیہ^{۲۱} حاشیہ
 تحفۃ اثنا عشر^{۲۲} تنبیہ^{۲۳} السفسیہ^{۲۴} رد حوادیم^{۲۵} از مولانا یوسف اللہ ملتان^{۲۶} رجوع الشیاطین^{۲۷} و ذلک
 نقال کشمیری^{۲۸} بیغیرۃ الراشدین^{۲۹} و ذلک انصاف^{۳۰} حاتم علی عبد الملک الاسلامیہ^{۳۱} رد و نہایت
 حیدریہ^{۳۲} لغات ثقلین^{۳۳} فی اثبات خلافت^{۳۴} اثنین^{۳۵} بقباب^{۳۶} لال الکلاب^{۳۷} تعذیب^{۳۸} کتاب فی شرح
 ام الکتاب^{۳۹} سیادۃ الکونین^{۴۰} فی فضائل^{۴۱} الحسنین^{۴۲} قرۃ^{۴۳} العینین^{۴۴} فی تفضیل^{۴۵} اثنین^{۴۶} انزالہ^{۴۷} اخفا^{۴۸} من خلافت
 اخفاء^{۴۹} انصاف^{۵۰} معروف^{۵۱} بستر شد^{۵۲} نقض^{۵۳} ثبوت^{۵۴} حرۃ^{۵۵} المستقیم^{۵۶} تبصرۃ^{۵۷} الایمان^{۵۸} اثبات^{۵۹} الخلفاء
 لصاحب ثمرۃ^{۶۰} اخلافتہ^{۶۱} برمان^{۶۲} اخلافتہ^{۶۳} صولت^{۶۴} غنم^{۶۵} غفرۃ^{۶۶} و شوکت^{۶۷} عمریہ^{۶۸} ملقب^{۶۹} بکبرۃ^{۷۰} صفدریہ^{۷۱}
 بارقہ^{۷۲} نیمین^{۷۳} یلقب^{۷۴} بجلۃ^{۷۵} مختارہ^{۷۶} بصائر^{۷۷} العینین^{۷۸} فی اثبات^{۷۹} شہادت^{۸۰} حسین^{۸۱} صولت^{۸۲} حیدریہ^{۸۳} علی^{۸۴} الجوس
 القدیریہ^{۸۵} رد ذوالفقار^{۸۶} معرکہ^{۸۷} الآراء^{۸۸} رسالۃ^{۸۹} المکاتیب^{۹۰} فی ردیۃ^{۹۱} الثعالی^{۹۲} الغریب^{۹۳} رسالۃ
 شہادت^{۹۴} تب شوکت^{۹۵} فاروقیہ^{۹۶} وسیلۃ^{۹۷} النجاة^{۹۸} لصاحب^{۹۹} التہنۃ^{۱۰۰} السرجیل^{۱۰۱} فی مسئلۃ^{۱۰۲} التفضیل^{۱۰۳} و ائمۃ
 الفتویٰ طعن^{۱۰۴} بہمان^{۱۰۵} ایضاً^{۱۰۶} لطافۃ^{۱۰۷} المقال^{۱۰۸} لصاحب^{۱۰۹} الشوکتۃ^{۱۱۰} و امیر^{۱۱۱} حاتم علی^{۱۱۲} من اخرج^{۱۱۳} من اہل
 البیت^{۱۱۴} الفاطمیۃ^{۱۱۵} العجب^{۱۱۶} العجائب^{۱۱۷} فیما^{۱۱۸} یبیز^{۱۱۹} السراب^{۱۲۰} من الشراب^{۱۲۱} نوہض^{۱۲۲} بفاد^{۱۲۳} و رد و نہایت^{۱۲۴} تالیف^{۱۲۵} محمد
 حسینی موسوی^{۱۲۶} رد^{۱۲۷} انوار^{۱۲۸} بدریہ^{۱۲۹} از خواجہ غلام حکیم دہلوی^{۱۳۰} رسالۃ^{۱۳۱} مولانا حسین کشمیری^{۱۳۲} در اثبات

نہی اہل سنت کشف الالباس علی ہذا القیاس کتب رسائل کثیرہ میں بطول مختصر مشہور
 وغیرہ مشہور بہت ہیں جو انکو مطالعہ کرے اور ہر حقیقت طائفہ منکشف ہو کہ سنیوں نے
 کس طرح خدمت اس طائفہ فاحشہ کی کمی ہی بقول شخصہ مانگ کے نیچے سے نکال دیا
 و انت کہتے کر دیئے افسوس کہ تنے اور دن کو ہدایت مطالعہ بغور کی کی تسکین خود نظر
 سرسری بھی کل بعض ان کتابوں کو نہ دیکھا ورنہ اتنی تراش خائی یا وہ چائی ہرزہ در آئی
 نظمور میں نہ آتی اور جواب ابواب اہل سنت سے قطع نظر کر کے یہ کتاب سرباۓ تناب
 بنائی بخانی قہرہ حیدر علی کشف جواب اول نسبت اس پیشہ کے طرفہ جناب موصوف
 لازال فی ظل الرؤف کے تہما کر ولی کنگرہ سبحان تری قدرت نے زبان بعض شخص
 سے کی تھی چنانچہ جواب مفصل اوسکا رسالہ المکاتیب مطبوعہ دہلی میں لکھا ہے لیکن تم
 صبر نہوا اور اس خیال پر کہ بڑی ہوا سچ کہتی تھیں پھر تمہارا پیٹ پھولا حالانکہ اہل علم و دین
 ہونا آباء و اجداد مولوی حیدر علی صاحب کا معلوم خاص عام ہی اور پیشہ باہمی کا شیعہ
 خصوصاً احباب ائمہ کتب تواریخ امامیہ سے ظاہر ہیں علی الخصوص چرم فروشی تمہارے
 پاپی اور دوکانداری الپگی کہ ہنوز برقرار ہی شہر و ہر شہن و دوست ہی سہذا طعن کشفکاری
 انا و سے کی کارگیری ہی مشہور ان عادت القرب عدنا لہما و کانت النعل لہما حاضرۃ
 البتہ جناب موصوف نے طائفہ فاحشہ رخصہ کی خوب کشف کاری کی ہے اس جگہ سے
 کسی دشمن حق گو نے کہ نادان دوست سے دشمن دانہا ہتر ہی یہ لفظ بولی نہو گی ورنہ
 کسی نے اونکے خاندان میں یہ پیشہ نہیں کیا عجب ہی کہ دوکانداری تم کرو اور صاحب
 ماجی صاحبہ میں تقیہ ناز عصر و ظہر نظر باحقاق امید داری و تقویت کار خجاری تم پر
 اور طعن حرفت کہ زینار سباب مطاعن میں حقلاً و عرفانین مولوی حیدر علی پر کہ شہر
 تابدوکان خاندان گروہی ہرگز ایسی خام آدمی نشوئی بہ قولہ صوارم مہرق و سجاد مفرق
 وغیرہ الی آخرہ کہ کتب امامیہ اثنا عشریہ سے بغور مطالعہ کرے چہاں حاصل اس مطالعہ

بنور سے یہی ہوگا کہ مختلف ہونا سفینہ کا اہل بیت سے ثابت سو یہ بات مبتدایہ ہوئے محقق
 اثنا عشر کے کما حقہ مروج ہو گئی اور جو کچھ اسباب میں صولام وغیرہ میں لکھا ہی منع اور کما
 تنبیہ سفید و خمر الراشدین وغیرہ کتب اہل سنت سے کہ تائید کلام صاحب تحفہ اور منع اودام
 معتز نہیں میں تالیف ہوئی ہیں بہ تنبیہات جلیہ و تنزیلات ہمد مرقوم ہی جس سے راکب سفینہ اہل
 ہونا اہل سنت کا اور مختلف ہونا شیعہ کا ظاہر ہی کیونکہ اہل سنت اعراف میں ساتھ مذہب اہل سنت
 پس ادعا مختلف اہل سنت کا سفینہ اہل بیت سے کترا دعائی مختلف اہل اسلام سے سفینہ دین
 خاتم الرسالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں اب ٹکلا لازم ہی کہ مطالعہ معجز کتب اہل سنت کا
 کہ حاوی روایات ائمہ الہدیت ہیں کرواد حقیقت حق صریح بر اعتقاد لاؤ قولہ مگر ناظرین ان کتابوں کو
 اطلاع کتب فقیر و محدث و فقہ و تاریخ طرفین پر ضرور ہی اور کتابین ان علوم کی بہت ہیں از انجلہ
 جو شور میں اور اکثر میرا قی بن اومیں سے نام چند کتابوں کے لکھے جاتے ہیں کہ شائق کو
 کافی ہی جواب یہ نام کتابوں کے اگر واسطے اعلام شیعہ کے لکھے ہیں تو شخص خاصہ عالم
 طالب علم ہر مذہب کا نام و نشان سے اپنے دین کی کتابوں کے غالباً واقف ہوتا ہی اور کہ
 حق میں یہ حکم تحصیل حاصل ہی اور جو جاہل محض ہی اوسکو اگر نام پر اطلاع ہی ہوئی تو یہی بے سود
 کہ وہ اسکے مطالعہ بنور سے ہی فائدہ مند و تنفیض نہیں ہو سکتا چہ جائی صرف نام کتاب کے
 اور اگر یہ حکم سنیں کو ہی تو وہ بھی اپنے کتب مذہب سے بخوبی آگاہ ہیں کہ صاحب راوری
 بالذی فیہ بیان تک کہ مغالطہ وہی شیعہ سے ہی دیکھنا نہیں کھاتے اور غیر کی کتاب کو اپنا نہیں
 سمجھتے بلکہ کتب شیعہ کو ہی کما حقہ غریب بنا چکے ہیں چنانچہ کتب مناظرۃ اہل سنت اسکے شاہد ہیں
 کہ کمان کمان سے روایات و مذاہب امامیہ کو کس کس تحقیق کے ساتھ نقل کر کے ارباب طائفہ کو
 الزام دیا ہی اور جو ٹکے کو اوسکے گھر تک پہنچایا ہی حتی کہ استقدر نظر البغفل شیعہ کو ہی اپنے
 کتب مذہب پر حامل نہیں چنانچہ اقرار سہات کا زبان سبحان علی خان سے آویکا و لیکن ہمداری
 غرض اس گنتی پوری کرنے سے صوف دیکھنا عوام کا اور اظہار اپنے تبحر علم و عبور کتب کا

معلوم ہوتا ہے کہ سنی حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی کے سنی نام تاریخ ابن قیمہ و تاریخ حمزہ بن علی بن عثم کوفی و تاریخ
 عبد اللہ بن احمد بن یحییٰ و تاریخ گزیدہ حمد اللہ مستوفی قزوینی اور تاریخ حافظ ابو دکاویا چار و خطبہ
 مطبوع سنی سے بعد مطالعہ ابن کثیر کے کمال لکھ دیا ہے خود ان کتابوں کو ملاحظہ نہیں فرمایا اور نام سیر
 کشاف و تفسیر کبیر و بیضاوی و در مختار و مدارک و منشأ پوری و تجاری و مسلم و نسائی و فتح الباری
 و تاریخ ابن خلکان و انسان العیون معروف بسیر حلبی و مشکوٰۃ و قلبی و جذبا لقلوب و تاریخ غفران
 انفس نفیس اور روضۃ الاحباب و مدارج النبوة و معارج النبوة و تاریخ الابرار و استیفاء تاریخ خلفاء
 وغیرہ کا رسالہ المکاتیب مطبوعہ دہلی سے چکر ثبت کیا ہے باقی اسرار کتب کے رسائل شیعہ لکھنے سے
 کمالے ہیں اور پھر سنی سنائے بن دیکھ بھالے طوفان بے نیازی میں لکھ دیے ہیں اور پھر
 حکم غیر مشہور ہونے کا لگا دیا ہے حالانکہ بہت کتابیں بچا اسکے غیر مشہور ہیں حتیٰ کہ نظر جہدین لکھنؤ
 سے بھی نہیں گزیریں اور انہوں نے روایات ان کتب کے بیاض ابراہیمی سے نقل کیا ہے اور اسکے
 بہرہ سے پرانتساب روایات کو کام فرمایا اور حال ضعیف تالیف بیاض مذکور کا رسالہ المکاتیب سے
 ظاہر ہے چنانچہ اسی جہت سے اکثر نقول بیاض مذکور کے مطابق منقول عنہ نہیں اور بیشتر اصل میں
 غیر موجود ہیں اس طرح اسرار کتب شیعہ کو اپنے اوائل صفحہ اثنا عشر اور آخر کتاب تبصرہ سے نکال
 فرما کر یہ تم فرمایا ہے اور بے امتیاز علم فقہ و حدیث و تفسیر و تاریخ کے ایک سلک میں مسلک کر دیا
 حالانکہ بھلا فہرست کتب مذکورہ اہل سنت کے بہت کتابیں شیعہ و معتزلہ کی ہیں اور بعض ساقط الاعتبار
 اور بعض عجول الحال چنانچہ بیان اسکا عنقریب آوے گا فتنہ نظریہ و لیکن عجیب یہ ہے کہ حتم نے
 اس جگہ مناظرہ فریقین کو حوالہ ان کتابوں پر کیا ہے اور اس طرح پر نام کیا ہے کہ گویا مطالعہ گرامی
 میں گذر چکی ہیں اور نظر ثبوت و تفسیر چاہئے کہ اس سالہ میں روایات انہیں کتب کے مشرور ہیں
 حالانکہ اثنا عشر میں وقت حاجت ضروری کے اپنے روایات اور کتب کے لکھے ہیں جنکا نام دخل
 فہرست کتب میر و مشہور نہیں جیسے واحدی و عبدہری و حمیدی و مفتاح المنجا و نزل الابرار
 وغیرہ انک اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کتب منذرہ فہرست کو بچا ہے اور زبان کتابوں کو بلکہ

حسن اعتماد و فیض کھنڈ وغیرہ گنتی ناموں کی غلط سلط لکھ دی کیونکہ خود مجتہدین کھنڈ میں بھی
 ان کتابوں کو نہیں دیکھا ہے چنانچہ اسلئے کہ سرایۃ التالیع جمع الامانیہ زمان یا قبل ازہی ہی اس شکر
 شیداوی سے استفادہ بلکہ استراق کرتے رہینگے چنانچہ سبحان علی خان نے اسکا اقرار کر لیا ہے کہ
 فی سائر الامکان یہ بخلاف علی اہل سنت و جماعت کے کہ ہمیشہ حسیا و ادبا پر ماحر شوار و بین چنانچہ اسکا
 اقرار ہی اخباری مذکور نے سائر مسطور میں علی دوسرا لاشہاد کیا ہے کہ صاحب مثنوی الکلام
 لکھنؤ پر کثیرہ شیعہ پر جو خود علی طائفہ کو غیر مسرین حاصل ہے اس حدیث میں شکوہ ذکر کرنا نام کتاب
 محض ہے حاصل ہے خاصۃً بصورت کہ تھے نام لکھے اور خود اداں سے استدلال کیا تو یہ تعریب
 ناتمام رہی اور یہی ظاہر ہے کیونکہ کتب فقہائے سیر فقہ و احادیث مسند بخیر مست واسطے مناظرہ و تحقیق
 کے تالیف نہیں ہوئی ہر جیسے شرح وقایہ و در مختار و فتاویٰ سموا جیہ و حمادیہ و امثالہا و الا آپ
 بعد مطالعہ بغور کے ضرور اسے استدلال کرتے بنا علی ہذا معلوم ہوا کہ ذکر ان اسماء میں
 آپ نے کیا نفع سوچا ہے حالانکہ اس زمانہ اخیر میں بسبب اولیٰ مناظرہ شیعہ و سنی کے اسکی حاجت
 نہیں کہ رجوع طرف کتب فقہائے سیر فقہ جہنم کے کیا دوسے اسلئے کہ جو مقلات و محال استدلال
 تھے اور جو اقوال و روایات بجا آید تھوڑے و تقریر بدلات انہیں تیار نہیں معلوم ہوتے تھے وہ
 سبکے سب کتب مناظرہ و تحقیق میں مضبوط ہو گئے الا ما اشار اللہ تعالیٰ اسب کو میں مناظرہ ہو
 او سکویں کتب مناظرہ کافی ہیں مگر یہ کہ ناگمان ضرورت تصحیح نقل کی کتاب منقول عنہ سے بسبب
 کمیت شیعہ کے درپیش ہو چنانچہ اسباب پر آپ نے بھی رقم دوم ہی مخلص میں اتفاق کیا ہے
 عبارت اسکی یہ ہے ہر انت بن امر و تحقیق و اناراجت لخص نیست ممکنین طرفین مسائل
 نزاعی را باوضیح بیان کمال شرح و بسط مکرر فرشتہ از صد ہا کتب این فن موجود و اناراجت
 بندہ بعضے ازین کتب یہ دہستہ است کہ ازین محار پر سانی ناہین ملاحظہ فرمادہ اند و انہیں چھتہ
 اسماء کتب میں جز گزانی و فرادر کہ حاصل نہیں تھی چند مسائل میں جنکو شیعہ ہر بار لکھتے ہیں
 لکھتے ہیں اور باحادث احتمالات غیر سدیدہ و تعلیحات جدیدہ یا ہر وہاں لکھتے ہیں اگر

مطالعہ بغور کریں تو حجت الہی پہلے سے ختم ہی حاجت اس پر پیر کے نہیں علاوہ اسکے جزیم کتب
فقہ و تفسیر و اخبار شیعہ کے اپنے انجکھہ حکمے میں اس کے ثابت ہی کہ یہ سب کتب نزدیکیا
شیعہ کے لاقابل نزدیک شمار بغایت عمدہ سند ہیں کیونکہ محل مناظرہ و مقابلہ خصم میں کوئی
نام کتاب معتبر اپنے مذہب کا بخوف الزام نہیں لیتا پس بنیاد اعلیٰ مذاہب ہم ان کتابوں شیعہ
مقبولہ اسمی سے روایت کریں اور ان کے نقول سے اپنے مدعا کو پایہ ثبوت تک پہنچائیں تو
تمکو حجاب سے بے عذر و حیلہ و حوالہ و سکو قبول فرماؤ کہ اقرار العقلا علیٰ اہل الفہم حجۃ بخلانہ کتب
اہل سنت کے جنکے نام فقہ طوفان بے تیزی میں جسطرح چاہے بے اعتبار معتبر و معتبر
لکھ دیے کہ جب ہم انہیں سے کسی کتاب کو درجہ اعتبار سے ساقط کریں اور غیر مستند کریں
تو وہ بھی درخور قبول ہی اسلئے کہ ہر شخص اپنے دین کا حال خوب جانتا ہی کہ اوٹنا دوسر کو حکم
نہیں ہوتا کہ اہل البیت درستی یا فہم بیان قول ہمارا معتبر ہی نہ تھا کہ کیونکر غیر کے مذہب میں
انکا اجتہاد یا اخبار پذیر انہیں ہو سکتا تھو صراحتاً اس وقت کہ انکو اتنا ہی معلوم ہو کہ کون کتاب
کس فن میں ہی اور کیا اسکا موضوع کڑی ہی اول اپنے یہ لکھا ہی کہ مگر ناظرین میں کتب ہمارا
اطلاع نہ کتب فقہ و حدیث و فقہ و تاریخ و فہم ضرورت اتنی بھر نچا ان کتب پر ضرور دست
و مشور کے نام کتاب عقائد شیعہ و عقیدہ شیعہ و شرح مفاد و شرح موافقہ ملل و ملل
وضوح و وضوح فتوحات مکہ وغیرہ کا بھی لکھا ہی فرمائیے کہ یہ کتب تفسیر ہیں یا حدیث یا فقہ
یا تاریخ یہاں قید لفظ وغیرہ ہی نہیں کہ گنجائش معذرت بدر از گناہ ہو سکے آج اگر کوئی طفل
خوان سے ہی پوچھے کہ عالم تصوف و سلوک و عقائد و فقہ و حدیث ایک چیز ہی یا دو چیز تو وہ بھی
اس فقرہ کو بیان کر دیا گو کہ سبب ان روشن بیان اسلئے بیان میں حیران ہوں سو وہ علامہ
آپ اپنی ذکاوت و گہرائی سے کام رکھیں ایسے کاموں میں بے سمجھ ہو جے بات حال
بیٹھا کریں اسکا انجام بدنامی و گمان اور بالگناہ نام پر ہی شاعرین اپنے شریطہ بلاغ بہت ہو سکتا
تو خواہ از بختم پند گیر و خواہ ملال بقول کہ کتب سیر سے تاریخ عجم کوئی ہی الخ جواب

فقیر حنفی ماحسن و منہاج شیخ ابو العباس فیر تھا سے نامعتبر ہونا کتب و تراویح کا اس قدر
 ہی کو خارج بیان نہیں خصوصاً دینیات میں جس کا مدار حجت نقل پر ہی نہ محض عقل پر اور یہی
 اہل سنت ہی کہ کتب تراویح کو مساندین نہیں جانتے کیونکہ شامل طلب و یاس میں ہوتے
 قال بن الدین العرقی استاذ ابن حجر عسقلانی مشہور و لعلم الواقع ان الیسیر لکثیر جامع
 اگر اے اس صورت میں ذکر کرنا کتب تراویح کا بھی اصل ہی قولہ تراویح اٹھ کوئی جو ب پر
 شیعہ ہی اور کتب مشہور و مجملہ و قانع کے وہ باتین ذکر کرتا ہی کہ اتفاق شیعہ و سنی ہوتا
 ہو تو میں کذا فی رسالہ الکتابیں پر کر کرنا اس کا کتب اہل سنت میں جہل ہی یا وقاحت
 حبیب میر و روضۃ الصفا جواب یہ دونوں کتب ہی تالیف شیعہ ہیں باتفاق اہل سنت
 اور روایت شیعہ سنی پر حجت میں چنانچہ اسی جہت سے صاحب رسالہ بارہ بیستمی نے فارغ
 میں خطا بالی صاحب لکھنا ہی طرف دیگر روایت مذہب خود سے آر و اتباع از امام
 قولہ عصاب فی تراویح الصحابہ جواب نام کتاب خط ابن حجر عسقلانی کا اصحاب فی تراویح
 ہی مذہب جو تفسیر لکھا حالانکہ اس کو مجملہ کتب میر و مشہور کے ذکر کیا ہی لیکن جو روایت
 کے ہی خبر سے صحت نام کی نہیں فہم کلام کا خدا حافظ ہی قولہ روضۃ الاحباب جواب
 یہ تراویح سید جمال الدین محدث کی ہی لیکن نسخہ صحیح اور کا مصون نقصان و تحریف سے بہت
 کم میر تبا ہی خصوصاً دفتر اخیر کہ اوس میں شیعوں نے بہت تصرفات و اسقاطات کئے ہیں کذا فی
 والازالہ چنانچہ جو روایات کہ تھے اوس سے اس سال میں نقل کئے ہیں وہ سب قدردان
 ہیں طبعات امامیہ سے مودعا صاحب طائفہ یعنی قاضی شوستر می مفتی ذہب اللہ
 صاحب روضۃ الاحباب کو مذکور شیعوں میں معدود کیا ہی فلا یستقیم ہا جتہ قولہ مروج الذہب
 جواب سعودی مؤلف ابن تارخ کا شیعہ ہی نقل اور کی اہل حق پر حجت نہیں مع ذکر تفسیر
 بھی اوس سے روایت کشی نہیں کی قولہ ربیع الاہر جواب مؤلف ہکا جابر امجد غفر
 صاحب کتاب مغرلی ہی مفتی اور غلات اہل سنت کا ساتھ معتزلہ کے کتب بارہ کلاسیں

بنی نقضانی شیعہ عقائد میں کھینچے ہیں و عظم خلافت مع الفرق الاسلامیہ خصوصاً المعتزلہ الاخر
 اول فرقہ اشعری قواعد اخلاف لماوردی بظاہر کتبہ و جری حلیہ جامعہ الصحابہ فی باب العقائد اثنی
 پس متزل کو شامل اہل سنت ٹھہرنا آفتاب پر دوہل ڈالنا بنی خصوصاً جہودت کے قاضی شیعہ
 کو اقرار پر کہ اہل حق کے نزدیک شیعہ و معتزلہ ایک چیز ہیں **قولہ تاج ابن قتیبہ جواب** تشیع
 ابن قتیبہ کا کتبہ الی ماسیہ مثل منج المقال وغیرہ سے ظاہر ہے و صحیح تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ
قولہ تاج الفی وغیرہ الی آخرہ **جواب** یہ سب کتب نامعتبر ہیں ان سے استناد اہل سنت کا نہیں
 اور اگر بعض سے جیسے تاج الخلفاء وغیرہ بنی تو وقت معاضدت روایات صحیحہ کی بنی نہ بالافراد
 اسلئے کہ یہ کتابیں حاوی روایات شاذہ وغیرہ ہیں اور جو اقوال ایسے ہیں اور مخالف روایات
 صحیحہ مشہورہ واقع ہوں تو ان کو صلاحیت کسبات کی نہیں ہوتی کہ اہل مذہب پر موجب اعتراض ہوں
 اور یہ قاعدہ صرف سنن کا نہیں بنی بلکہ کتاب تہذیب استبصار ابو جعفر بن بابویہ طوسی شاہین
 عدلین میں کسبات پر کتب الطائفہ نے ان دونوں کتابوں میں جا ہی محض بعلت شد و ذو مخالف روایات
 کثیرہ صحیحہ اسقاط اکثر روایات شاذہ کا کیا بنی چنانچہ شواہد اس دعویٰ کے شوکت عمریہ میں مرقوم ہیں
 اور بعد دریافت ہر جانے اس اصل موصل کے اکثر رسالہ ایچا مردود ہو گیا کہ غالب روایات اس کے
 کتب نامعتبر بنے ہیں وہ بنی شاذ و زائد و وہی دم بریدہ ستر کشیدہ جنکو تفسیر اپنے بڑے
 بوڑھوں سے خواہ سوالا خواہ سرقہ خواہ دراثہ حاصل کر کے تباہ کیا بنی **قولہ کتب**
سنت و جماعت سے **جواب** اگرچہ اپنے بیان نام چند کتب معتبر و نامعتبر کے طوفان
 بے تمیزی میں لکھ دیئے و لیکن خود ان کے کہیں استدلال نہیں کیا الا ما اشار اللہ کر و
 ربط کتب مذکورہ کی مناظرہ شیعہ سے معلوم ہوتی معذرتاً لایضات سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ
 بغایت مرتبہ ضعف میں بنی چنانچہ حوالہ نافذہ در لبان المحدثین وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے
 انکی تحریک بدوین شاید قوی قبول نہیں انہوں نے خود دیباچہ کتاب میں عذر اس
 جمع و تالیف کا کر دیا بنی کہ مقصود اوس سے جمع طبع یا بس بنی و سطرے تقید و تصحیح سقم

استقامت روایت شاذہ بقا پر و شیخ

حال ایضات سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

علم ذکر سید
حال سید کا حکم

ادھات و وضع وغیرہ کے زائزیم محبت باقی الکتاب و باقی الباب پس اتنا دواں ہے
و امثال ذلک سے متوجہ نہیں قولہ سفینہ حاکم جواب یہ حاکم صاحب سفینہ غیر حاکم صاحب
مسند کہ ہی معتزلی المذہب اسکی بات نزدیک اہل سنت کے سنیین اکثر معتزلی شیعہ
ہوا کئے ہیں جیسے ابن ابی الجعدہ شایع نہج البلاغہ قولہ بہیقی جواب یہ محدثین اہل سنت
میں غیر معتد ہیں انکی روایت یا اعتقاد شاہد قوی قوی ہی والا ضعیف و ردی قولہ مستدرک
جواب یہ کتاب کہ حقیقت میں اعتراضات میں صاحب صحیحین پر تیسرے طبقہ میں ہی نزد
ائمہ محدثین کے اور شہرت و قبول میں برابر مرثیہ بخاری و مسلم و تبقیہ صحاح ستہ وغیرہ کے
نہیں اور اکثر احادیث اسکی نزدیک فقہاء کے غیر معمول بہا میں چنانچہ شوکت عمری و حجاز
نافع اصول حدیث اور سیستان احمدین وغیرہ اسے ثابت ہی عبارت بستان کی یہی
در بسیاری از احادیث مستدرک کہ او حکم بصحیح آن نموده مثل مجتہدین کا شتہ اجلہ علماء
اور تخطیہ کردہ اند و بروی انکار نموده و اما از فی گفتم کہ حلال نیست کہے را کہ بر صحیح
حاکم غرہ شود و اذیتے کہ تحقیقات و تفصیلات مرانہ بنید و نیز گفتم احادیث بسیار است کہ
مستدرک کہ پر بشر و محنت نسبت بلکہ بعضیہ از احادیث موضوعہ نیز مست کہ تمام مستدرک بنیاد
معیوب گشتہ اتھی اس صورت میں احادیث اسکی بصورت کہ مخالف روایت سفینہ مہون غیر مقبول
ہونگی اور اکثر تحریجات سامی مستدرک مذکور سے اسی قبیل کے ہیں قولہ تفسیری جواب
ابو جعفر ثعلبی باقر مجلسی مجاہد اول از بخاری الا و ان شیعہ است و قبول سبحان علی بنان کہندہ
بعد اثبات تشیع ثعلبی و صاحب مودۃ القربی باز سعی ما بابر ادوات مرویہ انہما یکرا
انتی و تفصیلاً فی المنہی و الازالہ و رسالہ الکتابت قولہ تفسیر کہ جواب تفسیر فی التکلیف
نعم الدین رازی کی ہی لیکن قولہ کان فی حدیث میں مسلم نہیں ہر کام کے آدمی جدا جدا
ہوتے ہیں اور چونکہ تفسیر و فکر میں ابطال مذاہب اکثر فرق خالک کا اور احاطہ روایات و طب
و یابس ہر باب کا ہی اسلئے اکثر شیعہ استدلال انکے اقوال سے بحدوث سابق و سابق

حال تفسیر ثعلبی

تفسیر فی التکلیف

یا خیانت الیٰ وغیرہ کیا کرتے ہیں چنانچہ صاحب رسالہ ضمیمہ نے کیا ہی علاوہ اسکے فخر الدین انبی
نام والد نصیر الدین طوسی شیخ الطائفة کا بھی یہی کہی اشتراک اسم و لقب بھی ہو جب تعظیم و تکریم
ہو جاتا ہے **قولہ** مودات سید علی وغیرہ مخ جواب یہ کہ کتاب اور کتاب خزانہ جلالی و منزل
الابرار و فتاح النجا وغیرہ کتب جاہل جسے آپ نے جاہل نقل کی ہے بغایت نامعتبر ہیں
کتب معتبرہ اہل سنت کیا کم ہیں کہ او سے روایت کشی نہیں کرتے ہر شخص خارج سے متسلک ہے
حالانکہ الزام خصم و افحام مخالف بدون او کے مستلک ممکن نہیں اس بات کا اقرار میں
جائی نے بھی صوارم چوہین میں کیا ہی عبارت او کی یہ ہے ایسا یہ گاہ برسینان حجاج

می نایند برباخ اعمال و ضماصل اصحاب ثلثہ احتجاج نمی کنند مگر مانچہ متفق علیہ بین الفریقین
و از جمله مسلمات و متواترات انتہی اس صورت میں لازم ہی کہ اول سنیوں سے تحقیق ملے
تصدیق کتاب یا روایت مسلم کرے پھر اعتراض کرے جس طرح اہل سنت نے کیا ہے کہ کتب
شعبی سے استدلال کیا اور معتبر ہونا اور کا باقرار ائمہ طائفة ثابت کر دیا اور اگر ایسا کلمہ
تو جہلہ طریقین ضلع جگت ہو لئے کہ اور پہلے کرنے کو کافی وافی ہیں حاجت مصارت
اہل علم کی نہیں لیکن آپ خاصۃً اور سائر شیعہ عموماً ہر گز ایسا نہیں کر سکتے اس لئے کہ اس
صورت میں سائر اگلے تار و پود تہ وبال لا ہوئے جاتے ہیں اور مذہب سنیوں کا بے لٹے
بھڑے ثابت ہوا جاتا ہے فانی **قولہ** کلمہ کوئی کتب مذکورہ و اشمال او کی کوئی
چرہ کہ کتب مطروہ فریقین کو راہ انصاف سے بے جانبی فریقین کے یکجا گجانے کا
کہ حق کی طرف ہی اور اصل نزاع کیا ہے **جواب** اس کا اوپر گذر چکا اور بقدر مناسب
مقام ہی کہ صوارم چوہین میں لکھا ہے بلکہ مذہبی خواہر ہو کہ بعضے از روایات ہے اصل
یا مآول دران نباشد انتہی چنانچہ ایسی بنیاد پریشانی و اشتباہ کی طرف سے کہ قبح ادبی
احادیث کثیرہ گلینی میں واقع ہے بنائی جواب رکھی ہے سوہر خدیوہ فقرہ واسطے صیانت مذہب
شیعہ کے خاتمہ حق جامہ سے زیب تم ہوئی لیکن بلطفہ تعالیٰ اگر انصاف نصیب ہو تو جواب

رازی و بعض اہل

دوروز و غیرہ کتب معتبرہ

فی اصل ہوا بعض روایات کا براہ سہل

اس سب سے بھی نذر خوبی گواہی سنت اس کے محتاج نہیں کہ جو بڑے بزرگ دین نامین یہ کام دلدار و دلاور کا ہی
 ذرا بعینہ انصاف و مہاجر کا اور بعد روایت ہو جا حقائق احوال کتب نہرست مذکور کے گویا و اجالی سارے
 رسالہ کا مرگیا اور مغز عظمیٰ تو بجا ہی تو شہید ہر جہت کو پہنچاؤ و تکرار اب آگے فی السجہ تفصیل
 ملاحظہ عالی میں گزریگی فانتظار و انتظار اثرہ فان ہناک حقائق جمہور لہ اسی خیال کہ حق عیان بلبلان ہر
 اکابر و قدما و سنین نے اپنی کتب عفا بزمین لکھا ہی کہ کتب تاریخ مناقشہ صحابہ کو دیکھنا نچا بیے
 اور عظمیٰ میں اجملہ ذکر مذکور کرنا چاہئے جو اب پاسخ اسکا سابق گذر کہ صاحب منہاج و صافی وغیرہ
 الماسیہ کتب تواریخ کو ناخبر و ناچارین اور اس پر بنیاد دین کی قائم نہیں کرتے اب اگر بھوکا مات
 للفتی مات القسوی آپ کے نزدیک قول و کلام معتبر ہی تو چکا اجتہاد جدید یا سد یکب و زور قبول ہو گا بلکہ
 بموجب قاعدہ مذکور کے ساری دکانداری تباہ ہو جاو گی اور بڑا ٹوٹا ہو گا بلکہ دوالا نکل جاوے گی
 اسلئے کہ اہی آپ و بیاچہ میں انفرار کر چکے ہیں کہ جسے خوشنہ محمدین عظام کو اسید ثواب لکھا ہی ہے
 جب محمدین عظام غیر معتبر لکلام ٹھیس سے تو آپ کب صاحب مرام ہو دیں کہ قولہ حقیقت میں
 یہ عبارت ضلالت اور ثمایا ہوا علماء و سنین کا بھی کہ عہد اسویہ و دولت عقبیہ میں بطبع حطائث
 و استرخاض حکام کے باطل کو لباس حق میں دکھلاتے تھے اور لیک عالم کو گمراہ کر کے ابو
 بس المصیر اپنے لئے کھرتے تھے اور اسکے مریدوں اور اولاد نے رونق بازار اپنی کشید بنائے
 آبا ئی میں جا کر سعی و سعی و سعی نکی مگر اللہ تعالیٰ نے بندگان خاص اپنے کو و سوس شیطا طین
 الانس سے باز کر لیا کہ سب سے مصطفیٰ پر نبوت قدم لکھا جو چاہو لیا گو کہ انابا برہی اپنے اگر چہ نفی
 البتہ افضل کہ لیکن ہر بڑی اور جلی و دماغ لکھی معلوم نہیں کہ اس میں این کو آپ کو کسی کتاب ثابت کر نیلے اسلئے کہ ثا
 ہر ناو کا کتاب اہل سنت کے تو خود تخیل ہی ہی کتابا سیرا و انک ہر ساری تقریب پر تخیل میں جاتی ہی اسلئے
 کہ قاضی جب اللہ عز و جل مجاہد شتم جاسر المومنین مقبولہ سامی میں کہ مصدق ہی تھے ان الفاظ کا شتم
 ذکر کو کہ نامدار و سلاطین کا مکار فرقہ و ناجائز فی البصائر و اللبصار میں لکھا ہی کہ مسطور و انقی و دہر و دہر و دہر و دہر
 انشا اللہ شیعہ اگر عبارت طریا لہ الذیل و علی ہذا نقل کیجاوے تو کلام استطرادی طویل ہو جاوے

خلافت عظمیٰ
 خلافت عظمیٰ
 خلافت عظمیٰ

ہندو و سری جگہ کے اپنے محل پر لکھا جاو گیا اس طرح برہمہ سے محمد بن عبد العزیز نزدیک
 ماسی کے متبولین بن ہی پس اس صورت میں مخالفت اہل سنت کی ساتھ امور و عبادت کے کرتا
 برہمہ و اہل سنت کے ساتھ شیعہ کے موجب طین کیا حالانکہ باتفاق اہل سیر معتبر و اہل سنت ہمیشہ
 ساتھ ملوک ملام کے لئے مخالفت اہل سنت کے ساتھ منصوص و غیرہ کے اور احمد حنبل کے
 ساتھ غلیفہ وقت کے اور محل کرنا صبر و سیما کا مشہور ہی اور ہر ناشیطان الانس کا
 مثل شیطان الطاق وغیرہ طائفہ شیعہ میں بقول و اقرار ائمہ شیعہ مثل ابن مطہر جس رد الدیلا باقر
 مجلسی در وقتہ المتقین مخیر جم ثابت ہی پس جبکہ محمد پاک نے رساوس شیطان الانس نے
 بچایا اور سنت مذہب مطہر پر قائم رکھا وہ اہل سنت ہیں اور جنکی اولاد و مریدوں نے بنائی
 ابائی کو مشید کیا اور صدوق قوم علی آثار ہم میر عرق ہوئے وہ شیعہ شیعہ ہیں و سبیلہم الفزین
 اسی منقلب متقلبون قولہ تحفہ اور سکا کہ حقیقت میں ترجمہ صواعق نصر اللہ کابلی کا رد و قلعہ اہل
 میں اور سکوربان و جودی مسئلہ لا جواب جانتے ہیں جواب یہ تشیع و طعن غایت طریق سے
 قابل تماشا ہی اس لئے کہ تحفہ ترجمہ صواعق کا ہی اور نہ صواعق نصر اللہ کابلی کی ہی جس کتاب کا
 نام صواعق ہی وہ ابن حجر ہشتی لکھی کی ہی اور جبکا نام نصر اللہ ہی اونکی کتاب صواعق محرقہ براتی
 موبقہ ہی نہ صواعق تو یہ وہ مثل ہی شہرہ خوش گفتہ بہت سعدی در لیاۃ الایا ایہا الساقی
 اور کتا و نا و لہا پڑ اس سے طرفہ تربی کہ مجتہد کو فہند نے صواعق کو تالیف ابن حجر عسقلانی
 تہر یا ہی اور کتاب العقد کو تالیف ابن عبد البر تہر یا ہی جسکو سجان علی نے تالیف ابن عبد رب
 قرار دیا ہی و لکے بکثرتہم العلم اس عقل فضل پرانکو اور لکے ہوس جواب تحفہ نے سنایا ہی بل
 بی جتاری و جاب جواب اصل طعن سنئے کہ آپ نے جو تحفہ کو ترجمہ صواعق قرار دیا اس سے مراد
 کیا ہی ظاہر آ رہا بر قید لفظ و حقیقت ایسا معلوم ہوتا ہی کہ لغز ترجمہ بخت لفظی ہی جسطح یہ ترجمہ
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ہی بنام خدا بخشنده مہربان سوید بات تو یہی البطلان ہی غیر خیر
 بہرمان بلکہ دلیل ہی اس بات پر کہ آپ نے ترجمہ و ترجمہ کہ دونو کو نہیں دیکھا کسی سے نام سنایا

ہندو و سری جگہ کے اپنے محل پر لکھا جاو گیا اس طرح برہمہ سے محمد بن عبد العزیز نزدیک

ترجمہ ہونا چاہیے

اباؤ کو بیاؤ کو ترجمہ کی یا نہیں اور اگر مراد یہ ہے کہ بعضے مضامین تحفہ کے بعضے مطالبہ مواقع سے
 ناظرین اور شوقیہ کی مشاغل تو مابوجود دیگر غلط ترجمہ سے یہ احتمال بعید ہے یہ ناظرین خبری سوجب حکم
 ترجمہ ہونے کی تحفہ کو نہیں اسلئے کہ بصورت مندرجہ منظم تقاریر کے اتجاہ چند سطروں کا مستلزم اس
 حکم مریع کا نہیں ہو سکتا اور اگر مراد یہ ہے کہ کسی مرتبہ تحفہ کے موافق ترتیب مواقع ہی تو فیہ
 کتاب الحقائق الحق قاضی جہنم پر رطل یوں اور کتاب ابطال النمل کی بھی ہے کچھ خصوصیت تحفہ کی نہیں ان
 دو کو کو بھی ترجمہ مواقع کیسے حالانکہ نظر مابجا ترتیب اسکو ترجمہ اور کا کنا ایسا ہی جیسے کو کسی
 کہ موافق ترجمہ طریق کا ہی یہ مسلم ترتیب الاصول بن صاحب کا ہی تحفہ و مواقع ایسی کتب نہیں
 کہ نا و الوجود ہوں اب ملا کر دیکھو شبہ ترجمہ بخوبی ذہن سے زائل ہو جائیگا اور صاحب مطالعہ
 کو معلوم ہے کہ شریکت تحفہ کی مضامین مواقع میں ناظرین میں بسبب اتجاہ فن کے واقع ہے
 کل و محل میں اور بسطیح یہ شرکت جزئی ساتھ مواقع کے ہی اسطرح ساتھ بعضے مضامین کتاب فیض
 الزیاض وغیرہ کتب فن کی بھی ہے پس و ترجمہ میں ترجمہ کی ساتھ مواقع کے کیا ہی آدہ بعضے با
 طائفہ نے تحفہ کو سرق کیا ہی سو و جو اسکی ظاہر نہیں اگر مراد سرق سے یہ ہے کہ وہی ترجمہ الزامیہ
 و دلائل کہتے کلامیہ جو صاحب مواقع نے جواباً بابتہ میں لکھے تھے صاحب تحفہ نے ہی تحفہ
 وار د کئے ہیں تو یہ بات قابل کہنے کے نہیں اسلئے کہ جو دو کتابیں ایک فن میں فرض کیا وین
 مثل شرح مواقع و شرح مقاصد کے اکثر مضامین دونوں کے متماثل ہونے کے پس چاہے
 کہ ہر کتاب لائق کتاب سابق سے سرق ہو اور بصورت محبت سابق کے لازم آتا ہے کہ کتب
 مجتہدین کو فہرستہ و غیرہ اخبار میں طائفہ کہ محل مضامین انکے ناخود احقاق قاضی و سجاد الزام
 مجلسی یا اصل از ہی سے ہیں سرق ہوں حسب طرح رسالہ ایک کتاب بدیہ شہاب ہدائی و ترجمہ
 نقال کشمیری و تحفہ اشیعہ و تشدید اسمانی و بارہ نمونہ وغیرہ ایضات متاخرین سے سرق
 حالانکہ یہ رسم قدیم الی القانیف ہے کہ ہر علم و فن میں اوسے علم کے او کہ ملائم و برابر میں ہرگز
 بحث و تفسیر کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے لیتے ہیں خصوصاً مشائخ و علم کلام میں

سورۃ بقرہ ۱۸۵

جبکہ دارالعالیہ لائل سمی پر ہی ہے اسکے چارہ نہیں اسکو کوئی کسرتاق نہیں کہتا بلکہ اقتباس کہتے
 نہیں والا طریق استدلال مسدود ہو جاوے اب یہی جاری کتاب ہی اکثر متباخرین سے ماخوذ ہی اور
 مواضع بسیار میں ہر جگہ حوالہ ماخوذ مذکور نہیں کل کو اسے ہی سرور کندینگے اب لازم ہی کہ
 جو دلیل استدلال ایک شیعہ نے کیا ہوا اب براؤ سکونہ لکھے والا سارق ٹھہر گیا سبحان اللہ
 اپنے سارے رسالہ اپنا چوری سے بنایا وہ سرور تھا تحفہ ادنیٰ ممانعت سے مسروق و ترجمہ
 طبر آشقر مجبور و بد دیگر ان ستانہ برا بکذر و بد فرنگ این ظلم و این بیداد جاشا بکذر و بد او
 بعضہ اما میر جب شاعت اس قبل پر مطلع ہوئے تو اونہوں نے تقریر بد لکھے یوں کہنا ہی کہ
 اکثر مطالب تحفہ کے مسروق ہیں اگرچہ مجموعہ عینہ مسروق نہوں سو اسکی حقیقت یہ ہی
 کہ کچھ تو لاو تیراوشنچ حدیث نقلین تحفہ میں ہی اور جہو واقع میں نہیں اور مسئلہ انکار نبوت
 و مسئلہ اتحاد کہ لازم مذہب طائفہ ہی تحفہ میں بشنچ و لبطہ تمام موجود ہی اور مواقع میں نہیں
 اسطرح باب مطالعین اصلا مواقع میں نہیں اور تحفہ میں ہی اسطرح مواقع میں اکثر دلائل
 کلامیہ پر کی ہی اور روایت کتب امامیہ کو نقل قلیل ملکہ کیا ہی اور تحفہ میں اول دلائل کو محذوف
 اکثر روایات کتب طائفہ سے کی ہی اسصورت میں نمایاں الکتابین فرقہ میں گو معاذ جہ قبول
 فکرے شہرہ ہرچشم عداوت بزرگ تر عیب است کل است سعدی و در چشم دشمنان خار است
 ماسوا اسکے صاحب تحفہ قدس اندر وجہ و فاض علینا قہوہ کو تالیف تحفہ پر کچھ مضاربت
 نہیں اور مذہبہ دعویٰ ہی کہ آج تک ایسی کتاب کسی نے نہیں تالیف کی یا جمیع اولہ و جزایں
 سکنتہ طبع خاص جاری کے میں یا جمع کرنے ان حجج میں متفرغ و غیر مسبق میں
 اسقدر ناگوار ہو کر تحت ترجمہ و سرورہ لگانے لگے بلکہ اسی دور اندیشی و
 و صاحب تحفہ نے دیباچہ کتاب مدوح میں لکھ دیا ہی کہ انچہ قرین قرون ضمیمہ
 شیعہ علی الخصوص امامیہ اثنا عشریہ باہل سنت و جماعت بوقوع آمدہ اکثر ش
 رسالہ مندرج گردیدہ انتہی بلغظہ المقدس اب ذرا اس فقرہ میں سرسری دیکھو کہ کسقدر

سورق ہونا اکثر مطالب تحفہ کا

عدم تمام اصاحا تحفہ تالیف تحفہ
 و عدم فقرہ ہر مطالبہ سید

یا علی صوت منادی می کہ یہ کتاب جامع کل جبل الکلم و تقوہ اذنین و آخرین شیعہ ہی خاصۃ لفظ اکثر کہ
 اصل لتقبیل لفظ کثیر ہی جسکے معنی بہت ہیں اس صورت میں لائق یہ تھا کہ نہمت سرتور کی خاص نسبت
 صوفیہ کے نہ لگاتے بلکہ سارق سار شیعہ ہستی کا ٹھہرانے کہ کل تصدیق جوف الفری آری
 ع بیجا باش ہر چہ خواہی گوہ حالانکہ عرض مولف رضی اللہ عنہ کی تالیف تحفہ سے صرف اتنی ہی
 کہ مسلمان کو دیکھ کر بطالان غریب فیض و حقیت نہ سب اہل سنت معلوم کر لیں اور اپنے عقدا
 میں بسبب اشت و محبت طائفہ امامیہ کے سنت نبوی اور شیک نکرین سو یہ بات لطیفہ تھا لیکن حسین
 اسلوب مدح حاصل ہو گئی کہ ایک عالم حق و طبل ہو گیا اور لوگ مکائد شیعہ اور انکی جا لالہ
 مطلع ہو گئے و الحمد للہ الذی بنمتہ تتم الصالحات اس اعتبار سے جس نے تحفہ کو بران
 وجہ دی مسئلہ لا جواب کیا ہی بہت ٹھیک کہا جسکو خدا نے انجمن دین میں وہ دیکھتا ہی کہ صاحب
 تحفہ نے کمال تواضع سے دیباچہ کتاب تحفہ میں اپنا نام مشہور نہ کیا کہما تاشاہ بیہ تالیف
 طای بار اخو مفاخرت نامی ہی ہوا اور کتاب کو طرف حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد بن نجی
 ابو الخیر دہلوی قدس الشاریر ہم کے منسوب کیا اس پر ہی اگر کوئی طعن کرے تو وہ قابل خطاب کے
 نہیں شہر انیکہ سب کو ہم بقدر فہم دست و مردم اندر حسرت نہم دست و علاوہ اسکے حقیقت
 تالیف تحفہ کی مطابق ارشاد صاحب تحفہ قدس سرہ کے یہ ہی کہ حیثیت تحفہ تصنیف ہو یا
 اس وقت کتب اہل سنت سے جو رد و دفع ہیں ہیں اور کتب امامیہ سے جو رد و اہل سنت میں
 تین قسم کی کتابیں ٹھہری تھیں پہلے قسم مجاہدہ میں مسئلہ خاص اثبات خلافت خلفائے ثلاثہ
 جیسے نوافل الرافضی و نوافل الرافضی و شرح تجرید و صواعق محرقة وغیرہ اہل سنت کی
 طرف سے اور عصایہ منسوب و رد و شہاب عور و انظار الحق و مضیئۃ النجاة وغیرہ امامیہ
 کی طرف سے دوسری قسم وہ کتابیں جو مسئلہ امامت و شریعت امامت مسموعہ امامت
 میں بتفصیل تالیف ہوئی ہیں جیسے بحث امامت شرح مقاصد و شرح مراقف و طحا
 الانوار و ارتقین اہل سنت کی طرف سے اور تصانیف علامہ حلی و مقداد و جدائین و

عرض تالیف تحفہ

حقیقت تالیف تحفہ انما مشعرہ

وغیرہ امامیہ کی طرف سے تیسری قسم کی جہن سارے مذہب امامیہ کا رد ہی کیا الہیات و کیا اہیات
 و کیا نبوت و کیا معاد اور کیا روایت حدیث اور کیا اصول جیسے ابطال الالباطل و صواعق
 وغیرہ طرف اہل سنت سے اور نہج الحق حلی و احقاق قاضی و مہبائے مہرہ طرف امامیہ سے
 الغرض ان میں قسم کی کتابیں وقت تالیف تحفہ کے موجود و متصرفین اور وقت ترتیب صواعق کی
 کہ بہت مختصر و خوشنما ہی پسندیدہ بلکہ خاطر آسمان بیوند حضرت مولف تحفہ رضی اللہ عنہ ہوئے
 اسی ترتیب پر کتاب تحفہ میں ہی کلام واقع ہوا چنانچہ اس ترتیب میں احقاق و ابطال و نبوا و غیرہ
 بھی شریک ہیں فلم الم و علیہم و علیہم اور بر تقدیر تنزل کہا جاتا ہی اگر تسلیم کیا جاوے کہ تحفہ
 ترجمہ یا سرفہ صواعق کا ہی تو ہو لیکن اثبات مذہب اہل سنت و نفی مذہب بے نص کرتا ہی روافض کو
 اس سے کیا غرض ہی کہ مولف اسکا کون ہی کا بیلی یاد بلوی جواب براہین طرہ کتاب کا دینا چاہتا
 صرف یہ کہ دنیا کہ تحفہ مسروق یا ترجمہ ہی جواب کتاب نہیں ہو سکتا اتنے کہنے سے ہرگز بڑا
 روافض ثابت و مذہب اہل سنت منقض نہیں ہوگا جسکا فہم سطر حیر ہو وہ نوع انسان سے خارج ہی
 قولہ حالانکہ جواب حرف تحفہ کے چند فاضل شیعہ نے کمال ثنات و دلائل و براہین قاطعہ سے
 لکھے ہیں اور یہی جہل سے باز نہیں آتے اور بار بار تقریر اپنی کو بطر تازہ جلوہ دینے ہیں اور اغانہ
 او نہیں کالات کا کرتے ہیں جو بے بطرح جواب تحفہ کا شیعہ نے لکھا ہی اور بطرح جواب
 اس جواب بکرات و مہرات علماء اہل سنت نے ہی لکھا ہی چنانچہ آسامی بعض جواب کے سابق
 مذکور ہو چکے اور وقت جہل طر تازہ اہل سنت پر حکم المر لقیس علی نفسہ ہی اور جب سطر حکا جواب
 تحفہ کا شیعہ نے لکھا ہی اسکا نمونہ آپ کے کلام مسروق میں اور نمونہ اسکے جواب کا ہمارے
 منطوق میں آتا ہی اوس سے جھوٹ سچ اور ثنات و سہولت کجمل جامی کی قولہ شیخ مذکور
 نے اپنے تحفہ میں طرفہ سحر ساری چخ کیا ہی کہ سرسری محال ہر کسی کا نہیں کہ نفس الامر کو
 پاکی سراغ حادہ صواب کا پائے مصداق بسبات کا کچھ سنا چاہئے اور شیعہ نمونہ از خروار
 دیکھا چاہیے جواب شعر وادار اللہ فشر فضیلتہ طوبی تاج لب لسان حسود اپنے

جواب تقریر اسلامیت

ساحری صاحب شیعہ کی

ہر چند یہ الفاظ بطور غنا و دلدادہ سید رقم فرمائے لیکن اس ظلمت کذب سے نور صدق نمایان نہ
 ہونے کے باعث کتابت اب تک فہم متعذرین و اخبار میں مبنی نامی والا راہ حشر اب پر لگا جاتے اور مثل یہود
 کے خواہی خواہی در پی قبح و رد و نوحے شیخ دہلوی نے حشر سامری اور اس کے مریدین کو
 کہ قدام و اکابر امامیہ میں ایسا کہ لا اور اس ظلم مجبور کیا توڑا کہ اب سوا و کمال و یہود و منافق
 کے کوئی خریدار ان کے جادو کا اور قدر شناس ان کے سحر کا ناظرو صاحب الزمان ہوگا قتل اسکے کا یہ
 مشیر بھی غیر کو سحر اور قرآن کو سحر کہتے تھے حسب طرح اپنے نعمت سحر صاحب تھے پر کئی ہی نہیں
 سے کہو ان سحر بذا ام انعم لا تعبرون سبحان اللہ جب جواب تھے بنا اور تھے سمجھ میں نہ آیا تو یہ بات بنائی
 اور اہل بخل اپنے کو بہرہ راہ دکھائی اور جس شے منور از خروار پر اپنے ناز کیا ہی وہ کمائی آگئی
 نہیں شہاب جرم و بچوان کہ بغیر انی برعکس نہ نہ نامزنگی کا فور معروف بہ ہدانی ہی اوسنے یہ نہ نہ
 بجائی جسکا جو کاسر الاسنان علماء ہلام لکھ چکے اور ہم کہیں گے آنگہ اور کی تقریر پہل پر
 غر کرانہ مثل ہی کہ پٹان لڑائی میں رہنے دار ہی ہر کارین ایسی باتوں سے دو کا غازی میں
 بنا لگتا ہی اور کچھ حاصل نہیں ہوتا شہر بایان میں بدل لکھ انصاف شہر طہی بے اصل بہت
 شہر گر گین کا حضرت ہی قولہ شیخ نے باب مقیم تھے اثنا عشر میں حدیث سیوم بریدہ ان طلیانی
 و امین علی و مولی کل مومن بن بعدی کو باطل کیا ہی اصلے کہ اوسکی اسناد میں آجلیج واقع ہی اور وہ
 شیعہ مہتمم الروایت ہی جمہور نے اوسکی تضعیف کی ہی پس اوسکی حدیث قابل احتجاج نہیں حالانکہ
 احمد بن منبل ابو داؤد و طحاوی و ابونعیم نے اور ابن ابی شیبہ نے و ابوعامر نے و حاکم نے اور
 حسن بن سفیان نے اوسکو روایت کیا ہی اور بخلاف اوسکے روایت کے مطرف عامری و عمرو بن
 ثقہ بن اور یحیی بن معین نے اجماع گندی کی تو حشمت کی ہی انتہی حاصل ہو پانا کہ احمد وغیرہ
 مذکورین نے اوسکو روایت کیا ہی لیکن یہ کہان کہا کہ صحیح ہی تاحجت برو مخالفت پر صریح تخریج
 صحت روایت نہیں اور جسے اوسکو صحیح یا حسن کہا ہی اوسکے نزدیک جہل بند ہی داخل حدیث ہیں چنانچہ
 روایت حسن بن سفیان و ابونعیم میں لفظ بعدی موجود نہیں علاوہ اسکے طحاوی و حاکم وغیرہ نقایس

حدیث ابن علی و ابن عباس

حدیث نہیں کہ انکی تخریج بحجت تامہ ہو خاصۃً اوس مال میں کہ مخالف روایت صحیح ہو اور کثر ہو کثرت و
 و شہرت و صحت تادمین اور جب ہم ہونے اوسکی تصدیق کی کما فی التفتہ تو توثیق بھی بن عین کی تنابقا بلہ
 اوسکے کتب مشی ہوگی اسی طرح اگر دو راوی ثقہ ہوئے جیسے مطرف و عمر و اور باقی ثقہ نہ ہوئے تو بھی
 اس سے روایت مرفوع نہیں ہو سکتی اسلئے کہ حسب طرح حرج ہونے ایک راوی سے حدیث ضعیف یا
 معطل ہوتی ہی اوس طرح ثقاہت و ایک راوی سے مرفوع نہیں ہوتی پس حسب اصل راوی مجروح ہی
 اور مطرف و عمر و ثقہ تو بھی تقدیم حرج کی ہی تعدیل پر خاصۃً بطریق امامیہ اسلئے کہ قاضی نے حقائق بحث
 میں لکھا ہی قد تقر فی الاصول ان الجرح مقدم علی التعدیل انتہی معلوم نہیں کہ یہ قاعدہ خانگی کس لئے لکھا
 یا نہیں ہوتا البتہ کو یہ ورا کہ بہت کام آو گیا جواب پیکر شیخ نے تحفہ میں جہاں چہ پیش برہ کو
 باطل ضعیف غیر حجت بہ لکھا ہی و ان بہر کچا ہی کہ لفظ ولی کی اس حدیث میں مشترک ہی ضرور کیا ہی کہ
 مراد اوس اولیٰ بالتصرف ہو اور تریہ حدیث مقید ساتھ کسی وقت کے نہیں اور نہ سب اہل سنت کا
 یہی ہی کہ حضرت امیرنی وقت میں الاوقات اہم فمفترض الطاعت تھے بعد انحضرت کے انتہی اور میں
 کتاب ہوں کہ بفرض صحت وایت مذکورہ بقید من بعد ہی اس حدیث کو دلالت دعای شیعہ نہیں اسلئے
 کہ منور حقیقت ہونا لفظ بعد کا مخفی اتصال میں محل توقف میں ہی اول اسکو ثابت کرو چہ استدلال کرنا اگر
 ولایت مرتضوی بعد ولایت خلفاء و ثلثہ ہی تو یہی بعدیت نبوی حاصل ہی ہے صرف صرف ظاہر سے
 طرف مضمر کے کیا ضرور انفاذ مخفی نہ ہے کہ صاحب تحفہ قدس سرہ نے جان کیں کسی روایت پر
 حرج و قبح کو متوجہ کیا ہی و ان بعد تنقید روایت کے جواب بفرض تسلیم و ثبوت روایت ہی یا
 اگر یہ روایت ثابت ہی ہو تو ہی اوسکو دلالت مدعا نہیں سو کوئی شیعہ اوس پر نظر نہیں کرتا ہر کوئی
 دینی ثبوت روایت ہی وہ بھی طرق ضعیفہ سے حالانکہ اگر روایت ثابت ہو اور دلالت اوسکی
 مطلوب پر ثابت ہو تو ثبوت اوسکا و عدم ثبوت برابر ہی حکموں کی اسکو چاہتی ہی کہ اون جوابات کو
 جو تقدیر تسلیم سے ہیں مدفوع مرفوع کرو نہ یہ کہ ہر ضعیفہ سے اولہو و لیکن کیا کریں کہ الغرض
 بیشبہت بکل حشیش آخر برائی نام کہنے کو جواب تحفہ کہہ تو چاہئے لگے یا لگے ایسہی جواب حرف

جواب صاحب تحفہ کا دوسرا جواب ہے

مروٹ متفقہ کا چند فاضل شیعہ نے کمال تہانت و دلائل قاطعہ سے لکھا ہی آری زبان گزشتہ است
 بہر طرف کہ سیکرانی سیکر دو قول و قد وہی المحدث من مدۃ طرق النسخ جو پاسخ اسکا بقدر صحت و
 اثر و روایت گذر چکا ایجاب تہات حسن و محبت و روایت کی نہیں قولہ تعجب ہی کہ اجماع ہی تو احتجاج اکثر
 اور جو مبتدع متزنی مروٹ بتلیس ہو جیسے قتادہ و اس سے اخراج کرین اتنی حاصلہ جو اس
 قتادہ نام چار شخصوں کا ہی ایک قتادہ بن طحان صحابی کہ انکی حدیث ایام میں ہی مروی ہوئی ہو
 نعمان بن زید بن عامر الافسار بردار ابو سعید مسری سے قتادہ بن الفضل بن قتادہ اسخریٰ جو سنے
 قتادہ بن عامر بن قتادہ سدوسی ابو الخطاب بصری کہ ان فی التقریب سلوم نہیں کہ اب کو فسے قتادہ
 میں گفتگو کرتے ہیں اول سفین فرمائے پھر جواب دیا جاوے قولہ شیعہ نزدیک ہی نہیں اہل سنت
 داخل بہت صفحہ ہی اور بہت تابعین و تبع تابعین اہل تشیع تھے اسخ جو اب پاسخ اسکا خود
 اپنے چند سطر پہلے اسکے رقم فرمایا ہی اسکو ملاحظہ فرمائے یعنی ان امر اور من اشبع الکامل

ذکر قتادہ

شیعہ تابعین صحابہ

مولانا علی و اولادہ سلام اللہ علیہ علیہم لا غیر و ہر محمود و تکیہ یک سید اللہ بروج انتہی حاصل یہ ہی کہ
 جو تشیع بدعت صفحہ ہی وہ مولات مرتضوی ہی اور کچھ ہے متقیق و مذت صدیق و فاروق
 رضی اللہ عنہما سوالیہ تشیع اگر کسی تابع یا تبع تابع میں ہو تو صحابی طعن نہیں انکی روایت سے ہاتھ
 بات کہتے ہیں بہت آثار و بیہ ضائع ہوئے جاتے ہیں اور یہ لوگ شیعہ اولیٰ تھے جبکہ لقب اہل
 و جاعت ہی پس سنی کو سننوں سے روایت کرنے میں کیا صرفہ ہی کچھ روایت اہل بیت
 کبریٰ سے تو نہیں کرتے جبکہ شمار و ثناء فقید و نفاق ہی اس منہم کے روایات کی اگر اہل تشیع
 تو شیعہ کی ہوا و قابل حجت ٹھہرایا ہو تو بتاؤ اور احلیج بن عبد اللہ بن حجر کندی شیعہ طبقہ سادات میں
 سے ہی کذا فی التقریب قولہ نہرین فن حدیث نے روایات حدیث میں بڑا اختلاف کیا ہی جسکے
 نزدیک جیسا ثابت ہوا اوسے ویسا کہا اور ہم تھوڑا سا اختلاف اوکا ذکر کرتے ہیں اس
 مزید فیض مراد کے انتہی حاصلہ جو اب ماہن فیہ میں صرف کلام حدیث بریدہ و احلیج کندی
 میں تھانہ جرح و تعدیل کل روایات میں پس نہ کر کرنا اس اختلاف بے سرو پا کا اچھکے بے تحمل

اختلاف علی و اولادہ

خصوصاً کہ فرقہ امامیہ میں اضعاف مضاعفت اسکے اختلاف روایات ہو چکا ہے تفسیل و تکفیر و فی علی غصہ
 اوس حال میں کہ قاعدہ اصول الجرح مقدم علی التقدیل مقبول شیعہ ہو پھر تاویل کرنا بمقدور نہ رہا
 بن عین و بکیر بن عین و بشامین و محمد بن مسلم وغیرہ کے واسطے اخراج انکی کے دائرہ طعن
 روایات حدیث ائمہ سے حرف بنے اصول حرکت نامقبول ہی حالانکہ اختلاف اہل سنت کا بغیر
 تکفیر و تفسیل نہیں اور نہ تکلم حشمتین کا علی الاطلاق دلیل اختلاف ہی اسکے کہ محققین سنیوں نے
 محدثین کے طبقات مقرر کئے ہیں اور جرح و تعدیل میں مراعات اوسکی پیش نظر کرتے ہیں
 پس جو اختلاف بخیر اساکہ آپنے اس جگہ لکھا ہے وہ منافق و قاذب اہل سنت نہیں چنانچہ بیان
 اوسکا مابعد میں سات بیان سیر روایات امامیہ کے کیا جاتا ہے دو کو تو رد و دیکھو کون کیسا
 اور کسکا اختلاف ایسا و ایسا قول ہم کہتے ہیں کہ یحییٰ بن یسین و سنانی و یحییٰ القطان اور ایک
 جماعت نقاد نے توشیح کی ہے ابو زبیر محمد بن مسلم کے اور ابو زرعدہ اور ابو حاتم نے کہا لا یصح
 اور بخاری نے اوس سے اخراج کیا ہے عہدہ دوسرے کے اور حدیث اوسکی عائشہ سے ہے
 صحیح مسلم میں نہیں ہے کہا جھگڑا گمان نہیں کہ اوسنے عائشہ کو دیکھا ہو الی قولہ والکلام فی
 ہذا یشترک اجزاء جواب مقصود اس کلام سے صرف اتنا ہے کہ مثلاً ابو زبیر محمد بن مسلم و عبد الملک بن
 حمیر اللخمی و قرح بن فضالہ و بن آتج و مخد بن بشار و مبارک و یحییٰ و عبد الرزاق و علی بن ابی طلحہ و مالک
 بن حرب سے اصحاب صحاح اہل سنت نے روایت کی ہے اور دوسروں نے اوکی تصنیف
 کی تو معلوم ہوا کہ اختلاف روایات سے روایت مقدم نہیں ہوتی اور اگر موقوف ہی ہو
 جگہ ہونہ روایت دون روایت سو یا سب کا یہی کہ اختلاف دو طرح پر ہی ایک وہ جس سے روایت
 میں فی جملہ ضعف و ذہن آجا و جیسے اختلاف آسامی مذکورہ میں کہ بعض نے اوسکے حق میں لا یصح
 یا لیس بکس یا لیس بحافظ یا حشوط یا ہو وسط یا لیس بالقوی یا ثقہ و سبب حجۃ یا تکلم فیہ فلان و
 نال منہ با تراج یا ہو مضرب الحدیث یا فی حدیثہ ضعف یا ضعیف فی الحدیث کہا اور
 دوسروں نے اوکی توشیح کی کہ روایت اثبت منہ یا حدیثہ صحیح عندی یا ہو لیس منہ فی الحدیث

یا لو کان فی سلطان لا تترک فلا ما علی المؤمن سوبہ اخلاک اولاً منفی طرف تکفیر و تغلیل سکے
 نہیں غایت مافی الباب یہ کہ تو بہین و تقصیت ہی سو وہ قانع نہیں خاصہ او سوت کہ سنا خد
 شواہد اقوی و طرق کثیرہ سے ثابت کیا جائیگا کہ اہل جہنم کس مرتبہ میں ہیں اور اہل جہنم
 کس درجہ میں اگر صحیح جہنم مرتبہ کر یا بتدلیل نہیں تو ہنوز عدالت برقرار ہی اور شریع
 دنیا احادیث القولین کا آخر پر کام مہر و مکملہ منتقدین کا نہ عامہ محدثین کا چنانچہ یہہ بحث کتب اصول
 حدیث اور اسرار الرجال میں مفصل مرقوم ہی دوسرا اختلاف ایسا ہی کہ خیر ہو طرف تکفیر و
 تغلیل تقصیت و ابحاث و رواں کے اور سبب و سکے احادیث و اخبار پایہ اعتماد و اعتبار سے
 ساقط ہو جاویں جیسے اختلاف امامیہ کا ہشامین و شیطان الطاق و زمرہ برہان عین و کبر
 امین و سلیمان جعفری و محمد بن مسلم و یحییٰ و اشالہم میں کہ شیعہ انکو باوجود اعتقاد جمیت
 باری تعالیٰ اور جبل الہی و انزل و اثبات جہنم واسطے پروردگار عالم کے قتالی شاعر
 یقول الظالمون علوا کبیر اخبار اصحاب اللہ اطہار سے گمان کرنے میں حالانکہ منصوص
 احادیث کافی کلینی سے کہ منجملہ اصول اربعہ شیعہ کے ہی طرق و تطبیق و تنسیج شیعہ انکی ثابت ہی
 اور جیسے زکریا بن البرہم کہ شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی اس سے تہذیب وغیرہ میں رد
 کش میں نصرانی تہمتی کہ اس نے اپنے صورت و لباس کو نہیں چھوڑا اور جیسے بنان کہ کثرت
 اسکی ابو احمد بن ابی اس کے حق میں جعفر صادق نے فرمایا بروی عن الاکاذیب و دینہ علیہا
 اہل البیت اور جیسے حسن بن شاعر و عمر بن سعید وغیرہم کہ انہوں نے امام وقت کو نہ
 عمر نہ پہچانا اور مرد و عہدات متعینہ خالی ہوئے اور جیسے ابی عمیر و ابن الغیرہ و غیرہ
 و ابن مسکان کہ امام سبوح ناطق جعفر صادق نے انکو اپنے عباس سے کال دیا اور وہ
 آئے کی ندی اور جیسے ابو نصیر کہ اس نے اپنے دروغ کا اقرار کیا اور جیسے ابن عیاش
 کہ اسکو نمرہ رجال کذابین میں لکھا ہی اسی طرح ابن بابویہ صاحب رخصہ مرقورہ متقدمین میں
 اور شریعت مرقن متاخرین سے یا و کار سیکلہ کذاب و حجاج و ابی ثامہ میں جو علما کرام شیعہ

حال ابو اسید

کہ انکو مطالعہ احوالِ اسلام و کتبِ حلالِ میراثی وہ اسکا اکتفا نہیں کر سکتے اور تردد و حیل ہل
 با واقع کا محلِ شکایت نہیں آگے ایسا اختلاف اہل سنت میں ہو تو بلاؤ قیامت ہی کہ وہ
 تشبیح کا ایسی جماعت پر ہو جنکو ایمان سے کچھ علاوہ ہو کوئی مجسمہ ہو کوئی کذاب کوئی منسخری
 کوئی انحرافی علی بن ابی القیس اور دوسرے شیعہ جیسے صوامیر جو میں وغیرہ کتابوں کو نہیں مٹا کر
 اور بتاویلات بارہ روز کاروانکو اپنا مقتدا بنائیں اور ریاستِ دینِ فرض کو اون تک منتہی
 فرما دیں وہ تو موثق و معتدل نہیں آراء اہل سنت جسکے راوی ہر طرح موثق و مستند ہوں
 موقعِ طعن بنا بر اختلافِ قلیل ہوں اتنی انصاف سے اجود ہیا میں کفار کی اعانت کی اور
 مسلمانوں کو قتل کروایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دارالانظالم خراب و لو بعدین پر سح ہی اذا استبد
 الانسان برائۃ عیست علیہ السلام قوال کہ یہ کمال حدیث فی صحیحین مثقفی بالقبول اسخ جواب
 حاصل اس سبب انتہائی کہ دارِ قطنی و ابنِ سلیح و ابو زہرہ رازی و ذہبی وغیرہ نے صحیحین میں
 ماہرین اندرونی وضع کتاب و ترک بعض احادیث صحاح و اختصار بعض احادیث ضعیفہ کے طعن کی یہی
 سقوطِ نظر اسکے کطعن دارِ قطنی وغیرہ بتائے انوشین جہر بیکار ہی خود اقوال مذکورہ دارِ قطنی وغیرہ
 اسبقہ ثابت ہوتا ہی کہ بخاری و مسلم نے بعض احادیث کو باوجود شرط مقررہ اپنی کے اخراج نہ کیا
 اور بعض کو جو کہ بشرط صحیحین میں اخراج کیا بعض صحاح کو داخل نہ کیا پس یہ بات نفسِ لاسرین کوئی
 وجہ طعن کی نہیں کہتی اسلئے کہ صحیحین نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو احادیث ماسوائی صحیحین میں وہ
 موصوع منسخری ہیں یا ہماری شرط نہیں بلکہ یہ کہا ہی کہ بعض احادیث کثیرہ صحیحہ کو دیدہ و دانستہ
 صحیحین میں کیا بعض جوہر سے جسکی شرح اپنے محل پر مرقوم ہی چنانچہ اسباب برصاحبِ صحیح
 موافق اہل سنت ہے کما قال المجتہد بہت کہ صحیحین جامع صحیح انچہ در صحاح دیگر مذکور بہت و سائر
 کتب ائمہ حدیث از اخبار صحیحہ بران مثل بہت نیست و بخاری و مسلم بیچیکل و عائدہ اند و کسے نیز از
 محدثین میں زمرہ انتہی محدث اگر دارِ قطنی وغیرہ نے بعض احادیث صحیحین کو مطابق شرط صحیحین
 نہ پایا تو یہ قلتِ نظر اور ساحتِ دارِ قطنی وغیرہ پر دلیل ہی نہ تسلیم اصحاب صحاح پر اسلئے کہ شرط

حدیث صحاح احادیث در صحاح
 حدیث صحاح احادیث در صحاح

واطراف شرط کو صاحب شرط خوب سمجھتا تھا نہ دوسرا ممکن تھی کہ وہ احادیث واقع میں علی شرط البخاری
 اسلم ہوں لیکن اشال اقطنی کو جوہرہ و قیقاہ و سکی و صبح نموی باین جہ جب جہوہ اہل سنت طبقہ
 طبقہ متفق ہوں کہ تحجین میں کوئی حدیث موضوع دہائی نہیں تو خلاصہ انکجا سبب شدہ و قول کے ساتھ
 ہی قابل ذکر کے نہیں خاصہ بقابلہ خصم کے کہ سوامی مسلم و ستر اتر کے اور کو غلے گا اور خود طہین
 شیعہ قائل ہیں ساتھ بقابلہ اتوال شاذہ قوم اپنی کے درجہ اعتبار سے اور عدم احتجاج و اعتراض کے
 ساتھ اشال و ان قوال کے بقابلہ اتوال مطرودہ راجحہ و اخبار صحیحہ ثابتہ چنانچہ شراہ اس معری کے کثر
 عمر یہ میں مفصل لکھے ہیں اس صرت میں یہ اتوال غریبہ شاذہ مباحہ و تصریحات قائمہ سناطہ اعتراض
 منونگے بلکہ صلاحت ہند لال سے بر اصل جمید میں اور سن ابن ماجہ میں جوہرہ و ایک حدیث و ای
 ہیں وہ متعین ہیں اور نقصان لیسیر موجب ابطال ان کثیر نہیں ہوتا اسلئے ذہبی نے کہا ہی اہست
 بائیسۃ و الا شیعہ کی کوئی کتاب حدیث بحکم الا کثر حکم الكل لا لا قائل قابل قبول کے نہ ہے گی
 کثرت با محلو و شون میں روایات مردودہ و امیر سے الا کلیہ کا محمول میں تہیہ ائمہ پر سبب مطابقت
 مذہب اہل سنت کے قدر قبول انہی الکلام و فیما ذکرناہ کفایہ لذوی الافہام جواب فہم الکلام
 و فیما ذکرناہ کفایہ لاوئی الاباب و الاسلام قولہ شیخ نے باب بیہتمم تحفہ میں حدیث چہارم و
 ابن بن کد کہ کہ فان حدیثی ملار قد خرج وادی الیہ فقال الہم تہی با جب اناس الیہ
 یا کل ہی بذ الطیر فجا علی ای ہی کہا کہ اکثر محدثین نے اسے موضوع کہا ہی و ممن صرح موضوع ہی نظر
 خمس الدین بجزئی و قال امام اہل حدیث خمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الدمشقی الذہبی فی
 لقد كنت زمرنا مطولاً ان حدیث الطیر لم یسجد ان یروہ فی سندہ کہ فلما علقہ ذہبی
 رایت القول من الموضوعات الی غیرہ ابواب حدیث الطیر اخرجا الترمذی عن انس و قال غریب اخرجا
 عنہ ایضاً و اخرجا الحرمی و خزیرہ و اخرجا الحاملی و غیرہ و اخرجا الحاکم و صحیحہ و قال حدیث الطیر لم یروہ
 البخاری و سلم اخرجا فی صحیحہما الا ان رجالہ ثقات رواہ عن انس جماعۃ اکثر من ثلثین نفساً و قد
 صحت الروایہ عن علی و ابی سعید و عقیقہ خادم النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اتفق ائمہ اہل العلم و

ذکر حدیث طیر و وجہ و مقتضی ان

وجاہ میں کفایہ علی صحت اتھی مخصوص جواب ترمذی نے گواہی کیا لیکن غریب کہا اور کہا کہ ہم
 اسے نہیں پہچانتے مگر حدیث سند سے اور بغوی نے سکوت کیا بیان صحت و قسم سے و حنفی
 و حنبلی وغیرہ ضعیف ابن النبیہا ہم اور حاکم کی تخریج و تصحیح پر بہت اہل علم نے اعتراض کیا یہی جسکو
 پوری بحث و مباحثہ ہو وہ ترجمہ حاکم کو نکلا، میں دیکھنے اور پکچہ حال تصحیح حاکم کا اوپر مذکور ہو چکا ہے طریق
 الیہ پس یہ اخراجات بے مصارف تھیں اور اسراف صرف ہوا اور مخالف پر صالح احتجاج نہیں بلکہ
 قول صاحب تحفہ منہز بجای خود و محبت نامہ ہی قولہ وہ جو ذہبی نے تخصیص میں کہا البتہ کتب
 جسکو شیخ نے اپنی دلیل تھیں اگر علم مناظرہ کرے نہ مہر رنگ بلکہ کیا ہی اس طرح پر ہی کہ اول ذہبی کو
 علم صحت حاصل تھا جب ثابت ہوا تو قائل ہو کر مذکورہ میں لکھا و اما حدیث الطیر فہ طرق کثیرہ حذوق
 افزہ تھا مضعف و مجہول ہوا یوحسان الحدیث کہ اصل جواب عبارت مذکورہ ذہبی سے اسبق تھا
 جاتا ہی کہ حدیث کی کچھ اصل ہی یہ نہیں سمجھا جاتا کہ حدیث طبرہ صحیح الاصل ہی چنانچہ مختصر میں لکھا ہی
 کہ اسکے بہت طرق ہیں و لیکن سب کے سب ضعیف اور ابن جوزی نے اسکو مضعف و ضعیف میں ذکر
 کیا ہی کہ فی الفوائد الجود اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر اس حدیث کی کچھ ہی اصل ہی مطابق قول
 ذہبی کے تو وہ ہی اصل ضعیف ہی اور جسکو الگ سالہ میں جمع کیا ہی اور ضعیف و مفرد و غیر ایسی ہی
 طرق کثیرہ ہیں جسکو صاحب مختصر نے ضعیف کہا اور تالیف کرنا ذہبی کا طرق حدیث طبرہ کو مقدم ہی
 علم وضع پر اسلئے کہ عبارت تخصیص لفظ کثرت رنا طویلا اظہر ان حدیث الطیر الخ بارفع غائیہ
 ہی کہ اول علم صحت تھا پر علم وضع حاصل ہوا نہ ضبط اپنے فرمایا کہ اول علم وضع تھا پر علم
 صحت ہوا اسبواسطے صاحب تحفہ نے قول تخصیص لیا اور قول تذکرہ کو چھوڑ دیا معلوم نہیں
 کہ ایک عقل کہاں بتی ہی کہ نہ مہر رین یا خیم غدیر میں کہ سیدی بابکو اولاً سمجھ کر سا کہ دون
 کی کہوتے ہو قولہ فضل بن رزہ بان شافعی نے کہ باب مناظرہ میں آئندہ شیخ دہلی سے
 ہی ابطال الی میں حدیث طبرہ کو تسلیم کیا ہی جو شیخ دہلی نے ہی جواب حدیث طبرہ کا
 بغرض تسلیم دیا ہی لیکن اپنے ہوا ہی فحاشا فی دیدہ و دانستہ اس سے چشم پوشی کی غالباً یہ

ہونا اصل کا واسطہ حدیث طبرہ

سند فضل بن رزہ کا حدیث طبرہ اور حاکم کا حدیث طبرہ

آپ نے معلوم المکرت سے کہ پشت و پشت اساتذہ شیطان الطاق و ہشام حول کلینی امور سے بنی
 اور یہ کابرا کجا و شیعہ میں ہوا سلسلہ یا بلا واسطہ سیکو ماہی والا بعد قبولِ سمعت روایت ہی اور کچھ عطا
 دلائل نہیں اس لئے کہ قریبہ مقتضی امکا ہی کہ مراد احبابِ خلق الیک سے تناول طعام طہین ہو
 ہمراہ نبی کے اور بے شہرہ جناب امیر اس مکتب میں احباب الناس تھے نزدیک خدا کے کہ ہم کلمہ
 و ہم نوال ہونا فرزند کایا اور کجا جو حکم فرزند میں ہو موجب قضا عفت لذت طعام ہی اور اگر طلوع
 احباب راہن تو ہی حجت نہیں اس لئے کہ صاحبِ ریاست عاتق ہوا احباب الناس الی اللہ کو کچھ ضرور
 بہت انبیا اولیا احباب الی اللہ تھے و کچھ ریاست ملی جیسے حضرت ذکر یا و جی بلکہ حضرت شمول کے
 وقت میں ریاست عامریض الہی طاقوت کو حاصل تھی نہ انکو اور نہ انکے دلائل ہی لیکن ریاست بالان
 کدال ہی اور فی وقت من الاوقات کا کوئی مسکن نہیں اور اگر دال خلافت مشعلہ پڑی ہو تو ہی
 مفاد و منہو کی اور احادیث صحیحہ کو کہ دال میں خلافت شیخین پر مثل اقتداء بالذین من بعدہ الی
 و عمر علاوہ اسکے راوی حدیث طبر کے انس بن مالک میں ہند نزدیک شیعہ کے معتبر نہیں شیخ
 مفید نے کتاب الجبال میں لکھا ہے کہ انہوں نے تین بار جوٹ بولا کہ سپر خبر اکام میں
 ہیں محمد اشخ نے جوابہ الزامی بقدر تسلیم دے میں اور کجا جواب کیوں نہیں دیتے اور میں
 استاذی صاحب ابطل کا نسبت جہا متفقہ کے وقاحت ہی اس لئے کہ خلافت اساتذہ و ملائکہ
 بلا واسطہ کبھی ہوتی ہی چہ چا سابق و لاحق کی اور یہ خلاف موجب طعن نہیں ہوتا و نہ شیعہ کو
 قدیم و حدیث کو ہی مغربیہ اختلاف سے نہ ملے گا کہ لاکھوں اختلاف اخباریہ و اصولیہ میں واقع
 ہیں قولہ بروی جمیل نے کہ جگر گوشہ ہاشم و علی سے ہی رسالہ امامت میں اس حدیث کہ
 لکھا ہے جواب قطع نظر اسکے کہ استعمال جگر گوشہ کا ولد پر ہی نہ ولد الاخ پر لکھنا مولوی
 اسماعیل کا نظر اسکے ہی کف ضائل میں احادیث غریبہ شافہ ضعیفہ کو بھی لاسنے میں بخلاف
 عقائد کے سورسہ امامت میں ایسی جگہ نہیں لاسے کہ حجت مخالف ہو نہ لانا لعلینا قولہ
 شیخ نے باب بیستم تختہ میں حدیث پر تجربہ روایت جابر ان مدنیہ العلم و علی بابہا کو ملعون کہانی

الامام کوئی دلیل کا حدیث پر تجربہ

حدیث امامت پر تجربہ روایت جابر ان مدنیہ العلم و علی بابہا کو ملعون کہانی

اور کما کیجی بن معین نے کہا الا اصل لہ اور بخاری نے کہا منکر و لم یصح اور ترمذی نے کہا
سنکر غریب اور ذکر کیا اور سکوا بن الجوزی نے موضوعات میں اور کما شیخ فقی الدین ابن دقین العینی
بذا الحدیث لم یشیئوہ اور کما شیخ محی الدین نووی و حافظ شمس الدین فیہی و شیخ شمس الدین جزیری
نے انہ موضوع الجواب اخرجہ الترمذی و البغوی و الطبرانی و القیسی و ابن عدی و الحاکم و البیہقی و
قدائب السیوطی فی الجامع الصغیر الذی قال فیہ بذا الکتاب الی قولہ بانقت فی تحریر التخریج و فی
القشر واخذت اللب و صنفہ عما تقر وہ و منسلح او کذا ب الی قولہ شیخ ذوفنون غافل از بوم
لا ینفع مال لا بنون محبت معاویہ میں آفتاب کو ابرو سے چپا تا ہی انتہی حاصل جواب احمیت
الضعف من الی وسیلہ اپنے دھوکا دینے کو گنتی نامونکی پوری کر دی اور یہ بیان کیا کہ اسناد روایا
مخبر جن میں مذکور میں علماء محققین نے کیا تکلم کیا ہی کہ اس سے حقیقت حدیث کی کہلنتی ہو جاتا ہے
کے آپ سے بھی زیادہ یا وہاں لیکن ہر سند اس کی خروج ہی کما سبجی اور صاحب تحفہ نے کتب
تخریج ترمذی کیا تھا جواب نے اخرجہ الترمذی عن علی الخ لکما و طبرانی و عقیلی و ابن عدی حاکم
و غیر صحیح بنین ہیں لکی روایات غالباً واسطے نقیب احادیث صحیحہ کے منقول ہوتی ہیں کہ کثرت
طرق سے راوی ثبوت اصل ہوتا ہی نہ بالانفراد بلکہ بالانفراد کے روایات ساقط الاعتبار میں اسویطی
نے اگر صیانت جامع صغیر کی وضاع کذاب سے بیان کی تو اس سے لازم نہیں آتا کہ جو کچھ اس میں
ہو وہ صحیح ہو کیونکہ اقسام حدیث غیر صحیح کے موضوع و مکتوب میں مختصر نہیں کہ صیانت جامع غیر
کی وضاع و کذاب سے موجب الزام خصم ہوا حدیث غیر صحیح بہت قسم میں جیسے شاذ و منکر
معتل و مدلس و منقطع و احاد و مطعون و متبرج و واهی و غیرہ کہ ماخن فیہ میں محبت نہیں اور یہ
کیا ضروری کہ جو راوی نزدیک سیوطی کے وضاع و کذاب نہ ہو وہ نزدیک اور وکی بھی نہو ہی
آپنی ذیل حدیث اجماع میں ایک صفحہ ماقبل اسکے لکھا تھا کہ ان الاحتفاظ الماہرین فی الفن قد اختلفوا
فی رواۃ الحدیث اختلافاً کثیراً و لکلم کل منعم بما ثبت لدینہ احوالہم و اطلع علیہ من عقائدہم و قولہم
انتہی چھرا ہی او سکوا ہول گئے لان الکذاب لا حافظ لہ اب اس مثل سائر عمل کروا و اکثرت کذباً

نہیں ہوئی قولہ صحت اس حدیث میں روایات متواتر متکاثر موجود ہیں مگر اسی کو بڑی آفتاب سے
 کیا فائدہ جواب جو روایات متقاصر اپنے اچانکہ لکھے تھے اور کیا جواب و زائد ان کے پاس ان کے
 اور گزرجکا اب ہم شتاقی متکاثر روایات متواتر متکاثر کے ہیں اور وہ لکھی جلد تر طعن ہوں
 اور قولین تواتر ہی عنایت ہو کہ متواتر ایک اصطلاح میں کسکو کہتے ہیں حدیث متوضیح متکاثر طعن
 مخرج لاسل لا غیر صحیح کہ متواتر کما بیجائی کا برقعہ سونہ پر لیا جائی البتہ مکرت وضاعت و تقم و سکا
 متواتر ہی قولہ شیخ نے تصحیح میں کہا حدیث ششم بحوالہ امیر روایت کرتے ہیں مرفوعاً ان قال من اراد
 ان یظہر الی آدم فی علمہ والی نوح فی تقواه والی ابراہیم فی حلقہ والی موسیٰ فی بطشہ والی عیسیٰ فی حجابہ
 فلینظر الی علی بن ابی طالب علیہ السلام الخ جواب ما یزال انکار انکار عظیم ایہا شیخ الفخیم فقہ روی
 البقی ہذا الحدیث واضح ابو یزید الحاکمی واضح المالک فی سیرتہ واشتہ محیث الشام محمد بن یوسف
 الکلبی الشافعی واشتہما احمد بن فضل بن محمد المکی الشافعی اتفق لخصا جواب جبریت میں کہ خود
 صاحب تصحیح نے لکھا ہے کہ ابن مطہر علی اس حدیث کو اپنی کتاب میں لایا ہے اور کہی او سکو منسوب
 طرف بہقی کے اور کہی طرف بغوی کے کرتا ہے حالانکہ دونوں کی تصانیف میں او سکا عبد بن ابی نعیم
 پہر ہی جگہ کہ جواب میں لانا اور ابن مطہر میں کی طرح طرف بہقی کے منسوب کرتا بغایت جمل و بیانی
 ہی اگر اس روایت بہقی کو کہیں اور سنی ہے اپنی کتاب میں بحوالہ ابی نعیم لکھا ہو تو اس کا نشانہ
 ہے حاکمی و ملا و سوانکی روایت معنی قبول نہیں کی جاتی اور نہ او کو کوئی پہچانے کہ کون ملا ہے
 غالباً مثل کئی کے شبہ میں صاحب کشف الغم نے ذکر امام زین العابدین میں لکھا ہے شیخ
 اباعبد اللہ محمد بن ابی کان ثلثین لیل استہ بصورۃ الشافعیۃ بالتقیۃ والفرز اتفق چونکہ اشترک
 لقب و علم وجوب یکدیت شیعۃ الشیطان ہی اس لئے یاد رہے کہ محمد بن یوسف و مشقی حاکمی
 شافعی صاحب حق و ایمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان سنی ہیں اور صاحب تصحیح نے بھی
 کید چل و فہم میں لکھا ہے کہ اکثر شیعہ شافعی بن حایا کرتے تھے اور سنیوں کو دہر کا
 دیا کرتے تھے ہاں اب تک کہ چلی نے منہج الکرامہ میں لکھا ہے کہ ان اکثر سنی الشافعیۃ

تو اس حدیث کا تواتر

حدیث ششم تصحیح
 ما یزال انکار

شعی بن ابی کان ثلثین لیل

فی زماننا حیث قوی اومی بان مبتولی امو فی عسلہ و بختیزہ بعض المؤمنین وان یدفن فی شہد
 الکناظم علیہ السلام بلکہ کل کی بات ہی کو آپ کے باپ سے کوئی پوچھتا کہ تمہارا کیا مذہب ہے
 کہتے الذی یقال لا الشافعی حالانکہ زیدی المذہب تھے سو اکثر شوافع جیسے اپنے اور
 علماء امامیہ نے ہستنا کیا ہے اور ویکو سستی تھیرا ہے وہ شیعہ ہیں اس صورت میں
 اس حدیث کا کتب اعلیٰ سنت میں غایت ضعیف سے محتاج بیان نہیں علاوہ اسکے ذیل
 حدیث مذکور میں خود صاحب تحفہ رضی اللہ عنہ نے ایک قاعدہ اعتیاد حدیث کا ایسا بیان
 کر دیا ہے جس سے سارے شکوک وادھام زائل ہو جاتے ہیں لیکن جسکی پہلے کی ہر
 ہون اور سے کیا خاک بچائی دے وہ قاعدہ یہ ہے کہ قاعدہ مقررہ اہل سنت ہی کہ جس حدیث
 کو ائمہ فن نے کسی کتاب میں روایت کیا ہے اور التزام صحت مافی الکتاب کا نہیں کیا اور تخریج
 ساندہ صحت اس حدیث کے بالخصوص صاحب کتاب نے یا اسکے غیر نے محدثین ثقافت
 سے نکی ہو تو وہ حدیث قابل احتجاج کے نہیں اسلئے کہ ایک جماعت نے محدثین اہل سنت
 سے جو طبقہ متاخرین میں پیدا ہوئے جیسے دلیلی و خطیب ابن مساکر وغیرہ جب کہا کہ احادیث
 حسان و صحاح کو مستفیدین مضبرہ کر گئے اور جگہ سخی کی باقی نہیں تو یہ مائل ہوئے طرف صحیح
 کرنے احادیث ضعیفہ و موضوعہ کے کہ مقلوبۃ الالسانید و المتون ہیں سو اسکو بطریق صحیح
 ایک جگہ فراہم کر لیا کہ پھر نظر ثانی کریں اور موضوعات کو حسان لغیرہ سے امتیاز دیں لیکن
 بسبب قلت فرصت کے اور کوتاہی عمر کے نوبت لہذا ہم اس مہام کی نہ بھی لیکن جو بعد ازاں
 آئے اونہوں نے امتیاز دیا جیسے ابن جوزی نے موضوعات کو علیحدہ کیا اور سخاوی نے
 حسان لغیرہ کو مقاصد حسنہ میں علیحدہ لکھا ہے اور سیوطی نے تفسیر و منثور بنائی اور خود ان
 صاحبوں نے مقدمات کتب مذکورہ میں اس غرض کو ظاہر کر دیا ہے تو باوجود اس علم کے
 جسکی تخریج خود مطلقین کتب نے کی ہے احتجاج کرنا اون روایات سے روا نہیں اسلئے
 صاحب جامع الاصول نے نقل کیا ہے کہ خطیب نے شریف مرتضیٰ برابر رضی اللہ عنہ سے احادیث

قاعدہ اعتیاد حدیث

شیعہ کو واسطے غرض مذکور کے روایت کیا ہی کہ بمعجم والمین کے انہیں نظر کرے اور بحث
 و تفتیش کرے کہ کچھ اصل ہی رکھتے ہیں یا نہیں انہی حاصلہ بالترجمہ پس جب یہ بات معلوم ہو گئی
 تو اب ارشاد قدس اللہ علیہ صاحب تحفہ اشاعہ شریہ کہ یہ حدیث کتب اہلسنت میں موجود نہیں تو بطریق
 صغیریت یا یہ ثبوت کو پہنچ گیا اسلئے کہ نسبت اسکی طرف تحقیق کے زبان شیعہ سے ہی نہ زبان
 اہل سنت سے اور نجی خود شیعی ہی اور باقی مجاہدیل اور اگر کسی کتاب میں ہوئے اور موضوع
 ہوئے تو یہی گویا موجود نہیں ہی کہ المنفی فی حکم المعروف ابداً کارا اور اسکا نسبت کتب اہل سنت کے
 بہت درست ہی اور اس قاعدہ مقررہ کو اگر آپ یاد رکھیں گے تو بہت کام آوے گا اور کچھ نفع مال
 و نون و بجا و گیا جواب ثانی مانا کہ یہ حدیث ہی لیکن کیا حاصل اسلئے کہ احادیث اہل سنت میں شبہ
 ابو بکر صدیق کی ساتھ عیسیٰ اور ابراہیم کے اور شبہ عمر کی ساتھ فوج دوسری کے اور شبہ ابوذر
 غفاری کی ساتھ عیسیٰ کی آئی ہی چنانچہ یہ شبہ اپنے ہی صفحہ پنجاہ و پنجم میں بمقام اہل سنت نقل
 کی ہی اس سے معلوم ہوا کہ مطلق مشابہت دلیل مساوات نہیں ورنہ یہ مساوات یہاں ہی
 ثابت ہی خدا نے اہل سنت کو عقل سلیم بخشی ہی وہ ان تشبیہات سے متویشہ و مشبہ نہیں
 سمجھتے بلکہ ہر ایک کو اس کے مرتبے میں رکھتے ہیں اور شیعہ نے جو اس سے مساوات
 ہی جواب اور اسکا چار طرح مفصل ملل تحفہ شریف میں موجود ہی ملاحظہ کر لو انفسوس کہ ہر جملہ
 و حوالہ سے روایت ثابت کیا جاتے ہو خواہ بعد ثبوت کے ہی دال علی المدعا ہوا ہو اور جواب
 مابعد الثبوت و علی تقدیر تسلیم کا کچھ نہیں دیتے بجز جمع و طرح زبانی کے کہ شیعہ نے جواب
 بحرف تحفہ کا دیا ہی اور کچھ ہوئے موندہ سے نہیں نکلتا الحمد للہ کہ ہم نے اس جگہ ثبوت عدم ثبوت
 روایات جرح و صحابہ تحفہ کا کما حقہ لکھ دیا اور رد و نگو کو اس کے گھر تک پہنچا دیا قول یہ حال ہی
 تحفہ عبدالعزیز کا کہ شریہ و اسکا بدیہ شہاب ہدائی سے بیان ہوا تمام کتاب شریف اسی ہیج لطیف
 ہی جواب شہر شکر ایزد کہ ہر آن چیز کہ خاطر بخوبی بہ آخر آمد پس چونکہ وہ تقدیر یہ ہے جو حال تھا
 تمامہ ان اجوبہ تحقیقہ و الزامیہ سے کما حقہ واضح ہو گیا کہ یہ کتاب سب کتاب کس مرتبہ اتفاق

جواب شہاب ہدائی

حال تحفہ اشاعہ شریہ

و تحقیق و تصدیق میں واقع ہے اور جو کتب علماء اہل ائمہ کسادی زبان سے ہیں ان ہر اس ایک
 شعر لایہ رک الوصف المہر فی خصائصہ وان یکن بالثانی کل ما وصفناہ اور اگر اس سے زیادہ
 اور بھی ہو جسے یافت بلذنبی و تحقیق ہو تو ایک حکایت تخریج واقعہ طرہ اور بھی بشعربنا مسعود
 فرمائی وہ یہ ہے حکایت جب تخریج اثنا عشریہ بلا و مشرقیہ میں بقالب طبع آیا اور اطراف عالم
 و اکثاف سائرین بنی آدم میں گیا اسیہ او سکودیکہ کہبت او چیلے کو دے یہاں تک کہ سراسر ملک
 بگا کہ کو ماوہ کیا اور اس کتاب کو پوس علی ایران کے باسابقہ نمایان بھیج کر کہا کہ حضرت کو دو
 چیز کی تکلیف دیجائی ہے ایک یہ کہ مطالب اس کتاب کو اول سے تا آخر اصولاً و فروعاً خوب جائز
 اور لغز صاف و امکا لات مولف تخریج کو کہ عقاید اصولیہ و فروع فقہیہ یا مسیہ پر کہے ہیں اور اس کتاب
 میں نوح میں پنج و بنیاد سے او کماثرین دوسرے زلات قلمی و فلتات لسانی او کی کو بھی
 درست کریں تاکہ افتخار سنیو کنا جاو سکے الفاظ و معانی پر ہی مٹ جاوے اور کسی کو بعد اس وقت
 کے مجال گفتگو نہ ہے چونکہ مقدمہ دین و مذہب کا ہی واسطے خدا کے سب بلکہ با اتفاق بلکہ یک گشت
 گوشش بہت کریں علی ایران دشمنان بلاغت نشان لے کر اس وقت بانارافات و جودان
 افاصت گرم کہتے تھے جو کہ جواب میں لکھا شخص اسکا یہ ہے کہ اجتماع ان سب کتابوں کو کہ حضرت
 تخریج اثنا عشریہ نے روح عقاید و مسائل فردیہ میں ساتھ اس کے قرض کیا ہے اور جواباً
 کہ دربارہ ہفوات و نصبات و قول و تبرک و غیرہ کے وار د کہے ہیں اس زمانہ میں متعذر
 پس تطبیق فتول کی ساتھ اخذ و اصول کے جیسے بچہ چاہے نہیں ہو سکتی اور اگر اسکا بھی
 ہو تو کتاب میں اہل سنت کی ان تہرون میں کہاں کہ بعد وراج مذہب اثنا عشریہ کے اس دہانہ
 کتب اہل سنت ہم آغوش عقائد و الاقلی و قال و بحث و جدال معانی و مطالب اس کتاب میں
 کی بات اور کمر ثانی کا یہ حال ہے کہ جو کوئی فن و فنائین ہمارت رکھتا ہو وہ اس قسم کی عبارت
 لکھ سکے مجال ہر کسی کا نہیں کہ ایسی عبارت لکھیں بے غبار و کدورت خالی تعقید سے لکھ
 اور آغاز سے انجام تک اس عمدہ سے ایک طور پر برآو صاحب از الہ انہیں ابقا ہم اللہ تعالیٰ

بعد نقل اس حکایت کے لکھا ہے کہ اس شہر میں مرزا علی اکبر شیرازی مدقون سے رہتے ہیں اور
 شیعی ہیں کاتب الحرم نے بلا واسطہ مع عبارت مولانا کا دیکھی زبان سے سنی ہے بلکہ شہر وہابی
 کو آنا انکا ہندوستان میں واسطے زیارت صاحب تحفہ کے ہوا تھا لیکن تقدیر نے مساعت
 نکلی اتنی ہی اس طرح مرزا محمد حسین قتیل کو سکند بلو و مشرقیہ تلامیذ مسلم المملکت او سکوفاری میں استاد
 مسلم الثبوت جانتے ہیں کتاب چار شریعت میں مقرر عبارت نگاری بلاغت شعاری صاحب تحفہ
 شہر اند قدسہ الدہ و الفضلہ و الفضل شہرت بہ الامداد پس جس کتاب کے لفظ و معنی کا یہ
 حال ہوا اور علم و مخالف کا یہ مقال او کی نسبت اعتقاد جواب نویسی حریف خیال حلال
 یہ چار اعتراض عدیم المثال جنکو کہنے پر بیان وجودی مسئلہ لاجواب سمجھ کر اسکا حکم بطور انتخاب اقبال
 و انتحال مقال لکھا تھا حقیقت انکی پانی سے ہو کر بہ گئی اور نکلے کا سہل نکل گیا یہ حال علاج ترا
 کا ہی پر مال عمدہ علم ارا لفظ بد اقبال کا اسی پر بقیہ کتب جوابیہ تحفہ کو فیکس کرنا چاہئے ع
 فیکس کن رنگستان من بجا مراد جب چنے چنے اعتراض اس منج شریف پرین تو بھرتی کے
 اعتراض خدا جاتے کس وضع لطیف پر ہو گئی یہ حال ہی مدبہ مردودہ شہاب رجوع ہجران اور
 مدبہ مردودہ دلاور جو ان کا سار کتب بشرین رد و فی اسی منج لطیف پرین شہر اند کے پیش
 گفتیم حرم دل ترسیدیم کہ دل آزر دہ شہری و سخن بسیار است قولہ اما بئنا عشریر قرآن مجید کو
 بے شہرہ کلام اللہ جانتے ہیں جو اب یعنی وہ قرآن شریف جسکو جناب امیر علیہ السلام نے آج
 بات سے لکھا ہے اور مطابق تردول حسی کے ہے اور ہمراہ تبرکات انبیاء و اوصیا کے نزو یک صحت
 صاحب الامر کے موجود ہے وقت ظہور مہدی آخر الزمان کے زیارت او کی نصیب مؤمنین ہوگی اتنی
 بلطف کلام والا جو قرآن بافضل مرجوح ہے اور مروج و متداول ہے او سکون خلیفہ ثالث نے اپنے وقت
 میں جمع کروایا ہے اور جو نمبر ع سابق تھا او سکون جلو اگر او سکون خاک میں ملو او یکذال
 الا میں کجاشی آور وایت کلینی وغیرہ سے نامیت ہے کہ آیات قرآنی تقریباً بقدر ایک ثلث کے باقی
 ہی سودہ ہی محبت تبدیل کلمات بعضنا بعض کے حقیقت میں قابل اعتبار کے نہیں علاوہ اسکے

طاہر نے سنج الفاضلین میں کہا ہے کہ اور امر و نواہی و اخبار الہی حادث ہیں پس قرآن ہی حادث
ہوا اور جب حادث ہوا تو کلام الہی نہ تھیرا اس لئے کہ کلام اللہ قدیم ہی نہ حادث قولہ اللہ علیہ السلام
کہ ہم جب حدیث نقلیں بغیر مفسران کلام الہی اعتقاد کرتے ہیں اور اس پر عمل میں جواب مضبوط
انہ کا جس لفظ و ترکیب حدیث نقلیں سے استنباط کیا ہوا اس کا نشان و دہد اجتہاد ہی ہستاد
در نحو لفظاً و معنیاً قولہ عازا اللہ کہی صحیح کہ نہیں جلا یا اور بے ادبی نہیں کی جواب معاذ اللہ
صحیح کہ وہی جلا یا اور بے ادبی بھی کی خواجہ طوسی نے کہ صدق اہل طوس بقرہ تھا جس نے
ظلمہ کو بھڑکا کر کاؤڑی مدنی سنو کی کہ خالی مصاحف متعددہ و کتب حدیث سے نہ تھی ہلکوار
یہ حادثہ قدیم کہ ہے عبدہا کو خان کا اور چاروں کی بات ہے کہ جب اجودہ سیامین کھانا بیکار نے
کلام الہی شہید کئے اور غریبا سلمین نے وہ اوراق سوختہ حکام کو فہم ہند کہ کہ صدق الکونی
لا یوفیٰ ابن دہلائے تو سب نے اٹھوں پر پی باندھ لی کا نہیں مل ال لیا غایت سالت
انتقام نہوا آخر قرآن کی ایسی مار پی کہ سارا طبقہ اولٹ پٹ گیا مضمون برفع قوا لیضع آخرین
سامنے آگیا اور بے ادبی اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ کلینی نے امام محمد بن الحنفیہ امام جعفر صادق
سے آخر روایت طویلہ میں نقل کیا ہے کہ اوتھی بیدہ فطر حمالانہ سینے مات سے اشارہ کیا ہے
اوسکو امانت کی راہ سے زمین پر ڈے مارا فرمائے یہ بے ادبی ہی یا نہیں علاوہ اسکے
جلالتین عالمی و متن لایحضرہ الفقہین میں پڑھنا قرآن کا جاضرور میں بقدر آیتہ الکرسی جائز کہہا ہے
اور استنباط میں ہی لا باس ان تلو اھا نصف ما یحبب القرآن اب کہیں سو نہ سے چھوڑے کہ
بے ادبی کون کرتا ہے اور نظم کون سجان اللہ حرف و طرح قرآن آپ کریں اور دوسروں کو
ناحق لے مرین طرف یہ ہے کہ حق الیقین سے واضح ہے کہ استخفاف قرآن مجید موجب ارتداد ہے
اور قولہ احرار مصاحف سلمہ تم تکذیب شیخ و سید امامیہ ہی اور تفسیر کستا و کلینی شاہد ہے اس
کہ قرآن مجید نقل اکبر ہے اور اہل بیت نقل اصغر قدیر قولہ اعتقاد امامیہ کا یہ ہے کہ اصلا فرقان
حمید میں تغیر و تبدل نے راہ پائی ورنہ ائمہ علیہ السلام آگاہ کر دیتے جو اب علی بن ابیہم

استاد کلینی نے روایات متواتر المعنی اپنی تفسیر میں واسطے دعویٰ نقصان و تبدیل و تحریف و تراویح
 حید کے لکھے ہیں اور باعتراف امامہ او سکوا کسبات میں غلو شدید ہے اور اسکے شاگرد محمد
 بن یعقوب کلینی بھی باعتراف علما طائفہ کے سچا اور نکلے صاحب تفسیر منہج السدا و لطالب الشا
 معتقد تحریف ہی بلکہ استاد کلینی نے روایات احاف و زیادت حمل کو ہی اپنی تفسیر میں کہ کسی
 تفسیر اہل بیت ہی معصومین تک پہنچایا ہی اور دوسرے قیاد امامہ نے ہی اس باب میں
 عرق نشانی کی ہی ہرگز علمائے طائفہ نے عدم تحریف و قرآن پر فحوائی فرق و انہم کے اتفاق
 نہیں کیا اور عبارت صوایم سے ہی ظاہر ہے کہ نقصان قرآن کا بے شبہ اختلاف ہی ہے
 اور جس صورت میں کہ امتساب اس احتمال کا طرف الہل اس اعتقاد کے کہ عین تفسیر و تبدیل آیات
 قرآنی میں ہر ایت غلطی ہو سکتا ہی تو چہ جا سکے کہ کلام ثنائی و باقرہ و اما و شیعہ و مائس صاحب
 وافی میں بدالات مطابقی بعد ہوا میں ہمہ بر کنار آپنے خود صحف شاذ و ہم میں لکھا ہی بعضے امامہ
 کہتے ہیں کہ خلیفہ ثالث نے چند سور قرآن کو محو کیا اور اپنی ترتیب میں داخل کیا اتنی پس یہاں
 اعتقاد مذکور کا کہ مخالف تصریحات اکابر طائفہ ہی اس جگہ ہوا یا عمدہ بطور تفسیر ہی والاع سائل
 کہ گوہر از ہار شہد ہوا کہ سیکامقد و نہیں کہ کلام مجید میں ایک حرف زیادہ ملحق کرے
 کلام خالق و مخلوق صاف ظاہر ہوتا ہی بلغاء کفار عرب نے تمام عمر فکر کی ایک فقرہ بھی برابر
 او سکے نہ بنا سکے جواب یہ مقدمہ در شیعہ کا ہی اور کسی کا نہیں اسلئے کہ روایات احاف حمل
 کی انکی کتب معتبرہ میں موجود ہیں چنانچہ ناظرین تفسیر مسعود عیاشی و قمی پر غیر مخفی ہی بلکہ کلینی صحیح
 وال ہی اس پر کہ اصل میں سترہ ہزار آیات تھی بیان تک کہ مجلسی نے بعض اداں سور و آیات
 کو تذکرۃ الاممہ و انما و اسکی میں ہزار کشش و کشش روایات معتبرہ سے حاصل کر کے لکھا ہی
 چنانچہ عبارت معارضہ سور و بروج کی یہ ہے السما ذات البروج و الخیل ذات السروج و النساء
 ذات الفروج نحن علیہا نوح بن اللوی و الفلوج الی آخرہ لکھتہ اشد علی قائلہ اور عبارت سورۃ
 الولاہیت کہ منقول ہی صحف معتبرہ سے کہ بخط ابن مسعود مکتوب ہے اور نظر دوم

سند ان صحیفہ ہوا قرآن کا بطور امامہ

زیادت و قرآن بطور شیعہ

اعتقادات شیعہ میں بخلہ تلمیذ شہید ہستانتان کے مرقوم ہی اوکو بھی ملاحظہ کرنا ضروری اور
 اہل سنت و جماعت بجاو ایس بنیانات کے یہاں کہ یہ تلامذہ کرتے ہیں یقولون ^{عند اللہ}
 وَاَمْثُلُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُولُونَ كَالِی اللّٰهِ الْكَذِبُ وَهُمْ یَعْلَمُونَ قولہ ابو جعفر قمی معروف بشیخ صدوق
 نے اعتقادات میں لکھا ہے الی قولہ اور کتاب کافی میں بسند مرفوع مروی ہے الخ جواب
 شعرست ہی ہشیار اگر دو نیم شب بہ مست باقی روز محشر یاد دہند لول عبارات مذکور
 میں اگر رد و قبول حدیث و مناقبہ امتیاز اخبار طیبہ از ضعیف ہی نہ ضعیف اثبات عدم تغیر
 و تبدل نظم قرآنی و حدیث تحریف کلام ربانی کیونکہ قمی صاحب کافی تو یہ کہتا ہے کہ جو حدیث
 موافق کتاب اللہ نہ ہو باطل و زور و دس ہی یہ کہان کہتا ہے کہ قرآن محزون و مبدل و منہج
 و منقوس و مستزید ہی کہ دلیل مطلوب سامی ہو سکے ذرا حواس جمع کر کے دو کا نام
 کیجئے والا بڑا ٹوٹا ہو گا سا کہہ جاتی سبکی قولہ سید مرتضیٰ علم الہدی فرماتے ہیں الخ
 جواب یہ فرمانا مخالف تصریح جمہور امامیہ ہی اس لئے کہ کلینی نے کئی جگہ احادیث ائمہ کو بت
 نقصان قرآن کے وار کیا ہے اور الفاظ و عبارت منقوس کو بیان فرمایا کہ اکثر اوسین سے
 کتاب الحجۃ میں درج ہے اور اسی کے قائل ہیں امامیہ چنانچہ تفسیر اہل بیت و صواری و ذوالفقار
 و تفسیر منہج السداد وغیرہ سے ظاہر ہے محمد جی کو فیہ ہند نے جواب مسن لکھا ہے کہ بعض
 قدماء ہمارے نے بالمرہ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے مگر یقیناً اس امر پر کہ نقصان
 اوسین نہیں ہوا مشکل ہی انتہی اور آئینے خرد صفحہ آئندہ میں لکھا ہے کہ بعض علماء امامیہ قائل
 بنقصان یسیر ہیں انتہی اور یہ بھی لکھا ہے کہ ظاہر ہے کہ ترتیب محمد عثمان خلافت نزول وحی
 صد ہا آیات کو نہ تو بالا کر کے مقدم سوئے لکھا ہے کہ نقصان و نفع اس کا ماہر ان زبیر ریشیدی
 نہیں انتہی سو اسی کا نام تغیر و تبدل ہی نہ اور چیز کا والا تعریف نقصان و تبدل و تغیر ہی
 ارشاد کیجئے کہ وہ کیا چیز ہے قولہ ابو علی طوسی نے تفسیر جمع البیان میں کہا ہے الخ
 جواب اگر آپ محنت اس و ولایت کے قائل ہونگے اور قائلین نقصان قرآن کو غیر مستند

نقصان قرآن بطور شیعہ

اوسکے بطور خود دیکھئے کہ ہر سے اپنا ثابت کر لئے ہیں اسلئے کہ جناب عثمان زہی النور ہیں
قرآن کو مشورہ پچاس ہزار صحابہ کے کہ بہتر انہیں جناب امیر المؤمنین تھے جمع کیا اور انہیں
کی صوابدید پر ترتیب واقع ہوئی اس صورت میں تھا عثمان کیونکر مطعون ہو گئے اور چونکہ
تو دوسرے صحابہ بھی خاصہ دشمنان حضرت امیر اول ازہرہ منہون ہو گئے تو کہہ تشریف لے گئے
کتب اہل سنت میں بطور ہی جو یہاں حاشا کہ احراق تبار فوقانیہ کتب مذکور میں بطور ہو اور
بالفرض اگر مصحف میں آپ سے اگل لگ جاوے اور وہ جل جاوے تو ہمیں پچاس سو گنا کیا قصور ہی
طوسی نے گاؤں زوری سے مصحف کو جلوا دیا وہ تو گنگارنوا بچا کر اہل سنت بصورت احراق ہی

احراق مصحف

قصور وار ہیں قولہ بخاری میں ہی ان عثمان ارسل لی کل فنی مصحفا واسمہا سواہ من القرآن
فی کل حیفہ او مصحف ان یحرق جواب ردلول اکثر روایات تفقات و معتبرین کا یہ ہے کہ لفظ حرق
اسجگہ بخاری میں بمعنی بھڑانے کے ہی گور وایت دو نو طرح پر ہو لیکن اثبت واضبط بخاری میں
و تفصیل فی رسالۃ واقعۃ الفتویٰ وازالہ انہیں اور محض روایات میں تردید ہی میں المحرق و احرق
اور اہل حدیث یوں تطبیق دیتے ہیں کہ اول بھڑا کر پارہ پارہ کیا پھر وہ بھڑا پھر بخاری بقا
فتوش حروف جلایا چنانچہ حدیث ابو ذر غفاری جب کو علی بن ابراہیم قمی استاذ کلینی نے ہی
تفسیر میں لکھا ہی مؤخر حرق بخاری مجمل ہی اسلئے کہ صدر حدیث میں لفظ مرقنا آیا ہی کہ مرقنا
خرقنا ہی پوری حدیث ازالہ میں مرقوم ہی کہ سیرج روایت کلینی مؤخر حرق بخاری مجمل ہی اور یہ
اس صورت میں ہی کہ جب بھڑاٹا یا جلانا قرآن کا ثابت ہو اور یہ بات ہنوز محل نازل میں ہی اسلئے
کہ عثمان نے جسکے بھڑانے یا جلانے کا حکم دیا تھا وہ ماسوی القرآن تھا نہ قرآن چنانچہ
لفظ ماسوی روایت بخاری میں موجود ہی فتدبر قولہ سبطی نے فوج ہیہم انتقام میں
لکھا ہی الی قولہ ان یحرق جواب اگر مراد مصحف سے آیات منسوخ التلاوة و احکم ہیں تو
جلی نے منشی المطلب میں لکھا ہی کہ منشی آیات منسوخ احکم و التلاوة جنب و محدث کو روای
اسلئے کہ تحریم منشی ہی اور جب نسخ حکم و تلاوة ہو گیا تو نام قرآن کا جاتا رہا

حرق و خرق قرآن شریف

قرآن ہنوز نسخ التلاوة و احکم کا

وقطع بهذا القرآن المنسوخ الحكم الباقية تلاوته لا يجوز منه اما المنسوخ حكمه وتلاوته او المنسوخ تلاوته
 فالوجه ان يجوز لهما سماعا لان الترتيم تابع للحكم وقد خربا بالنسخ عنه فبقى على الاصل انتهى اور اگر
 مراد مصحف سے آیات غیر منسوخ ہیں تو لازم آتا ہی اوست سے ارادہ امامیہ کا چنانچہ ضرب جیدہ
 مجتہد اور عبارت از آلہ العین سے ظاہر ہی معتمد فقہار امامیہ ہی جلالنا اور عیاض نا کتب
 کار وار کہتے ہیں بلکہ تنصیف کی ہی خرق و حرق پر چنانچہ تذکرہ شیخ جلی و کتب مصنفہ ابو جعفر
 طوسی حرق القرآن اوسپر گواہ ہیں پس اگر صحابہ کرام نے فتویٰ حرق و خرق ماسوی مصحف کا
 دیا اور منوعات کو حکم کتب سماویہ منسوخہ میں رکھا تو کیا زہر گول یا قتلہ بعضہ امامیہ کہتے ہیں
 کہ خلیفہ ثالث نے چند سورہ قرآن کو محو کر دیا اور اپنی ترتیب میں ڈال نکیا جو با قطع نظر سے
 کہ یہ کہنا مخالف تصریح روایت طبری و قاضی جوہر وغیرہ ہی بصورت ثبوت اس بات کے امامیہ
 اپنے مذہب کو مستحق عثمان ہی کہان پہنچے گین اسلئے کہ اس صورت میں شریک کلب خانہ
 الہی ہونا عثمان کا بلکہ عثمان کا کہ جامع اول وہ ہیں لازم آتا ہی حالانکہ قرآن طلق بحفظ قرآن ہی
 قول ہے قول معتبر ہی کہ جب عثمان نے مصحف ابن مسعود کو جلایا ابن مسعود کہا کہ اگر میرا سر جلانا
 تو میں ہی اسلئے مصحف کے ساتھ وہی کرتا جو انھوں نے میرے مصحف کے ساتھ کیا
 جو اس اصل بات اتنی ہی کہ جب قرآن کی قراءتوں میں اختلاف کثیر ہوا اور اکثر عوام الفاظ غیر متشدد
 میں نے لگے اور اختلاف قراءت کو بہانا پکڑا اور بعض مصاحف میں مثل مصحف ابی بن کعب
 وابن مسعود قراءت شاذہ تھی اور اکثر تین منسوخ التلاوة اور بعض الفاظ تفسیر تنکیز زبان نبوی
 سے وقت تلاوت کے سناتھا اونہیں داخل تھے اسلئے عثمان نے مشورہ خلیفہ ایمان
 اور بہت صحابہ کہ فضل و نین اور شریک غالب حضرت امیر تھے چاہا کہ قرآن ایک مصحف میں
 جمع ہو جاوے تا اختلاف عرب و عجم بالکل مٹ سکا جو اس وقت ابی بن کعب نے اپنا قرآن نوی
 سے دے دیا اور ابن مسعود نے غیا عثمان نے اون سے لیکر ماسوی القرآن کو
 کہ منسوخ التلاوة و حکم و قراءت شاذہ وغیرہ الفاظ تفسیر پر شامل تھا جلوا دیا اون کو

اسقاط عثمان چند سورہ قرآن

جلانا عثمان کا مصحف ابن مسعود کو

ضائع ہونے الفاظ تفسیر وغیرہ پر جو اوسمیں شامل تھیں انفسوس ہوا سو یہ پہلو انا محاذ ہند
 اہل شہ نہ تھا بلکہ صیانہ تھا چنانچہ تفسیر الرسول میں ہی الاحراق انکان للعصیات لالایا نہ فلا سہا
 انتی اسی جگہ سے اب تک تداویذ کو کہنا لیا اسمائی الہی و حروف قرآنی پر مشتمل ہوتے ہیں علیاً
 وغیرہ میں واسطے شفا ہی مریض وغیرہ حاجات کے دہوتے جلالتے میں کوئی اوسکو مجھول
 بے ادبی نہیں کرتا پس بر تقدیر اس روایت کے اگر عثمان نے اوراق غلط و مشکوک
 غیر مرتب کو نظر رفع فساد تلف کیا تو دہونا پھاننا جلانا صوت محو میں برابر ہی اگر یہ بات
 سنوتے تو آج یہود و نصاریٰ کا سا اختلاف اس امت میں ہوتا دشمنوں کے دل پر یہی داغ ہے
 کہ مانند تورات و انجیل کے نسخے صحت کے مختلف کیوں ہاتھ نہ نائی کہ کچھ دافو چلتا شعور میرتا
 ہر ہی ای حسو کہین رنج نہایت ہذا از مشقت و جزیر برگ نتوان رست ہذا اس عدم اختلاف پر
 تو یہ حال ہی کہ امامیہ ہزار ہا تحریف لفظی و منوی کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قرآن کو
 مثل الہیبت رضوان کے محل و بے معنی ٹھہرا دیں اور صلاحیت استعمال ہند لال سے بگاڑ
 خدا جانے اگر مصحف مختلف حاوی الفاظ تفسیر و نسخ الخلاوہ و احکم بات گستاخ کیا قیامت
 برپا کرنے قول کہ روایت کیا ہی کہ عمر نے ایک مصحف لکھ کر حفصہ کو دیا تھا ابن عمر نے و
 قرآن عثمان کو دکھایا عثمان نے اس اندیشہ سے کہ اختلاف راہ پناہ و اوسکو جلا دیا چو
 یہ جلا گیا ماسوی القرآن تھا کماثر مر از انہ قرآن اور سبب اہل حراق کا رفع اختلاف تھا کما
 اس صحت میں و بطعن غیر غیاب ہی محمد زید روایت بالفاظ کذا ہی جس کتاب میں ہوا و سکا نشان
 دو اور جلا عثمان کا مصحف کو ثابت کر و صقات میں اقدار کھا ہی کہ جب مروان حاکم مدینہ ہوا
 اوسنے بعد انتقال حفصہ کے مصحف کو کوڑیوں قطری اختلاف جلا یا اسلئے کہ وہ بے ترتیب
 محض تھا اوسکا جلا نا ہی محض تھا تو یہ طعن مروان پر چاہئے عثمان پر لیکن ساون کے انداز
 کو ہر ای سو جہانی اگر طوسی بھی قرآن جلا دئی تو ہی طعن اوسکی عثمان پر آئے شعر
 تو انم لکھ نیازم اندرون کہے و صود را چکم کو ز خود برنج درست قول پس اس سے

جلا عثمان کا
 ۱۰

معلوم ہوتا ہے کہ او صحیف میں آیات زیادہ ہونگے جبکہ کتمان عثمانؓ نے ضرور جانکر شامل کیا
ورنہ جلائے کے کیا معنی اگر فرق تھا تو ترتیب میں تھا جواب وہ آیات زیادہ جو آپ کو
معلوم ہوتے ہیں نزدیک حضرت امیرؓ کے باقی رہے ہیں علیؓ الثانی سلسلہ اخذ میں ایمان کا
باعتراف شیعہ برہم ہوا جاتا ہے اسلئے کہ حلائے مصحف مجید سے کہ اکثر نقلین ہی راہ اختیار و
عرض حدیث برقرآن اور اخذ موافق و ترک مخالف کے چنانچہ جلد اول بجا میں بہت احادیث
اس ثابت مروی ہیں اور و ایک حدیث اپنے ہی کتاب کافی و سارا اعتقادات سے ماہرین میں
نقل کئے ہیں سند و دہو اور تقدیر اول پر کچھ تہدین شیعہ کا قطعاً و یقیناً لازم آتا ہے اسلئے
کہ مصحف مجید کو کہ واسطے ہدایت خلق کے نازل ہوا تھا چنانچہ اول و سارے کتمان میں
کوشش کرتا کہ موجب سلب ایمان ہی اور اس کتمان کو طرف حضرت امیرؓ وغیرہ ائمہ معصومین کے
منسوب کرنا عین کفر و ارتداد بلحاظ نبی علاوہ اسکے مستلزم ہی اس بات کو کہ یہ قرآن کہ بقا کا
تاقیامت واسطے رہنمائی امت کے یقینی اصول و اہل اسلام مامور ہیں کہ ساتھ اس کے مشک

کرمین کما پہنچو خصوص فی حدیث نقلین حکم تورات و انجیل میں ہو و بخلاف الاجماع و یکذ
الصدوق و علم الہدیٰ من کاہر الامامیہ الغرض مدعا پر تقدیر چا صل ہی کہ اپنا اگر کہ نہیں
کیا مہر اگر وہ آیات نامہ فضائل احکام اہل بیت میں تھے تو ایسے آیات اب بھی قرآن میں
موجود ہیں انکو کیوں باقی رکھا اور نئے اخراج و احراق کا کون مانع تھا کس نے مات پر اتھا
اور کو بھی جلایا اور قرآن سے کمالا ہوتا اور اگر وہ آیات احکام و اوامر باب خلافت و امامت
تھے کہ جنکو عدوت سے معدوم کیا تو وہ اب بھی داخل قرآن میں انہیں بھی سیر عالم خدا
کو بھیجا ہوتا یان البتہ ذمت خلفاء و مہاجرین و انصار و اصحاب مذہب و بیت الرضوان
اور مصائب و مذلت و خواری اہل بیت غفران و مرثیہ ہائی سکندر و مسکین و سیر جاد
بیان وغیرہ مضامین جن یقین کا لعیان داخل قرآن و شامل قرآن نہیں ہیں و طعن
و طوفان ہی و بس مع ذلک یہ تو ارشاد ہو کہ وقت حرق و خرق مصاحف کے جب

جہاں آیات مذکور

استفسار حال آیات مذکورہ

امیرکرم تھے اگر ہمراہ اصحاب تھے تو عین مدعا علیہا سنت ہی بلکہ سبب ایات اہل حق
 شریکین غالب اس شورہ کے جناب امیر ہی تھے ولہذا صاحب راضی لہو وراضی
 لکھا ہے کہ قال علی علیہ السلام لودلیت لعلت بالمصاحف ماحل بہا عثمان اور اگر ہم
 اصحاب تھے لیکن خرق حرق سے راضی نہ تھے اور سبب عجز و بیچارگی کے چپ تھے
 تو شاید ذوالفقار کو اور سوقت جبریل علیہ السلام آسمان پر لگیئے تھے یا ذوالفقار سب
 قرار ووشیدہ کے اصل میں ایک شاخ خرما یا قاش خرزہ یا سیب تھی کہ اپنی اصل
 جامی آخر یہ ظلم کمتر و س ظلم سے نہیں جو رعایا فک پر کیا تھا اور حضرت عباس
 بابت نیزاب کے نافذ ہوا تھا اور اسکا تذکرہ جناب امیر کی طرف سے جیسا چاہا
 ویسا عمل میں آیا تھا سبحان اللہ ومان تو مجھ و ظلم مکنت فک کے ذوالفقار وٹھا کر
 واد شجاعت با شمی دیوین اور انتقام و اہی لبوین اور نہان وقت حرق و خرق قرآن
 کہ اکبر نقلین مجرؤہ باقی مستدام و مرجع تمامی اولہ شرعیہ تا قیامت ہی سائنس نہیں
 اور چین چین ہی نہون باوجودیکہ نص صریح علی مع القرآن و القرآن مع علی کن نصیر
 حتی یروا علی السحوس موجود و مع اینہا تو اید چین با تو کنی با تو کہ سستی مقتدرین کہ
 ترتیب عثمانی لکھنل لرتیب فی لوح الرحمن ہی اور یہ بات عقل نقل سے ثابت نہیں
 ہوتی صرف دعوی زبانی ہی جو اب تصریحات علمی کبار شیعہ سے کہ اکثر ان
 میں ملقب بصدوق و علم الہدی و ثقہ الاسلام ہیں اور قول و کما حجت ہی طائفہ
 امامیہ پر ثابت ہے کہ یہی ترتیب عثمانی عہد نبوی میں تھی چنانچہ عبارت ثقہ الاسلام
 ابوعلی طبری جمیع البیان میں یوں ہے کہ ذکر السید الاجل المرتضی علم الہدی ذوالحجہ
 ابو القاسم علی بن حسین الموسوی ان القرآن کان عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 جموعا مولفا علی ما ہو علیہ الآن و استدل علی ذلک بان القرآن کان یدرس و یحفظ جمیعہ
 فی ذلک الزمان حتی عدین علی جماعۃ من الصحابۃ فی حفظہم و ان کان یعرض علی النبی

قاش سید یا خرزہ یا ذوالفقار کا
 شجاعت و انتقام و اہی لبوین اور نہان وقت حرق و خرق قرآن
 کہ اکبر نقلین مجرؤہ باقی مستدام و مرجع تمامی اولہ شرعیہ تا قیامت ہی سائنس نہیں
 اور چین چین ہی نہون باوجودیکہ نص صریح علی مع القرآن و القرآن مع علی کن نصیر
 حتی یروا علی السحوس موجود و مع اینہا تو اید چین با تو کنی با تو کہ سستی مقتدرین کہ
 ترتیب عثمانی لکھنل لرتیب فی لوح الرحمن ہی اور یہ بات عقل نقل سے ثابت نہیں
 ہوتی صرف دعوی زبانی ہی جو اب تصریحات علمی کبار شیعہ سے کہ اکثر ان
 میں ملقب بصدوق و علم الہدی و ثقہ الاسلام ہیں اور قول و کما حجت ہی طائفہ
 امامیہ پر ثابت ہے کہ یہی ترتیب عثمانی عہد نبوی میں تھی چنانچہ عبارت ثقہ الاسلام
 ابوعلی طبری جمیع البیان میں یوں ہے کہ ذکر السید الاجل المرتضی علم الہدی ذوالحجہ
 ابو القاسم علی بن حسین الموسوی ان القرآن کان عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 جموعا مولفا علی ما ہو علیہ الآن و استدل علی ذلک بان القرآن کان یدرس و یحفظ جمیعہ
 فی ذلک الزمان حتی عدین علی جماعۃ من الصحابۃ فی حفظہم و ان کان یعرض علی النبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچا علیہ وان جامعہ من الصحابہ کعبہ اللہ من سعود والی بن کعب وغیرہما
 ختمہ القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ختمات مکملہ ما بنی تامل مدلل علی ان کان مجموعہ
 مرتباً غیر مشور و لا مشور و ذکر ان مخالف من الامامیہ و کثوثہ لا یستد بجلالہم فان السجلان مضامین
 الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخباراً ضعیفہ ظنوا احتجاً لایرجع بمثلہما عن المعلوم المقطوع علی
 صحیحہ انتہی اور ملا صادق شایح کافی کلینی نے لکھا ہی و یظهر القرآن بهذا الترتیب عند ظهور الامام
 الثانی عشر علیہ السلام و یشر بہ و اقبل الظہور قالوا اجاب ان یسلم بالترتیب الذی رہما عثمان
 بن عفان کاوردی صریح عبارات الائمہ انتہی اور قاضی شوستر نے یہ مصائب میں لکھا
 ہی ما نسب الی اشیعۃ الامامیہ من قولہم بوقوع التفرق فی القرآن لیس مما قال جمہود الامامیہ و انما
 قال بہ شمرۃ قلیلہ منہم لا اعتداد بہم فیما بینہم انتہی اور نیز کافی کلینی میں واسطے ترک کرنے صدقہ
 مخالف اس نظم کے آنحضرت اور حضرت ابی عبد اللہ علیہ السلام سے حکم ہی اور نیز صاحب تنبیہ
 ترک اکثر اخبار کا بحت مخالفست کے ساتھ ظاہر اسی نظم قرآنی کی کرتا ہی چنانچہ بعض یہ روایات
 آپسے بھی صفحہ پانزدہم میں کتب اہل سنت سے سرقہ کر کے لکھے ہیں اور خود کتب امامیہ میں
 بسبب کمال تجربہ کے نہیں دیکھ کر از سجدہ عبارت مرتضیٰ یہ ہی کہ ان العلم بصرۃ القرآن کا عالم البیضاء
 او الحوادث الکبار و الوقائع العظام المشہورۃ و اشعار العرب المسطورۃ فان العنایۃ اشتدت
 والدواعی توخرت علی نقد و بلغت الی حد لم تبلغ الیہ فیما ذکرنا ہ لان القرآن معجز النبوة و ماخذ العلوم
 الشرعیۃ و الاحکام الدینیۃ و علما المسلمین قبل الفوفی حفظہ و عنایۃ حتی عرفوا کل شیء فیہ من اعراب و فرائد
 و حروف و آیات فکیف یجوز ان یکون غیر او منقوصا مع العنایۃ الصادقہ و الضبط الشدید انتہی پس
 جس صورت میں کہ امثال علم الہدی و طبرسی و حنفی شوستر و ملا صادق و قمی صدوق وغیرہ
 قائل ہیں ساتھ صحیح ترتیب عثمانی کے تو اب ثبوت ترتیب کور میں از روی نقل کتب امامیہ
 کیا جائی انکار ہی اور کیونکر کہا جاوے کہ صادق و صدوق و ثقہ وغیرہ کاذب و مکتوب و مردود
 ہیں اور یہ دعوی انکار زبانی ہی خاصۃً جنسوت کہ خود آپسے انکے اقوال سے بمقابلہ اہل

واسطے ثبوت قرآنیت مصحف کے ہند لال کیا ہو علی الخصوص اسی رسالہ میں اب وہ بات آگئی جو جو
سیر فہم میں لکھی تھی صادق اسی کہ سبحان اللہ ایک جاہ مفید مطلب اپنا جانکر ساتھ لکھ کر حق کے
تشک کرنا اور دوسری جگہ پارس کیش کہ باہمی و تہصیب محض واسطے سبقت میدان مناظرہ
کنارہ کرنا کس قدر زیادہ آئی ایمان پر ہی انتہی اور تقریر اس عاکی بطور اہل سنت یہی کہ
تبلیغ قرآن کی ذمہ دہمیر پر واجب ہی کہما قال اللہ تعالیٰ بلغ ما انزل الیک وان تم تفضل فاعلمت
رسالہ اور ظاہر ہی کہ آنحضرتؐ نے تبلیغ اسکی موافق نزول کے اسلئے کہ جو کوئی عہد آنحضرت
میں سر نہ اسلام ہوتا اول و سکوی ہی قرآن سکھایا جاتا ایمان تک کہ آنحضرت کے سامنے ہزار
آدمی نے سیکھ لیا اور بعض غزوات میں سر شرفراشید ہوئے بعد اس کے آج تک مسلمان
ہر فرقہ و شہر کے تلاوت قرآن کو اعظم مراتب جاتے ہیں اور رات دن نماز و خارج نماز پڑھتے
پڑھتے ہیں بلکہ مفضل النبیہ خوان کو اول سن تیز میں سب سے پہلے کتاب اللہ کو یاد کرانے
ہیں کچھ قرآن شریف صحیفہ ملی یا مصحف قاطع یا جعفر جامع تو نہیں کہ خلاف لطف واضح سراپا نہیں
رہی میں سستور ہوا و کتاب کلینی و تہذیب ہی کہ صندوق تفتیش میں غفل ہوگا ہر گاہ تہائی غلو
میں کانپتے ڈرتے ہوئے اغیار سے دم بھر کو نکالیں اور ایک دو صفحہ اس کے مطالعہ فرمائیں
کہ کوئی تورانی نہ آجائے اور ایک دو اعتراض لعل کہ بجماعت و م کوئی اور کا مشکل کشا نہ ہو جو دیوے
پھر اس سے چچا چوڑا نہ مشکل پڑے آخر یہ قرآن وہی ہی کہ ہر سال رمضان میں حضرت
جبریل علیہ السلام تشریف لاکر ہر دست و تلاوت اسکی ہجرا ختم المسلمین کے کرتے تھے حتی
کہ عام رحلت میں اس آیت کو کہ لا یتبع الباطل من میں یدیر ولا من خلفہ ہی الخ دو بار لائے
اور یہی ترتیب تعلیم نبویؐ و تبلیغ مصطفویؐ صحابہ کثیر کو محفوظ تھی اویکے موافق جناب عثمان
قرآن کو مصحف میں مرتبہ مجموع کیا اب یہ وہی قرآن بعینہ ہی ہے نقص و تغیر میں حیث انظر
الترتیب علما وہ اسکے لوگوں کو ایسا کیا ڈر یا پاس خیر طر عثمان تھا کہ وہ تبلیغ نبوی و تنزیل
الہی کو چہرہ کر ترتیب سخت عثمان کو نقل متوازن است کو پہنچا تے اور عثمان کو ایسا کیا

کیا اقتدار زمین و آسمان پر حاصل تھا کہ وہ ترتیب منزل میں لاندہ کو باوجود حیاست و حفظ الہی کے
 کہ منطوق کلام سب العالین ہی بکار ڈالتے اور نظم جدید کو علی الرحمہ الہی انتاحت کرتے بہر بات
 کسی حق کے ذہن میں ہی مقبول نہیں فصلاً عن العاقل و لیکن بات یہ ہی وتری الناس سگولی
 و ما ہم بکبار فی کلّ شأن اللہ شریذ علا وہ اسکے اگر ترتیب عثمانی مخالف نظم منزل بانی ہوتی
 تو امام حسن عسکری اوسکی تفسیر لکھتے حالانکہ وہ تفسیر حرف بحرف اسی قرآن عثمانی کی تفسیر ہی
 نہ صحیح تفسیری کے علی بذالقیاس شواہد اس عوی کے بہت ہیں تاہیں صاحب منتہی و شہوت
 عمر بن محمد قو کہ احمد بن حنبل سے پوچھا کہ خلفائے ثلاثہ سے اس قدر کرامات و خرق عادت
 مشہور ہوئے جتنے اولیاء امت و صلیا اسلام سے ہوئے کہا انکا ایمان قوی تھا چاہے
 کرامات وغیرہ کی نہ کہتے تھے ایسی روایتوں سے شرح ہو تاہی کہ انبیاء و اصباہ و ائمہ کرام
 و کرامات و کمالات نے تھی شہود بائنداد کا ایمان قوی نہ تھا چاہے اصل ولایت کے موافق نقل
 شواہد وغیرہ کی ہی اوسمیں مخصوص کر خلفائے ثلاثہ کا نہیں مگر اگر بیاعت احسان نقل پر محض
 کر امام احمد پر یا جمع اہلسنت بہر ہی و کفی بہ شناعہ معہذا جواب کا اعتبار بواقیت و جو اس سے
 ظاہر ہی وہ یہ ہی کہ قد سئل الامام احمد رضی اللہ عنہ کہ تم تشہر عن الصحابہ رضی اللہ عنہم کثرۃ کرامات
 کما تشہر عن اولیاء الائمہ و صلیا ائمہ فاجاب لان ایمانہم کان فی غایۃ القوۃ بخلاف ایمان بن
 بعدہم فکما ضعف ایمان قوم کثرت کرامات اولیاء عصرہم تقویۃ یقین الضعفاء منہم انتہی
 صدور کرامات بنی ہی ضعف ایمان اقوام مابعد پر آور صحابہ کے عہد میں ایمان اکثر اقوام کا
 قوی تھا ضرورت صدور خرق عادت کی چندان نہ تھی تو اس صورت میں مقصود و موجب کا
 بیان لمیت صدور کرامات کا ہی نہ اثبات ضعف ایمان انبیاء و اصباہ و کمالانکہ امور عامہ سے
 انبیاء و اصباہ ہمیشہ مستثنیٰ ہوا کرتے ہیں اس بات سے اطفال بچہ خوان ہی واقع ہیں
 گو آپ سبب کثرت و دوستی دو کا نداری کے آگاہ نہوں و آزار خبا کہ مقصود سامی ذکر خلفاء
 ثلاثہ سے تعریف ہی طرف سہات کے کہ شیخین عثمان سے مثلاً کرامات نہویٰ او جناب امیر

صلا و تہنات کرامات کا قصہ بہ کثرت

صدر کرامات صحابہ

بیان صحابہ و مسائل مشکوٰۃ ابن کثیر

شیخ ابو یوسف کا

وائے ہمیں سے ہوئی توہم خلفاء ثلاثہ سے افضل ٹھہرے سو بہ بات غلط صریح ہی اسلئے
 کہ کتب سیر و تراجم مثل طبقات شعرا و شواہد النبوة وغیرہ شاہدین صدور کثرت کو ائمہ
 صحابہ سے عمر بنا اور خلفاء راشدین سے خصوصاً اور خود اپنے اسی جگہ نقل کیا ہی امیر
 المؤمنین سے کہ صنعت الکرامۃ فی التقویٰ اور ثروت تقویٰ صحابہ کا قول قاضی حصہ احقاق اور
 ملا عبد اللہ مشہدی سے ظاہری لیکن جوہر وار ذکر نے اس روایت کی اس مقام پر وہ
 نہوی اسلئے کہ اقبل و ابداً اس حکایت کے بحث حرق و خرق قرآن و بحث عدم محکم
 فرقان اور تخریب ترتیب و اختلاف قرائت سب ہی لاغیر پس ورد اس جملہ اتبعی کا سوا
 نہیں کون سے وادی یا دوکان سے ہی علی الخضر من تعلیل اس روایت کے ساتھ اس
 جملہ کے کہ اس صورت میں ترتیب حیدری مثل ترتیب لوح محفوظ ہو سکتی ہی جسکو تواضع
 بالعکس خیال کیا ہی قولہ حضرت نے فرمایا علی مع القرآن و القرآن مع علی الی قولہ کتب
 سنت جماعت میں مذکور ہی کہ اکثر مسائل مشکوٰۃ میں ثلاثہ و نام صحابہ رجوع پنجاب امیر کرے
 اور شفیق بائے تھے الی قولہ وجود ایسی روایات کے اور بیان رجحان امیر المؤمنین کے
 پھر کہ نہیں سمجھتے انتہی منتظر جواب بعد تسلیم مجموعہ ان روایات ربط یا بس پر وہ
 مجروح کے التماس کیا جاتا ہی کہ یہی دلیل ہی سنونی کی حقیقت طریقہ اصحاب پر اور استناد
 ملت مرتضوی پر ساتھ ملت صحابہ کے چنانچہ شواہد اس کے اقبل میں بمقام نفی قد
 مذہب تشیع مذکور ہو چکے اور مؤند اسکے ہی قول شام کافی کلینی کا کتاب الحجۃ میں کہ خلاف
 ظاہری خلفاء ثلاثہ کو ہی اور خلافت معنوی حضرت امیر کو قولہ اکابر سنونی نے ثعلبی
 امام مفسرین کہا ہی اور بعضے منصب کی راہ سے وقت مناظرہ کے مثل عبد العزیز وغیرہ
 نام ثعلبی کا مطلب اللیل کہتے ہیں الخ جواب اکثر روایات ثعلبی کے کلینی سے
 ہیں اور وہ راوی ہی ابی صالح سے اور ابن خلکان نے حق میں کلینی نے کہا ہی
 کان من اصحاب عبد اللہ بن سبائل الذی کان یقول ان علی بن ابی طالب لم یتمیت و ان

جواب حدیث مذکور میں اگر ذکر عثمان کا نہیں تو ذکر علی رضی کا بھی نہیں اگر علی قاری چوتھے
 قراؤن کا بھی ذکر ہوتا مگر یہ حدیث کچھ بطور حصر نہیں فرمائی کہ ان میں فیہ من حجت ہو اور نفی کرنا ذکر
 قراۃ عثمان کا کتبہ جاریت سے دلیل نہیں کمال مستقر اسامی کی خاصۃ ذکر حدیث مذکور میں
 حوالہ کتاب کے حالانکہ یہ حدیث بخاری کی ہے اور حجۃ حدیث کی ذیل میں متطلانی شایع بخاری
 کے ارشاد الساری میں اثبات قراۃ بلکہ اقرویت خلفاء راشدین کا بکالی توضیح اولہ قریب
 سے کیا ہے فیہ جمع الیہ علاوہ اسکے قاری بلکہ اقروہنا عثمان کا خود جمع قرآن سے ثابت
 ہے اسلئے کہ جمع کرنا قرآن کا موافق لوح رحمان کے ہے علم قرآن نہیں ہو سکتا اور علم قرآن
 میں پہلے اسم اللہ علیہ قراۃ ہی جسکو قرآن پڑھنا ناویگا وہ قرآن جمع کرنا کیا جانے گا خاصۃ
 تہذیب ترقی کے محتاج بعلم و الباطن و وقوف و اعراب و حرکات و سکونات ہی اب قرآن سے بڑھ کر
 اور کیا دلیل قراۃ عثمان ہوگی لیکن مع کل سنت سعدی و در چشم دشمنان غارست و ہمزہ
 روایت عاریت محاسبی حکم اپنے انجمنہ بعد از ظن کے لکھا ہے دلیل نہیں ہی قاری ہونے عثمان

کہ انما حل عثمان الناس علی القراۃ بوجہ واحد علی اختیار وقع بنیہ میں من شہد من الما جریں
 والا انصار اتی اسلئے کہ آمادہ کرنا لوگوں کا محضر مہاجرین انصار میں کہ پچاس ہزار آدمی تھے
 اور بہتر اور نہیں جناب امیر علیہ السلام تھے قراۃ واحدہ پر بدون علم بوجہ قراۃ نہیں ہو سکتا
 والا سکوت صحابہ کا اختیار قراۃ واحدہ پر خاصۃ صاحب الفقار کا بغایت ناممکن ہے اور
 اتفاق کو کتب حدیث میں شمار کرنا آپ ہی سے ذی اتفاق صاحب کان کا کام ہی قولہ
 ذہبی نے طبقات میں عثمان علی و ابی و زید و ابن مسعود و ابو درداء و ابو موسیٰ ہفت شیخین
 کو قاریوں میں گنا ہے اوس سے یہی فوقیت عثمان کی حاصل نہیں جواب آپ کو کثرت داد
 و ستد سے سودا ہو گیا ہے ذہبی کا کلام اسمقام میں محل اثبات فوقیت میں سوق نہیں کر اوس
 سے مزینت امیر علی احمد مہموم ہو بلکہ بطور قدا و قراۃ ہی اوس سے نہ مساوات نکلی اور نہ زیادتی
 یہ لفظ کہ یہ سب قاری تھے اور ایان ہمہ بیان بھی حصر قراۃ مقصود نہیں اسلئے کہ قاری صحابہ میں

اس کثرت سے کہ بعض غزوات میں شتر شتر قاری شمشید ہر گئے و تو تزلزل عن فلک
 اگر فوقیت عثمان زبانی تو فوقیت علی کہان کلی بات کربا بات بجمنا اپکا کام ہی و بس شتر شتر
 زبانی و بان شیرین ترید خند شیرین و سخن گفتن از ان شیرین ترید قولہ یا بجلہ ابن ابوبکر
 رسالہ اعتقادات میں لکھا ہی الخ جواب پاسخ اسکا اوپر گزرا اور بصورت تصدیق اس روایت
 کے تکذیب جمہور امامیہ کی لازم آتی ہی کیا بلوچ محاسن قولہ یا بجلہ فی عین ابحاث میں
 جواب تلامذہ شریح جواب یہ مخالف او سکے ہی جسکو آپنے صفحہ شانزدہم میں لکھا ہی اور محبت
 اہل سنت کی شیعہ برہانہ صحت قرآنیت صحیفہ مجیدہ قدیم نقصان زیادت فرقان حمید چنانچہ
 اسی جہت سے خواجہ نصیر طوسی حرق القرآن فی الزام نقصان قرآن کو تحریر العقائد میں
 مطاعین عثمان میں ذکر نہیں کیا دیکھا کہ جو قرآن آج تک نوشتہ اوطار میں جا بجا موجود ہیں
 وہ ہی قرآن عثمانی ہیں لا غیر اگر یہ قرآن منقوص ہوتا تو ضرور مہجور ہوتا حالانکہ سب امامہ ہی
 اسی قرآن کو پڑھتے ہے بلکہ جو کرسی و خیم و اطفال اپنے کو سکھاتے ہے اور ساتھ عوام
 و خاص محل مسبین وغیرہ وجہ نظم سے قرآن کے ہمیشہ مشک و استدلال کرتے ہے اور مقام
 اہم شہاد میں لایا کہ اور تفاسیر آیات بیان کیا کہے فہم الذی علی اتمام الحجۃ و ازعان الحجۃ
 شہد عدو و سبب خیر کہ خدا خواہد خیر و کائنات شیشہ گر سنگ است قولہ صحیفہ حضرت امیر
 موافق نزول وحی تھا اول اور سکے سورہ اربعہ سورہ اربعہ سورہ اربعہ سورہ اربعہ سورہ
 علی بن ابی القیس کہ بعض مفسرین نے لکھا ہی الی قولہ سبخی پیشانی سور قرآن سے صاف
 عیان ہی کہ سورہ مکہ عقب سورہ مدینہ مرقوم ہے اب کتب صحیحہ شیعہ میں ہی روایات مشاہیر
 شیعہ نزول آیت ثابۃ التقدیم بعد آیت ثابت التاخر اور نزول آیت مکہ بعد ایسے واقعہ کے جو
 مدینہ میں بکثرت موجود ہیں چنانچہ شواہد اس عمومی کے کتاب کافی کلینی سے شریعت عترت
 میں منقول ہیں پس سبب الی عبارت کے اسکا کہ و نکو نہیں لکھا پس جو جواب و کافضلہ طافہ
 اپنی طرف سے دیوین او سکے یا اسکے مثل عثمان کی طرف سے ہی قبول فرماوین

مشک الہدی القدر عثمان

بہار صحیحہ فی تصدیق احوال نزول وحی

نقد حرم خور مدینہ برکت

یہ ترتیب اگر قرار کا اجماع صحابہ

توفیقی یہ ترتیب اگر قرار کا

توفیقی یہ ترتیب اگر قرار کا

آورد جواب توفیقی یہ ہے کہ سارے صحابہ نے کہ پچاس سال تک ہزار آدمی تھے قاطبۃ اسی مرتبہ
 پر اجماع کیا اور نسخے اس مصحف کے آفاق میں بھیجے اور سب مجتہدین نے اس کو تلقین
 بالقبول کیا اور جن لوگوں نے کہ مخالف اس ترتیب کے لکھا تھا جیسے ابن مسعود و ابی بن
 وہ بھی مخالفت سے دست بردار ہوئے مذہب اکثر علماء مالکیہ حنفیہ شافعیہ وغیرہم کا یہی
 ہے کہ یہ ترتیب باجہاد صحابہ واقع ہے اور آنحضرتؐ نے اس بات کچھ نہیں فرمایا بلکہ توفیقی است
 کر کے تشریف لینگے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر یہ ترتیب توفیقی ہوتی اور آنحضرتؐ نے اس
 ارشاد کیا ہوتا تو مخالفت اس ترتیب کی حرام محض بدعت شنیعہ ہوتی حالانکہ ابن مسعود و ابی بن
 نے کہ کبرائی صحابہ سے تھے اور بقول آپؐ علی مرتضیٰ نے خلاف اس ترتیب کے اختیار کیا
 اور تا دم مرگ مراعات آدمی ترتیب کی کرتے رہے اور بقیہ صحابہ نے مقابل احتجاج میں ان
 سوا اجماع جہود کے اور کوئی دلیل دار نہیں کی اور یہ نہیں کہا کہ آنحضرتؐ خلاف تمہاری ترتیب
 کے فرما گئے اس ثابت ہے کہ یہ ترتیب توفیقی نہ تھی والا مخالفت انکی اور سکوت اونکا عمل احتجاج
 میں نہ کر توفیق سے بے وجہ ہوتا مہذا ایک گروہ علماء کا اس طرف بھی گیا ہے کہ ترتیب بنو نضر
 کی توفیقی ہے بشارہ و ارشاد نبویؐ عمل میں آئی ہے اور دلیل انکی یہ ہے کہ صحابہ محقرات امور میں
 ارشاد آنحضرتؐ سے تجاوز نہ کرتے تھے اور کوئی چیز ہرگز انہی طرف سے نہیں نکالتے تھے بلکہ
 مقدمہ عہد میں بدون ارشاد نبویؐ کسی سطح اپنی عقل سے دخل کرتے اور اجماع انکا بدون ہر
 مصطفویٰ کیونکر متحقق ہوتا چنانچہ اسی جگہ سے صدوق امامیہ علم الہدی و امین الدین انکا
 انکے نے تصریح کی ہے ساتھ حجت ترتیب قرآنی کے کافی مجمع البیان غیرہ قوالہ ظاہر ہے کہ ترتیب
 عہد یمان خلاف نزول حمی ہے صد ہا آیات کوہ بالا کر کے مقدم سو خر لکھا ہے کہ نقصان
 تقع اوسکا ماہران خبر پر پرشیدہ نہیں جو اب ترتیب آیات ہر سورت کی بالاجماع توفیقی
 ہی ہیں کسی کو سوا آپ کے اختلاف نہیں ہے شہدہ آنحضرتؐ نے بموجب فرط نے جبریل
 علیہ السلام کے عمل کیا اور اس ترتیب میں تقدم مکی کا مدنی پر بہت ہی سہوہ تقدیم و تاخیر

احد اشعثانی نہیں بلکہ اختیار نبوی ہی اس سے معلوم ہوا کہ ترتیب نزول نظر شارع میں ساقط
 از اعتبار تہی اور جو چیز کہ نظر شارع میں کسی جگہ ساقط ہو گئی ہو اور سکو بار دیگر اوسط رکھے مقام
 میں باعتبار کہ زمانہ فی غرض شروع و تدین ہی لایقہم علیہ الا بحال علاوہ اسکے اعتبار کرنے
 میں ترتیب ول کے طرف سے انتظامی و میان سورہ توکل لازماً آتی اور سورہ قصصہ سورہ طویل
 پر مقدم ہو جاتی اور تخیل سورہ طوال کا در میان سورہ قصار کے برابر کھینچا جاتا اس صورت میں ترتیب کو
 بغایت نازیباً معلوم ہوتی بلکہ تشبیہ حبیط کوئی شاعر و ربی جمع کرنے دیوان شعر اپنے کے
 اور جو اول نظم کیا اور سکو مقدم کرے ترتیب میں اوپر اور سکو جسے ہاں تاخر میں نظم کیا ہے
 پچھلے ایک فرد کبھی بعدہ غزل بعدہ فرد و دیگر پچھریا ہی پھر غنوی ملی جنون انشائی و لک پچھریا
 فرد و قطعہ کبھی و علی ہذا القیاس سورہ ترتیب نزدیک اہل عقل و اہل طبع موزون کے جیسے
 نہایت مکروہ معلوم ہوتی ہی چنانچہ اسی لئے مشاعر وقت تالیف و دوامین کے اعتبار تقدیم
 و تاخر نظم و فکر کا نہیں کرتے بلکہ اول قصائد کو لکھتے ہیں پھر ثنویات کو پھر غزلیات کو
 پھر قطعات کو پھر رباعیات کو پھر افراد کو اور جو کوئی ایسا نہیں کرتا بلکہ اعتبار تقدیم و تاخر نظم
 و فکر کرتا ہی وہ ملام و مطعون ہوتا ہی متعذرات و مراعات تقدیم و تاخر نزول ہی باوصف اس نے
 انتظامی کے ممکن نہ تھی اس لئے کہ فلک آیات ایک سورہ کا دوسرے سورہ سے غیر ممکن تھا
 پس تقدیم تاخر و تاخیر تقدیم لازم آتی اور اس سے کی طرح گریز نہوتا پس مفت میں ارتکاب
 اس نے انتظامی کا کیا حاصل کہتا تھا اس سے ثابت ہوا کہ نقصان ترتیب بصورت مرافا
 وضع نزول متوقع تھا نہ اس صہرت واقعی توقیفی میں قول کہ سیطرح حال تمام ترتیب عثمانی کا
 واضح ہی جسکی تفصیل لینی ہی قائل جواب ماسبق سے ثابت ہو چکا کہ ترتیب عثمانی اگر
 از روی آیات ہی تو توقیفی ہی نہ احداث ذی النورینی اور اگر اندوی سورہ ہی تو اجماعی ہی
 اور اجماع حجت قاطع ہی اور ایک نولی میں وہ بھی توقیفی ہی پس ہر تقدیر پر خباب عثمان
 جامع القرآن اسی طبع و طوفان سے مبرا ہیں اور محاکمہ بین الفرق فی سطر پر ہے

تفاوت ترتیب و قرآن

حاکم بین الفرق فی سطر و آیات قرآن مجید

کہ دو فرقہ نے حج کیا جسے کہا کہ ترتیب بہت اہی ہی اس راہ سے کہا کہ صاحب امتیاز
 کے اور واضح ہر سورہ کے اوسکے موضع میں صحابہ بین اور حضرت نبوی نے خود بنفس
 نفیس عمل و مثل نہیں کیا بلکہ بطور مجتہدین صحابہ چھوڑ کر تشریع لے گئے اور جسے کہا کہ یہ
 ترتیب قویٰ ہی اس راہ سے کہا کہ صحابہ نے ہجر و عقل اپنی کے یہ کام نہیں کیا بلکہ اتباع
 اتوال افعال نبوی کا اس باب میں منظور رکھا یہاں تک کہ نزدیک جمہور صحابہ کے متیقن ہو گیا
 کہ اگر حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کام کو کرتے تو یہی ہی وضع اختیار فرماتے
 نہ اور کچھ جھپٹے اور اجماعیات صحابہ کا حال ہی کہ بدون مستند قومی کے نفس میں متکثر
 سے ہر چند فرادی فرادی اور کا موجب قطع و یقین نہ ہو لیکن ہدایت اجماعیہ قطعی یقینی میں ہرگز
 اقدام اجماع نہیں کرتے تھے اور اس سے حل نہ گئے اختلافات بسیار جہاں سورہ قویہ
 و امور اجماعیہ میں واقع ہوا کہ سے بین جسطرح نصب کے نا اہل بکر صدیق کا واسطے خلافت کے
 کہ باجماع تھا یا ہض علی ہذا القیاس اور اکابر صحابہ جنہوں نے شاید اسباب نزول کیا
 اور معانی وحی کو خوب سمجھا اور سبب طبع صحبت شیعین نبوی اور پرستہ نے جناب مصطفیٰ
 کے ایک سوت کو بعد و سری کے علی ترتیب مدت و راز نک سنا اور انکو اس فعل پر وقوف
 تمام حاصل تھا کہ دوسرے کو یہ وقوف میر نہ ہو اور بے وقوف اور سکونہ سمجھیں فہم حاصل قول
 بعض علماء امامیہ کہ قائل بقصدان سیرین رد و قح سنیر کا اون پر اندہی اسلئے کہ انکے علماء
 بھی اس باب میں گنگو لکھی ہی جمال الدین نے روضۃ الاحباب میں بروایت ابن مسعود لکھا ہے
 کہ ہم اس آیت کو مہذب نبوی میں یوں پرستہ تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من
 ربک ان علیا مولی المؤمنین اور بروایت ثعلبی صحیح ابن مسعود میں اسطرح پر تھا کہ ان
 اصطفیٰ آدم و نوحا وال برابیم وال محمد علی العالمین اور سیوطی نے اتفاق میں لکھا ہے انج
 الطبرانی مرفوعاً فی السنن کہ عن ابن عباس لی قول سورہ خلع و سفیدہ بین انتہی مختصراً
 جواب الزام خصم کاسیلات و متواترات خصم سے ہوتا ہی نہ روایات ناوہ و غیرہ

اور نقصان قرآن بطور اہل سنت و توحید

شاذہ سے چنانچہ بہت صورتوں میں جاملی اور کتابت سجان علی کنبرہ سے ظاہر ہی اور
 اولہ اسقاط روایات شاذہ کے بقا بڑا خبر صحیحہ کے کتب مامیہ سے کہا حقہ ثابت ہیں
 اور شکوتِ عمر وغیرہ میں مکتوب بنا علیٰ ہذا کہا جاتا ہے کہ حالِ جلد دوم روضۃ الاحباب
 اور حالِ خراجاتِ طبرانی و حاکم صاحبِ سندرک کا اور حالِ شیعِ ثعلبی کا باقرار شیعہ سابق
 میں گذر چکا ہے اسبابِ اسکی نہیں کہ کلامِ نفسِ امارت اور تاویلِ حرکات میں کیا جادو متھدا
 روایتِ طبرانی باقرار سیوطی مشکم فیہ ہے چنانچہ ذہبی نے کہا کہ قد حمل فلک علی ما یلخ اور
 منسوخ التلاوة و احکام ما یلخ فیہ سے خارج ہے اور نہ لکھنا ابنِ مسعود کا معوذتین کو لے پنے
 مصحف میں اور لکھنا ابی بن کعب کا وعاء قنوت کو لے پنے مصحف میں مبنی ہے اوکلی راہی پر خلاف
 اجماع مہذا رجوع انہا اس راہی سے اور داخل ہونا اجماع میں ثابت ہے کہ حقیقۃ النودی وغیرہ
 اور لکھنا عثمان کا فاتحۃ الکتاب معوذتین کو مصحف میں سطاہن اجماع صحابہ سے چنانچہ علی
 بن ہریم استاذ کلینی نے تفسیر اہل بیت میں بروایت ابی بکر حضری نقل کیا ہے قال قلت
 لابی جعفر ان ابن مسعود کان یجو المعوذتین من المصحف قال کان ابی یقول منافع فلک ابن
 مسعود برائہ و جاسن القرآن انتہی نظر اسی امر کے عثمان نے بشورہ حذیفہ بن الیمان وغیرہ
 اصحاب مصحف ابن مسعود وغیرہ کو لے لیا کہ امت میں اختلاف واقع نہو سو یہ روایات دلیل
 نقصان قرآن نہیں ہو سکتی اسلئے کہ سابق اولہ عدم نقصان کتب مامیہ سے منقول ہوئے
 اور تتر لگا کہا جاتا ہے کہ آیات منقوصہ جسکو بعض مامیہ نے فراہم کیا ہے اگر حکم قرآن میں ہیں
 تو پڑھنا اور کما تار میں کیوں روا نہیں کہتے کہ انہی تحریر الاحکام للمحلی قولہ تفسیر الوصل
 میں ہے کہ عمر بن خطاب نے ہشام سے سنا کہ تلاوت قرآن خلاف معلوم عمر کرتا ہے پو
 کہ یہ قرأت کس سے سیکھی کہا آنحضرت سے عمر نے کہا تو جو ہوتا ہے پھر ہشام کو پاس
 پیغمبر کے لیگئے اور کہا میں نے ہشام سے قرآن کو حروف کثیرہ پڑ سنا ہے فرمایا پڑھنا
 نے پڑھا فرمایا قرآن سات حرف پڑا تو راہی یعنی سات لغت عرب پڑھا تو راہی مہذا اور عمر

بجائی فاسو انا منقول کہتے تھے فقہی حاصلاً جواب جو التلوان قرآن بابت مقدار و قرائت کتب اہل سنت سے ثابت ہو تاہی وہ ایسا اختلاف نہیں کہ جس سے اثبات نقصان آیات قرآن یا زیادت فرقان ہو سکے اور اگر ہو تو اسکا نشان و داسی لفظ فاسو انا منقول کو دیکھو کہ کس طرح مفید معنی قرآنی نہیں قاصد وہ اختلاف ہی کہ جس سے مثبت منفی ہو جاوے یا بائیں یا حرام حلال ہو جاوے و لکھیں پس اختلاف قرائت کو دلیل اثبات نقصان قرآن بطور اہل سنت و دلیل کمال خوش فہمی ہی مہذا مراد سیدہ احرون سے یا سات لغت عربیہ بین قریش و طبری و دیگر و غیر بین و تفتیش و تہنیم یا ہفت قرائت مشہورہ میں اور اثبات واضع یہی ہی گو اور طرح پر ہی کہای سراسر اختلاف میں سنی ایک ہی سہتے ہیں کہ بعض الفاظ کا تفسیر ہونی یا کمال پس یہ تفسیر ایک ہی تمام رہی اور مدعا پر مطبق نہ ہوئی اب فکر دیگر کیجئے قولہ المختصر ایسی بہت روایتیں کتب اہل سنت میں موجود ہیں الی قولہ امامیہ کو الزام دینا اور انگشت نکارنا اور اپنی بات کو کہو ہونا چہرنا و دانشمندی علماء ہست و جماعت کے اور کیا ہی جواب اپنی بات کو تو تم مجھو کہے یا ہم اتنی اسی جگہ پہلے آپ نے قی و کافی و طبری و نور اللہ وغیرہ سے اقوال تصحیح کمال قرآن و عدم نقصان فرقان اور محنت نظم و تالین کے بے تغیر و تحریف و تحریف کے نقل کئے تھے پھر دو ستر تفسیر صفحہ میں اس ساری بنیاد کو ڈبا کر اقرار کیا کہ ہاں امامیہ کے نزدیک قرآن حاضر نا تمام و غیر و سبیل ہی اور قرآن کامل غیر مقصود نزدیک امام غائب کے ہی سبقت کسی فراموشی ہی تمہذا جو حقیقت روایات منقولہ ساسی کی تھی وہ ظاہر ہو گئی اور یہ امر علی رؤس الشہاد و ثبوت کو پہنچ گیا کہ با اتفاق فریقین قرآن مجید میں شائبہ نقصان و غیرہ نہیں اب اگر آپ اسکو بزور انکی گلے باندھتے ہو تو اس پر دوسے میں اپنا عیب چھپانا منظور ہی کیا یہ بات ہی و خل اجتہاد ہی کہ جو چیز ثابت ہو خواہی یا خواہی اسکو ثابت کیجئے کہ غیر کے نزدیک میں اجتہاد اپنا کب معتبر ہو گا آپ اپنے نقصان پر بیٹھے اور قائلین عدم نقصان کو طائفہ امامیہ سے جو چاہے سہے سو فرمائے سستی تو بہر حال فارغ الیال ہیں

اسلئے کہ اگر شنیہ مثل آپ کے اثبات تخریف اور نقصان قرآن کا کرینگے تو اولیٰ جواب
 آیات حفاظت بقول وعمل ائمہ ہدیٰ اور تشریح مجتہدین شیعہ قائلین بعدم نقصان کا مطلب یہ ہوگا
 ذاتی کم ذلک ویل یومئذ للمکذبین اور اگر قائل بعدم تخریف و صحت نظم و کمال قرآنی ہوں گے
 تو بالکل سبب تشبیح سے دست بردار ہونا چاہیگا اسلئے کہ سارے اصول عقائد میں خلاف حریج
 رکھتے ہیں ساتھ کتاب اللہ کے یہاں تک کہ اگر سارے قرآن کو رد ورفض کہتے تو درست ہی
 فاذا بعد الحق الا الضلالی قولہ جو حستی الزام دیتے ہیں کہ امامیہ اثنا عشریہ دعویٰ
 ولای اہل بیت کا کرتے ہیں اور اکثر آل نبی کو شمار اہل بیت سے باہر جانتے ہیں
 بلکہ توہین اونکی کرتے ہیں حسب طرح کہ کتاب تحفہ وغیرہ میں مسطور ہے ایسے اظہار سے سوا
 اغویٰ جمال کے اور کوئی فائدہ پایا نہیں جاتا جواب ملا باقر مجلسی نے فصل
 مبحث سیوم منہج الفاضلین میں اور قاضی ذہب باللہ مذکورہ نے احقاق الحق میں لکھا ہے
 کہ رقیہ وام کلثوم نہ دختر آنحضرت ہیں اور لطف بن خدیجہ سے غرض اس سے نکاح دامادی عثمان
 رضی اللہ عنہ ہی حالانکہ کلام الہی ناطق ہی انکے دختر ہونے پر قال اللہ تعالیٰ ایاہا لنتبی
 قال لولا انک بناتک لکن بلکہ خود زاد المعاد و اصول کلینی و علی الشرائع سے دختر ہونا نا
 اور خواہر فاطمہ ہونا ثابت ہے اسطرح حضرت عباس عم رسول خدا اور زبیر بن جعفیہ
 آنحضرت کو داخل نہیں گنتے اور توہین اہل بیت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ صاحب
 استغاثہ نے دربارہ ام کلثوم و دختر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام جعفر صادق علیہ السلام
 نقل کیا ہے کہ اول فرج غضب بنا اور کلینی کے کتاب التکلیف میں بروایت زرارة اس لفظ
 سے آیا ہے وذلک فرج غضبنا اللہ اکبر اس لفظ کو دیکھو اور جناب سیدہ کی صاحبزادہ
 دیکھو اور جعفر صادق کی طرف نسبت کرنے کو دیکھو اور بے ناموسی آل طہارہ کو دیکھو
 قریب ہے کہ آسمان گر پڑے اور زمین پھٹ جائے کس بہتان طوفان کو جس جناب یا
 سے نسبت دیتے ہیں نقیض شریعہ جل جلالہ الذین یشہون ربکم اسطرح حضرت صادق

نہ خواہر فاطمہ کا نام کلثوم کا ذکر نہیں ہے

غضب بن اہل بیت

استعارہ و تلمیح کا

عقائد صحیحہ سلسلہ اسلام و امامیہ

راوی ہیں کہ فرمایا خدمت جوارینا لانا و فریقین لکم اسپطرح کہتے ہیں کہ ائمہ ہی اپنی دستور و خواہش کو
 زوجیت کفر و فحشہ میں مبتلے تھے جب طح سکینہ نکاح مصعب بن عمیر میں نہیں اسپطرح صبر کی
 صادق علیہ السلام سے روایت کیا جی کہ لقب امت مرحومہ کا امت ملعونہ ہی اور معنی انجائین
 تشبیہ امت نبوی کی ساتھ خنازیر کے آئی ہی رواہ الکلینی عنہ عن مالک انکلیض کہ ان موجود ہی کہتے
 خیر امت و جملنا کم امتہ و سطا علی ذالقیاس صد ہا مفتریات ہیں کہ واقعہ کتب امامیہ پر کا صبح اذا
 اسفروا ضحہ ہیں پس کے اخفا و میں بجز معطلہ ہی جہال اور کوئی فائدہ پایا نہیں جاتا تو کہ
 امامیہ اصولی مروج میں شواہد و امحاد کے دوسرے سے سروکار نہیں رکھتے جو اب
 بہ غلط ہی بلکہ سرکار امامیہ کا بچہ ابن سبا یہودی وغیرہ اشقیائی یہود تلامیذ خاص انخاص
 معلّم الکفوت سے اور نہایت شیطانی لطاق و شہام حول و ذرارہ بن اہین و نگیر ابن اہین
 و مالک جہنی و دارم بن حکم و محمد بن مسلم و ربان بن الصلت وغیرہ سے ہی جنگی تکذیب بلکہ کثیر
 تخریج امام حق ناظر جعفر صادق و غیرہ علیہم السلام سے خود کتب امامیہ میں منقول ہی علاوہ
 اسکے سلسلہ سادہ روایت کا ائمہ تک حسب قیاس و قیاس و امامیہ و راجحہ صحت کو نہیں پہنچا کر کوئی
 بہت کم ہیں کا انض علیہ صاحب الحدایۃ من الامامیہ اور حکو صحیح کہتے ہیں جب او سکوا بقضائ
 تو علیہ یہ سوزن کیجئے تو وہ بھی ضامن نہیں ہیں یا موصوع پھر اون سکے معارضات
 و مرجحات ہیں پھر انہیں عجائب و تراغات و علل و ہذا وہ بھی قابل و وثوق نہیں اسلئے کہ عینہ
 امام کا یہ بھی کہ محب علی جو گناہ کریں اس سے سوال نہو گا گواپ کو مار ڈالے یا مان
 نہ کرے حتی کہ قول تعالیٰ وَلَا تَلْبِسْ عَزْزِي خِيَارَ الْفِتْرِ الْأَجَانِّ کو اسی پر حمل کیا ہی اور آثار ائمہ کو
 مشابہ اس عو کا لائے ہیں کذا فی التخصیص جو دین ایسے روایات ثقات سے حاصل ہو اور
 جس سبب میں مع کرنا احادیث کا واسطے تائید و توثیق کے مستحسن بلکہ مستحب ہو اس
 دین و سلسلہ کا کیا پرچہ اور اس کے اصول و فروع کا کیا کتب اب جو کریں وہ تو راہی متعبر
 فی فروعت حکم آمد فی اصول ہمشہر مبادت از خدا و از رسول و قول اپنے عقائد میں کما تھا

اعتقاد ان حجج اللہ تعالیٰ علی خلقہ بعد نبیہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم الا انہی حشر و نوح جواب
 جسے صولت حیدریہ علی بن موسیٰ القدریہ کو دیکھا ہی وہ بالیقین جانتا ہی کہ مضمون امامت اس
 اثنا عشر کا بطور امامیہ کے مستحدث ہی ہرگز زمانہ مشہور و ماہا باخیر میں اور کما عین و اثر کو نہ تھا
 اور جب امامت ثابت نہ ہوئی تو لوگ انہ امامت بالاولیٰ غیر ثابت ہیں کہ الشیء اذا انتفى انتفى بلو اور
 یہ عقائد نیز و امام کا لائی بدیش خاندین ہم پر حجت نہیں نہ ہذا جواب ان عقائد کا ذیل جو
 آیت میں بموضع خود مرقوم ہی قولہ سو کہ دوازہ امام کے سائر سادات و برادران
 ائمہ و علوی دینی ہاشم واجب تعظیم ہیں نہ منقرض اطاعت جواب یہ بات خلاف فقیر کا
 اسافین و مجتہدین امامیہ ہی اسلئے کہ ارباب طائفہ زید شہید کو اور انکے فرزند بھی بن زید کو
 کہ بڑے عالم مقفی تھے مروان بن سہ او کو شہید کیا دشمن کہتے ہیں اور ہر امام
 موسیٰ کاظم اور جعفر بن موسیٰ کاظم کو برا کہتے ہیں اور جعفر کا لقب کذاب کہا ہی حالانکہ وہ
 جیسے او ایسا خدا سے تھے بایزید بیطامی او انکے مرید ہیں جعفر بن علی کو کہ برادر حسن عسکری
 لقب کذاب بخشا ہی حسن بن مثنیٰ اور او انکے فرزند عبداللہ محض اور او انکے بیٹے محمد لقب
 بنفس کیا اور ہر امام بن عبداللہ و ذکر ابابن محمد باقر و محمد بن عبداللہ بن حسین بن الحسن اور
 محمد بن القاسم بن الحسن اور حجتی بن عمر حنفیہ زید شہید کو کافر مزید کہتے ہیں علی بن القاسم
 اکبر جماعت سادات حسنی حسینی کو کہ فانی امامت و فضیلت زید بن علی تھے ضال مضل جانتے
 ہیں چنانچہ روایات اس عمری کے کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں کتب امامیہ سے منقول ہیں اور
 وجہ اصل اعتقاد کی ظاہر ہی کہ نزدیک شیعہ کے منکر امامت ایک امام کا مثل نبوت
 ایک نبی کے کافر نبی اور کافر محمد فی النار ہی چنانچہ آپنے ہی عقائد مذکورہ میں اسی جگہ
 لکھا ہی کہ من انکر و احدنا منہ فقد کفر و من شک فی کفر احدنا منہ فلا یشک فی کفرہ اور کتب ایسا
 و تواریخ سادات دلائل صریح کہنے میں اسباب پر کہ اہل بیت حسنی حسینی منکر امامت
 بعض ائمہ بلکہ منکر امامت ہر ایک امام وقت اپنے کے تھے بلکہ منکر بعض ائمہ گذشتہ کے

کافر مرتد ہونا سادات امامیت کا رد ہے

وجہ اعتقاد کفر و انکار ان ائمہ امامی

ہی تھے اس سے ثابت ہوا کہ معاذ اللہ یہ سب کا فرقہ تھے بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ
 ہنی بقول آپ کے کافر ہی اور کافر باقفاق فریقین مخلد فی النار ہی مگر نہ سب ایک گروہ امامیہ کا یہی
 کہ یہ سب اعران میں رہینگے جیسے سبکس وغیرہ اور بعضے کہتے ہیں کہ بعد فذاب شدہ کے
 بشاعت مبدعہ خود نجات پاؤ گینگے سو یہ دونوں موافق قواعد و اصول شیعہ کے
 مردود و رکب ہیں اسلئے کہ شاعت حق میں کفار کے بالاجماع مقبول نہیں اور اعران دار
 المخلد نہیں اور رہنا اعران میں بھی ہے وجہ ہی اس یہ ہے کہ یہ سب منکر امامت تھی اور منکر امامت
 کافر ہی مگر یہ کہتے ہیں کہ حجب علی و ذریعہ میں نجات دے گا اور اس میں شک نہیں کہ یہ سب
 جناب امیر تھے گو معتقد امامت ائمہ نہوں لیکن اس صورت میں دیکھو سبیل دفع تعارض
 کی کیا ہوگی باجملہ بعد ملاحظہ ان امور کے کسیکو اس میں شک باقی نہیں رہتا کہ سب امام
 و اخوان ائمہ و علوی وہی ہشتم نزدیک امامیہ کے بنایت درجہ محفروہ مان و دلیل حلال
 ہیں اور مطلق ہے اعتبار اسلئے کہ کافر ذل خلق اللہ ہوتا ہی اور یہ سب معاذ اللہ کافر
 تھے نولائی تعظیم نہیں سے بلکہ درخور توہین ہوئے قائلہم اللہ آئی تو یقولون قولہ جنوں
 سادات میں سے خلاف رویہ آبائی کرام اپنے کے عمل کیا بہتر کیا قاعدہ جان کا ہی
 کہ اگر ایک شاہ کے کئی بیٹے ہوں اور میں سے جانشین اور سکا ایک ہی ہوتا ہی سب کو
 سلطنت نہیں پہنچتی اور حجاب کے تحت پر بیٹا ہی بادشاہ و صاحب حکم وہی ہوتا ہی باقی
 سب بہائی اور سکے شاہزادے ہیں اگر اطاعت میں ہے صاحب توقیر و نیکی نام
 ہوئے ورنہ عاصی و مورد ملامت ہوئے گو صاحب عقل و شائستگی حسنہ ہوں قصہ سیران
 یعقوب مشہور ہی حضرت یوسف بر مشیت الہی پیغمبر بادشاہ ہوئے اور بہائی اور سکے باوجود
 پیغمبر زادے عقلمند تھے بسبب سلوک کی کے ساتھ حضرت یوسف کے مصدر رند
 و ملامت ہوئے جواب یہ تقریر مخالف ہی جملہ سابق کے جمیع اپنے واجب
 ہونا بقیہ اخوان ائمہ وغیرہ کا اقرار کیا تھا اب خود ہی او کو مصدر خجالت و لائق توبہ

مثال
 شہید حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام

شعربین عقل و دانش پر گریست کہ خود گفتہ و خود نراند کہ حیست : ہمدانہ شال اسجگہ
 تمیاس مع الفارق ہی اسلئے کہ پیغمبری پرست علیہ السلام کی باتفاق فریقین منصوص کلام
 الہی ہی اور امامت ہر ایک امام وقت کی متفق علیہ شیعہ ہی ہستی اول امامت کو نزدیک اہل
 کے منصوص ثابت کر دیا پھر ایک کو بادشاہ بقیہ کو شاہزادہ پیرا اور زمام و دلام بنا کر تخت
 العرش قلم انقش علاوہ اسکے اخوان پرست کو کوئی معاذ اللہ کا فرد مرتد نہیں کہتا اور شیعہ
 اخوان منکرین امامت کو کو کا فر کہتے ہیں اور تکہین تو خود کا فر ہیں اور اخوان پرست
 ساتھ پرست کے براہ حد نبوت بدسلوکی کی تھی اور سپر پرست ہی فرمایا لا تشریب علیکم انہم
 یغیر اندککم اور انکی خطا سے درگزر سے اخوان ائمہ نے ساتھ ائمہ کے سوا کے
 انکار امامت کے اور کوئی بدسلوکی نہیں کی کہ مورد دلام ہوں اور یہہ انکار و خیل بدسلوکی
 نہیں اسلئے کہ مقدمہ امامت نزدیک او سکے غیر منصوص تھا والا باوجود جنوں کے نیا گنجش
 انکار ہی قولہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو شیعہ تنظیم نہیں کرتے سو قصہ اونکا مشہور ہی اور آئینہ
 مذکور ہوگا جواب یہ قصہ ہی مثل قصہ حکمین کے جسکا وعدہ ذکر اپنے سابق کیا تھا
 آئینہ مذکور نہ اور اہل مشرق پچان چشم براہ و گوشن بر او از رہے شہر کانت عباد
 عروبہ لہا مثلاً دما و اعیدہ الا لا باطیل : قولہ جو یہ گنگو واسطے تحقیق حق کے
 تعصب طرفدار ہی و پاس سخن دل میں نہیں ابتدا و کلام سے جو کچہ کہہا گیا اور اب جو
 کہا جاوے گا جگہ کتب معتبرہ سنت و جماعت سے تھا اور ہوگا اور تاویل و طول مقال
 و فیکس تقلید کو دخل نہیں جواب بشرم گذار و بادشاہی کن : ابتدا و کلام سے اسحق
 کہ اپنے کہہا حکم لا اکثر حکم الاکل غالباً کتب معتبرہ اہل سنت سے جسکا حال ہستی
 گذار کہما ہی اور بعض کتب شیعہ کو کتب اہل سنت قرار دیکر نقل کیا ہی اور جہاں کہیں اتفاقاً
 کوئی روایت صحیح لکھی ہی او سکوت تقلید شیطان الطاق وغیرہ تاویل و طول مقال لا باطل
 سے غیر موضع میں نقل کر کے بجا راہی اور یہی صنعت آئینہ ہی عمل میں آئی ہی بلکہ

خلاف و عدلی شیعہ

کتابت و تصانیف اہل سنت

شئی زائد پس یہ مردہ کہ اتیہہ ہی کتب معتبرہ سے نقل کیا جاوے گا مثل مؤید سابق
 قرین وفاداری نہیں شہ جابر قرلی تو اسناد و نقول کروں + خود را بکذا ان شاء اللہ و غیرہ
 از کثرت وعدہ نامی اپنی در پی توفیک وعدہ راست باز تو ان کروں + قولہ مرعا یا نا
 مراد مستقیم کا ہی اور واسطے مناظرہ و طبع آزمائی کے مثل طب و طبیت و ہنر و ہنر
 و ریاضی و نجوم و صرف و مشق و مسائل حکمت وغیرہ بہت علوم ہیں کہ مناظرہ والوں
 ناحین شامل و داخل کر کے قضیہ کو مسکو کس کر دیا ہی جو اب علوم عقلیہ فلسفہ کہ
 اصل میں حرفہ صنعت اہل یونان ہی جب ماہ منسور و وانیق و یارون رشید میں
 کہ حسب تصریح صاحب احقاق الحق زمرہ شیعہ میں تھے بسبب سبب عاجم کے یونانی
 عربی میں مترجم ہوئے اور حلقہ درس میں آئے چنانچہ علم مصنفین ان زمرہ کے
 معلم ثانی ابو نصر فارابی و ابو علی سینا و قاضی ابوالولید بن الکاشغری و وزیر ابوبکر
 مشور بن الاسماعیل و ابن الصانع اندلسی میں انہوں نے کتب فلاطون و ارسطو
 و بقراط و جالینوس و اقلیدس و ایتلیس وغیرہم کو ترجمہ کیا تو اسوقت سب سے پہلے
 بمقتضا انجمن اہل یونان علوم نے اول قدم سر زمین عجم میں جمایا اور طوائف
 شیعہ نے میراث سمجھ کر اسی مابالاضیاء میں الاقران نہیں لایا اور اس پر دے میں برابر
 شیعہ و ملت معتزلی کا قصد کیا اور مدار مناظرہ و تقریر و تحریر شریعت کا اس پر رکھا
 چنانچہ جبر فسادات و اختلافات و شکوک و دوام دین میں واقع ہوئی بدولت انہیں بے
 ویزن کے ہوئی حتی کہ الی الان جو مزاوت ان علوم کی زمرہ اہل تشیع میں ہی وہ اور
 فرق میں نہیں ستیوں نے جو اسکو کہی سیکھا تو صرف اس لئے کہ اب مخالفین نے مار
 امتحان فضیلت و خود نامی و شہرہ و درجہ تعلیم کا اسی پر منحصر کیا ہی اور ہنگام مناظرہ و لال
 عقلیہ و براہین فلسفہ سے بیشتر استدلال کرتے ہیں اور منقول کو حجت نہیں سمجھتے
 مگر یہ کہ سلاطین معقول ہونا چاہنا لزم الخضم وانما ما لخالفت ضرورت اسکی ہوئی کہ تو ان میں واسطہ

ملاحظہ فرمائیے
 ملاحظہ فرمائیے

مستغنی عن العلم

علوم مذکورہ ہی یاد ہوں نفس الامر میں ہر صنعت شیعہ شنیع کی ہی ذہل سنت کی پس احتجاج کی نسبت انکے بابت ثبوت علوم مذکورہ کے بغایت دور از فکر ہی ستیوں کا تو یہ حال ہی کہ جب سعد بن وقاص نے ملک فارس ایران مفتوح کیا اور زنان نازک اندام و پاک فریادانی اہل اسلام ہوئیں اور کتا بچہ بچہ و حساب فلاسفہ خانہ خراب کا مات آیا تو اس وقت حضور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کیا کرنا چاہیے خلیفہ ثانی نے فرمایا اطر حافی فان تکن ہدی فقد ہدانا اللہ باہدی سنا وان کن ضللا لا فخذ کفانا اللہ یعنی اون کتا ب کو پانی میں ڈال دو کہ اگر وہ ہدایت میں تو خدا نے حکم دیا اس سے بہتر ہدایت نصیب کی اور جو ضلالت میں تو خدا ہمیں بس ہی حاصل یہ کہ احتیاج حکم طرف کتب فلاسفہ حکما ر کے کہ سیطاح نہیں نیک ہوں یا بد چنانچہ ایسا ہی کیا کہ اون کو پانی میں چھوڑ دیا لیکن علم صرف و نحو موضوع جناب امیر علیہ السلام ہی اور فہم کتاب اللہ و احادیث ائمہ ہدی کا اس پر موقوف ہی اور حکم کو اس میں دخل نہیں اسکی بابت فہم عربیت میں گوزشتہ ہی ستیوں کا یہ مجال نہیں کفعل امیر المومنین رضی عنہ کو ناحی باطل صحیحین گو غصہ در باطل کا جناب ممدوح سے یا ائمہ ہدی سے کہ ہمیشہ مشغول معرونی سے نزدیک ارباب دلائل کے جائز و راہ و خامتہ اس وقت اخیر میں جب تک صرف و نحو نہ آوے ایک جملہ ہی عربی کا سمجھنا مشکل ہی نتیجہ نکالنے کا کیا کرنا اور بالفرض اگر فہم بعض لغات عربی کا کسیکو بسبب ہمزبان فی بعض دما قین و موقعین ب سکتہ و دارین یعنی حیدر آباد وغیرہ کے حاصل ہی ہو گیا بطرح حال ہمارے بعض جناب کا ہی تو یہاں دراک کذائی واسطے اتمام و تقسیم مواقع استعمال و موارد بیان و وجہ بلاغت و فصاحت و فوائد تقدیم و تاخیر سند و سند الیہ وغیرہ کے زینہ کافی نہیں ہوتا اور بدون اسکے استخراج مسائل و استنباط احکام و درک مواضع استدلال غیر ممکن ہی چنانچہ اسی جگہ سے اس زمانہ اخیر میں نوبت نزاع زینی کی یہاں تک پہنچی کہ ہر حق کو دعویٰ اجتہاد ہی اور ہر جاہل کو ہمسری کا بر مقصود و مراد بلکہ یہ

دو نام کتا ب حکما ر کا پانی میں

ذکر علم صرف و نحو و غیرہ

دار عضال شہید سنی و دوفرمین عام ہی جان ابجد تمام کی اور مشکوٰۃ شریف ختم ہوئی
 محل محدث ہونے لگا اور فقہاء کرام پر تبرہ شروع ہوا تقلید حرام ہی اگرچہ اہل حق
 میں ہوا اجتہاد فرض عین ہی اگرچہ عین ضلالت ہو باجملہ جواب فی شعور رکھتا ہی وہ جاننا
 کہ بے علم صرف و نحو دخل در منقولات و بنا بدنامی کا ٹوکہ اس پر اوٹھانا ہی اور
 آپ کو نظر اعتبار اہل اعتبار سے کرنا علی الخصوص اس وقت کہ جناب نبوی سے ہی
 اسباب میں اشارہ بجا جاو چنانچہ حکایت میں عین نے لکھا ہی کہ بعد نزول اگر کتب
 آنکہ وَمَا تَنْبِذُونَ بَيْنَ دُونِ اللَّهِ حُصْبَ جَنَّتِ ابن الزبیری شاعر نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم سے نہ تو لگا چنانچہ آپ کے پاس آیا اور کہا ایس قدر عبت الملائکہ الیس عبد
 المسیح فیکون ہوا حصب جہنم یعنی آیت شریف سے معلوم ہوتا ہی کہ معبود غیر اللہ
 سبکہ سب جہنم میں جاوینگے حالانکہ ملائکہ و مسیح ہی معبود غیر اللہ ہیں تو چاہئے کہ
 ہی حصب جہنم ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا ما جہلک بلسان قومک یعنی تو کتنا جاہل ہی زبان
 سے اپنی قوم کے حاصل یہ کہ کلمہ وَمَا تَنْبِذُونَ بَيْنَ دُونِ اللَّهِ واسطے غیر ذوی العقول کے ہی اور
 عیسیٰ و ملائکہ ذوی العقول ہیں تو اس مضموم سے خارج ہیں اگر کلمہ بَيْنَ دُونِ اللَّهِ ہوتا تو یہ شبہ
 ہو سکتا تھا ابن الزبیری نے یہ جواب سنکر سکوت کیا پس ثابت ہوا کہ واسطے بَيْنَ دُونِ اللَّهِ
 کرنے صراط مستقیم کے طالب جن کو حاجت علوم صرف و نحو و تالیف کی شدید ہی
 اور یہ علم داخل علوم ناحق نہیں اور اسکے شامل کرنے میں کس طرح کا خلل ایمان
 میں نہیں آتا بلکہ فہم دین و ایمان اسی پر موقوف ہی بلکہ اگر علوم برگنا نہ کو بھی بہت
 خیر یعنی مناظرہ خصم بے دین سیکھے تو اسکا بھی کچھ گناہ بابت تعلم و استعمال کے
 نہیں کہ وسائل کو حکم مقاصد کا ہی اور یہ علوم خادم علوم شرعیہ ہیں و لیکن علت
 غائی انکی اس سخاشی کی یہ ہی کہ اگر جواب برسالہ بَيْنَ دُونِ اللَّهِ میں کوئی گفتگوی فاضلہ
 کر گیا اور مناظرہ عالمانہ کو برقرار نہ لگا تو جواب بجواب میں عجب مشکل لامل پیش آوے گی

اشارہ نبوی علیہ السلام

علت سخاشی ابوالفضل عباس از علوم متداولہ

اور کہا شک کس کس سے پوچھ پوچھ پاؤں دیا جاوے گا کہ قضیہ والا حسن کہا اس سے
 بہتر ہے کہ پہلے سے دفع ذیل مقدار کیجئے اور تحریر علمی پھر آنے دیجئے سو بیان
 پہلے سے ہمیں بھی بوجہ بوی حکم لکھو انکس علی قدر عقول ہم جمعیت اختیار کی او ویرہ
 و دانستہ تحریر علمی سے کام نہ کیا با این ہمہ اسید نہیں کہ آپ سے ابو الفضل الکمال اس
 جواب سہل الاطراف عام فہم کو بھی سمجھ سکیں اور لطیف مضبوط و ربط حسن معنی کو دریافت
 فرما سکیں کہ حلوا خور دن رومی باید اگر شیطان نے وغیرہ جواب نویسی کیا اور اس
 امارۃ بالسورہ ربہ رخ و کامی ہوا تو یہی چیز صد یا چند ہزار و شش نام کہ وضع لاجوابان رہند
 منش ناکام ہی بجائے پاسخ صواب فرجام اسخام ہو گئے کہ اذا لم تظلب فاطلب لکبی
 مولانا ہی اسی سے ظاہر ہی کہ طلب و ہندسہ و حساب و ملکیت و ہیئت وغیرہ کو کہ
 فروع علم ریاضی و فلسفہ بین علوم مستقلہ جداگانہ قرار دیکر ایک فہرست علوم نا حق کی
 لکھی تھی اور انکے شمول کو علم دین میں قضیہ منکوس قرار دیا ہی شہر این کار از تو آید و
 مروان چنین کنند بر فہم و دانش تو ہزار آفرین کنند قولہ اکثر مفسرین معتبرین سنت
 جماعت سے ثابت ہوا کہ یہ آیت شان میں علی وفاطمہ و حسنین رضی اللہ عنہم کے او
 بی امام احمد و مسلم و ثعلبی و ترمذی و موطا و ابوداؤد وغیرہ اصحاب صحاح نے
 ام سلمہ و عائشہ و ابو سعید خدری و عبداللہ بن جعفر طیار و غیرہ رحمہم اسکو روایت کیا ہی نشان
 ازواج میں چنانچہ یہ آیت و تری آنحضرت نے اپنی چادر اوپر ڈالکر فرمایا اللہم مولانا
 اہل متقی و خاشعی ازہب عنہم الرحمن طہرہم تطہیرا و اسوقت ام سلمہ و زینب نے کہا کہ ہم بھی
 شہار سے ساتھ ہیں ای رسول خدا فرمایا تمہاری عاقبت بخیر رہی اور تم بی بیوں رسول خدا
 میں ہو انتی ملخصا جواب ثعلبی و شیعہ ہی او کی روایت ہم پر حجت نہیں اور روایات
 بقیہ اہل صحاح میں سبکیں انہیں باوجود تفسیر و تصرف سامی کے کہ الفاظ روایت کو
 الٹ پھیر کے بڑا گھٹا کے نقل کیا ہی چنانچہ اسی لئے مستقول عندہ سے مطالبہ نہیں

نورانی تطہیر کی آیت

ہنوز انحصار نزول کا شانِ بختن پاک میں ثابت نہیں اور ماہنِ فہم و معیشت عنہ یہی حصہ تھا
 لا غیر ورنہ کوئی سستی نہ پہنچے گی بلکہ یہی غل ہوئے آلِ عباس کا ایہ نظمیں میں نہیں اور جسے کہا کہ مراد آیا
 نظمیں سے فقط آلِ عباس میں موافق ضابطہ قدام کے کہا اسلئے کہ عادت صحابہ تابعین کی
 یوں جاری تھی کہ اکثر اوقات نزول الایۃ فی کذا کہتے تھے اور مراد یہ ہوئی کہ آیت کذا کو ان
 اس حکم کے ہی یا محتوی اس فرد پر نہ یہ کہ اس حکم میں فرد خاص میں نازل ہوئی تھی چنانچہ یہی
 نے ابقان میں لکھا ہے قال ابن قیمیہ قولہم نزول الایۃ فی کذا مراد یہ تبارک سبب النزول و
 مراد یہ تبارک ان ذلک کہ نزل فی الایۃ وان لم یکن السبب لکما تقول عنی ہذہ الایۃ کذا وقال الزیلعی
 فی المبر بان قد عرف من عادات الصحابہ والتابعین ان احدهم اذا قال نزلت ہذہ الایۃ فی کذا
 فاذیر مدید لک انما تشتمل علیہ الحکم لان ہذا کہان سبب فی نزولہا فہو من جنس الاستدلال علی
 الحکم بالایۃ لاس من جنس النقل لما وقع انتہی اور صاحب مباحث نے بحث کر یہ افنا و بیکر
 و رسولین لکھا ہے قد تقر فی اصول التفسیر ان قول الراوی نزل فی کذا ایس نصاً فی التفسیر
 انما ہو من جنس الاستدلال اذ اثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لک اذا جمع الصحابہ
 علیہ او اتفق علیہ جماعہم و دل علیہ نقل اور صاحب قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین نے
 لکھا ہے کہ روزمرہ و سادہ متفقین اسے کہ در مثل نزلت فی کذا معنی دخول ابن فرد باشد
 و رجاء مدلول ہے اگرچہ ہزاران دران مدلول داخل باشند لیکن اس تقدیر پر جسے نسبت نزول
 آیت کی طرف آلِ عباس کے ہی مقصود اور کما دخول ہونا انکھا ہے اس حکم میں نہ خصوصیت
 افراد کی اور انحصار حکم کا معنی اکثر مفسرین و محدثین اس طرف گئے ہیں کہ نزول آیت کا حق میں
 انما ج طہارت کے ہی چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ
 آیت حق میں انسان صلی اللہ علیہ وسلم کے اوتری تھی اور ابن جریر نے عکرمہ سے روایت
 کی کہ وہ بازار میں بکارتے پھرتے تھے کہ قول اللہ تعالیٰ کا انما یرید اللہ لیزہب عنکم
 الرجز اہل البیت و غیرہم کہ نظمیں انما نزل ہوئی حق میں از وراج نبوی کے اور ظاہر

سابق و سابق آیہ سے بھی یہی ہی اسلئے کہ ابتدائی یا سابقہ سنسن کا حدیث میں لکھا ہے
 تا قرۃ اطمین اللہ بلکہ تا قولہ والحجۃ خطاب ازواج مطہرات کو ہی اور لمرونی او نہیں کو واقع پس
 اثناء کلام میں حال و دوسروں کا لانا بے تنبیہ کے انقطاع کلام سابق پر و انقطاع کلام
 جدید پر مخالفہ روش بلاغت کے ہی کہ کلام خدا کو اس سے پاک سمجھنا چاہیے اور
 اضافت جو ممکن بھی اسی پر وال ہی کہ مراد اہل بیت سے ازواج مطہرات ہیں اسلئے کہ اگر
 آنحضرت کا سوا اور گھروں کے جنین بے بیان رہتے ہیں نہیں ہر سکتا اور لانا صحیح
 مذکر کا یعنی عنکم مہلّا خطہ لفظ اہل ہی اسلئے کہ بقاعد عرب جب ایک چیز کو کہ فی الحقیقہ نہ
 ہی بلفظ مذکر ملاحظہ کرتے ہیں اور تشریح اسکے تذکرہ چاہتے ہیں تو صیغہ مذکر کا اسلئے
 حق میں استعمال کرتے ہیں قال تعالیٰ انبیائہم من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل النبیت
 رحمۃ اللہ علیہم صحیحہ خطاب ہی حضرت سارہ علیہا السلام کو کہ مرث ہیں بلفظ مذکر اسطرح مراد
 آیہ مذکورہ میں عنکم سے ازواج مطہرات ہیں اور مؤید اسکے ہی روایت نزدیکی کی جسکو
 اپنے نقل کیا کہ جب آنحضرت نے اہل عبا کو زیر کسا و لیکر یہ دعا کی اللہم ہذا اہل بیتی الخ
 اہم سلمہ نے کہا مجھے بھی شریک کر لو فرمایا انت علی خیر و انت علی مکانک اسلئے کہ اگر نزول
 آیت حق میں اہل کسا کے ہوتا تو حاجت دعا کی نہ تھی اور آنحضرت تحصیل حال فقر و
 اہم سلمہ کو اسی لئے شریک عالم کیا کہ اسلئے حق میں انحصال حاصل تھا سمند تحقیق
 ہی کہ باوجود ہونے اس آیت کے بمنّا طبع ازواج سب اہل کسا ہی ہیں شریک ہیں اور
 دعا فرمانا آنحضرت کا واسطے چارخصوں کے نظر بخصوص سب ہی کہ قرآن خصوصیت
 ازواج کے کلام سابق و لاحق سے معلوم کر کے ڈرے کہ مبادا یہ باقی بجاوین
 و لہذا روایت صحیحہ میں ایسا معاملہ ساتھ عبا و اولاد عباس کے ہی ثابت
 ہی مدعا آنحضرت کا یہی تھا کہ سارے اقارب و اعزہ خطاب اہل البیت میں کہ مندرج کریم ہی
 داخل ہو جاوین جس طرح کوئی نادر شاہ کریم اپنے مصاحب سے کہے کہ تم اپنے

خطاب منورث اہل بیت

اطلاق لفظ مطہرات برزواج نبوی

مولا کریم کا اہلبیت میں

خارجی ہو یا حاکم

شیعی ہو یا ابن عباس کا

گروہوں کو لے آؤ ہم اور کوناعت و بیگے اور مہربانی کرینگے وہ عالی ہمت سب سے پہلے
متوسلون کو لیجاوے اور کہے کہ یہ سب میرے گروہ اسے بین تا خلعت و کوناعت
بادشاہی سے سب بہرہ ور ہوں اور عجیب ماجرا ہے کہ با اتفاق شیعہ و سنی بلکہ جمیع اہل
اسلام لفظ مطہرات کا حق میں ازواج نبوی کے ہونے میں قطعاً لکھتے ہیں چنانچہ کلام امام
شوستری و ملا عبد اللہ مستندی وغیرہ جہا میں ہزار جگہ یہ لفظ دیکھا گیا ہے اور ظاہری
کہ یہ لقب ماخوذ ہے آیہ قلہیر سے حتی کہ آپ کے زبان پر بھی چڑھا ہوا ہے اسی رسالہ میں
دفعہ کئی جگہ اس لفظ کو لکھا ہے اور بعض جگہ کہ سچائی مطہرات لفظ طہارت اختیار کیا
ہے اور میں اور زیادہ سب لفظ طہارت ہی اس لئے کہ مطہر میں ایک راسخہ عدم طہارت سب
ہے اور ظاہر میں سب طہارت ہی تہہ خدا کی شان ہے کہ دشمن کے مونہ سے کلمہ حق
نکلتا ہے اور وہ نہیں جانتا طرف تر یہ ہے کہ تہذیب الکلام میں ابی عبد اللہ علیہ السلام
نقل کیا ہے کہ گریہ اہل بیت میں معدود ہے سبحان اللہ تعالیٰ تو اہلبیت میں ہوا اور
اہل بیت میں نہوں شعر فاکنت لا ندری قتلک مصیبتہ وان کنت ندری فال مصیبتہ عظمی
قولہ اور جو اسکے خلاف کہے وہ صحیح نہیں اور قول اور کا قول خواجہ ہی مثل بیت
عکرم غلام ابن عباس کہ تہذیب الکمال و لسان المیزان وغیرہ کتب رجال میں خارجی ہیں
اور مکاتبات ہے جواب ابن عباس نزدیک شیعہ کے اجل اصحاب و شیعہ ان حضرت
امیر سے ہیں چنانچہ جلی نے خلاصۃ الاقوال میں لکھا ہے ہوسن اصحاب رسول اللہ علیہ السلام

علیہ وسلم کان محباً للعلی و لم یذہ و حالہ فی الجلالۃ والاخلاص لایزالونین شہر من ان یخفی
انتہی اسینج قاضی ذہب اللہ بزرہ نے انکو شیعہ میں شمار کیا ہے اور عاکر یہ جلیہ خاص
انحاص ابن عباس تھے اور شاگرد رشید جناب مدوح کے پس اسکا کیا ذکر ہے کہ باوجود
ان خصوصیات کے وہ طریقہ ابن عباس سے اور انکے عقیدے سے واقف نہوں
یا ابن عباس باوجود ولذہ و الاخلاص و حب و شیعہ مرقضوی کے انکے خروج و نصب

مطلع نہوں یا باوجود اطلاع کے اونکو خاص موالی و تلامیذ سے سمجھین اور روادار صحبت و
رفاقت ہوں حالانکہ باوجود اس طولِ صحبت کے پوشیدہ رہنا احوال کا محالات عادی سے
اور نسبت خرمیج کی طرف کتب مذکور کے محتاج نقل عبارت ہی قولہ اسی قبیل سے ہی سخن
ابن جُثیر و ابن ابی حاتم کا کہ خلاف واقع شان ازواج طاہرات امہات المؤمنین میں چا
ہیں جواب روایت ابن جبیر وغیرہ کو صاحب تحفہ نے انجگہ لکھا ہی پس نقصان
حتاج بیان سند ہی صرف چرب زبانی سے الزام اہل سنت میں نہیں آتا اور بالفرض اگر سب
والمحق آیہ سے ترک نظر کریں تو ہی اوسکو دلالت مدعا پر نہیں اسلئے کہ القرآن فی بعضہ
بعضاً قحورہ قرآن پاک شاہد ہی کہ مراد ازواج مطہرات ہیں و بس اسلئے کہ تعبیر مؤنث بلفظ

ذکر بہت رایج و متعل ہی قند حضرت موسیٰ بن فرمایا ہی اذ قال موسیٰ لایٰ اٰتٰنی انثیٰ نارا
لعلّٰ ایتکم مینا یحیٰ اذ ایتکم بشاہ قیس تعلکم قتلکم یٰ اٰتٰنی انثیٰ نارا
ہی اور ابو علی طبری نے مجمع البیان میں لکھا ہی کہ امت نے اتفاق کیا باجمعا کہ مراد
اہل بیت سے گھروالے پیغمبر کے ہیں پھر اختلاف کیا تو عکرمہ نے کہا کہ مراد ازواج
نبوی ہیں اسلئے کہ اول آیت متوجہ ہی طرف اونکے آس سے معلوم ہوا کہ اگر نزول آیت
تظہیر کا حق میں آل عبا کے متعین ہوتا تو امت میں اختلاف نہ پڑتا اور عکرمہ قول فیصل نہ کہتے
اور جب عکرمہ نے کہا تو امت نے سکوت کیا پس اگر کوئی دلیل تخصیص موجود ہوتی تو سکوت
نکرتے مہمذامقصود شیعہ کا اس تخصیص سے اثبات عصمت آل عبا ہی سو ثبوت اوسکا
بنایت دشوار ہی اسلئے کہ جو چیز پاک ہی اوسکے حق میں نہیں کہتے کہ ہم اوسکا پاک کرنا
چاہتے ہیں غایت الامر یہ ہی کہ جب ارادہ الہی متعلق باذباب جس ہوا تو اب یہ مہم مذہب
گو پہلے نہوں اور یہ ہی بطور اہل سنت ہی نہ اصول شیعہ اسواسطے کہ نزدیک شیعہ کے
وقوع مراد الہی لازم ارادہ الہی نہیں بہت امور میں جبکہ ارادہ خدا کرتا ہی اور شیطان
وہی آدم اوسکو واقع ہوئے نہیں دیتے کما فی بحث الالہیات من التحفہ اور اگر خدا کو

داخل ہونا ازواج کا اہل بیت میں

تذکرہ اہل بیت سے انکار دینی عصمت مقصود ہوا کیون فرمایا اِنَّ اَمْرًا ذَنْبًا مِنْكُمْ اَنْ تَرْسُلُوْهُ
 وَطَرَكُمْ كَمَا تَرْسُلُوْنَ اَیہ بات بسی ظاہری کہ عیسیٰ بھی اوسکو مجتہد بنائی گواہ کیا اشیاء مجہدین اور
 بصورت مفید ہونے اس کلمہ کے معنی عصمت کو لازم آتا ہے کہ سب صحابہ علی السلف و غیرہ
 بدقلبتہ معصوم ہوں اسلئے کہ انکے حق میں فرمایا ہے وَلَٰكِنْ يُّرِيْكَ اٰیٰتُكَمْ وَلٰكِنْ يُّرِيْكَ نِعْمَتُكَمْ
 تَعْلَمُ فَتُكْذِرُوْنَ وَقَالَ نَعَالِيْ وَيَذْهَبُ عَنْكُمْ خَيْرٌ اَلْاَشْبَاطَانِ اور ظاہری کہ اتمام نعمت عنایت
 دیگر بھی علاوہ ارادہ تظہیر کے اور اول ہی عصمت پر اسلئے کہ اتمام نعمت کا بدو و حفظ از
 معاصی و نشر شیطان بعد تظہیر مشہور نہیں اور جو وجہ کہ لفظ تظہیر و جس میں بطریق اصل
 متصرف ہیں وہ سب اب ہباء انشور ہو گئی اور مزید اسکی ہی روایت طبری کی مجمع البیان
 میں ابو حمزہ یامانی و محمد بن ابی عمر سے تازید بن علی و علی بن حسین کہ انہوں نے فرمایا
 ہم امید دار ہیں و واجر کے واسطے محسن اپنے کے اور دو چند عذاب کے واسطے
 سہی اپنے کے جیسا وعدہ نبی ساتھ ازواج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نے
 امام زین العابدین سے پوچھا کہ تم اہل بیت مغفور ہو خدا ہو کر فرمایا کہ ہم لائق تر ہیں
 ساتھ اسبات کے کہ جاری ہو ہم میں وہ چیز جاری کی اللہ نے ازواج نبی میں
 ہمارے محسن کو و اجرا دے گی کو و ناعذاب ہو پھر دفن و نایت کو تلاوت فرمایا انتہی اس
 تصریح کلی عدم عصمت اہل بیت کی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مدوح ازواج کو داخل
 البیت و شریک غالب حکم تظہیر جانتے تھے چنانچہ روایت ترمذی و موطا و ابوداؤد
 و غیرہ جسکو آپ نے نقل کیا ہے ہو یہ اسکی ہی اسلئے کہ اگر آیت تظہیر مفید عصمت ہوتی تو
 اسکی کیا ضرورت تھی کہ ہر وقت چہ مبینہ تک دروازہ سیدہ پر کھڑے ہو کر فرمایا
 الصلوٰۃ یا اہل البیت پس متحقق ہوا کہ یہ ارادہ بھی تشریحی تھا نہ تکوینی کہ مراد وقوع
 اوس سے مخالفت نہر قولہ جو صحیح عثمانی میں یہ آیت آیات مخاطبہ بمعنی ازواج میں درج
 ہے اسلئے بعضے آدمیوں کو مخالف نظر آتا اور ظاہری کہ ترتیب عثمانی خلاف نزول و وحی ہے

و مقدم و موخر واقع ہی جواب ہر شہدہ دفعہ ہی بجواب سبوق حسین قطع نظر کلام سابق
 لاحق سے کر کے پاسخ دیا گیا ہی فلیرجع الیہ قولہ بعضے مستحق الزامات کہتے ہیں کہ شیعہ
 قرآن کا نام صحیفہ عثمانی رکھا ہی یہ بات قابل سماعت علما کے نہیں اس لئے کہ یہ حرف سنی
 ہی کہتے ہیں اتفاق میں چند جگہ یہ لفظ لکھا ہی جواب آپ محض لاوری اور نہایت
 لفظ بیاض و محبوبہ عثمانی کو چھوڑ کر صرف بغرض استیجاب طعن اہل سنت پر لفظ صحیفہ کو اختیار
 کیا اور نہ ظاہر ہی کہ کوئی سنی اس بات طاعن شیعہ پر نہیں اس لئے کہ اضافت بمصاحف
 کی طرف عثمان کے بسبب اشاعت و اذاعت فرقان کے ہی نہ بنا بریقینف کرنے عثمان
 کے آج سے نہ عداۃ النخوی پڑ ہی ہوگی وہ ہی جانتا ہی کہ اضافت ادنی ملا بہت سے
 صحیح ہوتی ہی ہاں اگر کوئی دلیل حجت تفوہ بیاض عثمانی وغیرہ آپ کی دوکان میں موجود نہ
 تو اسکو ہمارے ہاتھ پہنچو کہ امتحان سرہ و نامسرہ ہو قولہ ترمذی و موطا و ابوداؤد
 و مسلم و جامع الاصول و مشکوٰۃ و سند احمد حنبل و معجم طبرانی و وسیط و احدی و مجمع بین
 الصحاح ستہ رزین و عبادری و معجم ابن الصبیح حمیدی و مسند اہل بیت و مفتاح النجا و نزل الابرار
 معتز خان بخشی و مودات سید علی ہمدانی شافعی وغیرہ متواتر اس ابن عباس
 سعد و قاص و ابو سعید خدری و وائل و ام المؤمنین عائشہ و ام سلمہ وغیرہ بہت روایت
 معتبرہ سے مروی ہی کہ بیشک سوای آل عباس کے اور کوئی مرد وزن اس آیت میں مقصود
 نہیں پس ثابت ہوا کہ ازواج کمرات اہلبیت آنحضرت سے جنگے پیر و اثنا عشر یہ ہیں
 علیہ و ہیں الخ جواب قال اللہ تعالیٰ و قد خاب من ان قری ان کتب میں یہ مضمون
 کہ سو آل عباس کے اور کوئی مرد وزن مقصود نہیں تخصیص حرف تاکید و حصر مفقود ہی اور
 غیر موجود اور اوپر طرہ یہ ہی کہ اس ہدیان کو متواتر کہا جاتا ہی یہ تعریف متواتر کی
 کہ فلان و بہمان روایت مثلاً مفتاح النجا و نزل الابرار وغیرہ میں مرقوم ہی عجائب
 غرائب اجتہاد ہی ع اسی وقت تو خوش قسمت و خوش کردی پس لیکن اس تعریف

اطلاق صحیفہ عثمانی کلام اخیر

تخصیص نزول آیہ تطہیر اہلبیت

و اگر متواتر

نزول میں آئے۔ صحت وار دہوتی ہی کہ جمیع روایات احادیث اس صورت میں متواتر ہو چکی ہیں
 و قطعاً کہ کتاب دیگر متواتر کا عالم امکان سے مفقود ہو گا اس لئے کہ اب کثرت تاہیات سے
 ہزار ہا لاکھ کتاب ہمایاں اور غالباً ایک دوسرے سے ماخوذ ہی پس بصورت ہر ہزار
 احادیث کے چند کتب میں تواتر اس کا ثابت ہو جاوے گا حالانکہ نزدیکاً اہل سنت کے کتاب
 کتاب اللہ اور چند احادیث کے کچھ متواتر نہیں سمجھا روایات ترمذی و ابو داؤد و مسلم
 و موطا وغیرہ کو اگر دالالت ہی تو اسی پر کہ مخاطب بالذات ازواج مطہرات ہیں اور اہل
 بطریق تاج نابہ و بکا بنوی اوغیرن شامل داخل ہیں کماضی توضیح و تخصیص نزول پر بنا اہل
 عبا کے حالانکہ لفظ اہل بیت کا ترجمہ یہی ہی کہ گھر کے لوگ نہ اور کچھ اہل کے معنی لوگ
 اور بیت کے معنی گھر اور گھر کے لوگ عبارت ہی بی بی سے نہ داماد و بیٹی و نواسہ
 آخر یہ ایسی لغت نہیں جس کے ہزار پانسی معنی ہوں آج تک عرب میں مراد الہما نہ سے نہ ہو رہی
 ہی نہ اور کوئی آوجس سے پوچھو کہ تمہارے گھر کے لوگ کیسے ہیں وہ اس لفظ سے
 کو سمجھے گا اور مثل مشہور ہی کہ گھڑی بی سے ہی اور جب ایک بی بی سے گھر ہوتا ہی تو
 یا گیارہ یا نو بی بی سے کیونکہ گھر نو کا حالانکہ خود حق تعالیٰ نے پیغمبر کے گھر کو آٹھ
 و قرآن فی بیوتکم پس جس صورت میں کہ خدا انکو اہلبیت پیغمبر میں داخل کرے وہ کہیں
 جو انکو گھر سے نکالے یہ کچھ خالاجی کا گھڑن کہ وہ بیگانہ شتی سے جو چاہو ثابت کر دو
 علاوہ اسکے کسی لغت و استعمال میں معنی اہل بیت کے داماد و دختر و احفاد نہیں ہے
 اور اگر یہ معنی ہیں تو چاہیے کہ جہاں کہیں لفظ اہل بیت ہو وہاں یہ معنی مراد ہو
 کہ لا یصار الی الجواز الا عند تقدير الحقیقة اور یہ معنی اس لفظ کے حقیقی ہیں اور معنی ازواج
 مجازی ہیں حالانکہ یہ معنی محاورات قرآنی میں ہرگز نہ بن سکیں گے اس صورت میں
 تفسیر اہلبیت بداماد و دختر وغیرہ کرنا معنی قرآن کے بگاڑنا ہی علی الخصوص جہت
 کہ کوئی روایت مخصوص مرجع ہی موجود نہ ہو وقت یہ تفسیر تفسیر الازواج ہی شعر

ومن عدم الانصاف انک لا تدری ہذا و انک لا تدری بانک لا تدری ہذا اور بعض تسلیم کرتے
 کا سدہ مودات وغیرہ حسب فہم سامی حاجت تطبیق کی اور وقت ہو کہ دو نور روایت ایک مرتبہ
 میں ہوں شہرت و محنت و افادہ وغیرہ میں حالانکہ یہاں خلاف اس کے اخبار صحیحہ جمع علیہا
 وغیرہ موجود ہیں جس سے مخاطب بالذات ہونا ازواج کا اور شامل داخل ہونا آل عبا کا
 بقصدنا العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب بابرہ کا نبوی ثابت ہی اور اگر دو نور روایت کو تم
 ہی کہیں تو بھی حسب رابطہ مقبولہ مومن جالشی و حسام وغیرہ کہ محدث یفید بعضہ بعضا
 ترجیح اسی کو ہوگی اس لئے کہ قرآن پاک مؤید اسدیک ہی اور وہ اکبر ثقلین ہی اور ائمہ ہدی کہ
 نقل اصغر ہیں مع القرآن ہیں اور بقول آپ کے مفسر فرقان و ترجمان کتاب رحمن ہیں قو
 سنی باوجودیکہ اپنی کتابوں میں بسبیل تواتر حدیث ثقلین کو لکھتے ہیں لیکن اس پر اعتقاد
 و عمل نہیں کرتے جیسا عمر بن خطاب نے کہا حسب کتاب اللہ یہ ایسی بات ہی جیسے ایک
 بیمار کے پاس کتابیں طب کی موجود ہوں اور وہ علاج میں رجوع طرف طبیب کے نہ کرے
 اور کہے کہ سارے علاج بیماریوں کے کتاب میں مفصل لکھے ہیں میں اپنے علاج
 آپ کر لوں گا حاجت حکیم کی کیا ہی وہ ضرور نسخہ میں خطا کرے گا اور غالباً اوسکا
 نسخہ مفید نہ ہو جو اب حدیث ثقلین اگرچہ کتب اہل سنت میں مروی ہی لیکن کسی
 نزدیک متواتر نہیں آپ کے دماغ میں بسبب حق حق بنی دو کا نداری کے اختلاف ہو گیا
 ہی ہر چیز متواتر نظر پڑتی ہی خدا خیر کرے عمر نے جو حسب کتاب اللہ کہا تو اس وقت
 نہیں کہا جس وقت بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ثقلین فرمائی کہ اوس سے انکار
 متک اہل بیت مضموم ہو مہذا آپ کی تفسیر سے ثابت ہی کہ سنی قرآن پر تو عمل
 کرتے ہیں لیکن عترت سے متک نہیں سو جواب اوسکا یہ ہی کہ معنی متک بہ عترت کے
 بموجب قرآن کہ باقر شیعہ اکبر ثقلین ہی مودت و موالات اہل بیت ہی لا غیر چنانچہ اقباء
 قرآن کا نایام ساعت اسی غرض کے لئے ہی کہ ہمیشہ عقائد و اعمال کو اوس پر عرض کریں

۱۰۱
 صاحب طباطبائی اور قاضی

۱۰۱
 حسب کتاب اللہ کہنا عمار و قاضی

جو موافق ہوا اسی قبول اور جو مخالف ہوا اسے ترک کرین اس میں کتنی اور عزت و دونوں برابر ہیں
 جس جیسے سورت میں کہ عمر فاروق نے اذان کا کتاب اللہ کے حساب کیا تو اس میں عزت آگئی
 اس لیے کہ قرآن و عزت کا ساتھ ہی جو قرآن کو مانگا وہ عزت کو پہلے مانے گا آخر یہ بھی تو
 قرآن ہی میں ہی لَا تَسْتَكْبِرُ عَلَيْهِ جِرَالَا اَلَا اَتُوْهُ فَاِنِ الْقَرْيٰلَا اور جس نے قرآن کو نہ مانا اور محروم و
 بیاض عثمانی جانا وہ عزت کو بھی نہ مانے گا چنانچہ کافر مرند جاتا رہا و افض کا سوا ہے
 انما اثنا عشرہ کے اکثر عزت کو سبابت گذر چکا ہی اور مثال کتاب طب کی اس جگہ صحیح
 نہیں بلکہ فیکس مع الفارق ہی خاصہ مبتدئہ فاروق اس لیے کہ سمر کا مرتبہ امت میں بہتر
 حکیم کا ہی نہ درج علیل کا اور جس نے حکم تک بعثت کا فرمایا ہی اوی نے یہ بھی فرمایا اَلَا اَتُوْهُ
بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اِلٰی بَرٍّ وَّعَمْرٍ اِسْ اگر یہ لوگ بیمار ہوتے تو آنحضرت ان کے اقتدہ آکا کرین
 حکم کرتے کہ رَامِي الْعِلَلِ عَلِيْلٍ اَسِيْطَرَحْ فرمایا ہی علیکم بسنتی و سنتہ اخیفاء الراشدہ
 پس طعن انکی واقع میں معاذ اللہ منہج ہوتی ہی طرف ختم المسلمین کے و کفی بہ ضلالتهم و لک
 حدیث ثقلین میں یہ نصیر بھی نہیں کہ عقائد و اعمال کو عزت سے سیکھو کہ مسامح
 تشیع ہو بلکہ مقابلہ کتاب والہبیت صریح والی ہی اس بات پر کہ قرآن مجید مستدام ہو ہی
 اس سے اخذ احکام و ادامہ و نواہی و ادراک حق و باطل کرو اور عزت آل نبی ہی
 ان سے دوستی و یاری رکھو اور اگر عزت کا فی ہوتی تو پھر بقار قرآن لغو تھا اور نہ
 قرآن ایسا مشکل ہی کہ جز عزت کو ہی اس کو نہ سمجھ سکے لفظ اَنْزَلْنَا اٰیٰتٍ بَيِّنٰتٍ وَّ هُمْ
 مکرر وغیرہ بہت جگہ وارد ہی اب کوئی دلیل حصر فہم قرآن و دلیل بہت ضنون اگر کیجے
 کیسے معلومات میں تفسیر چھپی و حصری ہو تو اس کو کھانا لکھ کر دین کام آدگی اور فساد
 اس فہم کا ظاہر ہی کہ تنسک ساتھ قرآن کے ہر زمانے میں میری بخلاف
 عزت کے کہ ہر زمانے میں موجود نہیں تنسک کس سے کیجئے ایک عام مہدی
 ہیں کہ صد ہا سال سے بخوف اعدا غار میں چھپے بیٹھے ہیں اور ہمیشہ فریاد افزع

امولانا اخرج لیسوا لانا زبان شیعہ مومنین سے سنتے ہیں اور زینہار طفت نہیں ہوتے
 اور جو ائمہ گذشتہ ہیں ان کے عہد میں ہی تشک بسبب فقیہ و توریہ کے میسر نہ آیا اور
 نیز تشک اوس سے کرتے ہیں جو معصوم ہو اور عصمتِ عترت کی ہنوز محل توقف
 میں ہی اور حق تعالیٰ نے قرآن کو شفا فرمایا ہی جب اس سے بیماری نگی اور اس کو
 طبیعت سمجھا تو اب عترت سے کہ خود محتاج قرآن میں اور اصغر ثقلین کیا بہبودی ہوگی
 و خدا تا قبل شعر اول آخر قرآن نہ چہ با آمد و بین یعنی اندر رو دین رہبر تو قرآن پیش
 قولہ اسبطرح جو کوئی دعویٰ عمل کتاب اللہ کا کرے اور رجوع طرف ائمہ المہدیت کے
 ٹکرسے کتاب اوسکی مادی نہیں جیسا امیر المومنین نے غزوہ صفین میں فرمایا ہذا قرآن
 صامت و اما قرآن ناطق اور اگر کتاب خدا مادی ہوتی تو آنحضرت عترت اطہار کو قرآن
 کتاب نصرت دے کہ دونوں سے تشک کرو اور یہ نہ کہتے لائق مومناں ہما فہم لکوا الخ اس
 معلوم ہوا کہ فائدہ بدون تشک اہل بیت کے کتاب اللہ سے ممکن نہیں اور نجات
 انہیں کی اطاعت و فرمان برداری میں منحصر ہی جواب حضرت امیر علیہ السلام نے
 جو ان قرآن ناطق فرمایا سو سلسلے کے خواجہ اوسکی تاویل باطل بمقابلہ امیرِ برجی کرتے تھے
 اسلئے نہیں فرمایا کہ قرآن صامت غیر مفید ہی معہذا ابن ابی الحدید شیعہ نے شرح
 نہج البلاغۃ میں ناطق فرمانا جناب امیر کا قرآن کو نقل کیا ہی اور عبارت لائق مومناں الخ
 باوجود غلط سلط ہونے کے روایت شیعہ ہی زایل سنت اور حال تشک اہل سنت
 ساتھ عترت کے غیر محتاج بیان ہی اسلئے کہ سارے سلسلے محمدیہ امت اور اولیاء
 ملت کے ظاہر و باطن میں منتہی ہیں طرف ائمہ ہدی کے اور اگر کمنہا اقرآن صامت کا
 دلیل ہی عدم مادی ہونے کتاب اللہ پر بدون عترت کے تو کمنہا انا قرآن ناطق کا
 دلیل ہی استخفاف کتاب اللہ پر اور اس کلمہ سے اور کلمہ فاروق سے کہ حسب کتاب اللہ
 ہی فرق زمین و آسمان کا ہی عمر نے اس کہنے میں ہی قرآن کو جمین ذکر تشک المہدیت

کافی تھا اور عترت کو اوسین داخل جانا اور حضرت امیر سے باوجود دیکھ کر ان نقل الکریم ہی اور
 عقیقہ فرمایا اور نقل اصغر کو کافی ٹھہرایا حالانکہ اس شخص میں بڑا ترک ادب ہی اب بھی کلہاڑی
 اعظم غالب ہا اور کلہاڑی اللہ غالب غلوب انصاف سے گزرنا سچا بیٹے کہ مستحکم تعلیم کا
 کون ہی طرف یہ ہی کہ خود عترت نے تصریح کی ہی ساتھ کافی ہوئے کتاب اللہ کے
 عترت کے چنانچہ آپ نے صحیح پانچوہم میں بعض روایات مؤید اس دعویٰ کے نقل کئے
 ہیں از انجیل یہ ہی کہ ابو جعفر قمی نے اعتقادات میں لکھا ہی کل حدیث لایوفن کتاب
 قہو باطل وان وجد فی کتب علماء فہو مدلس اور کتاب کافی میں بسند مرفوع عن
 ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علی کل حق حقیقۃ
 و علی کل صواب لزنا و فاق کتاب اللہ فختودہ و ما خالف کتاب اللہ فذعوہ و ایضا عن
 بن الحرف قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام بقول کل شیء مردود الی الکتاب و الی
 کل حدیث لایوفن کتاب اللہ فہو زخرف پس بہ اولہ ناطقہ میں اس بات پر کہ اصل
 تسک قرآن مجید ہی اور جو حدیث اس کے خلاف ہی وہ باطل و مدلس و مردود
 و زخرف ہی اور اس میں نہ کہ تسک عترت کا نہیں آیا اور قرآن پاک میں خود قرآن کو مدلس
 مقارنت عترت کے کافی فرمایا ہی قال تعالیٰ اَوَلَمْ یَکْفِہِمْ اَنَّا اَنزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ
 تِبْلٰی عَلَیْہِمْ اَنْ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَۃٌ وَ ذِکْرٌ لِّقَوْمٍ یُّذٰکِرُوْنَ اسجگہ نظر اس کے کہ قرآن تھا
 نزدیک شیعہ کے کافی نہیں مرجع ضمیر اَوَلَمْ یَکْفِہِمْ اگر امامیہ کو ٹھہرائیں تو گویا حق بقدر
 رسید یا بجلد اس سے نکلا کہ تسک بعترت عقائد و اعمال میں نہیں بلکہ موت و جنت
 و احرام میں ہی اور یہی مذہب ہی اہل سنت کا بخلاف شیعہ کے کہ انہوں نے
 قرآن کو تو بیاض عثمان ٹھہرا کر مہجور کیا اور عترت کو غائب قرار دیکر مطمئن ہو بیٹھے
 اب جب صاحب اللہ مر والزمان تکلیف اور قرآن جدید نکالیں تب کہیں تسک تعلیم
 روزی ہو اور جن مجتہدین و اخبار میں سے اب تسک ہی وہ سب مطرود عترت

مردود ہو یا حدیث مخالف قرآن کا نزدیک اور تسک

مردود حضرت میں کماثر پس منسک مطلوب کہان شہر عفا شکار کس نشود دام باز میں
 کا بجایا جیش باد بست دست دام را نہ قولہ ظاہری کہ تمام کتب حدیث و تفسیر و فقہ سنیوں میں
 ائمہ حق سے اثر و خبر نہیں اور اگر احیاناً کسی جگہ شاذ و نادر لکھا ہی تو اس جگہ کہ مفید مطلب خود
 ہو یا مقام ضعیف کہ کرنے نہ کرنے میں اس کے حسبِ اہل ضرورت نہ ہو اور محل ضروری میں
 کیا ممکن کہ احوال ائمہ کو زبان پر لایں جواب ظاہری کہ خدا نے آپ کو چشم بینا و گوش شنوا
 عطا نہیں کیا ورنہ کوئی کتاب سنیوں کی دیکھتے تو حال خبر و اثر ائمہ ہی سے کچھ اثر و خبر
 ہو تا اب کسی عالم ہی سلم ابن ماجہ ابو داؤد ترمذی و سنائی وغیرہ کتب حدیث کو پڑھ کر
 سنو کہ ان میں کوئی روایت ائمہ سے ہی یا نہیں اور اگر سبب قلتِ فرصت کے بنا پر
 خرید و فروختِ بازاری اور انصرامِ خدمتِ مختاری یہ نہیں ہو سکتا تو شکر و تحمید پر کو ملاحظہ
 فرماؤ کہ جو میں کیا ثابت کیا ہی مختصر یہ ہی کہ نزدیکِ اہل سنت و جماعت کے ہزاروں
 روایتیں حضرت امیر و دیگر ائمہ اطہار سے انکی کتب میں کہ جمعا وفرادی اس واسطے تالیف
 ہوئی ہیں موجود ہیں چنانچہ لال کاٹی نے محدثینِ اہل سنت میں سے ایک کتاب فقہ مرقی
 کی کتاب الطہارت سے لیکر تا آخر ابوابِ فقہ جمع کی ہی اور تفسیر شاہی محض واسطے جمع کیا
 ائمہ اہل بیت کے بابت تفسیر تالیف ہوئی ہی اس طرح اور تفاسیرِ اہل سنت مثل تفسیر کبیر و در
 منثور و معالم التنزیل و کتب حدیث و فضائلِ اہل بیت و صحابہ روایات ائمہ اطہار سے
 معلوم ہیں انتہی پس دعویٰ خلفِ اہل سنت کا روایات ائمہ سے و تفاوتِ ضروری و عدمِ روایات
 محض واسطے عیب پوشی مقلدانِ شیطان الطاق و ہشام احول و کلینی اعمور و غیر ہم
 کے ہی و لیکن عنہان کے مانند ان راز سے کہ و سازندہ مغلطہ قولہ مجنون سے بچا
 الی قولہ کہنا حق اہل تھا جواب و جبر بط اس حکایت مجنونانہ کی کہ شہر خط جو اس مسئلہ کی
 ماقبل ما بعد سے کچھ واضح ہوئی ورنہ کچھ گفتگو کیجاتی آرہے احادیثِ سنکاری تطوئی لا ترو
 قولہ نبی امیہ و نبی عباس سے بارہ نام باختلاف اپنی کتابوں میں لکھے ہیں از انجلہ ملا علی

نونا و ایضا علی بن ابی طالب علیہ السلام

نونا و ایضا علی بن ابی طالب علیہ السلام

مسلمان کہتا تھا اور اطلاع خاتمہ پر شخص حسین کی معتز ہی جب تک کہ خاتمہ اور مکہ کفر پر قرآن
یا متواترات سنت سے ظاہر نہ ہو تو جب لعن نہیں حالانکہ لعن کافر معین پر ہی ناروا ہے
چونکہ اسکے جواب کو مسلمان کہے نہایت یہ کہ مسلمان فاسق تھا سو فسق سے ایمان الکل
نہیں ہوتا بلکہ ایمان و فسق جمع ہو سکتا ہے لکھا قال لھا خاططو عملا صا حجا و آخر سیتا عسی اللہ
ان یؤتہ علیکم اور جب تک ایمان باقی رہی اگرچہ ضعیف ہو اطلاق کفر کا اوسپر نکرنگے اسلئے
کہ قرآن میں وعدہ جنت کا تحصیل ایمان پر فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرٰی
مِنْ تَحْتِہَا الْأَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْہَا بِرَأْسِ سِدْرٍ مَّیْمِنٍ ہاں اس سے معلوم ہوا کہ لعن نہایت
پر اور عذاب چاہنا اوسکے لئے گویا حکم کرنا ہے خدا کو واسطے خلاف وعدگی کی کہ لعن
نفس ہی ان اللہ لا یخاف السیاء و معنی کسی شریعت میں بدکننا بدون کا موجب جبر و ثواب
نہیں حتی کہ رئیس سارے بدون کا الیس ہی اوسکو ہی بدکننا حد نہیں اسی جگہ سے
جناب امیر نے سب و دشنام اہل شام سے منع فرمایا کہ اگر کہم ان کمونوا اسبابین کذا
فی نزع البلاغۃ لیکن امامیہ باوجود دعویٰ متکلفین کے قول جنت کے برخلاف گالی
گفتے کو عین عبادت سراپا حسنات جانتے ہیں حجتہ اما قلیل شہر و دشنام ہر سبب عبادت
باشد نہ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ہر جملہ قول ابن حجر کا استواری میں کثر خضرہ صحابہ سے
نہیں اپنے اوسکو نقل فرمایا لیکن اولہ تردید کو ضبط کیا بہرہ الدی کفر قولہ و قال حسین
لا یکفر بذلک اس عبارت سے شمر وغیرہ پہنچ لعن کیا ہے جواب بعد وضوح علت منع
لعن کے کا سہن اس عبارت کا مدعا مغل ہو گیا اور تعین شمر وغیرہ محض اکی خوش بھی ہی اسلئے
کہ بعد ثبوت رضا و استبشار ابن زیاد و شمر کے اس فعل شنیع پر بے تعارض اولہ کے
کیسے اوسکے لعن میں توقف نہیں قولہ مذہب غزالی کا درباب منع لعن بیزید حیوۃ اخیر
میں مرقوم ہے کہ اتنا کلمات کفریہ کو نقل کیا جاوے فقرہ اخیر سے معلوم کر لو انا الترحم
فانزع جواب حیوۃ اخیر ان میں مذہب غزالی کو اس طرح لکھا ہے کہ بیزید صحیح اسلام

وعدہ جنت عسی اللہ

منع من یزید انما غزالی

واضح قتلہ یحییٰ ولا امرہ ولا رضاء بذلک و ہما لم یصح ذلک لہم یحزان یظن ذلک بہ فان
 اسنادہ الظن ایضا بل مسلم حرام انتہی سراسر عبارت کو آپنے خیانتہ باتنام نقل کیا بغرض انتہا
 ظعن کے حالانکہ علت عدم ظعن و لعن کی اوس سے ظاہر رہی مع ذلک اتفاق وغیرہ
 کتب معتدہ شیعہ سے تشیع امام غزالی کا ثابت ہی پس اگر متزلزل او کو سنی کہہیے تو
 حوت انصاف یہ ہی کہ جب طرح غزالی قاتل حسین کو فاسق کہتے ہیں اسطرح قاتل
 ذمی المنورین کو بھی پس اگر او کو بنا بر تشیع عداوت امام حسین سے تھی تو چاہیے کہ
 بنا بر تسنن فی المنورین سے بھی ہونی حالانکہ کوئی عاقل اس کا قائل نہیں قولہ بخاری نے
 بعض خوارج سے اور ایک جماعت مطعون فیہم سے احتجاج کیا اور امام محمد باقر و جعفر صادق
 علیہما السلام سے نکلیا یہ ظہور رہی او سکے تعصب کا سنت میں بکذا نشان اکابر ہم جہا
 یہ ظہور رہی آپ کی سرفرازی کا تشیع میں کیونکہ یہ ساری عبارت بحر التفاس میں لکھی ہی ہے
 اس خیال پر کہ بیٹے کو باپ کے مال میں نقصان جالز ہی علی الخصوص بمقابلہ بیعت و قت
 حاجت غروری کے او کو کہتے ہو حالہ کتاب نقل کیا سو بخاری نے مروان سے روایت
 کی ہی کسی اور خارجی سے اور وہ بھی بالانفرا و نہیں بلکہ جہاد اور سکے منور بن محضرہ بھی ہی
 اور وہ ثقہ ہی اور یہ مقرر رہی کہ جب کوئی منافق بدیع نقل کرنے بعض اخبار میں شریک
 الہی ہو تو اوس سے اخذ کرنے میں مضائقہ نہیں خصوصاً بخاری میں روایت مروان کی
 باین صفت دو جگہ سے زیادہ نہیں ایک تو قصہ حدیثیہ میں دوسرے قصہ یحییٰ طائف
 و بنی ثقیف میں ہوان دونو مقام کو سیطرح کا علاوہ عمل و عقیدہ سے نہیں اسطرح
 روایت او کی بصفت مذکور اور جگہ بھی ہی اور مدار روایت بخاری کا امام زین العابدین پر
 ہی اور سند بھی او کی منتهی ہوتی ہی طرف انکے پس جس صحت میں کہ خود امام مروان سے
 روایت کریں تو بخار سے بخاری کو او کی روایت سے بیعت ثقہ کیا احتراز لائن ہی
 سمند بخاری نے ادب مفرد میں امام جعفر صادق سے روایت کی ہی اور نہج البلاغہ میں

روایت بخاری بخارج

تکلیف بتبعیۃ ائمہ اربعہ اخبار

روایت بخاری بخارج

کہ اخذ مروان ابیہرم الجعل فاستشفح الحسن علیہما السلام الی امیر المؤمنین عکلمانیہ فی سبیلہ
 قولہ احمد حنبل نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ دو گرن نے سبب عیادت کے اور بعضوں نے
 سبب خونیا عدل علی کے بہت فضائل علی کو چنپا یا اور ظاہر نکلیا اور بعضوں نے احادیث
 خلاف باو کے وضع کئے اور یہ بھی فضائل علی اس قدر ہیں کہ صحابہ میں سے کسی کے فضل
 برابر پاسے نہیں جاتے جو اب مسند احمد میں یہ روایت کذا فی بائی نگلی اور بر تقدیر
 ثبوت مراد نواصب میں نہ اہل سنت والا احادیث مخالف فضائل علی میں منقول ہوتے
 اور تکذیب میں عوی کے بشہادت امامیہ ثابت ہی عبدالرزاق لا جبی شیعی نے گوہر مراد
 میں لکھا ہے وریان عکلمانی اہل سنت دور تر از عناد محدثین ایشان را یافتہ کہ از فضائل حضرت
 امیر المؤمنین علیہ السلام با آنکہ مخالف معتقد ایشان است بیچ پنهان نکرده اند ہرچہ بایشان سبب
 روایت کردہ اند و این از بزرگترین مہارت فن شریف علم حدیث بہت انتہی قولہ حمیدی کہ تہائی
 کہ ابن عمر نے کہا کہ ابوہریرہ بہت جھوٹ باند تہائی جو اب یہ روایت مفتری ہی اصل کتاب میں
 اور کما گزرتا نہیں ان یقولون الا کذا با صحیح ترمذی میں ابن عمر سے روایت ہے کہ قال ابی ہریرہ
 انت کنت الرضا الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحفظنا لحدیثہ اور دوسری حدیث سے
 ثابت ہے کہ آنحضرت انکو عادی نہی قوت حافظہ کی اسلئے جو حدیث آنحضرت سے سنتے
 او سکو نہ بھولتے اور یہ صحابہ صفہ سے تھے رفیق میل و نہار نبوی اگر انکو احادیث نبوی یاد نہ
 تو پھر کسکو یاد دہیگی یہ جھوٹ تھے ابوہریرہ پر باند تہائی نہ ابن عمر نے صاحب کشف نے
 ابواسحق سے نقل کیا ہے کہ ثبت عندنا فی الاحکام ثلثۃ آلاف من الاحادیث روی ابوہریرہ
 منها الفا وخمسمائہ وقال البخاری روی عنہ سبعۃ فہرمن لا واللہ بجرین والا انصار وقدرہ
 جماعۃ من الصحابۃ عنہ فلا وجہ الی رد حدیثہ بالقیاس اور کلام قاضی خان علی مانتقل فی الصلوات
 ہی اسکی تائید کرتا ہے کذا فی انتہی قولہ بخاری مسلم میں ہے کہ ابن عمر سے کہا کہ ابوہریرہ کہتا
 ہے کہ رسول خدا نے حکم قتل سگ شکاری و سگ شہبان کا نہیں دیا اسے طرح حکم قتل

عدم انکار محدثین ان حدیث مضامین بخاری

قولہ ابوہریرہ

سنگ زرعی کا بھی نہیں با عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ابو ہریرہ سنگ زرعی کہتا ہے جیسے اسے نقل
تختہ الشیعہ سے سروق ہی اور اسے ترمذی قتال کشمیری سے اخذ کی ہے لیکن اس میں کوئی جہت
علم کی معلوم نہیں ہوتی اسلئے کہ مقتصد بیان عمر کا یہ بھی کہ سنگ زرعی نزدیک ابو ہریرہ کہنے
اور ان کے اسلئے حکم آنحضرت سے پوچھا ہو گا کیونکہ جو چیز جس شخص کے پاس ہوتی ہے اس کو نقل
اس کے سلسلہ کی ہوتی ہے اور جس کے پاس نہیں اس کو حذران طلب اس سلسلہ کی نہیں ہوتی ہے
اسی جہت سے صحیح ترمذی میں روایت عبد اللہ بن مسعود کی آیا ہے کہ آنحضرت حکم دیا تھا کہ رہنے والے صید
و کلب حراث و کلب غنم کا اور یہ حدیث حسن ہے جس صورت میں کہ حکم سنگ زرعی کا احادیث دیگر
سے بھی ثابت ہے اور وقت استحباب علم ابو ہریرہ پر بھی ہے نہ کہ وہی اسلئے اناب شاپا
کہتے ہو مقتصد فی التفتی قولہ ان ابی الحدید کہتا ہے کہ اکذب الناس سول خدا پر ابو ہریرہ تھا
سفیان ثوری اعتبار نہیں کرتا اخبار ابو ہریرہ پر مگر جو بقدر بہشت و فزع ہوں ابو جعفر نے کہا
کہ قول ابو ہریرہ کا ہمارے شاخ مقبول نہیں کرتے اسلئے کہ عمر بن خطاب نے اس کو روڑ
سے مارا اور کہا اتنے بہت حدیثیں نبائی میں بہ حال ہی ان کے اس کو کان کا واسے دوسروں
جو ابہ سب قال سروق بن صرارم مجتہد تابعی سے بخلاف نقل اور اس نے ان سب کو
ابن ابی الحدید سے نقل کیا ہے اور ابن ابی الحدید نے معارف ابن قتیبہ سے اور ابن قتیبہ نے
جناح اصل عبارت صرارم یہ ہے کہ ابن ابی الحدید از شیخ خود ابو جعفر نقل سیکند کہ او گفت ابو ہریرہ
مروذ شیخ مامد خول وغیرہ منیست در باب روایت و عمر اور ابراہم زودہ و جرم بکب و نمودہ
و نمودہ قد اکثر الروایۃ و اجزیک ان تکلون کا ذبا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و از سفیان
ثوری مروی بہت کہ او از منصور بن ابراہیم التیمی روایت نمودہ کہ گفت ما کالوا باہنذون
عن ابی ہریرۃ الا ما کان من ذکر حبۃ اذ نار و ابو اسامہ از حمش روایت نمودہ کہ گفت بود ابراہیم
صحیح الحدیث و ہر گاہ من از کسی حدیث سے شنیدم ہر او عرض سیکردم پس یک روز اور دم
پیش او احادیث تابعی صالح را کہ لوازاہی ہریرہ روایت نمودہ ابراہیم گفت احادیث ابو ہریرہ را

بگذرانم کلاویز کون کثیر اسن جادیشہ و سر وی سمت کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فرمود الا ان
 اکذب ان س او قال اکذب الا جری علی رسول اللہ صلعم ابو ہریرہ الدہوی الی قولہ ابن ابی الحدید بعد
 نقل این روایات گفتہ کہ ابن قتیبہ تمام انچہ من ذکر کردم در کتاب معارف و در ترجمہ ابو ہریرہ مذکور
 ساختہ انتہی بلفظ مختصر الس جس صورت میں کہ یہ سب روایات کتب شیعہ سے منقول ہوئی
 تو کیا سار طعن بابت اسکے اہل سنت پر ہی خصوصاً جبکہ تشیع اککا بقرار اہل تشیع ثابت ہوا
 سبحان علی خان مکتوبات مطبوع میں لکھا ہی کہ ابن ابی الحدید مغربی تفضیلی سمت انتہی اور
 تشیع اسکا حجلات بچار الانوار مجلسی حصہ مجلد السار و العالم سے بقرائن بلکہ بدلائلی ثابت ہی
 اور تصانیف علیہ ایران ہی اسی کی مقتضی ہی اور صوارم و صسام و ذوالفقار حاکم جالشی ہی
 گواہ اس مدعا کی ہی کہ عبد الحمید بن ابی الحدید معروف بفاضل مدائنی شیعہ ہی اسی طرح تشیع اور کما بقر
 استرابادی و ازندانی ثابت ہی اور ابو جعفر نقیب شیخ ابن ابی الحدید ہی اور کثرت میں شیخ نجف
 سے ہی سابقہ القدم ہی چنانچہ البیانات و روایات او سکے دلالت تامہ رکھتے ہیں او سکے
 غلہ رفض پر اور حال تشیع ابن قتیبہ صاحب ثارف کا آمیزہ آویگا آپس حوالہ بیان کا اسی قدر کفایت ہی
 کہ جو جب تصحیح پس صاحب صوارم نقل شیعہ مستی رجت نہیں کما قال طرفہ ایکہ روایات مذہب
 خود سے آرد و اتباع ازنا میخوابد کاش ان کتب شیعان این روایت را نقل میگرد باز اگر اتباع ان
 میخواست چند ان مستند ہو و کذا فی رسالہ الضمیمہ تا علی ہذا ہم کہتے ہیں کہ طرفہ یہ ہی کہ روایات
 اپنے مذہب کے لاتے ہو اور اتباع ہم سے چاہتے ہو کاش ان روایات کو کتب اہل سنت سے
 نقل کیا ہوتا اور پھر اتباع چاہا ہوتا کہ چند ان دور نہ تھا یہ حال ہی مولانا شیعہ کا وائے
 و ورون پر حالانکہ ابو ہریرہ وہ شخص ہیں کہ صاحب شیف الغمہ نے لکھا ہی کہ امام محمد باقر نے
 او سے سند حدیث کی ہی اور صاحب تحفہ نے نقل فرمایا کہ جب معاویہ نے ابو ہریرہ کو
 شام سے طرف مدینہ کے واسطے خواستگاری ام خالد کے ساتھ یزید کے بھیجا تو او وقت
 عبد اللہ بن زبیر و عبد اللہ بن جعفر و عبد اللہ بن مطیع بن الاسود نے بھی او کی زبان پیغام

سند حدیث ان امام باقر علیہ السلام سے ہے

مفسر امام خالود الفکر ابو ہریرہ باہ بیت

وضع احادیث و روایات مختلفہ

مفسر ابو ہریرہ باہ بیت

اپنے اپنے خطبہ کا دیا جب ابو ہریرہ پہنچے ام خالد نے اسے مشورہ کیا ابو ہریرہ نے باور ادا
 بلکہ کہا کہ میں کسی کو برابر سبط رسول و قرۃ عین قبول کے نہیں مانتا چنانچہ ام خالد نے انہیں
 کہنے پر اموال متاع یرید سے دست بردار ہو کر کھل اپنا ساتھ امام حسین علیہ السلام کے کیا
 اور مشرف باین شرف ہوئی یہ حال ہی الفت ابو ہریرہ کا ساتھ اہل بیت نبوی کے علاوہ
 اسکے تہذیب میں امام ابی عبد اللہ علیہ السلام سے ہونا ہریرہ کا اہل بیت بن لعل کیا ہی عجیب
 کہ ہریرہ تو اہل بیت میں ہوا ابو ہریرہ و محب اہل بیت ہی نہیں لیکن تم کیا کرو تا شریف صحابہ
 دل سیاہ ہو گیا ہی ہریرہ بزرگ ظلمت نظر کرتا ہی شہر اذالم کن لمرعین صحیحۃ فلا غروا
 یرتاب الصبح مسفر قولہ سیر ثابت ہی کہ حق میں صحابہ کے واسطے اصلیت کے احادیث
 وضع ہوئی ہیں خصوصاً شان میں قیون نامور کے جواب و تخصیص وضع حدیث
 کی شان میں قیون نامور کے معلوم ہوئی اسلئے کہ وضع میں کذابین نے سب کے حق میں
 احادیث وضع کیں ہیں کیا یقین اور کیا یقین اور جو ایسی احادیث ہیں وہ بقید وضع کتب
 موضوعات میں مرقوم ہیں اور اس سے موضوع ہونا کل احادیث فضائل خلفاء و اربعہ کا لازم نہیں
 اور بہین الصفات اہل سنت کا ہی کہ باوجود اعتقاد حسن سیرت و سریت خلفاء و ائمہ کے ہر حدیث
 بے سند کو اسکے حق میں قبول نہیں کرتے جب تک محدث اسکی ثابت نہ ہو قال تعالیٰ فی خبر
 عبادی الذین یقولون فی بیعتی احسنہ اولئک لیدین ہر اہم احسنہ اولئک ہم اولئک لایا
 قولہ قال بغیر و آبادی اور فی شان ابو بکر فی من المنقریات التی یشہد عبدایہ العقل کلہا
 کذا فی سفر السعاده جو عبارت سفر السعاده فارسی ہی نہ عربی و لفظہ کذا در باب
 فضائل ابی بکر اپنے مشہور ترست از موضوعات احادیث ان اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ للناکس
 ولابی بکر خاصۃ الی قولہ انشالی من از منقریات تے ست کہ بطلان ان بہایت عقل معلوم
 انتہی اس سے ثابت ہی کہ علی الاطلاق احادیث فضیلت ابو بکر موضوع نہیں بلکہ جو شے
 مذکور کے ہیں وہ موضوع ہیں کتب واسطے اظہار مہارت علم و حکیمیت کے فارسی کو عربی

بنایا وہ بھی غلط کہ صفات الہیہ منہوم بحرف لکھا کہ فی شان ابو بکر جلالہ علیہ السلام بتدیان علم خود
 بھی مفتی نہیں ہے چنانچہ صاحب قلم سر کے متہذا اگر نقل سفر السعداۃ نزدیک شہر سندھی
 تو پھر قس لانی نے کیا گناہ کیا ہی کہ او کو سندھین سمجھتے یعنی در باب فضل علی بن ابیطالب
 احادیث پیش رو وضع کردہ انداز قیاس قولہ جامع ترمذی میں لکھا ہی من اراد ان یظفر الی آدم
 علیہ السلام اخر الحدیث فلینظر الی علی بن ابیطالب جو یہ ہکونہ حدیث ترمذی میں نہیں ملی ایسے
 طوفانوں سے بے شبہ اہل سنت لاجواب ہو جاوے گی اشعراجن چین را تو اسم چارہ کرد
 کہ تا خود من نگویم او پر چہ چہ پڑوے از مفسری متوان برآمدہ کہ او از خود سخن سے آفرید
 قولہ علی بن ابیہر بعدی من ابافقد کفر نخر رازی نے اسکو ابن مسعود سے روایت کیا ہی
 اور ہایت السعداء میں بروایت حذیفہ مسطور ہے جواب یہ رازی والبطوسی شیعہ ہی
 اور ہایت السعداء کتاب مجمل کمال ہی فلانہ تہضن الحجۃ علی اہل سنت اور کتب صحاح اہل سنت
 میں اس حدیث کا اتنا چنانچہ قولہ ولینظر من الموضوعات صحابی کا نجوم بابہم اقتدیتم
 ابنتدیم الی قولہ نقد المولوی عبد العلی فی شرح المسلم عنہ جواب جو جرح اس حدیث کی تم نے
 نقل کی ہے وہ خاص ہی ساتھ روایات مذکور کے اور روایت اسکی اور راویوں سے
 کہ فقہین بطرق اخری بوجہ صحیح ہی آئی ہے اسلئے موضوع بخیرنا و اسکا مسلم نہیں کہ ان فی القبرہ
 والاراکم دلتیف اور عمدۃ المحدثین امامہ حسام الدین محمد صاحب بن احمد مازندرانی نے شرح
 کافی میں فرمایا ہے کہ اس حدیث معتبر وان کان الراوی کذباً لان الکذب قد یصدق اور
 منتہی الکلام میں واسطے الزام شیعہ کے تصحیح مفصل اس حدیث کی ائمہ معصومین سے بدالات
 روایات متحدہ کتب امامہ نقل کی ہے فلیرج الی قولہ عینی شرح بخاری و کتاب الترغیب
 الترہیب اور اشال و سکی سے کیفیت وضع حدیث کی معلوم ہوتی ہے صاحبہ شوق
 مطالبہ سے لطف اوٹھا کہ کتابی اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ زیادہ اس سے
 لکھوں جواب وجہ عدم گنجائش کی یہ ہے کہ قلم بر و اللہ ان یہود فی شرح صدرہ لا یستلزم

افتراد ترمذی

صحت حدیث اصحابی کا نجوم بابہم اقتدیتم

کیفیت وضع احادیث
اسلامی کتب موضوعات

فقہی و کلامی ہر دو اقسام میں

بے علم و نادان کی تفسیر

مومن کے لئے جو کچھ بھلا ہے اور کچھ برا ہے اس کا بیان کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جو احادیث
موضوعہ فضائل اصحاب یا مسائل کتاب میں وضع عین کذابین نے بنائی ہیں وہ کتب موضوعہ
میں بقید وضع مرقوم ہیں ان کو کوئی مستثنیٰ صحیح و ثابت نہیں جاتا کہ طعن تشنیع فی اللغات
وار ہو اور کتب اس فن کی بہت ہیں جیسے موضوعات ابن جوزی اور درمقطع صفائی
اور موضوعات جوزقانی و قزوینی و مختصر صاحب مومن و مقاصد سخاوی و تمیز الکلیب
و ذیل موضوعات ابن جوزی السیوطی و کتاب و جزیر السیوطی و اللاتکی مصنوعہ السیوطی و شرح
الاحیاء للعراقی و مذکرہ ابن طاہر نقشبندی اور یہ قسم خاص ہی ساتھ احادیث موضوعہ کے
اور جیسے مصنف ابن حبان و عقیلی و ازہری فی الضعفاء و ازہری و ازہری و ازہری و ازہری و ازہری
حاکم و کمال ابن عدی و میزان ذہبی اور یہ قسم خاص ہی ساتھ رجال کذابین و ضعیف
کے اور ان کے مصنفین نے ترجمہ احوال میں حال منعوت و وضاحت حدیث و رجال کلابان
کر دی ہیں پس جو احادیث سوائے ان کے ہیں اور کتب صحاح ابن ابی نعیم و صحاح ابن ابی نعیم و صحاح
جہت ہیں ان کو کسی نے موضوع کہہ کے استعمال نہیں کیا کہ فعل طعن ہو بخلاف شیعہ
کہ ائمہ برحق نے ان کے محدثین کے حق میں فرمایا ہے یفتی علینا اہل البیت و برہم
الاکاویب اور انتحال و تحریف کرنا قدما و خلفا امامیہ کا کتب معتدہ شیعہ شکل کتاب حسن
افادات شیخ الطائفہ و تفسیر حسین عسکری و احقاق الحق و اقادات و ہفتات کنتوری سے
ظاہر ہے کہ اصل قصہ کیا ہوتا ہے اور محدثین و محدثین ان کے اوسکو کہاں تک پہنچاتے ہیں
اور کیا چیز بناتے ہیں چنانچہ تفصیل اسکی ازالہ العین میں لکھی ہے اسی جہت سے کوئی
حدیث احادیث امامیہ سے مطابق قرآن نہیں ہوتی جسکو ملاوہ و مخالفت کتاب اللہ ہے
بلکہ ان کے راوی ہل گنوار تھے کلام ائمہ کو مطلق نہ سمجھتے تھے اور احادیث ائمہ کو سبب علمی کے بغیر
الفاظ و عبارت نقل کرتے تھے چنانچہ صاحب شافعی شارح کافی کلینی نے شرح باب فی الغیبتہ میں کہا ہے
اقول لا ائمہ علیہ السلام کا نواکمل ہذہ الائمہ و ہم فصحاء و کلامہم دون کلام اللہ و رسولہ و فوق کلام

الامترو الرواة يرون كلامهم ويشاهدون في الفاظهم ولذا اتفق في الفاظهم عدم السلامة انتهى اور
 شرح باب ابطال الرواية من الكجائي ولما كانت هذه الاحاديث من تقررات الرواة فان رايت
 المقصود في عباراتهم من الرواة لانهم كانوا في الاكثر عاين رضوان الله عليهم والاشانهم عليهم السلام
 اعلى واهل من ان يكون عباراتهم قاصرة فانهم عليهم السلام في اعلى مراتب الكمال في عرشنا الاصول
 ولا قوة الا بالله انتهى پس جب پر اشخاص بسبب بے علمی کے مطلب عبارت انہ کو نہ سمجھے اور اس کو
 بے طور تغیر دیا تو انکی روایت واحادیث کا کیا اعتبار یہی دلیل موضوع ہونے اخبار امامیہ
 کافی و شافی ہی اسطرح مجلسی نے بحار میں اور شیخ الطائفة نے علل الشرائع میں امام
 جعفر صادق سے نقل کیا ہے لکن نہ اس حدیث انما کم بر محی ولا قدری ولا خارجی نسبت الیہ فافکرم
 لا تدرون لعلہ شی من الحق فکذبوا اللہ فوق عرشہ انتهى اس سے معلوم ہوا کہ امامیہ کو احادیث
 مخالفین کا قبول قابل نہیں ہے عذر اس کو قبول کرنا چاہیے پس معذرا طعن کہ ہمارا
 پر وقاحت ہے اشعر چشم بکشاخی بعیب گیران ہ چون یہی در عیب خود کو رمی ازالہ قولہ
 کتب سیرت میں ہی کہ معاویہ نے ایک جماعت صحابہ و تابعین سے کہا کہ قبح جانا میر کو بغیر خدا کا
 روایت کر دیجو ان کے ابو ہریرہ و عمر بن العاص وغیرہ صحابہ اور عروہ بن زبیر و کعب احبار
 وغیرہم تابعین سے معروض ہیں جو اب پر روایت جسکو تمہ سے مصدر بلغف کتب سیر کیا ہے
 ابن ابی الحدید شیعی مقرر نے لکھی ہے نہ کسی سستی نے اور اس سے مؤمن جانی نے
 رسالہ ضعیفہ میں نقل کیا ہے اور تمہ سے ضعیفہ سے سرور کی اصل عبارت یہ ہے کہ ابن ابی الحدید نے
 شیخ خود ابو جعفر اس کافی روایت منورہ کہ معاویہ قومی از صحابہ و تابعین را معین کردہ ہوو
 کہ اخبار ضعیفہ کہ متضمن طعن بر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام وضع نمایند و ایضا روایت ہوو
 کہ کسی کس از صحابہ از جانب معاویہ سالانہ سے یافتند تا احادیث خاطر خواہ او وضع نمایند
 انتهى اور یہی عبارت صوارم میں ہی سوید بات اگر صحیح ہوئی تو آخر کل یا بعض روایات
 مذکور کتب اہل سنت میں مسطور ہوئی حالانکہ ایک حدیث بھی اس قسم کی کسی کتاب ضعیف

روایت امامیہ از صحابہ و تابعین ضعیفہ

کتاب تاج العکبر

تاج العکبر

اور مجمع میں باجی نہیں جاتی بلکہ جو احادیث مرفوعہ حق مرفوضی میں کتب مرفوعہ اہل سنت میں
 لکھی ہیں وہ بھی بابت فضائل نہیں نہ بابت فضائل و قبائح معتمد اصحاب و تابعین مذکور ہیں مقاب
 مرفوضی میں پیش قدم جماعت اصحاب و توابع ہیں کما دلت علیہ کتب صحاح اہل سنت قولہ ابن
 ابی الحدید کہ بتائی کہ ایک جماعت اہل میرے متفق ہی اس بات پر کہ علی نے فرمایا کہ کعب کذاب
 اور وہ خوف تھا جیسا امیر جوہر زبایات پیشمار ملا و مجلس کی ولایت کرتے ہیں شیعہ و اخلاص
 کعب جبار پر چنانچہ بجا والا فرار میں بروایت حسن مجتبیٰ کتاب امیر سے مروی ہے کہ میں نے کعب
 پاس عمر بن خطاب کے بڑا نہاد خلافت فاروقی بیٹھا تھا عمر نے کعب کو چہا کہ اے علم امت بعد حضرت
 موسیٰ کے کون تھا کعب نے کہا کہ یوشع بن نون اسبطرح ہر وحی بعد نبی کے اسلم و فضل امت کا
 ہوتا ہی عمر نے کہا کہ وحی ہمارے پیغمبر کا ابو بکر ہی کعب نے کہا حاشا کہ ابو بکر وحی ہو بلکہ وحی پیغمبر
 الزمان کا علی بن ابیطالب ہی اور اس وحی پر بہت مائل و برابر ہیں اور قصہ کا پیشین بیان
 کئے ہیں کہ بھت محافظت قطوئل کے مخصوص ضرورت پر اکتفا کیا پس وجود ایسے روایات
 مخوف ہوا کعب کتاب مرفوضی سے بغایت بعید ہی فافہم قولہ علی بن محمد بن یوسف کتاب
 الاحداث میں لکھا ہے الی قولہ یہی حال مجمل حریف کا جو یہ کہ کتاب مجموعہ الحال ہی کوئی کسی کو
 نہیں پہچانتا اور نقل ایسی کتاب سے جائز نہیں ضرورتاً بقائد خصم کہ خبر سہل است اؤد کو منائے گا
 یہ احداث تھا رہی نہ علی بن محمد کا قولہ عمد معاویہ سے اوائل عمر بن العزیز تک تریبہ سال
 پر سرسبب ملعون جناب مبروران جناب امیر مثل لک شتر وغیرہ حبابی ہی یہاں تک کہ بقول
 ابو الفداء و صاحب استیعاب شتر ہجری و بقول صاحب حبیب الیر سال کیصد ہجری میں عمر بن
 عبدالعزیز نے ممانعت کی میں کہتا ہوں اگلے حق میں کوئی مستی و مہین مارا جو ہا میں
 گذر چکا کہ باتفاق فریقین روایت کتب نسخ معتبر نہیں علی مخصوص روایت تاریخ شیعہ پر
 مثل حبیب السیر علاوہ اسکے خصوصیت میں جناب امیر سب ملعون سے منع فرما دیں تو سنیوں کو
 کیا لائق ہی کہ خلاف اس کے اقدام کریں مجلسی نے تذکرہ الامم میں لکھا ہے کہ اہل کو دشمنی

لعنت کردند و معاویہ را دشنام میدادند و فرمود آن لعنت کردن و دشنام دادن را
 انتہی بلفظہ آور فرمود الدین بخوبی نے مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ السب الشتم والشم السب بان
 نصف الشئ یا ہوا زار و نقص انتہی بحدود اور یہ عبارت دال ہے عدم تفاوت سب و شتم یعنی کہ
 دہو المطلوب اور نہج البلاغہ میں ہے انما سمع اصحابہ یسبون اہل الشام قال انی اکرمہ لکم ان تکونوا
 سبا میں متحد اسنیو کے دم مارنے کا یہ حال ہے کہ انکار سعد بن قاص کا والی شام پر
 اور انکار عامی اہل یمینہ منورہ کا عامۃ اوضاع یزید پر اور انکار شد یزید میں ارقم کا ابن زیاد ملعون
 بابت بے ادبی کرنے اوسکی کے ساتھ سر مبارک امام حسین علیہ السلام کے اور انکار معاویہ میں
 یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اپنے جد و پدر پر علی رؤس الاشہاد بے مروت خلع خلافیت کے اور انکار
 عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بلکہ برہم کرنا ان رسوم بدکا اور جاری کرنا تعزیر کا بعض مرتبین
 سب و غیرہ پر شہرت و ظہور میں کالو علی شاہن الطوری اور کتب صحاح و کتب تاریخ مسیحیوں
 اوس معنوا اور احتجاج طبری میں رد حضرت امام حسن کا والی شام و عمر بن العاص و امثالہما پر
 بہائیت کثرت و شاعت مذکور ہے انکار انکا بطور سب کلی کہ وجہ این کسان احدی از سنیا
 نیز نہ انتہی بلفظہ قابل شائبہ اہل بازار و دکانیں ہی فاعبر و اسے یاد الا بصار قولہ جو دیکھا کہ قتل عثمان
 میں کئی ہزار صحابہ و تابعین اہل اسلام و ضادید شام متفق ہیں اور معاویہ نے جناب میرے
 لڑائی کر کے حکم دشنام عام دیا اسلئے اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ سب شیخین کفر ہے اور سب
 ختنیں ضیق جواب شرکت کی ہزار صحابہ و تابعین کی قتل عثمان میں احتجاج بیان سند ہے اور
 تفرقہ در میان سب شیخین و ختنیں کے قول قدام اہل سنت اور رتاخرین اب تفرقہ نہیں ہے
 و جہ قول دل کی یہ ہے کہ بنیاد احکام شرع کی ظاہر ہے نہ باطن پر مثلاً جو کوئی سجدہ بت کا کرے
 یا قرآن کو معاذ اللہ قاذورات میں ڈالے اوسکو حکم کفر کا دیا جائیگا اسلئے کہ بحسب عبادت یہ بات
 متعین ہے کہ بت کا اندوہی اعتقاد کے یا ڈالنا صحف قاذورات میں از رو عناد کے ہو یا دیگر
 جو کوئی سب شیخین کرتا ہے اور حکم کفر کیا جاتا ہے اسلئے کہ بحسب عبادت یہ بات محال ہے کہ سب

سب شیخین کفر ہے

شیخین کا مسئلہ اور انکی مخالفت کا نواہد اس لئے کہ وہ جن کی شیخین میں بعد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 سلمہ کے سوا امر خلافت کے اور کچھ معلوم و مشہور نہیں اور یہ انکا مضمنی ہوتا ہی طرف انکا طبقہ اول
 قوا کے جس پر ثبوت نبوت کا دلائل ہی تو سبب شیخین بہر شہد کفر ہی اور وقوع سب کا اہل عصر سے نسبت
 حضرت عثمان بن عفان الزبیری کے مبتنی ہے اور پر حمایت مروی ہے اور وقوع سب کا اہل شام سے نسبت
 حضرت ابراہیم بن ابی سلمہ کے جسکی حکایت اہل تاریخ کرتے ہیں تنبی ہی اور پر دم قصاص قتلا حضرت
 عثمان رضی اللہ عنہ کے کہ فی الواقع ہر جہہ صحیح و مجرب ہی تو یہ سبب کرنے والا انکا کا فر ہی نہیں بلکہ
 خاسق ہی اور فاسق لائق لعن کے نہیں اس لئے کہ کفر و غریبی انکا الہویت و رسالت میں اور جو
 راجع ہر طرف اس کے دوسری وجہ یہ ہی کہ حضرت ختمین نے اپنے سابقین کج حکم کفر کا بیان کیا
 چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے کہ جب خراج نے محاصرہ حضرت عثمان کا کر لیا اور سید بنوری میں امام ابی حنیفہ
 سے مقرر کیا اور جناب مصلح پر سب کی قوا و سوت کو گون نے اونسے بوجہ کہ تمام امام عام ہو
 اور جو بلا تمبر اور سے ہی وہ تمہد دیکھتے ہو اور امام فتنہ ہلکے نماز پڑھتا ہی اب کیا کہتے ہو حضرت
 عثمان نے کہا کہ بہت اچھی چیز نماز نہی جسکو لوگ عمل میں لاتے ہیں سو جب لوگ اچھا کام کریں تو
 اونکے ساتھ اچھا کام کرو اور جب برا کام کریں تو اونکی بھی سے بچو الغرض اجازت دی کہ نماز
 سات ان بندہ میں کے پڑھو اور حکم کفر کا نہیں کیا اور اگر حکم کفر کا کرتے تو کیونکر نماز ادا ہوتی
 اس طرح جناب امیر سے و از ظنی وغیرہ میں مروی ہے کہ جب اہل دن سے حال باغیر کا بوجہ کہ انکے
 حق میں کیا اعتقاد کریں فرمایا انھو اتنا علینا یعنی ہنوز مسلمان ہیں لیکن بسبب نبوت کے
 مرکب کبیرہ و بدعت کے ہوئے ہیں اس لئے اہل سنت سبب ختمین کو فتنہ و بدعت کہتے ہیں لیکن
 و فتنہ عظیم بخلاف سبب شیخین کہا و میں اہل قسم کے آثار دار نہیں اگر کوئی کہے کہ ختمین نے کسوا
 حکم کفر کا اپنے سات پر کیا حالانکہ قیاس و آدہ صحیحہ و پیر قائم ہیں تو وجہ اسکی یہہ ہی کہ حضرات
 ختمین نے شہاب بندہ میں کو نظر باحتیاط تکفیر مسلمان معتبر رکھا اور جاننا کہ تغیر سبب شیخین کا
 حضرت عثمان سے اور تہمت قتل عثمان کی حضرت علی پر اسقدر انکے اذمان میں لاسخ ہی کہ

کہ ہرگز احادیث مناقب علو درجات ہماری کو خاطر میں نہیں لاتے یا او میں تعین نہیں کرتے
 اور بعض آیات قرآنی کے ساتھ مستحکم ہیں گویا براہ نصیب نینداری انکار میں افراط کرتے ہیں نہ یہ کہ وہ
 منکر احکام قرآن و ضروریات دین میں گویہ بات لازم سب طعن ہوا سئلے کہ لزوم کفر نہیں ہوتا
 بلکہ التزام کفر ہی اسلئے شبہ کی جگہ انکی تکفیر سے احتراز فرمایا سبحان اللہ یہ کیا مرتبہ احتیاج کا
 ہی جو خطاب عثمان اور حضرت امیر سے وقوع میں آیا لیکن متاخرین اہل سنت نے جب یہ کہا کہ اب وہ سب
 شہ زائل ہو گئے اور حق باطل سے ممتاز ہو گیا اور تہمتیں اور مبتدعین کی بے اصل محض ہیں
 اور متبع احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ منکرین ختمین کے
 معاملہ کفار کا کیا جس طرح ترمذی میں ہے کہ جنازہ ایک شخص ک آنحضرت کے سامنے لائے
 تاکہ او سپر نماز پڑھیں اپنے نماز پڑھی اور نماز اور وکوع کم دیا نماز پڑھنے کا او سپر جب پوچھا تو فرمایا
 کہ یہ عثمان کو دشمن کہتا تھا میں ہی او کا دشمن ہوں اسے طرح حق میں منکرین جناب امیر کے فرمایا
 چنانچہ صحاح احادیث میں آیا ہے کہ دوستی علی کی نشانی ایمان ہے اور دشمنی علی کی نشانی نفاق
 کی اور آیا ہے کہ دوست نہیں کہتا تجھ کو مومن اور دشمن نہیں کہتا تجھ کو مکر منافق اور آیا ہے اللہم
 وال من والاه وداو من عاداه اسلئے اب حکم ساتھ کفر سب مقتدین کے کرتے ہیں اور
 ہی مذہب منصوص مفتی بہ ہے اور قیاس ہی چاہتا ہے کہ سب ان سبکی کفر ہوا سئلے کہ بڑی
 و علوم تہ سبکا متواتر و ضروریات دین سے ہی قولہ کہتے ہیں کہ محاربہ علی و معاویہ کا بابت
 ریاست کے تختہ از مر دین میں دونوں بر سر حق تھے معاویہ مجتہد خاطر سستی ایک نواب کا ہے اور
 قاتل قتیل و نوشتی اس جگہ حدیث میں اپنی کتب صحاح کی اور آیات حکمت ہوں گئے آنحضرت نے
 من سب علیا فعد سبہ ومن سبہ فعد سبہ اللہ عز وجل ومن سب اللہ عز وجل اکبر اللہ علی شجرة
 فی النار خرب الکبخی وغیرہ الی قولہ اخرجہ الحافظ النمری واخرجہ الطبرانی وابن عساکر و الخطیب وقال
 قتالی الذین یؤذون رسول اللہ لیم عذاب اللہ لکم عذابا عظیما لیکم عذابا عظیما لیکم عذابا عظیما لیکم عذابا عظیما
 مستحق لعنت خدا و اناس و ملائکہ اجمعین ہیں اور بموجب خبر لا یحب علیا منافق و لا

شیخ ابن عابدی رحمہ اللہ

مدارِ حجت دینی

میں خیر الزمزمی کے ذیل حکم اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الذِّكْرِ الْأَوَّلِ مِنَ التَّائِبِينَ اِنْ تَقَى
 حاصل جواب اگرچہ غلط اور انہو متفقین فقہار ساک حرکات و جدال قتال کو جو معاویہ
 نسبت جناب امیر کے وقوع میں آئے معمول خطا اجتہادی پر کرتے ہیں لیکن محققین اہل حق
 بعد متبع روایات صحیحہ کے یوں معلوم کیا ہی کہ یہ حرکات خالی نہیں ہی شائبہ نفسانیت محبت
 آمریت اور تعصب قرابت سے جو معاویہ کیساتھ حضرت ذی المنورین رضی اللہ عنہ کے مسائل
 سمذا غایۃ فی الباب ہدیہ رہی کہ ارتکاب کبیرہ و فنی و فسق ہی سرفاسی مستحق لعن نہیں پس اگر
 مراد سب سے آتی ہی کہ اس فعل کو بد جانین اور بد کمین نوربے شبہ نزدیک محققین کے یہ
 امر واقع ہی اور اگر مراد لعن و قسم ہی تو معاذ اللہ کوئی مسلمان اس کا فاعل میں اس لئے کہ نزدیک
 اہل سنت کے صاحب فسق و ترک کبیرہ لائق استغفار کے ہی بلکہ استغفار اس کے حق میں ہوتا
 ہی پس لعن جرم مہربانی خاصہ جس مرتب میں کہ مرد صحابی ہو اور وقت شفاعت رسول و خصوصاً
 حق مثل جناب رضی اس کے حق میں نسبت اور فساق و اہل کبار کے زیادہ تر متوقع و اہل
 ہی اور یہ بات ہی بالقطع معلوم و متحقق ہی کہ ہمدردی میں بعضی صیہ بر ترک کبیرہ ہو جیسے غز
 سلمی وغیرہ اور ان سے زنا و شرب خمر وغیرہ ہو گیا اور جیسے حسان بن ثابت کہ شریک قذ
 عائشہ صدیقہ ہو گئے تھے لیکن آنحضرتؐ انہ حکم کفر کا جاری نہیں فرمایا باوجودیکہ ہمز قذ
 قرآن میں مخصوص التحريم ہی نہواتا بخلاف اس وقت کے کہ اب قاذف عائشہ بلاشبہ کا فر ہی سبب
 اہل ان رضی ان کے اور مدار محبت دینی کا حصر ایمان پر ہی اور قرآن سے معلوم ہوتا ہی
 کہ ولایت اور محبت مومنین کی کسی گناہ صغیرہ و کبیرہ سے رائل نہیں ہوتی قال قتال
 اَدْمَتُمْ حَاثِقَانِ سَلَمُ اَنْ تَقْتُلَا وَ اَتَدْمُوْا لَمَّا اَمْرًا و طائفہ سے بنو سلمہ و بنو حارثہ میں کہ
 جنگ احد میں قبل قتال کے باغی امی عبداللہ بن ابی منافق قاصد فرار ہرے تھے کہ بالاجاب
 کبیرہ ہی خصوصاً ایسے جہاد سے حسینؑ پیغمبرؐ غنیس حاضر ہوں اور وہاں ہلاک پیغمبرؐ و ہلاک
 ہو سوا و صفت اس کے حق قتال نے ولا ہے ان دونوں طائفہ کے بات زاد چھایا ہلاک و کوئی

فرمایا کہ علی اللہ فلیتوکل المؤمنون پس معلوم ہوا کہ اس قدر محبت باوجود کفار کے نسبت ایمان کے
لا بد و ناگزیر ہے اور مدارِ عدوت مطلقہ دینی کا کفر پر ہی توہر کافر کو دشمن رکھنا چاہیے کہ قال تعالیٰ
لا یخلف المؤمنون الکافرین اولیاء اور یہ بات بالاجماع ثابت ہے کہ صحابہ سے کوئی امر موجب
کفر و جہل اعمال کا صادر نہیں ہوا مگر یہی مخالفت یا محاربت حضرت امیر کی بابت خلافت کے
جیسا شیعہ کو وہم ہی سوہمہ دو ذرا موافقت تحقیق معتبرین شیعہ کے کفر نہیں ہیں اور جب کفر نوری
تو ترک بانگ دشمن بھی انور کا کتاب بیخ البلاغۃ میں کہ نزدیک شیعہ کے حرف اور کلمات اور
جناب امیر سرجہ سے مروی ہے اصحی نقائل اخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیہ من الزیغ والافتراء
والشبهة والتاویل یہ صریح ہے اس بات میں کہ محارب حضرت امیر کا مسلمان ہی نہ کافر اور
محاربہ اور کاتب ہی اشتباہ و تاویل پر حکم بلفظ خط اجتہادی تعبیر کیا جاتا ہے اسطرح
صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل اسلام معاویہ ہی اسلئے کہ اطاعت کفر کی درست نہیں
ایسے امام معصوم سے کہ نبرائی اللہ ہی میں ہو خواجہ نصیر طوسی نے تجرید العقائد میں
لکھا ہے کہ کفر نام ہی عدم ایمان کا خواہ بصد ہویا بے ضیاء و شوق خروج ہی طاعت خدا سے
مع ایمان کے اور نفاق الظہار ایمان ہی باخفاء کفر اور فاسق مومن ہی مطلقاً اور عند ابی حنیفہ
کبیرہ کا منقطع ہے اسلئے کہ مستحق ثواب ہی بنا بر ایمان انتہی حاصلہ پیش ثابت ہوا کہ صاحب کبیرہ
و صاحب منقہ ہنوز مومن ہی علی الاطلاق اور لعن تبرہ او سپہ جاہل نہیں بلکہ مستحق عفو و مغفرت
ہے و لائق شفاعت و دخول جنت گو بعد العذاب ہو گیا جاہل شفاعتی لابل الکبار میں ہی
اور ظاہر ہے یہی ہے اسلئے کہ تبرہ او لعن و سقوت رواہی جب کی جہت محبت کی موجود ہو
اور یہ خاص ہے موت علی الکفر کہ کبیرہ کہ بعد کفر کوئی عمل خیر باقی نہیں رہتا اور جب تک شوق
و ارتکاب کبیرہ ہی ثابت تک ایمان و اسلام باقی و برقرار ہے گو منقہ و عصیان مکروہ ہی متعذر
طوسی میں لکھا ہے کہ احاطہ عمل طہل ہے اسلئے کہ مستلزم ہی ظلم کو کفر لہ تعالیٰ من عمل شراً ذرۃ
خیر لہ لیس جتنا کفر حق نہیں کوئی عمل جہل نہیں ہوتا اور مرنا معاویہ کا کفر کربط

ثابت نہیں نہایت افسوس کیلئے کہ کبھی اور یہ یہ جب نفس منہج البلاغہ و عبادت و تہجد و حجاب
 نفی اسلام و منہج نہیں اور بلا عید شہدی نے کہ معتبرین شیعہ ہی کا نقل و منہج
 التحفہ قدس اندر لکھا ہے کہ محارب حضرت امیر کا کافر نہیں بلکہ فاسق و صاحب کبیرہ ہی
 کہ اس نے مذہب نفس پیغمبر کی نہیں کی بلکہ سبب تامل و دلیل یا انکار نفس کے محارب حضرت امیر کو
 روا کہا تو نفس و عقائد ہی ہوا کہ کفر انتہائی اور خواجه نصیر نے جو کہ دیا کہ مخالفہ فقہ و محارب
 کفرہ سو یہ قول بسبب مخالفت نفس منہج البلاغہ اور نصیر علیہ السلام و صلح امام حسن علیہ
 خود قول خواجہ کے کہ سابق تعریف کفر میں گذر اسقاط از اعتبار و غیر مستند دلیل علیہ
 حکم مجتہد ہی پس استحقاق فریقین اس قدر ہی کہ محارب جناب امیر کا بغی ہی اور بغی ہی
 ہی نہ کفر اور وہ ہی اگر مبنی شد و تاویل پر ہو تو مجتہد احتجاج اجتہادی ہی اور ہر جانا اندوہ
 و ناخوشی کا درمیان بزرگوں کے باعتبار امور دنیا کے کثیر الوقوع ہی لیکن جانبداروں سے
 کوئی مستحق ایانت و تحقیق کا نہیں ہوتا صلیح درمیان یوسف علیہ السلام اور اس کے اخوان
 کے اتفاق ہوا اب ہر کس کو اس کے کیا چارہ ہی کہ سب کو تعلیم یا ذکرین اس صلیح نزدیک
 شیخ کے درمیان اندر زادن کے بابت امام کے بڑا اختلاف و مناقشہ ہوا ہی لیکن ایک
 دوسرے کی تحقیر و اہانت نہیں کی بلکہ تعلیم کو ملحوظ رکھا پس حج و ہجرت تعلیم کی نزدیک شیخ
 ہو وہی و جہل سنت کی طرف سے حق میں امیر معصوم و معاویہ غاطی کے قبول فرماوین
 اور صاحب فسق و کبیرہ کو لعن و ترے سے معذور رکھیں اس لئے کہ وہ ان ہی سرور اکابر شخص کے
 دوسرے معصوم ہو اور جانب مقابل غیر معصوم ہونے کے اور اس تقریر سے جو اسناد لال اپنے
 احادیث و آیات مذکورہ سے کیا تھا بالکل ہیا، ائمہ راہبر گویا سہذا را بیت کجی شیعہ و
 وغیرہ کو حدیث صحیح و کتب صحاح اہل سنت قرار دینا دلیل جہل و غدا ہی اور حال تو اس کے
 و خطیب و طہرانی وغیرہ کا بیشتر معلوم ہو چکا ہے کہ تحریجات ان کے مخصوص ہیں ساتھ منعان
 و موضوعات کے باوجود اسکے انہوں نے حکم ساتھ صحت دینے کے نہیں کیا اور نہ ان کا

ناخوشی بزرگان باہم

میں حکم لے کر تبرا کرنے سب و محارب حضرت امیر کا بھی کہ وہ چار شرطیں ہوں نہایت یہی کہ
 سب مرفعی حکم سے خدا و رسول میں ہی سوہیہ مضمون نسبت جمیع اصحاب کے عموماً وارد ہی عن
 عبداللہ بن معقل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لاتخذوہم غرضاً من
 من اہم یجی اہم من البغض فنبغض البغض ومن اواہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ
 ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذوا خراج التریزی اور معاویہ سے شبہ صحابی ہیں اور ان کے
 حق میں بعض احادیث بھی وارد ہیں اسلئے اہلسنت انکو بد نہیں کہتے اور سابق لفظ لکھ کر لکھ
 ان کو نو کسمہ ہیں کذا فی نہج البلاغۃ و عبارت تذکرۃ الائمہ وغیرہ گذر چکی ہے پس معلوم
 نہیں کہ کون اپنے لفظوں صحیح کو بھول گیا تم یا ہم قولہ قطع نظر فضائل صحابہ کے مع
 شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ حتی کہ مرزا مظہر جان جاناں و مولوی نحر الدین دہلوی وغیرہ
 ہیں زمین و آسمان ایک کیا ہی اور ان کی کتاب حوالہ کو بذوق و شوق تمام پڑھتے ہیں اور
 اور اواد و اعیہ مرویہ فقرہ کو باسید ثواب عظیم و نجات از جہنم تلاوت کرتے ہیں اور جب
 کوئی منقبت جناب مشکل کشا وغیرہ ائمہ ہدی کی بیان کرتا ہی تو دل سے نہیں سنتے
 اور اگر بجا نہ فصاحت و بلاغت سنتے ہیں تو نہ گزرا اعتقاد او سکے صدق نہیں
 کرتے بلکہ از روئی استہجاب کے ایک دوسرے کو چشمک مارتے ہیں اور قائل کو مرفعی
 کہتے ہیں جو اب و جفر طاعتقا داہل سنت کی نسبت حضرت صوفیہ قدس اللہ
 اسرارہم کے بطور تحقیق بھی ہے کہ یہ سب ظاہر و باطن میں مستفیض و مستفید ہیں جنما
 مشکل کشا و ائمہ ہدی سے اور ان کے وظائف و ملفوظات کو یا عین او کلمہ کلیات
 و اوراد ہیں بسبب استخاف و وحدت ملک کے بعد سے کہ امتیاز و جدائی فیما بین
 بلکہ متعذر ہی شعرا میں جابر فیض پیرخان بزم وحدت بہت در پردہ دار و میں
 کثرت نمائی راہ جو کمالات و فضائل کہ حق تعالیٰ نے ائمہ کو بخشے تھے وہ سب
 اولیاد امت کو ان سے بالاستحقاق حاصل ہوئے اب و انکی غیبت میں ان کی کثرت

حضرت امیر کا بھی کہ وہ چار شرطیں ہوں نہایت یہی کہ
 سب مرفعی حکم سے خدا و رسول میں ہی سوہیہ مضمون نسبت جمیع اصحاب کے عموماً وارد ہی عن
 عبداللہ بن معقل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لاتخذوہم غرضاً من
 من اہم یجی اہم من البغض فنبغض البغض ومن اواہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ
 ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذوا خراج التریزی اور معاویہ سے شبہ صحابی ہیں اور ان کے
 حق میں بعض احادیث بھی وارد ہیں اسلئے اہلسنت انکو بد نہیں کہتے اور سابق لفظ لکھ کر لکھ
 ان کو نو کسمہ ہیں کذا فی نہج البلاغۃ و عبارت تذکرۃ الائمہ وغیرہ گذر چکی ہے پس معلوم
 نہیں کہ کون اپنے لفظوں صحیح کو بھول گیا تم یا ہم قولہ قطع نظر فضائل صحابہ کے مع
 شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ حتی کہ مرزا مظہر جان جاناں و مولوی نحر الدین دہلوی وغیرہ
 ہیں زمین و آسمان ایک کیا ہی اور ان کی کتاب حوالہ کو بذوق و شوق تمام پڑھتے ہیں اور
 اور اواد و اعیہ مرویہ فقرہ کو باسید ثواب عظیم و نجات از جہنم تلاوت کرتے ہیں اور جب
 کوئی منقبت جناب مشکل کشا وغیرہ ائمہ ہدی کی بیان کرتا ہی تو دل سے نہیں سنتے
 اور اگر بجا نہ فصاحت و بلاغت سنتے ہیں تو نہ گزرا اعتقاد او سکے صدق نہیں
 کرتے بلکہ از روئی استہجاب کے ایک دوسرے کو چشمک مارتے ہیں اور قائل کو مرفعی
 کہتے ہیں جو اب و جفر طاعتقا داہل سنت کی نسبت حضرت صوفیہ قدس اللہ
 اسرارہم کے بطور تحقیق بھی ہے کہ یہ سب ظاہر و باطن میں مستفیض و مستفید ہیں جنما
 مشکل کشا و ائمہ ہدی سے اور ان کے وظائف و ملفوظات کو یا عین او کلمہ کلیات
 و اوراد ہیں بسبب استخاف و وحدت ملک کے بعد سے کہ امتیاز و جدائی فیما بین
 بلکہ متعذر ہی شعرا میں جابر فیض پیرخان بزم وحدت بہت در پردہ دار و میں
 کثرت نمائی راہ جو کمالات و فضائل کہ حق تعالیٰ نے ائمہ کو بخشے تھے وہ سب
 اولیاد امت کو ان سے بالاستحقاق حاصل ہوئے اب و انکی غیبت میں ان کی کثرت

ہیں اور اکثر زمین پر سلسلہ ہیں وہ اولاد ائمہ ہی ہیں اور جامع ہیں درمیان نسبت دینی
 اور اتحاد دینی کے تحتہا الرفاق و نعم الاتفاق جیسے حضرت اعظم کہ حسی سمینی ہیں اور جیسے سید
 معین الدین چشتی اور شیخ ابو الحسن شاذلی وغیرہم اور منتہی کل سلاسل ولایت کا نزدیک
 اہل سنت کے ائمہ ہی ہیں لاغیر چنانچہ کتب تصوف شاد باس عاکلی ہیں اور غالباً عبارات اور
 مشائخ کے الفاظ و کلمات ائمہ ہی ہیں کہ طبقہ بعد طبقہ منقول ہوتے رہے اسلئے کہ
 اس کے چڑھنے میں ترقی و برکت و قبول رکھتے ہیں اور جن مخالف و ادعویہ کو مستحیہ طعن
 ائمہ ہی کے نسبت کیا ہی وہ فی الواقع عبارت اکابر طائفت ہیں نہ حضرات ائمہ ہی راوی
 اس کے وہ لوگ ہیں جنکو ائمہ نے اپنے مجالس سے نکال دیا اور کذاب و مفتری ٹھہرایا مہند
 جب انکو قرآن سے ملا تو بڑا اختلاف ہوا اس سے ثابت ہوا کہ وہ ائمہ ہی سے مانور ہیں
 ہیں ورنہ جبکہ قرآن کا ساتھ ہو گیا ممکن ہی کہ اسکی ایسی بات ہو جس سے متبرین کہ نزدیک
 کے حضرات صوفیہ صافیہ کہ مقتبس انوار اہل بیت نبوی ہیں صرف نظر بانساب مذکور ایسے باقدور
 ہوں تو کلام ائمہ ہی کہ شیخ المشائخ صوفیہ اہل سنت ہیں اگر بوجہ صحیح مانور ہوں کیا کچھ اور
 بہکت ہوگی یہاں مرعول ہر احمق غیبی ہی چہ بجا ذکی و لیکن شہر گرنہ ہیند بروز شہر چشم
 چشمہ آفتاب چہ گناہ پناہ اور جواب الزامی یہ ہی کہ جب صاحب فرائض الرافض نے انکار
 صوفیہ کو طرف امامیہ کے نسبت کیا تو قاضی نور اللہ شوستر نے یہ تشبیہ او سپر کیا اور
 جامع الاسرار حضرت تصوف حقیقی کا تشیع میں اور حضرت شیخ حقیقی کا تصوف میں نقل کیا چنانچہ
 عبارت مصائب قاضی کی شوکت عمریہ میں لکھی ہے اور مفاو و مکایہ ہی کہ صوفی حقیقی نہیں
 ہوتا مگر شیعی امامی اور شیعی حقیقی نہیں ہوتا مگر صوفی اور تفصیل اسکی مجالس المؤمنین سے معلوم
 ہوگی کہ کس قدر صوفیہ اہل سنت کو عید و شہید میں گناہی بناؤ علیہا جو درمیان تشیع و تصوف
 کے فرق کو دے وہ مکابر ہی یا جاہل اور اہل سنت نے احوال و فضائل اہل بیت میں کتب
 مجلدہ مستقلہ لکھے ہیں جیسے فضول مہم فی معرفۃ الائمہ و ذخائر العقبی فی مودۃ اہل القرآن و

حضرت نور اللہ شیخ ابوالحسن

امامی کو تصوف اہل بیت

و کتاب الخصائص فی مناقب علی بن ابیطالب و شواہد النبوة و احادیث المیت و سند السعادات حتی کہ
ابن یونس رحمہ اللہ شیخ سراج مستقیم دین لکھا ہے کہ ابن جریر نے کتاب یوم العزیر و اشہد میں نے کتاب
المناقب ابن ابی شیبہ نے کتاب الاخبار و الفضائل لمرقصیہ و ابو نعیم اصفہانی نے کتاب مناقب
المطہرین و ابو جحسین روای شافعی نے کتاب جعفریات و موفی علی نے کتاب الاربعین فی
فضائل امیر المؤمنین و ابن مردویہ نے کتاب رد الشمس فی فضائل علی و شیرازی نے کتاب
نزول الفرقان و امام احمد حنبل نے کتاب مناقب اہل البیت و نظیری نے کتاب حصان
و ابن معاذ شافعی نے کتاب المراتب و بصیری نے کتاب درجات المؤمنین و خطیب نے کتاب مناقب
تصنیف کی ہے اور مرتضیٰ عالم الہدیٰ نے کہا کہ میں نے عمر بن شاہین سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا
کہ میں نے ہزار جو فضائل امیر المؤمنین میں فراہم کئے ہیں کذا فی الترجمة السیماة بانوار العرفان
القزوینی الاثنا عشری اب جابر الاصفہانی کہ اس قدر تصانیف شیعہ کی فضائل اہل بیت میں ہے
دیجی یا سنی ہی یا کہیں عالم میں مشہور ہے بلکہ استقراء سے معلوم ہوا کہ شیعہ قدیم و جدید
فضائل مرقصومی اللہ ہر میں خوش چین اہل سنت و درویشہ گر کتب جماعت میں جہاں دیکھو
انہیں کی کتابوں سے نقل لاتے ہیں اگرچہ بدون امتیاز صحیح و سقیم ہو حتی کہ بالفعل بلکہ آج
کل میں ایک سنی نے ایک رسالہ متوسط بنام احیاء المیت بذکر مناقب اہل البیت تالیف کیا ہے
اوس سے بھی یاروں نے بے حوالہ نام چند مطالب کو تغلب لقم و تصحیف و تحریف اور اگر وہ
فوائد حافظہ جیسے کچھ رسالہ ختم ہی کر دیا و الی اللہ الشکلی ثم الی اللہ الشکلی شیعہ کس نے اسے علم تیر
از میں نہ کہ مر جا قبت نشانہ نکر وہ چنانچہ عبارت مناقب بقی و غیرہ اویسی سے مسروق ہی
اور وہ یہ ہی کہ بقی نے مناقب شافعی میں لکھا ہے کہ کہا گیا شافعی سے کہ لوگ صبر نہیں کرتے
سماعت مناقب فضیلت اہل بیت پر اور جب کسی کو دیکھتے ہیں کہ اس طرح کی بات کرتا ہے تو کہتے
ہیں کہ الگ رہو اس شخص سے کہ یہہ رافضی ہی امام شافعی نے فرمایا کہ بری ہوں میں طرف
خدا کے اون لوگوں سے جو حب نبی فاطمہ کو فرض جانتے ہیں انتہی ملخصا اس طرح اور بہت اقوال

انسانی وغیرہ کے نسب اہل سنت میں مرقوم ہیں ابن حجر نے درباچہ فصول میں لکھا ہے
 کہ سنی نے طبقات کبریٰ میں سنائی سے نقل کیا ہے کہ جب امام سنائی صاحب صحیح دمشق
 میں داخل ہوئے تو لوگوں کو دیکھا کہ بغض علی میں غلو عام رکھتے ہیں انہوں نے کتاب بغض
 فضائل علی رضی میں بنائی تو گوئی کہ کیا کہ تم نے فضائل شیخین میں کس لئے تصنیف کی سنائی
 نے کہا کہ میں دوستی میں آیا لوگوں کو علی رضی سے منحرف پایا اسلئے یہ فضائل لکھے ہیں لوگوں نے
 امام سنائی کو خوب ڈاکڑا اور مسجد نکال دیا اور قلعہ میں قید کیا یہاں تک کہ بعد مدت و راز کے
 طرف زندہ کے نکال دیا پھر دروازہ میں مر گئے رحمہ اللہ تھا انتہی پس ظاہر ہے کہ شافعی اہل سنت
 سے ہیں اور سنائی محدثین جماعت اگر انکو ائمہ ہی سے بغض ہوتا اور تحمل سماعت نہ ہوتا
 عزت نہ ہو سکتے تو یہ حال انکا کا ہے کہ ہو یا آخر دنیا میں کوئی انکو شیعہ ہی نہ کہے گا اور جن لوگوں
 نے سنائی کو مارا وہ رافضی خارجی تھے بستی اور اگر سنی تھے تو شافعی سنائی کون کہتے
 وہ بناؤ غریب جہاں کہ ان حکایت کو آپ محل طعن اہل سنت میں لکھا ہے حالانکہ یہ لفظ ابو کا
 دلیل مذہب و قدا اہل سنت ہی نسبت اہل بیت کے متعجب چشم باز و گوشت باز دین و کلام
 خیرام در چشم بند می خدا قولہ معی الدین عربی نے متوکل عباسی کو قطب وقت لکھا ہے جو
 اسکے ساتھ اور کہنا تھا کہ فاضل شمس ستری و بہائی عالمی و فقی تجلی وغیرہ نے شیخ اکبر
 زمرہ شیعہ میں معدود کیا ہے اور ان کے کشف و کرامات کے قائل ہوئے ہیں اسبی طرح شیخ
 متوکل عباسی کا کلام باقر مجلسی سے تذکرۃ الائمہ میں اور کلام محمد تقی مجلسی سے کہ والد
 باقری لوا مع میں سجدا ہے حتی کہ کتب روضہ سے بطور نصو صحت بھی ثابت ہے کہ خلفاء عباسیہ
 باطن میں شیعہ اور عداوت او کی ساتھ ائمہ اہل بیت کے بطور تفریق کے تھی اس صورت میں ثابت
 متوکل کی جسکو آپ مابعدین ثابت کیا جاتے ہیں ثابت نہوگی قولہ حیرۃ الحیوان میں لکھا
 ہے کہ ان المتوکل کان فیما فی بغض علی و یکثر الوقیۃ فیہ والاستخفاف بہ و انہ احمی السنۃ
 بنشہ الانار النبویۃ دانات المبدئۃ و حکم فی مجلسہ بالسنۃ و اغراہا جوب اپنے عبارت حیرۃ

قطب زمان متوکل عباسی کا

دوسرا نسخہ نوی ہو نامتوکل کا

مطابق اپنی مراد کے محذوف و مقدم و موخر کر کے واسطے اثبات خروج متوکل کے نقل کیا
ورنہ اصل عبارت اوسکی سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے ابتدائی جلوس میں توجہ طرف احیاء
وغیرہ کے کی تھی پھر بغض علی مرتضیٰ ہوا اس صورت میں اجتماع سنت و ضابطہ لازم نہیں آتا
کہ موجب طعن ہو چنانچہ عبارت حیوۃ الحیوان کی بے خیانت نقل سامی یہی ہی ولما ولی المتوکل
ایسی السنۃ و انات البدعۃ و کتاب فی الافاق برقع الختۃ و اظہار السنۃ و حکم فی مجلسہ بیعتہ و اغراض
وانہت المتعذرۃ و کذا فی توفۃ و بناء الی ایام المتوکل فخذ و اولم یکن فی ہذہ المملئۃ الاسلامیۃ
بدعۃ شریعہم لغویۃ بالقد من شریعۃ اللہ و نسالہ السلامۃ من الزیغ و المزل و کان للمتوکل شخص
علیہ علیہ السلام و سقیمت قصہ فذکر علی یوم اعزہ فنفض من فتمتع و جہ ابیہ انتصر لذلک فشمۃ المتوکل
وانشدوا بہما لہ غضب الفقی لابن عمہ بن راس الفقی فی حُرۃ فحق علیہ اغراء ذاک علی اقلیام
کان یغلو فی بغض علی و کثیر الوقیعہ فیہ والاستخفاف بانہی بلفظہ قولہ من حیران ہوں کہ
متوکل نے کیونکہ احیائی سنت کیا حالانکہ فاسق فاجر شرابی مبتوع منحرف سنت نبوی
دشمن علی و آل نبی کا تھا جواب آپ حیران ہوں متوکل نے حسب طرح احیاء سنت کیا نمونہ
اور کما عبارت حیوۃ الحیوان میں گذرا اور مجمل تقریر یہ یہی کہ مانہون عم متوکل و معتصم پر
متوکل و واثق بدار متوکل اپنے ایام خلافت میں دعویٰ خلق اللہ کی طرف مذہب انزال
کے کرتے تھے اور علماء اہل سنت کو بابت انکار اعتزال کے انواع ایذا و اہانت کیلئے
دیتے تھے چنانچہ احمد بن نصر خراسانی کو سولی دے دیا اور احمد بن حنبل وغیرہ اکابر کو
کوڑے مارے اور جس کی اور انواع ایلام تعذیب دی یہاں تک کہ بعض نے جس
میں وفات پائی اور یہ ہنگامہ آخر ایام مامون سے تا وفات واثق قائم رہا اور جب
مرگیا اور اوسکی جگہ متوکل بیٹھا تو اوسنے علماء اہل سنت کو چھوڑ دیا اور علمائے حدیث
کو روایت سے ممنوع تھے اجازت نشر روایت کی دی اور علماء معتزلہ کو بے حقیقت
محض کر دیا اور نظر سے گرایا اور خط و درجبات اہل اعتزال میں کوشش تبلیغ کی اس حجت سے

احیاء سنتہ ان متوکل کا

متوکل نیک نام ہو گیا شیخ اکبر نے بجز واسطہ کے اور کو نیک سمجھ لیا لیکن شیعہ کو قائل کمال
شیخ اکبر اور معتقد تشیع متوکل ہیں اس بات طعن کرنا اہل سنت پر سیطرہ نہیں پہنچا اور
بات اہل سنت کے کہنی کی تھی کہ خلفاء و عباسیہ کہ بعض انکے ناہی تھے جیسے متوکل اور بعض سیر
معتزلہ جیسے مامون معتزم و آفاق شیعہ ان کو ظلم اللہ اور شیعہ آل نبی جانتے ہیں تو فی ہذا
شیعہ ناہی ہیں گو فقید سے دعویٰ تشیع کرتے ہیں اور شیعہ اولیٰ نفس الامریہ سنی ہیں
کہ دشمن معتزلہ و نواصب تھے حتیٰ کہ اکابر اہل سنت نے کیا کیا ایذا بان سے عباسیہ اور ٹھائی
ہی پس اپنے عیب چبانے کو دوسروں پر تہمت لگانا انصاف کے گلے پر چھری چلانا ہی اور
جس صورت میں کہ منحرف ہونا متوکل کا سنت سے نزدیک ہے ثابت ہی تو اہل سنت پر کیا جا
ملاست ہی کہ یہ بھی ہر مخرف سنت کو متذرع جانتے ہیں چنانچہ اسی جہت سے متوکل کم نہایت
کہتے ہیں و سبئی بیانہ قولہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ ستر تین متوجہ میں
متوکل نے حکم کیا واسطے ہرم قبر امام حسین علیہ السلام کے اور جو اس کے گرد ہو گروہوں کے
اور ہرے زراعت کے اور رُوحا کو گولو اولیٰ زیارت سے شاید عقیدہ سنین میں دشمنی
امام حسین کی ثواب ہوگی اسلئے اس قطب سنیرن نے ایسا عمل کیا جو بجا جان سیوطی
یہ کہ کچھ کہا وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ کان المتوکلنا حسبنا اس جملہ کو اپنے کیون حذف کر دیا اور طعن
ناحق سنیرن پر چڑ دیا اول سنی ہونا متوکل کا ثابت کر دھج کہ کہنا ثبت العرش ثم نقض کسی نے
متوکل کو قطب نہیں کہا الا شیخ اکبر نے نظر بظاہر حال کہ حدیث میں آیا ہے ان اللہ یورثہ بالذہب
بالرجل الفاجر اور شیخ اکبر تصحیح اکابر شیعہ بڑے شیعہ تھے اور متوکل بھی شیعہ تھا اور
جو کچھ ساتھ مرقد مبارک سید الشہداء کے کیا اعمال شیعہ نہایت ملائم ہی مہند انور کا
شیخ کا بطور شیعہ بغایت عمیق ملافتی مجلسی نے بعد اثبات تشیع شیخ کے لکھا ہے کہ اگر وہ
را حالت فہمدن کلام شیخ محی الدین بودہ باشد سیدانہ کہ فضیلت و جاہ او در چہ مرتباً
الی قولہ بلکہ جمیع محققین متقدمین و متاخرین خرمین افضال او زندہ امتی اسمرت میں قطبیت متوکل

اصحابی
اکابر متوکل کا

کی باوجود ناصبی کے نزدیک شیعہ ثابت ہی البسبب وقت کلام شیخ اکبر کے ماقول بنی عظام پر
 اور اہل سنت کو تو ناصبی ہونے اور اس سے ایک بڑا فائدہ حاصل ہوا کہ علی اہل سنت جہی کو
 ایسا مردود جانتے ہیں کہ متوکل کو باوجود سلطنت و فرمانروائی کے ہمیشہ جھوٹے سے بلکہ درود
 بعد از پر کہ محل دولت عالیہ تھا کما فی سبتان الفتحة الی اللیث قبائح و فضاخ اور سکے لکھے اور
 داؤد شیرازی اور نصرت ذریت طاہرہ آنحضرت میں جہاں دریغ کیا آنحضرت شیعہ کہ انہیں خبر
 اہل نفاق کے کوئی اور فرقہ مخلص جبکہ ظاہر و باطن ایک سا ہو ظاہر ہوا چنانچہ روایت کلینی و شیخ
 طوسی و طبرسی سے ظاہر ہی بلکہ عاظم و اکابر ائمہ کرام کے نواسب سے اور وادنا صبیحہ باطنی و
 ظاہری دیتے تھے اور نام فقید کا کر کے ہمیشہ عدالت الہی کو کام فرماتے تھے شاید عقیدہ
 میں دشمنی امام حسین کی اور دوستی اونکے دشمنوں کی ثواب ہوگی جب تو خلفاء و عساکر کو کہ جسے
 اہل سنت ہمیشہ ایذا پاتے تھے اور لڑتے تھے شیعہ اور متوکل ناصبی کو تو طلب لہذا کہتے ہیں
 اور تفصیل اس حال کی ازالۃ الغین میں لکھی ہے اس مطلب کو بھی کہنے مومن عباسی کے رسالہ
 تشییر سے سرفہ کیا ہے باوجود یہ قولہ اسطرح علی بن جہم شاغر مہی دشمن حضرت امیر تھا یا
 کہ اپنے باپ پر لعنت کرتا تھا کہ کس لئے اور کا نام علی رکھا نفقات اہل سنت اسکی بہت تعریف
 کرتے ہیں اور متدین متوجع کہتے ہیں ابن خلکان نے کہا کہ وہ معذور تھا انحضرت علی مین
 منحرف ہونے میں علی سے اسلئے کہ حجت اونکی جمع نہیں ہوتی ساتھ متسنن کے جوہر
 علی بن جہم بن بدر بن جہم قرشی اشہار نواسب تھا چنانچہ آپ سے بھی اسکو ملحوظ رہا بھی لکھا ہے
 اور دشمنی اہل سنت کی ساتھ نواسب کے نہایت وضوح سے محتاج بیان کی نہیں جبرستی نے اسکو
 متدین متوجع لکھا ہوا اور کا نام لور صاحب تھے نے یوں لکھا ہے کہ وہ بنا بر صلوٰۃ اظہار
 کیا کرتا تھا اور اپنے غضب چھپاتا تھا اور مقصود اسکا منحرف کرنا لوگوں کا تھا جناب امیر
 اور قول ابن خلکان کا بطور تعین ہی اور پیر بطریق تحسین الامیہ کیوں کہ تھا کہ ہم مع الخرافہ
 عن علی و اظہار راہ متسنن کان بطور عاقل فکر الشعر یہ کوتاہ فہمی انکی ہی نہ ابن خلکان کی مع

مناقب امیر شیعہ کا

ناصبی اور اہل سنت کا

جوڑ جانی نہ تھا

ذرا بن عربی مالکی

مشتعل ہوا امام حسینؑ کا بیدین خود خود

سخن شنید و بر اخطا نیست و قولہ جوڑ جانی یہی دشمن نہیں تھا دار قطنی نے اس کو سزا دی تھی
 و حفاظت سے برکے لکھا ہی جواب جوڑ جانی نسبت ہی ظلم نہیں اور اس نسبت کے کئی آدمی ہیں معلوم ہیں
 آپ کس جوڑ جانی کو دشمن نہیں لے میں اگر مراد جوڑ جانی سے ابراہیم بن یعقوب بن سحج جوڑ جانی
 ہی کہ نزہل دشت تھے اور ترمذی و ابو داؤد و نسائی نے ان سے روایت کی ہی تو یہ بہرگز
 دشمن نہیں نہ تھے اگر دار قطنی نے ان کی توہین کی تو بیان واقعی ہی آپ دشمنی ان کی ثابت کیجئے نہ
 پھر جواب لیجئے قولہ ابن عربی مالکی کو سنی اپنا پیشوا ولی کا مانتے ہیں مالا لکم و سننے لکھا ہی
 کہ نہیں قتل کیا نیز نے حسین بن علی بن ابیطالب کو مگر ان کی جد کی تلوار سے جوڑ آپ پر سبب
 کمال ہجو و ہارت فن تاریخ وغیرہ کے بہت امور واضح نہیں ہوا کرتے یاد دہرہ و دستہ کچھ لکھا
 یفتیری الکذب الذین لا یؤمنون بالشرار کتاب دروغ کیا جاتا ہی ابن عربی جو ولی کا ولی بیٹا
 طریقت تھے اور کلام عمی الدین ہی اور یہ ابن عربی مالکی فقیہ جبکا نام ابو بکر بنی اور شخص ہیں
 ابن حجر ہیتمی ملی نے کتاب المنہج المکی فی شرح العقیدۃ النضرۃ میں ان کے قول کا رد لکھا ہی چنانچہ
 اصل حجت طویل عربی اوسکی بالاجوبہ تفصیلاً یقیناً و الزاماً الزامہ نہیں میں لکھی ہی اور صاحب
 تنبیہ السفہ فی جواب جالسی غبی غوی لکھا ہی کہ حاصل کلام ابو بکر بن العربی کا یہ نہیں ہی کہ امام
 فی الحقیقۃ باغی تھے اور یزید فی الواقع خلیفہ مبرج تھا بلکہ عرض ان کی یہ یہی کہ یزید نے سنا
 متکلم اس حدیث کے امام حسین کو شہید کیا پس وہ خطی فی الفہم تھا اور عذر کو یہ شہداء و سکا
 اور فہم اس کا خطا لیکن جس لسان میں اس سے یہ شبہ کافی ہی کہا ان حدود و تذکرہ بالشہادت
 اور باقی اہل سنت اس قدر کہ یہی مسلم نہ کہا اور یزید کو خطی فی الفہم سمجھا بلکہ ظالم معاند قرار
 اور حق ہی ہی اس لیے کہ یزید پس کمال ضرورت و سخت و بی باکی و سفاکی کے پروا اس بات کی نہ تھا
 تھا کہ ہر واقعہ میں متکلم سات کسی حجت کے کج شہادۃ سے کہے اگر چہ اس کے فہم میں
 غلطی ہو دلیل اس دعا پر یہی کہ ابو بکر بن العربی نے یہ نہیں کہا کہ قتل حسین بسبب جدہ
 بلکہ یوں کہا کہ لم یقتل یزید حسین الا بسبب جدہ یعنی یزید نے اس شہدے سے قتل کیا اور

اور یہ بات نزدیک اوسکے جو سلفہ محبارت تھی کہ کتابی روشن ہی انتہی اور جنہوں نے لکھا
 ابو بکر بن العربی کو دیکھا ہی اور دیا مغرب میں تھے اور انکی تقریرات سے یہ امر بصریح و بسطام
 انرا ثابت ہے میں منقول ہی فعلیک بالمرجۃ الیہ حتی ینکشف الامر كما ہو فی نفسہ لہ یک قولہ ترجمہ
 ابو حنیفہ کو دیکھو کہتے ہیں ولم یلعن یزید ا بعد موتہ مستحی ایسے کہ نہ کو نام و برع و تقویٰ رکھتے ہیں
 جواب لعن یزید میں توقف اسلئے ہی کہ دربارہ شہادت امام حسین علیہ السلام روایات متعارضہ
 متخالفہ واروین بعض روایات سے رضا و ہتبار و ایات اہل بیت و خاندان رسول کی مغموم
 ہوتی ہی سو جن علماء کی نظر میں یہ روایت مرجح ہوئی اور انہوں نے حکم لعن کا کیا جیسے احمد بن حنبل
 و کیا ہر سی علیہا شافعیہ اور جیسے شافعیہ عقائد نسفی وغیرہ کہ یہ حاکم لعن یزید ہیں اور بعض
 روایات سے کراہت یزید کی اس امر سے اور کتاب کرنا ابن زیاد و اعدان اوسکے پراور خدا
 سخت قتل حضرت امام حسین علیہ السلام پر کہ ناہوں کے بات سے واقع ہوا معلوم ہوتی ہی
 پس جن علماء کے نزدیک یہ روایات مرجح ہوئے انہوں نے لعن سے منع کیا جیسے
 غزالی وغیرہ علماء شافعیہ اور بعض نے توقف کیا جیسے امام ابو حنیفہ وغیرہ و اکثر حنفیہ اور
 توقف کی یہ ہے کہ انکے نزدیک دونوں روایات متعارض ہیں اور مرجح احد الساجدین کی علی الا
 حاصل نہ ہوئی انہوں نے نظر باجماع توقف کیا اور علماء کو وقت تعارض ادا کہے ہی لائق ہی تھانکہ
 ائمتہ قد خلعت لہما ما کسبت و کلم کسبتہم ولا تملکون عھا کاؤا یملکون اور کچھ تقریر متعلق اس
 مسئلہ کے سابق مذکور ہو چکی ہی قولہ احادیث صحیحہ اہل سنت وصی و خلیفہ و جانشین ہونا
 حضرت امیر کا ثابت ہی جواب لیکن بدون وصایت و اتصال بتبعین و ذوی النورین
 قولہ جب سرور عالم مدینہ سے جانے جانشین اپنا مقرر کرے سفر آخرت میں اس امر خطیہ کو
 مہل چھوڑ جاتے جواب مہل نہیں چھوڑا بلکہ ابو بکر کو مقرر کر گئے بخاری و مسلم نے روا
 کی ہی کہ آنحضرت نے مرض الموت میں عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ بلا لے اپنے باپ بہائی کو
 لکھو دن میں ایک کتاب اسلئے کہ محکوم دہی کہ تمنا کرے کوئی تمنا کرنا لایا کہ کوئی کہنے والا

وجہ توقف در یزید

محققان آنحضرت کا ظاہر ان وقت تک نہیں

کہ میں اولی ہوں اور مٹانے خدا و مومنین مگر ابو بکر کو اور فرمایا لا ینہیں کسی قوم کو کہ ان میں ابو بکر
 ہر کہ امامت کرے اور ان کی کوئی سوا اور بکر کے اخراجہ الشریعی اور جب ہمارے سے فرمایا کہ ابو بکر
 کو نماز پڑھاویں لوگوں کو متفق علیہ جانچو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پانچ دن تک حیات نبوی میں امامت
 کی یہ حدیث درجہ تواتر کو پہنچی ہے راوی اسکے علی بن ابی طالب ابن عباس و عمر بن خطاب
 و ابن مسعود بن ابیہ و سہیلہ بن ابیہ و غلیفہ ثانی نے خلافت ابو بکر پر ساتھ اسی استخلاف
 نماز کے کام ہر مصرغ فی مواضع اور مقرر کر جایا آنحضرت کا کسیکو مدینہ میں وقت سفر کے بعد
 استخلاف کبری نہیں ہو سکتا ورنہ محمد بن مسلمہ جنگو آنحضرت نے صوبہ مدینہ کیا تھا اور سب اس بن
 عرفطہ جنگو کو تو ال مدینہ اور ابن مکتوم جنگو پیش نماز اپنے مسجد کا مقرر فرما گئے تھے مستحق خلافت
 کبری ہونگے پھر وصایت و ولایت جناب رضی اللہ عنہ ان ربی اور نہ یک غیبی پیدا ہو گئے تو
 حال غصب خلافت کا قطع نظر کتب امامیہ سے کتب معتبرہ اکابر سنہون میں مرقوم ہے جو اب انوار
 ان کتب تصدیق قول کہ معنی مدیہ ان تخریج امتی کے یہ نہیں ہیں کہ امت میری خلافت
 پر جمع نہوگی بلکہ مراد یہ ہے کہ ساری امت میری خلافت پر جمع نہوگی جو اب ساری امت
 لا اکثر حکم الکمل حسب قرار و سامی بل سنت و جماعت ہیں بے شبہ اجتماع انکما بموجب حدیث
 مسئلو کہی خلافت پر نہو اور نہو گیا و فیہ چارم سال میں جہان اپنے گنتی ملا و اسلام کی کہ
 نہایت ائمہ رابعہ جماعت ہیں لکھی ہے اور نہو ششم میں جہان تعداد اہل مذہب شیخ کی لکھی ہے
 اور سے واضح ہے کہ کئی اکثر امت ہیں اور شیعہ بعض امت اور جناب امیر سے نبی البلاغہ ہیں
 الزمر السوا لا اعظم فان یر اللہ علی الجماعۃ و اما کم والفرقۃ فان الشاؤ من الناس الشیطان
 کما ان الشاؤ من النعم للذنب اور نیز فرمایا الا ان الناس جماعۃ رحم اللہ علیہا و غصب علی میں
 خالفہا کذا فی منبع البلاغہ اور قرآن پاک میں فرمایا ین الذین فرقوا دینہم و کانا رشیعاً است
 فی شئی اور فرمایا ثم کثر عنین کل شیئۃ انکم کثرت علی الرحمن عتیا کس ثقلین سے ثابت ہوا
 کہ شیعہ فاروق جماعت ہیں اور پیغمبر خدا و خدا ہی پیغمبر کو اللہ کام نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا

کہ جماعت جو لقب اہل سنت ہی خاص بقولہ البرالامہ جناب مرتضیٰ علیہ السلام ہی اور جسے جماعت کو
چوڑا وہی حصہ شیطان ہی سوا اجتماع شیعہ کا خلافت پر ہمیشہ رہا اور یہی گمان تھا کہ طبعاً متبع ابدی اختر
صاحب الاموال زمان ہون قولہ بیان اولیٰ علی عمدہ یغین سرور عالم کے جناب امیر کو غدیر خم
پہلے اپنی وفات سے دو مہینے کئی دن جواب اگر یہ وصیت دلیل خلافت مرتضوی ہوتی
تو دو مہینے کئی دن میں سارے مہاجر و انصار جبکہ حق میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ آیا ہی

اور صحیفہ کا نام میں یوں لکھا ہی کہ انہم احسنوا الصحبہ وانہم فارقوا الازواج والاولاد فی انظار کلمۃ
وانہم کانوا مصرین علی حجتہ انتہی اور سارے عشائر و اقارب رسول ہرگز زوج بتول نہ برگشتہ
نہوئے اسلئے کہ مرتضیٰ ہونا سب صحاب کا ہے و جو موجود اور ظاہر ہونا خط مہاجر و انصار کا
بعد صد ہا سال کے ملک فارس میں خالی استجاب و استبعاد سے نہیں قولہ قصہ غدیر بسبب
واجمال اتنی کتابوں میں لکھا ہی جواب قطع نظر اس کے کہ دلیل کی قوت سند دیکھی جاتی ہی
نہ کثرت روایت جو نام کتابوں کے اپنے اسجد لکھے ہیں حال اکثر کتب انہیں سے سابق گذر چکا
ہی اور جو نام جدید لکھے ہیں انہیں بھی اکثر نامعتبر غیر مستند مجاہل ہیں جیسے نزل السان
وسیلۃ المتبیین دستور الحقائق ہدایت المسعدہ رستخیزہ کاملہ اعلام الوری حلیۃ الاولیاء و قدوس
کفایت الطالب کتاب النردل و احمدی وغیرہ اور یہ نام چونکہ فہرست سابق میں جنکو اپنے
میر و مشہور قرار دیا تھا غیر مندرج ہیں اسلئے نظر بعد شہرت غیر متعلق بالقبول ہیں اور یہی قاعدہ
فقہا کا ہی کہ نقل کو کتاب غیر مشہور سے جائز نہیں کہتے رد المحتار شرح الدر المختار میں لکھا ہی

لا یفتی ان یعلم حال من یفتی بقولہ ولا کیفیہ بحرفۃ باسمہ و نسبہ بل لا بد من معرفۃ فی الدراۃ
والروایۃ و درجۃ فی الدراۃ و طبقۃ من طبقات الفقہاء لیکون علی بصیرۃ فی التمییز بین القائلین
الخاصین فی التزیج بین القولین المتعارضین انتہی اور تاریخ طبری کے حق میں جبکہ نا
کچھ بشران مگر کتب کچھ یا ہی مولانا عقیل الدین حسینی نے رسالہ متعد میں لکھا ہی
قد اجمع الحدیث علی ان محمد بن جریر و افخت و السہین و الضعیف و البقیہ و کثیر الاقبال و

مختص بہ اصحابی کا نہایت

مختص بہ اصحابی کا نہایت

مختص بہ اصحابی کا نہایت

حال تاج طبری

حدیث میں کثرت مولانا علی مولانا

والخلافت خاتم النبیین علیہ السلام کی نسبت اذنا واما اشعنا وادی والناس فی احوال طریقی
 کتاب امیر سے آئینہ کیا جاوے گا قولہ ان روایات عدیدہ سے گزر کے کتب کباب بیجا تمام
 بیان کرتا ہوں جو کہ وہ بیان اس لیل کی جس سے لقب لیل بیان مشتق ہوا ہے یہی ہے کہ
 بنا برخط بحث و مزین و زیادت روایات امر واقعی ثابت ہو اور ناظر رسالہ دیکھو کہ کہا کے
 حق سمجھ لے والا شعر و دہیز پر عقل مست و مفر و مستین نہ بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی
 قولہ فرمایا میں کثرت مولانا علی مولانا واللہ والہ و عادی من عادیہ والنصر من نصرہ والحمد
 من جملہ وادھر کثرت کان جو کہ یہ روایت بالفاظ کذا ہے کتب اہل سنت میں موجود نہیں
 بلکہ کتب امیر میں ہی متعدد مقابل لفظ والاہ کا ساتھ عادیہ کے دلیل صحیح ہی اسپر کہ مراد والا
 ہی اختلاف اسلئے کہ ضد دشمنی کی دوستی ہی نہ تصرف فی الامور اور جو عدو کو مقابل متصرف ہے
 وہ جاہل ہی لغت عرب سے آوری ہوئی ہے اسکا قول حضرت امیر کا اپنے عمر خلافت میں بلکہ
 طلحہ و زبیر کو و اللہ ما کانت لی فی الخلافۃ رغبۃ ولا فی الولایۃ ولکنکم دعوتونی الیہا و علمتونی علیہا
 پس اگر یہ حدیث وصیت ہوتی دربابہ خلافت تو اس عذر کی کیا گنجائش تھی چنانچہ اس حدیث
 مفاد احادیث غدیر کا ولایت باطنی ہی نہ خلافت ظاہری صاحب فی شامی کا کافی کلمینی
 کتاب الحجۃ فی باب نفس اللہ عزوجل علی الامۃ واحد لفرید لکھا ہے کہ خلافت ظاہری خلفائے ثلاثہ
 اور خلافت معنوی علیہ السلام کو ہی مانتی اور یہی قول اہل سنت و جماعت کا ہے چنانچہ سارے
 سلاسل ولایت اولیاء و مشائخ امت و اصفیاء و صوفیہ باصفا کیا جیسی و کیا قادری و کیا
 سروردی وغیرہ مانتی ہوتے ہیں طرف جناب مولیٰ علی کے بلکہ یہی واسطہ ہیں انصاف
 و افادات ولایت کے تا قیام قیامت اور اگر مراد خلافت ہوتی تو بے شبہ ظہور اس دعا
 نبوی کا ہونا لائق جزا ذل جناب امیر تھے جسے خلفائے ثلاثہ باعقاد امیر معاویہ و اللہ وہ مخدوم
 ہوئے حالانکہ قوت و شوکت ادنیٰ اور مدد و معاون ہونا جناب امیر کا ہمراہ اونکے حکم اور
 الحق معہ حیث کان کتب امیر سے ہی ثابت ہے اور یہی دلیل حقیقت خلافت شخصین وغیرہ

اور یہی معنی مطابق نعم اہل بیت ہیں چنانچہ ابو نعیم نے حسن مثنیٰ بن حسن اسباب سے روایت کیا ہے
 کہ کہیں اون سے پوچھا کہ کیا حدیث میں کثرت مولانا فضل بنی خلافت علی پر فرمایا اگر آنحضرت ﷺ
 خلافت کا اس سے کرتے تو واسطے نعم اہل اسلام کے واضح تر فرماتے اسلئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 تھے البتہ یون کہتے کہ ہذا والی امری والقائم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوا اور خطاب ہر نبی
 کہ آنحضرت اونی واجبات بلکہ سنن کو مثل آداب تقو و قیام و اکل و شرب و استنجاء وغیرہ
 اسطرح بیان فرما گئے کہ بے تکلف معافی مذکور الفاظ پر روز نبوی سے ہر کسی کے سمجھ میں
 حاضر و غائب سے بعد معرفت اخذ عرب کے آجائے ہیں پس ایسے مقدمہ عمدہ
 کیونکہ لکھا ایسے کلام مجمل پر فرماتے کہ موافق قاعد عرب کے حصول معنی کا اوس سے
 نہ وہ بہ بات سنانی بلاغت رسالت ہی جو ایسا گمان کرے وہ گو یا قابل ہی بقصور
 مسابقت نبوی امر تبلیغ مین والعیاذ باللہ قولہ بموجب ارشاد آنحضرت ﷺ طو لفت
 خلافت نے حضرت امیر کو مبارکباد دی دی چنانچہ اول عمر بن خطاب کے لئے اور
 کی اور کہا سچ یا امیر المؤمنین لقد اصبحت مولای و مولاکل ہوں جو اب مبارکباد
 طو لفت خلافت کی اور بیعت عمر بن خطاب کی غیر ثابت ہی و سراجی ضلیہ البیان علینا
 ردة بالبرہان البتہ بعض نے تنہایت دی سو یہ مبارکبادی بابت حصول فضل
 نہ تھی بلکہ بنا بر موالات مرقضوی تھی دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر حدیث مذکور رض خلافت
 تو چاہئے تھا کہ سارے حاضرین بیعت کرتے جس طرح بقول آپ کے عمر بن نے کی اور جناب
 امیر اس تنہیت و بیعت کو وقت انعقاد خلافت کے موقع احتجاج مین لاتے لاقول وقت
 خلافت عمر ضرور کہتے کہ تم وہی ہو کہ ہم سے بیعت کی تھی اب ہم سے کیا بیعت ہے
 حالانکہ باتفاق فریقین یہ استدلال واقع نہوا معہذا با وجود جناب نبوی بیعت
 عمر بن خطاب کا عبث محض ہی اسلئے کہ نتیجہ بیعت کا استئصال و امر و نواہی و فرمان بری
 خلیفہ ہی وہ خود حیات مصطفویہ میں مکن نہ تھا اور بعد آنحضرت گو یہ بیعت سابقین

بیعت انصار کا علی سے

بصورت خلافت مرفوضی حیثیت لاحق کرنا پڑتا علاوہ اسکے عبارت مولای و مولاکل مرفوضی
 اولی بالتصرف بھٹا خلافت نقل وقل بھی اسلئے کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ غیر متعل ہی اور اگر ہوتی
 بضیمہ اللہ وال من والاہ ولالت کرتا ہی معنی مولات پر کہ مقصود نبوی و فاروقی ہی نہ تصرف
 والا یہ تصرف حیات نبوی میں حاصل ہونا چاہئے تھا اسلئے کہ حدیث میں کثرت مولاد میں قید
 بعدیت و انتقال انفصال کی نہیں بلکہ مولائیت بالفعل بملاحظہ معینہ میں کثرت سمجھی جاتی
 جس طرح لوگ ٹکوا مولانا کہتے ہیں لیکن اولیٰ بالتصرف نہیں سمجھتے والا آج ریاست ٹکوا لائق ہی
 نہ اور کسیکو قولہ حسان بن ثابت نے اس تنہیت میں ایک قصید میں کہکے حضور نبوی کریم
 اور مرد حسنت ہرے ایک شعر اور میں کا بہ نبی شعر فقال کہ قم یا علی فانتی + رضیتک
 بعدی اما وادیا جواب قطع نظر اسکے کہ حسان موید بروج القدس تھے اور سرخیل شاعر
 اسلام و افصح عرب اور یہ شعر بغایت مرتبہ فصاحت و بلاغت سے نازل ہی اور یہ بہت
 اس شعر کے مجرود اشعار ماثورہ حسان میں جبکہ بعض اہل علم نے جمع کیا بھی گذرانا قصیدہ
 تمنیت کا اور کہنا اس شعر پر بروج کا حضور نبوی میں خلافت جلیلہ و منافی قیاس مستقیم ہی اس
 کہ قصائد مبارکبادی اسکے حضور میں گذرانے میں جبکہ کوئی مرتبہ منصب حاصل ہوتا ہی اور
 ترقی منزلت کی ہوتی ہی نہ اور اسکے حضور میں جو دو سکرو انعام اگر ام خلعت منصب بخشے
 مولائیت تو مولیٰ علی کو ملے اور قصیدہ تمنیت خدست نبوی میں گذرے سبحان اللہ تا یہ قصیدہ
 اس پر آگہ گذرانا ہوگا کہ مرتبہ انحضرت علی بن ابی طالب ہی تو درخور تمنیت نبی تھے نہ وہی قولہ
 بیان دوسرا ذکر چند حدیث میں کہ خلافت بلافضل پر ال ہیں جو اب بہ گیارہ حدیثیں واحد
 باختلاف بعض کلمات جو اس جگہ آپنے لکھی ہیں کلام موضوع باطل ہیں سوا ایک حدیث کے کہ کثرت
 مولاد فعلی مولاد اللہ وال من والاہ و عا د من عا وادہ چنانچہ وضعی ہونا انکا کتب اس فن سے
 واضح ہی معجزہ بعض روایات انہیں کے کتب شیعہ سے ہیں جیسے محمد بن یوسف کجی وغیرہ
 بالین ہمہ معلوم نہیں کہ کونسی لفظ و عبارت سے خلیفہ بلافضل ہونا مولیٰ علی کا آپنے مستنبط کیا ہی

قصیدہ حسان کا تنہیت نبوی میں

گیارہ حدیثیں بلافضل بیان

کہ اس سے تعرض کیا جاوے حالانکہ حدیث بر تقویٰ موجود ہے کہ بتا گیا تمام فرمایا کہ مجھ کو خلیفہ چہارم کو
 اور جو کوئی مجھ کو خلیفہ اول کہے گا وہ ایسا اور ایسا ہی تصدیق اس مدعا کی کتب امامیہ سے جیسے
 مجمع البحرین وغیرہ بروایت امام رضا از امام کاظم از حضرت صادق از حضرت باقر از شہید کربلا از
 جناب علی مرتضیٰ حاصل ہے اس لئے کہ فرمایا میں ہمراہ آنحضرت کے راہ مدینہ میں تھا کہ ایک بزرگ کلمہ
 بعد یامین المنکبین نے آنحضرت پر سلام کیا اور مجھ کا چہرہ سرِ بطین التفات فرمایا اور کہا سلام کیا
 تم پر ای خلیفہ چہارم اور رحمت و برکت خدا کی بھر آنحضرت کی طرف التفات کیا اور کہا کیا یہ خلیفہ
 چہارم نہیں ہے حضرت نے فرمایا ہاں سچ کہتے ہو پھر چلے گئے اور پتا نہ لگا چنانچہ صاحب توابع نے
 بھی ساتھ اصل اس حدیث کے اعتراض کیا ہے کذا فی المنتہی قولہ آنحضرت نے فرمایا لکل نبی وصی دو
 وان علیا وصی و وارثی اخرجہ البیہوی الی قولہ ان علیا منی وانا منہ و ہر ولی کل یوم من من بعد
 اخرجہ الحاکم الخ جواب حدیث بغوی اتفاق اہل حدیث موضوع ہے اور حدیث طبرانی جس کو
 ابن حبان نے نہیں روایت کیا ہے ذہبی و ابن جوزی نے اس کو موضوع کہا و اضع اور کاظم
 بن یحیون اس کا کافی ہے اور حدیث کبھی شیعہ ہے اور جو حدیث کہ ہزار نے ابی ذر سے اور عقیلی
 ابن عباس سے روایت کیا ہے اس کی اسناد میں محمد بن عبد اللہ بن ابی رافع مسموم ہے اور عثمان
 و رافضی ہے اور دآہر بن یحییٰ رازمی غالی رافضی ہے اور یثیابہ اس کا عبد اللہ بن داہر راوی حدیث
 مذکور کذاب ہے اور اس حدیث کو حاکم نے بھی بطریق دیگر روایت کیا ہے لیکن کہا غیر صحیح ہے اور
 اور میزان میں اس کو ترجمہ سحر میں بشر الاسدی میں کذاب ضاع کہا ہے اور حدیث ابن ابی
 میں جملہ علیٰ لی کل یوم من بعد یوم زائد ہے اصل روایت پر اور حدیث احمد بن حنبل میں کذاب
 و افتراء ہے اسدی طرح حدیث ابن السمان اور حدیث النظر الی وجہ علی عبادۃ جبکہ طبرانی نے ابن
 مسعود سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کی اسناد میں یحییٰ بن عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ بن یحییٰ بن یحییٰ بن یحییٰ
 طرق اسکے مجروح و ضعیف ہیں کسی طریق میں کوئی کذاب ہے کسی میں کوئی ضاع کسی
 میں متروک کسی میں متهم لیکن بعد جمع طرق و وجہ و تعدیل اتنا معلوم ہوتا ہے

سندنا حدیث طبرانی

کہ حدیث مذکور از قس حسن فہمیدہ نمی نہ صحیح نمی نہ موسوم صح اور حدیث دلیلی بمرح نمی اسطرح حدیث
یابی حدیث المطلب اسخ اور حدیث مارث مشک اسخ جسکو اپنے مابعدین لکھائی موضوع نمی پس
با وجہ اسکے انکو دلیل خلافت بلا فصل تہمید انا بنا فرما سہ علی الفاسد ہی قولہ تہمید اسکا بہر ہی کہ
آنحضرت نے جناب میر کہ اسیر کسی سرتہ کا کر کے کسی جگہ پہنچا تھا اونہوں نے ایک زیدی غیبت
مین سے لیکر اپنے تہمید مین لائی جناب فوج پھری لوگ آنحضرت کے سلام کو کئے چار آدمی نے
شکایت جناب میر کی کی آنحضرت نے اس وقت غضب مین اگر بہ حدیث فرمائی اس سے صاف
اولی بالتعرف ہونا جناب میر خلیفہ برحق و بلا فصل کا بعد میر کے ثابت ہی جواب یہ افادہ
تصریح مورخین اہل سیر ہی اسلئے کہ خطبہ مذکور از اول تا آخر وال ہی اسبات پر کہ منظر افادہ
و دوستی حضرت اسیر کا ہی لافیر اور یہ الفاظ واسطے از الہ شکر یہ تہائی بیجا مرتضوی کے فرمائے
نہ واسطے اثبات تصرف کے کیونکہ بصورت اولی بالتصرف ہونیکے اجتماع ولایتین کا زمان واحد
لازم آتا ہی نہ کہ تشہید بالفظ بعد مین بلکہ سوق کلام واسطے فتویہ ولایتین کے ہی جمیع اوقات
مین بجمع وجود اور ظاہر ہی کہ شرکت جناب میر کی ساتھ آنحضرت کے تصرف مین بجمع جناب
آنحضرت متفق ہی پس معلوم ہوا کہ مفاد اسکا اگرچہ شان و روضہ حدیث مطابق لکھے بیان کی
اولی بالتصرف ہونا نہیں بلکہ ایسا ب محبت مرتضوی ہی اور اجتماع محبتین مین کو ہی مخدور مین
بلکہ ایک مستلزم دیگر ہی اور اجتماع قصر فین مین بہت مخدوران مین وان قید ناہ بایدل علی ما
فی المال دون محال فخر حیا البرفاق لان ہل ہستہ قائلون بولک فی عین مائتہ علیہ السلام اور
قرئہ مابعد کہ اللہ وال من والاہ اسخ ہی صحیح وال ہی افادہ معنی موالات و مروت پر والاہ
فرماتے اللہ وال من کان فی تصرف و عادم لم یکن کذلک قولہ عبد العزیز نے کتاب تصحیف مین
بحث حدیث من کنت مولاه مین خوابان لفظ بعد ہی ہو کر کہا ہی کہ اگر در حدیث لفظ بعد
سے بورد البتہ مفید دعوی خلافت بلا فصل مین اسلئے صحاح کتب سنن احادیث صحیحہ جہنم
بعدی کی صاف مذکور ہی لکھی گئی جواب کتاب تحفہ کچھ مصحف فاطمہ و صحیفہ علی نہیں کہ خوا

زیدی کے لینا علی رضی کا حسن

افراد صاحب تصحیف و بابت لفظ اللہ

ہی کیسے دیکھتے کو نہ ملے آج ہزار نسخے تحفہ کے میسر آسکتے ہیں اوسمیں کہیں خواہش لفظ بعد
 واسطے افادہ دعویٰ خلافت بلافصل کے بحث مذکور میں مسطور نہیں! لہذا اگر جب ایسی کتاب
 مشہور پڑے افترا ہوتے ہیں تو غیر مشہور و مبسر کا خدا حافظ ہی! لیکن آپ نے یہ دلائل
 بتلایے ہیں و لہذا رہے مروت کی ہوگی کہ اس نے ہی جواب بصارتہ العین میں اس طرح کے چوڑے لکھے
 ہیں مثلاً لکھا ہی کہ صاحب تحفہ نے مسلمین قیدیہ کو رافضی لکھا ہی حالانکہ تحفہ میں کہیں اس کا
 عین اثر نہیں پڑتا ہی و سن کیسے غلطیہ اور انعام پریم بہرینا فقہ حنبل ہوتا نا و انما ہوتا ہوتا
 شافعی علم الہدی سے معلوم ہوتا ہی کہ لفظ بعد مجمل ہی اور عام ہی وفات و حیات و اتصال
 انفصال میں اور کلام رازی ہی دال ہی ہے کہ اتصال انفصال دونوں بعدیت ہیں اور
 ایک کو دوسرے پر رجحان نہیں اور احتمال مضار و ملہار بلکہ محاورات قرآنی سے اتصال
 انفصال قریب ہی مگر معلوم ہوتا ہی قال تعالیٰ حکایتہ عن ابن عباسؓ کہ کتابا انزل من عند ربی
 وقال بآتی من بعدی ائمۃ احمد پس اگر لفظ بعد اتصال میں حقیقت اور انفصال میں محاورہ
 تو معنی آیات مذکورہ کے کیا ہونگے پوری بحث اسکی ازالتہ الغنیمین میں ہی اور جن حدیث ضوئہ
 سے آپ نے لفظ بعد کو نقل کیا حال اوکا ہم میں گذر چکا اور تقدیر صحت ہی جواب کا ظاہر ہی
 کما تر و لیکن حق تعالیٰ نے فرمایا ہی و من یصل الی اللہ فاکرم من قبل ربہ بعدہ قولہ در منور میں
 حدیث مواخات لکھی ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ تو نزدیک میرے بمنزلہ ہارون کے ہی موسیٰ سے
 اور وارث میرا ہی جواب حدیث مذکور میں لفظ کہ تو وارث میرا ہی اجتہاد و ایجاد سامی ہی
 اصل روایت میں موجود نہیں سہذا مواخات کو دلیل خلافت بلافصل ٹھہرانا مخالف عقل و نقل ہی
 جس صورت میں کہ اخوت عینی موجب اختلاف نہیں ہوتی تو مواخات کس شمار میں ہی سہذا
 یہ حدیث آنحضرت نے او سوقت فرمائی تھی جسوقت کہ موسیٰ علی کو واسطے خبردار سیال و
 و انور خانگی کے مدینہ میں چوڑ گئے تھے پس یہ خلافت بران اختلاف کبریٰ نہیں ہو سکتی
 اور جواب تفصیلی اسکا تحفہ میں دو تین طرح لکھا ہی فلینظر ثمہ قولہ ان گیارہ حدیث خطاب

استعمال لفظ بعد

حدیث اثبات من بعد انوار

امیر المؤمنین کا خلیفہ و وحشی و وارث و مریض و سرور کا معنی دین و فاروق است و یسویٰ البو مشور
 صدیق اکبر و صاحب ایمان گران و توکل و موکل ثابت ہوا اسکیم الذہن جانتا ہی کہ معنی ہر لفظ کو
 دلالت ہی خلافت بلا فصل پر حاجت تاویل و تفسیر کی نہیں جو اب ثبت العرش ثم انفس سائین
 بہ گیارہ حدیث جن سے خطاب مرقضوی بزرگوار آپ نکالتے ہیں تین تیرہ ہو چکی ہیں پھر
 خطاب کہان اور دلالت کسکی حالانکہ یسویٰ کہنا حضرت امیر کا اور صدیق کہنا امام محمد باقر کا
 اول کو کتب امامیہ سے گزر چکا ہی پس وہ دلالت یہاں ہی موجود ہی بلاترجیح علاوہ اسکے کچھ
 سچ میں نہیں اتنا کہ آنحضرت باوجود اسکے کہ انفع الخلائق تھے اور کلام آپکا نہایت مفصل و
 ہوتا تھا مضمون خلافت مرقضوی کو بطور پہلی حیثیت ان فرماتے اور گیارہ لفظ بولتے اور ایک
 لفظ صریح غیر مشترک صاف صاف ایسی نہ کہتے جسکو دلالت خلافت فیصل پر ہوتی خصوصاً جس
 حال میں معلوم ہوا کہ اندامنازعیت بلکہ منافصبت کرینگے اور وقت او حب تھا کہ تبلیغ رسالت
 باتم وجہ واضح کلام کرتے مہذا اگر ان الفاظ کو دلالت مدعا پر نہ ہوتی تو ضرور حضرت امیر وقت
 انفاق و خلافت اولیٰ کے ساتھ اس کے احتجاج کرتے حالانکہ باتفاق و فریقین نہیں کیا معاذ اللہ
 اچھا نہم و اجتہاد المبلغ ہوا نہم و اجتہاد مرقضوی سے قولہ لفظ ولی کے عربی میں چند معنی ہیں
 از انجملہ ناشر و محب و صاحب اختیار و اولیٰ بالتصرف و سورہ نو معنی اول بیان مرا نہیں اسلئے
 کہ سارے مومنین ایک دوسرے کے ناصر و محب ہیں کما قال خدا و المؤمنون بعضهم اولیاء بعض بلکہ
 فرشتے بھی ناصر و محب ہر مومنین ہیں نحن اولیاءکم فی الحیۃ الدنیا و فی الآخرة بلکہ کفار بھی ناصر و
 مسلمین ہوتے ہیں پس معلوم ہوا کہ مراد و نو معنی آخر میں جواب دو نو معنی آخر میں ہوں
 کہ محاورہ قرآن مساعد ہو حالانکہ قرآن سے جس جگہ دیکھو معنی ناصر و محب کے نکلتے ہیں نہ صاحب اختیار
 و اولیٰ بالتصرف کے قرآن کو چھوڑ کر ہر طرف جانا ہے وجہ سوجہ کے تقلید میں جدائی و انہائی
 حالانکہ ان معنی اخیر کو اہل لغت نے بھی ضبط نہیں کیا اگر کیا ہو تو حوالہ دو باوجودیکہ اگر یہ
 معنی بشہادت لغت ثابت بھی ہوں تو اس سے خلافت بلا فصل کہ مفقود بالذات اس سارے

بکیرنے سے اثبات اور کما ہی ثابت نہیں ہو سکتی نہایت پہلے ہی وقت میں الاوقات متصرف ہیں
 اور یہ عین مذہب الہدایت کا ہی اور باوجود ناسر و محب ہونے مومنین کا فریق و ملائکہ کے یکدگر کو
 و تجتصیص حضرت مرتضیٰ کی یہی کہ آنحضرت کو وحی سے معلوم ہوا ہوا کہ ان کے زمانہ امت میں
 بغی و نسا دہوگا اور بعض آدمی انکار امت کا کریں گے علاوہ اسکے افادہ دوستی ایک شخص کا نہیں
 عموم میں جب طرح آیا کہ یہ بعض میں ہی اور چیزیں اور ایجاب دوستی اور شخص کی بخصوص آہل انجیل
 اگر کوئی سبب انبیاء و رسول پر ایمان لائے اور بالخصوص نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ
 اور کا اسلام متبر نہیں یہاں دوستی ذات حضرت امیر کی بشخصہ منظور ہوئی اور آیات میں دوستی کو
 ایمان کہ عام ہی حاصل ہوئی اور بقدر استحباب و مضمون آیت و حدیث کیا قباحت ہوئی پیغمبر کا نام
 کہ تاکید و تذکیر مضامین قرآنی کیا کرے خصوصاً او سدم کہ کسی طرح کا وہن دوستی مکلفین بالعمل سے بنو
 قرآن کے پاس کوئی مضمون قرآن میں نہیں آیا لیکن تاکید اور کسی چند احادیث میں آئی ہی تا الزام
 و اتمام نعمت ہو جاوے جسے قرآن کو پڑھائی بلکہ دیکھائی وہ ایسی طرح بیوج بات کہی گئے گا والا نکاح
 و تقریرات پیغمبریت نماز و زکوٰۃ و تلاوت قرآن وغیرہ سب لغویوں اور نزدیک شیعہ کے
 نص الابرار جناب امیر کو بار بار کہنا اور تاکید فرمانا سب یہود و مسیح ہوں گے لغوی ہاں ہند منہ معزز احسن
 صورتیں کہ معنی ولی کے اولیٰ بالتصرف ٹھہریں تو چاہئے کہ جہاں خود لفظ اولیٰ موجود ہو وہاں
 یہ معنی بالاولیٰ مراد ہوں حالانکہ یہ کہ یہ آیت اولیٰ الناصرین یا کہیم اور آیت البقیٰ اولیٰ بالمؤمنین میں
 میں معنی تصرف کے صحیح نہیں اسلئے کہ اتباع ابراہیم علیہ السلام اولیٰ بالتصرف حضرت مدوح
 میں تھے اس طرح آیت ثانی میں نسبت نبی کے نفی کی ہی تنبی سے نہ اثبات معنی تصرف تو
 صورتیں خود اولیٰ سے معنی اولیٰ بالتصرف نہ نکلے تو ولی سے اولیٰ بمعنا محض تصرف ہوئی
 نقالی کا ہی قول کہ لغت عرب میں اکثر ایک لفظ کے بہت معنی ہوتے ہیں اور محل مناسب ہے
 جہاں جہاں معنی ہوتے ہیں ان لفظ مولیٰ فاموس میں زیادہ بیس معنی پائی ہی ہذا المملکت
 والعبد والصاحب والمعتق والمعتق والقرب وابن العم والسحاب والخلیف والابن والعم

و تجتصیص محمد بن احمد
 و تجتصیص محمد بن احمد

معنی لفظ مولیٰ و لغت

والترسل والتشريك واجب لاخت والاولى والارب والناس والتابع والتعم والتعم عليه والتعمير
 حديث میں معنی مولا کے مالک درست آتے ہیں اور اس پر اسناد ظہر فریقین کا بھی جواب
 متعدد معانی لفظ واحد کا مسلم ہی لیکن محل مناسب میں معنی جداگانہ بخشا سو فوف ہی قرآن پر
 حالیہ و مقابلہ باقبل مابعد پر علی الاطلاق ہیں لیکن قرینہ میں جو معنی مولا کے اپنے قرار سے اسکا
 قرینہ کیا ہی حالانکہ صد و عجز حدیث صریح قرینہ ہی اس بات پر کہ مراد سولی سے محبوب ہی نہ مالک
 عادت شریف نبوی یوں واقع ہوئی تھی کہ کلام انکا غالباً مشابہ و تابع کلام الہی ہوتا تھا چنانچہ
 جسطرح قرآن میں فرمایا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ
 السَّالِی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ
 بعض جسطرح انحضرت نے فرمایا میں گنت مولاؤں کی مولاؤں اللہم والی میں والاہ میں سے ہے ہر
 استعمال قرآن کے حاجت تاویل کی نہیں اور بدوں قرینہ جلیہ کے تعین مولا کا بمعنی مالک صحیح
 الفرض یہ بات ٹھہری کہ لفظ اولی و اولی و سولی وغیرہ کلام نبوی میں اس معنی میں مستعمل ہی
 جس معنی میں قرآن وارد ہے اور قرآن میں یہ الفاظ زینہا کسی جگہ بمعنی مالک اولی بالقرآن
 نہ حدیث میں ہی یہ معنی مراد نہ ہو گئے بے وجہ صرف ظاہر سے انباء و نخبہ ہی قولہ میں حجر نے
 صلوع میں کہا ہے کہ اگر فرض کیا جاوے کہ سولی بمعنی اولی ہی تو یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اولی
 ہو وہ لائق و مستحق خلافت جواب اسکا یہ ہے کہ اگر انی لائق خلافت کے نہیں تو یہ کہاں سے
 ثابت ہوا کہ اولی لائق خلافت کے ہی جواب قرآن سے ثابت ہوا اس طرح کہ طاعت باوجود
 مفضل ہوئے کے نبض الہی محمد حضرت ثنویں میں باوجودیکہ طاعت سے اولی و افضل تھے صاف
 ریاست عامہ پر اسے ثابت ہوا کہ خلافت ادنیٰ کی باوجود اولی کے جائز ہوتی ہے اگرچہ قابل
 لفظ اولی کا ساتھ علی کے ہی نہ سات اولی کے لیکن جو کچھ بنا بر لقب مولا کہ نام مرد پر
 مرد مطلق التفات طرف علوم کے خاصہ کثرت و صوف و نحو کے نہیں اسلئے مرد استعمال الہی
 و اعلیٰ معلوم ہوا حالانکہ ہر ادنیٰ جہل نہیں بلکہ اعلیٰ ہی جو بالا اولی ثابت ہوا تو کہہ سکتے ہیں

خلافت ادنیٰ باوجود اعلیٰ

واسطے حفاظت اصول مذہبی کے احادیث صحیحہ کو نشان حضرت امیر مین وارہین مشکو
 کلمے سلک ضعیف و شاذ و موضوع میں درج کیا ہی اور راویوں کو راضی یا کذاب ظاہر کیا
 جواب اہل سنت کے نزدیک جسطرح تشکک حدیث موضوع سے حرام اور ضعیف سے
 اور شاذ سے شاذ و ممنوع ہی اسبطرح موضوع کمدیا یا متروک و منکر نہیں اور دنیا حدیث ثابت کا
 حرام بلکہ قریب کفر ہی اسلئے کہ انکار نص کا لازم آتا ہی اگر سنیوں کو ایسی ہی دشمنی جناب امیر سے ہو
 تو احادیث صحیحہ ان کے فضائل میں ان کتب حدیث اہل سنت میں موجود ہیں اور کثر فضائل شخص سے
 نہیں انکو کین نہ سلک وضع ضعیف و شاذ و مین درج کیا اور امام نسائی نے کتاب انصاف
 مناقب مرتضوی میں بنا کر تشکیق کئے تاہر سے کیوں مار کہا کے انتقال فرمایا اور صاحب گوہر
 مراد نے کہ ششی ہی کسلئے اقرار کیا کہ اقربانصاف سے محدثین اہل سنت کو پایا کہ مناقب
 مرتضوی کو اوہنوں نے نہ چپا یا گما سب سے سلول میں دیکھو کہ ماثربیا جناب امیر سے تشکک
 اہل سنت سے نقل کئے ہیں از تقیہ سنیوں کے نزدیک حرام ہی پھر کسی دوستی یا دشمنی سے اسکو
 لکھا ہی شعرو عین الرضا عن کل عیب کلیدہ : و لکن عین السخط تبذی السواد یا تو کہ کسی جگہ مفید
 اپنے مطلب کا سچا احادیث و روایت شیعہ سے تشکک کیا ہی اور اسکے عدم صحت میں کہہ دین
 جواب یہ وہی مثل ہی دروغ گویم بر روی تو وان الکذب لا حافظہ لہ ابی ابدالہا کہ میں
 بصرفہ چہارم حدیث اناس علی وان علیا سنی میں گزر چکا کہ اسکو صاحب تحفہ نے معلبتی
 ہونے اچل کندی راوی کے ہل غیر صحیح کہا ہی جس پر آپ نے بڑی دھڑ دھوپ کی تھی اب
 یہاں پھر وہی حدیث آئی ہے معنی کی معذرت جو ایسے موضع ہوں اور کان نشان دو انکسہم صا و
 قولہ حدیث دوم و ہم کہ بطریق متعدد کتب سنت و جماعت میں وارہین محمد شونکانی قاضی انصاف
 میں نے کہ دعویٰ اجتہاد کا مثل ائمہ اربعہ کے کرتا تھا فوائد مجموعہ میں اور روایات لکھا ہی
 بعد تحریر عبارت طویل کے کہتا ہی کہ راوی ضعیف اور متن یقیناً فی الرضا میں جو
 قاضی صدوح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد کسی راوی یا حدیث کو راضی یا ضعیف نہیں کہا

علم سلک مجاہدین و فضیلت

کتاب احادیث

کتاب احادیث و مناقب ائمہ

بلکہ کلام متقدمین کو بابت جرح و تعدیل کے نقل کیا چنانچہ حدیث دوم و سوم بلکہ فقیر احادیث ہی
اسی قسم کی ہیں اور جسکی جرح کو راجح پایا اور سکو ترجیح دی حالانکہ تقدیم جرح تعدیل پر نزدیک ہے
بھی ثابت ہی اور یہ امر عداوت نہیں الا جان احادیث کی تصحیح کی ہی اور انکے منہ کمد سے من
کون مانع تھا اور اجتہاد نام استخراج و استنباط و خبریات مسائل کا ہی کلیات و اولیٰ علیہ
شرعیہ اسکا کہ جس اور کسی چاہا کہ اب وضاع شیعہ رافضی کہد یا یہ افادہ آپ کے اجتہاد
ہی نہ قاضی صاحب کے مسودہ افاضی صنفا نے دعویٰ اجتہاد کا مثل ائمہ اربعہ نہیں کیا تا لیفات مستعد
اور انکے موجود میں جہاں یہ دعویٰ کھما ہوا جہاں کھل سکتا ہوا و سکا نشان و قول یہ
مقدمہ بعینہ اسکا ہی کہ تحفہ میں احادیث مع حضرت امیر کو موضوع و متروک کہا ہی اور علیہ
امامیہ صحیح اور کسی نہایت شرح و بسط سے کتب مشہر اہل سنت سے ثابت کر دی ہی چنانچہ
تھوڑا سا لکھا گیا جواب شیخ نے اپنی خودی سے اور احادیث کو ایسا نہیں کہا بلکہ
جرح و تعدیل اور ہی وین اقوال سلف محققین سے نقل کر دی کہ امر اور جن کتب امامیہ
مذہبی اثبات میں وہ سب مجاہد احوال غیر متبرنا شہر میں چنانچہ جواب سبجہ سے واضح
کما حقہ لیکن حکم خودی بدرابہانہ بسیار اچکھو ہر طرح استجا طعن صاحب تحفہ پر مقصود ہی لگایا
لگے قولہ بیان سوم و احادیث نقیض جواب جو تعدیل لا طائل آئی اس جگہ کتابت
طریق ثابتہ و وابہ حدیث مذکور میں کی ہی اہل سنت پر جہت نہیں اسلئے کہ سبوت عنہ امر لا
حدیث علی المدعا ہی نہ فی و اثبات حدیث اگر حدیث ثابت ہو ہی اور اسکو مدعا سے سکا
ہوا تو کیا حاصل کوئی گسستی منکر حدیث کا نہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ غیر متواتر ہی اور مدعا پر
نفس نہیں حاصل و سکا حرف مودت اہل بیت و احترام و عظمت ہی و بس چنانکہ مقابلہ قرآن
کہ اکثر نقیض ہی نیز ای بات کو چاہتا ہی و قدر بیانہ فیما مضی قولہ عقل و انصاف و ایے ذرا
تامل کے اس حدیث کو پڑھیں کہ حضرت نے بابت منک قرآن و اہل بیت کے کیا کیا
شدید فرامی اور عدم منکالات کو متعلق ساتھ افتد و منک انکی کے کیا الخ جواب یہ

صفحتہ اجزاء

موضوع کہنا احصاء کا احادیث پر مرقعہ نوی کو

ذکر مستقیم

اہل سنت کا یہی ہے اور اسی پر عمل کرتے ہیں دلیل اسکی یہ ہے کہ سارے عقائد و اعمال و احکام فقہی اہل سنت کے ماخوذ ہیں کتاب اللہ سے جسکو شہید جو وہ کتب حقائق و اصول فقہ کو قرآن سے ملادیکھے اور جتنے طریقے سلوک و سیر و احوال و مقامات ارباب باطن میں وہ سب مستغاض و مستغاد ہیں اللہ ہر کسی چنانچہ نمونہ اسکا ہے واللہ ہی فاعلموا ان لا یغفل عنکم شیئاً کہ انہوں نے قرآن کو محرف عثمانی ٹھہرا کر ایک طرف چھوڑ دیا اور عورت کو غائب عن الابصار بنا کر ایک طرف نکال دیا اور جو اللہ ماضی تھے ان کے اقوال حق کو فقیہ و توریہ پر محمول کر کے الگ پھینک دیا اور ان میں کہنا اور وحوش کو ترجیح دینا ہونگے جدائی ڈال دی معلوم نہیں کچھ غیر خدا کو کیا موند دیکھا میں گئے اور اس گناہ کا کیا عذر بترانگناہ لائینگے قولہ و اکاون لوگون پر جنہوں نے حکم انخضت کو طاعت کیا میں کہہ کر بطریق تقلید اللہ مصروعی اسوۃ و عبائہ غیرہ کا گلے میں ڈالا و یکدست متابعت اسوۃ من سے دست بردار ہو کر کتب فقہانی میں اقوال لغویان و جنبل و مالک و شافعی و ابو یوسف وغیرہ کو لکھ کر اللہ ہر کسی سے سونہ پیرا اور عقائد قرآن اہل بیت پر کہ وارث دین نبی و عالم کتاب اللہ میں لکھا جوا بہر موجد ان او سکے شیعہ شیعہ میں نہ اہل سنت سنیہ و نہ داعی فعلیہ البیان اور وجہ عدم اخذ قرآن مسائل کی اللہ ہر کسی اور وجہ اخذ کی تاثر ایدہ سے یہ ہے کہ امام نائب نبی کا بی اور نبی صاحب ہر ہی نہ صاحب مذہب اسلئے کہ مذہب نام اس کا بی جو بعض امتیوں کو فہم شریعت میں کشادہ ہو اور اپنی عقل سے چند قاعدہ مقرر کریں کہ موافق اس کے مسائل شریعہ کو اس کے ماخذ سے استنباط کریں اسلئے اس میں احتمال خطا و صواب ہوتا ہے اور جب امام خطا سے معصوم ہو اور حکم نبی کا کوتاہی تو انتساب مذہب کا طرف اس کے معقول نہیں اسی سبب مذہب کی طرف حقائق و جبریل و ملائکہ و انبیاء کے کوٹنا ناوالی سخت ہے بلکہ فقہائے صحابہ کو کہ باقیین ابو حنیفہ و شافعی سے افضل ہیں جن مذہب نہیں تھا بلکہ ان کے اقوال و افعال کو ماخذ فقہ کا اور دلائل احکام کا سمجھتے ہیں اور وسائل وصول علم شرعی کا غیب سے جانتے ہیں اور نیز اتباع فقہائے مذکور کا عین اتباع اللہ ہی ہے اسیلئے کہ انہوں نے فقہ و مذہب تو اہل سنت و اہل بیت سے حاصل کیا ہے اور سلسلہ تلمذ کا

وجہ اتباع امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام ابو حنیفہ

ان صاحبوں تک پہنچا ہی نہیں تھا کہ ان کا نزدیک اہل سنت کے زیرِ بغیر و اصحاب کبار کا ہی کہ اتباع کا
مقصود ہی تکلیف انتساب نہ ہوگا اور تکلیف نہیں کرتے شدید ہی اگر ذالضعاف پر ائین تو معلوم کریں
کہ یہ بھی اتباع اُن لوگوں کا کرتے ہیں جو آپ کو سب طرف ائمہ کے کرتے ہیں اور دعویٰ خدا کا
اور اُن سے کہتے ہیں اتباع ائمہ کا بلا واسطہ چنانچہ صفحہ ششم سالہ سے جہاں اپنے فرق اصولی
و اخباری لکھا ہی ثابت ہی صرف اتنا فرق ہی کہ متبع اہل سنت کے اصول عقائد میں مخالفت ائمہ ہی
نہ تھے اور ائمہ نے اُن کے حقیقی بشارات دئے ہیں کہ ان کی کتاب ماسیحا کا الاحقاق و نسخ الحق و
منہج الکرامۃ بجلال قبرمان شیعہ کے جیسے ہشامین اصول طاق و ابنِ ابن وغیرہم کہ اصول
عقائد میں صریح مخالفت ائمہ ہی ہیں اور ائمہ نے اُنسی نیز ارمی کی ہی اور اُن کے بطلان عقائد
گوای ہی اور کہ اب اور مغتری لقب بخشا بلکہ محافل سے نکال دیا گیا مگر منور و جہانیا سبق قولہ
اس حدیث قطعی سے ثابت ہوا کہ انھیں سے مقتدات دینی و احکام شرعی میں ہر جو حالہ و نہی
کیا ہی پس ہر جو کسی تنسک کرے وہ مہدی و ہادی ہی اور جو کوئی مخالفت ثقات میں کرے گمراہ
بے دین ہے جو اب حقیقت الامر یہی کہ منصب امام کا اصلاح کرنا عالم کا اور دور کرنا فساد کا
پس جس فن میں تصور پایا و اسکی تکمیل کرے اور جو روش صواب پر ہو اور سکو بجا و چو کہ
باحتصیل حاصل اہمال ضروریات لازم تاوے سو حضرات ائمہ نے اپنے زلف میں اہم مقام
مقدمہ سلوک و طریقت کو قرار دیا اور تدریج شریعت کو ذمہ اصحاب شہدین پر چلا کیا اور خود
منوجہ طرف عباد و رعیت و تہذیب و تمدن کے ہوئے اور عہد کو تعین اذکار و اوراد و تعلیم و دعوت و صلوات
و تہذیب و اخلاق اور اتقان فرائد سلوک بر بلند و اشراف طریق اخذ حقائق و معارف از کلام خدا و رسول
وغیرہ میں مصروف کیا اور سب غیبت و حجب خلوت کے انتفاع طرف استنباط مسائل اجتہاد کے
تقریبا اسی جہت سے دلائل عالم طریقت و غوامض حقیقت و معرفت اُن سے بہت منقول ہیں
اور سارے سلسلے ولایت اہل سنت کے انہیں کی فہمات عالیات میں منحصر ہیں حدیث ثقلین ہی اس
مشیر ہی اسلئے کہ کتاب شد واسطے غلام ہر شریعت کے کافی ہی اور علم لغت و اصول جس کا تعلق وسیع

نفسیہ نام و درالکرام

و عقل سے ہی اعانت فہم شریعت میں کافی ہے اور مسیح حاجت ارشاد کی امام کی نہیں جو چیز کے محتاج تعلیم
امام ہی وہ وظائف سلوک طریقت ہیں کہ کتاب اللہ سے صراحت مفہوم نہیں ہوتے اس لئے ائمہ ہی
نے اویس سے قطع نظر فرما کر ساری بہت مصروف مسلک کی اور اراول کو بطریق اجمال التفکر کے عقل
و علم جمہورین چھڑا لہذا اجماع شیعہ و سنی کو ہی کتاب کسی امام نے تصنیف نہیں کی اور کسی علم
اصول فروع کو مروی کیا کہ سبب میں دین و کتاب کے ہستنا چاہل بہر بلکہ روایات و احکام صحاح
ائمہ منتشر تھے اور قواعد امتداد و مخفی و مستور تو اب انگریزی کی کہ ایک شخص ایسا ہو کہ اون سے ہر ایک کو
جمع کرے اور قواعد کو متبع کر کے علویں طعنیں لکھے اور دنیا و رسم امین اختیار ڈالے بنا و علی
ثابت ہے کہ حبیط نسبت مذہب کی طرف کسی امام کے بے معنی ہے اس طرح اتباع امام کا بے واسطہ
غیر جمہور کو نامکن لہذا استقلال کو اتباع شریعت میں بے واسطہ الٰہی ہوتا ہے چار نہیں اور شیعہ اگرچہ
اول ہا میں عوی اتباع ائمہ ہی کا کر سہتے ہیں لیکن مسائل غیر مخصوص میں متبع حقیقی اپنا
مجتہدین طائفہ کو مثل ابن عقیل و غضائری و مرتضیٰ و شیخ شہید وغیرہ کو ٹھہراتے ہیں اور انکے
اقوال پر فتویٰ دیتے ہیں اگرچہ مخالف روایات صحیحہ اخبار یہ ہوں اور حسب تقلید مجتہد کی باوجود مخالفت
بعض روایات ائمہ کے انکے نزدیک بھی جائز ہے اور مانع اتباع ائمہ سے نہیں پس اہل سنت کو اتباع
ابو حنیفہ و شافعی میں کیا گناہ لازم آتا ہے غایۃ ما فی الباب یہ کہ بعض اقوال انکے بھی مثل اقوال مجتہدین
شیعہ کے مخالف بعض روایات ائمہ ہی ہوں حالانکہ فی الواقع یہ روایات و مخالفت باوجود اتفاق
و اتحاد اصول و عقائد کے خاد نہیں اور خیر اتباع سے باہر نہیں لائے حبیط محمد بن حسن
و تائی ابو یوسف شافعی و ابو حنیفہ میں اور بعض جگہ انکی مخالفت کرتے ہیں اس طرح جمیع مذاہب میں
مخالفت جزیی موجب ضرر نہیں ہوتی اور سبب لعن طعن جب یہ مقدمہ تحفہ مہد ہو گیا تو اب
بات بھیر ہے کہ اتباع شافعی و ابو حنیفہ وغیرہ عین اتباع ائمہ ہی ہے اور تسک تقلید ہی ہے
جو اہل سنت بن پڑا جسے اسکے خلاف سمجھا مقصور فہم سے سمجھا قولہ بیان چاریم و
حدیث سفینہ جواب اس میں نہیں اپنے حدیث مذکور کو روایت حاکم و احمد و سیوطی و ابن

و اتفاق نہ تعلق تصرف بالشفاق اور ہونا انکا علی سبیل الاتصال لازم نہیں بلکہ اتمام اس حد کو
وقت ظہور خلافت راشدہ قریباً م ساعۃ تک چاہئے چنانچہ منجملہ انکے بعضے ظاہر ہوئے جیسے خلفاء
اربعہ و حضرت امام حسن مجتبیٰ و عمر بن عبدالعزیز اور باقی ہوں گئے اکثر طرق حدیث مؤید ہیں
کے ہیں جس طرح صحیح مسلم فتح الباری وغیرہ معلوم و ثابت ہوتا ہی تھا ازلہ انہیں نے کچھ
کہ باتفاق روایا فریقین زمانہ ان بارہ خلیفہ کا قیامت تک کچھ گامزن تیب جوہ و بیان سہمی
اونکے ذمہ اہل سنت پر غمہ لازم ہی کہ ہنوز قیامت کو مہلت و راز ہی انتہی آور صدر حدیث
قرنیہ جلی ہی اس امر پر کہ مراد خلفاء سے صاحب الامر والا حکام ہیں لا غیر چنانچہ لفظ لا یرا
ہذا الذین عزیزاً منیہا الی اثنا عشر خلیفہ کلام من قریش سے ظاہر ہی آوری ہی اس لئے
کہ دین محمدی عہد خلفاء راشدین میں ہمیشہ عزیز و منبع رہا بخلاف ائمہ ہدی کے کہ انکے
میں ایسا ضعیف و ذلیل ہوا کہ خود ائمہ کو ضرورت تھی کہ وہ پیش ہوئی حتی کہ جو انہیں نقلت
و قائم و صاحب الامر میں وہ ہنوز غار ستر امین مستور ہیں اس اثنا میں اگرچہ بسال ہزار مہجر
عمر و ملت صفویہ میں غبار شیخ حاضیض خاک سے اوج فلک الافا کال تک پہنچا اور سرزمین ایران
کلاب علی و خاندان ائمہ سے پڑ ہو گئی لیکن جناب مہدی ہادی نے حال زار اہل رضوی رحمہم
اور اہل اسلام سے انتقام نہ لیا اور رضی بخروج ہونے پس نہ انکا مصداق ان احادیث کا
ہونا علاوہ اسکے طرق حدیث مذکور میں ہر جگہ لفظ خلیفہ و امیر و رجل و کلام من قریش ہی
نہ لفظ امام و من ہی ہاشم اور ائمہ باتفاق فریقین بلقضا امر اور حبال و خلفاء یا نہ نہیں کہے جا
اور کلام من قریش ہی عام ہی ہی ہاشم وغیرہ سے نوچا ہے کہ مصداق ان حدیثوں کے
وہ لوگ ہوں جو خلیفہ کہلاتے تھے اور قریش تھے گوہی ہاشم ہوں نہ وہ جو امام کہلاتے
ہیں اور انکے ہاتھ سے کوئی کام تنفیذ احکام شرع کا وجود میں نہ آیا اور یہ نہیں بلکہ خلفاء
راشدین یا بعض امراء بنی امیہ و بنی عباس حتی کہ امامیہ بھی انکو بلقضا خلفاء تعبیر کرتے ہیں
چنانچہ آپسے ہی اسی سارا کہ میں کئی جگہ بلقضا و بنی امیہ و خلفاء حسب یہ تعبیر کیا ہی ہے

عقوبت خان

ذریعہ تہذیب

اہل سنت و جماعت تین خلفاء اثنا عشرین مختلف و متوقف ہیں سو یہ اختلاف مضر مقصود نہیں اسلئے کہ اختلاف فرق شیعہ کا تعین امام میں بعد جناب مرتضیٰ کے بدتر ہی توقف اہل سنت سے کہ بعضے پانچ اور بعضے سات اور بعضی آٹھ اور بعضے بارہ اور بعضے تیرہ کہتے ہیں اور جو بارہ پر قانع ہیں وہ بھی احوال ائمہ سے انکار امامت نقل کرتے ہیں جس طرح انکار زید شہید کا امامت محمد باقر سے اور تنازع کرنا محمد بن حنفیہ کا امام زین العابدین سے بابت امامت کے یہاں تک کہ جہر اسود نے فیصلہ کیا بناؤ علیٰ ذہا اہل سنت موقع طعن نہیں اور امامت کی خلافت مذکور نہیں بلکہ یہ امامت بمعنی پیشوائی ہی قولہ بیان ششم در منصب خلافت جواب ثبوت منصب کا موقوف ہی و دوا مرہا یک یہ کہ وصیت و نص نبوی خلیفہ نما افضل ہونے مرتضیٰ علی پر کتب صحیحہ اہل سنت سے ثابت ہو و و نہ خط القتا و دوسرے رغبت کرنا ابو بکرؓ وغیرہ کا خلافت میں اور یہ بھی غیر ثابت ہی اسلئے کہ کتب امامیہ سے بے رغبتی بلکہ کنارہ جوئی ابو بکرؓ کی تقلید خلافت سے ثابت ہی خواجہ نصیر طوسی نے تجرید العقائد میں لکھا ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا است بخیر کم و علیٰ فیکم اسے صلح ملا عبد اللہ مشہدی قائل ہی ساتھ کمال زین العابدین کے زخارف دنیا میں اور جواب امر اول کا سابق گذر چکا ہی قولہ یہ قصہ پر غفرت کتب شیخین بشرح و بسط مسطور ہی یہاں لب لباب اور کا مختصر ذکر کیا ہی جواب یہ لب لباب کتب شیعہ منقول ہی اہل سنت پر حجت نہیں مہذا اس سے ثابت ہی کہ خلافت ابو بکرؓ کی باجماع مہاجرین و انصار مہرئی اگرچہ بعد رد و بدل بسیار ہوا اور یہی دلیل عدم غصب ہی عن سخن شناس دلبر حسنطرا ایجا است قولہ کہ شیخین لشکر اسامہ سے جدا ہو کر عقبہ ساعدہ میں مجلس اہم ہوئے جواب جس صورت میں کہ روایت حجتین ملا باقر مجلسی سے رجوع کر لو خود اسامہ کا شدت مرض نبوی کو سنکر ثابت ہوا تو مراجعت شیخین کی کیوں کہ مختلف ٹھہری اسلئے کسی فرقہ اسلام نے عتاب نبوی کو ابو بکرؓ وغیرہ پر بابت اس رجوع کے نقل نہیں کیا اور نکلنا شیخین کا ہمراہ لشکر اسامہ کے اور رجوع کرنا اونکے

ساتھ مسلم فریقین ہی خصوصاً اور وقت کہ اس امر نے خود بیت ابو بکر سے کی اور اس بیعت میں امامیہ نے
 جبر و اکراہ یا انہیں کیا ہی قولہ الامام عبد بن عباد نے بیعت نہیں کی اور تا شہادت ملتفت ہوئے
 جو اس اصول حق محرقہ منتهی الکلام میں دیکھ لو کہ بیعت کرنا سحر کا ابو بکر رضی اللہ عنہما سے ثابت
 ہی وقد سبق الکلام فی قولہ بخاری و مسلم وغیرہ میں ذکر توقف بیعت جناب امیر کا صاف لکھا ہی
 جو اس جہان یہ لکھا ہی و ان عذر توقف بھی لکھا ہی اور مسکو میں آپ نے ذکر کیا اور لا تفر
 الصلوۃ پر عمل کیا حالانکہ توقف بیعت اگر ثابت ہو تو بھی قاضی حجت خلافت میں نہیں کہ لاکھ کلام
 قولہ وایات ائمہ سے ثابت ہی کہ جناب امیر نے سوا آنحضرت کے کسی سے بیعت نہیں کی اگر
 جناب امیر بیعت کرتے تو نماز عنت نہوتی امر دین میں جناب امیر سے متاثر توقف بے معنی ہی
 اور سختی جو کہتے ہیں کہ دوسرے دن اکیلے اگر ابو بکر سے بیعت کی محض دفع ہی جواب
 اگر یہ بات ثابت ہو تو شیعہ کو بڑی مشکل ٹپگی اسلئے کہ ابن مہتمم بحرانی نے شرح نہج البلاغۃ میں
 بذیل ذکر خطبہ تشقیق لکھا ہی کہ اکثر امامیہ اس طرف گئے ہیں کہ جناب امیر نے ہرگز خلیفہ اول سے
 نہیں کی طوعاً نہ کر پائے یہاں سے اس بات پر حکم کر سکتے ہیں کہ جناب امیر مثل امام حسین رضی اللہ
 عنہما معتقد تقیہ تھے یا قائل ہوں اس بات کے کہ اہل بیت پر اہل وقت کچھ ظلم و ستم واقع نہیں ہوا اور بظنون
 حضرت امیر تھا اور یہاں اکثر مطاعن برہم ہو گئے انتہی حالانکہ تارک تقیہ مثل تارک الصلوۃ ہی بلکہ
 بدوین حتی کہ بعض امامیہ جناب امیر اپنے عہد خلافت میں ہی تقیہ کرتے رہے اور قدرت ملاوٹ
 مرتضوی کی ذہائی اس صورت میں دیکھئے کہ وجہ دفع اس تنازع کی کیا ہو گی قولہ متواتر اخبار بیعت
 اور انہما تابع حق خود سینوں لکھا ہی جواب پانچ اسکا بجز تفاوت کریمہ لفظہ اللہ علی اکابرہ
 اور بکہ نہیں ہو سکتا اور نیز معلوم نہیں ہوتا کہ متواتر آپ کے اصطلاح جدید میں کس کو کہتے ہیں کہ
 ہر جگہ آپ متواتر لکھتے ہیں قولہ خطبہ تشقیق جناب امیر سے حال ثلثہ و غصب خلافت کا ظاہر
 کہ آئندہ مفصل کہا جاوے گا جواب اگر یہ خطبہ کلام مرتضوی سے بطور شیعہ ثابت ہی ہو جاوے
 تو کیا اہل سنت پر حجت ہی کہ کہہ ان کے مسلمان نہیں والزم خصم بدوین مسلمان خصم بدوین

بیعت کرنا سحر کا

وقف مرتضوی اور بیعت کرنا جناب امیر کا

خطبہ تشقیق مرتضوی

حالا کہ الماسیہ کے پاس نفس الامرن کوئی دلیل واسطے صحت اس خطبہ کے موجود نہیں خود شام حین
 نہج البلاغہ نے زوات خطبہ مذکورہ کو ضعیف کہا ہے اور خطبہ کو احادیث میں تحسیر یا ہی چنانچہ ہرگز
 و مفسر ہی ہونا اسکا جناب میرزا و اعظمیہ نقلیہ کلام قدر استیعہ ناظرانہ الاتین پر مانند مہر غرور کے
 روشن ہی معذ لک بفتح اشعر کا شرف و دین کو کرنا سیکھ نہ ای و سچا نہیں جو بتا ہی ہے ہر حکومہ
 شوق خطبہ شفقہ روز افزون رہا اور یہ وعدہ بھی اشل اور مواعید عروہ کے قرین ایفا ہوا اور
 مزید اشتیاقی یہ تھی کہ عبارت معجز بلاغت اور سنی سنائی کہ بہتر نظم قرآنی سے ہی چنانچہ کتاب ہر
 عبد الحی و شام عسری واضح ہوتا ہی وہی ہذا و من اعجب خصائص ان القرآن اختلاف الناس

فصاحت و بلغت فصاحتہ علی بن ابیطالب الی نہا تفت علیہا عند جاحی فصاحتہ القرآن و غیر
 من سائر الناس اتقی مقام لہروردہ قولہ بقول نمبر ۲۰ صفحہ زوات شریف مہدی اور اہل سنن
 نسبتی غرہ سے لغایت بابوین ربیع الاول مختلف کہا ہی جواب کلینی نے کافی میں باب ۱۰
 البنی و زوات میں کہا ہی کہ تولد اشعر کا بابوین ربیع الاول کہہ ہوا ہی اور زوات ہی بابوین کو تولد
 و رشد مہدی ہی اور صاحب جامع عباسی نے وفات ائمہ المہدیین صفحہ ۱۰۱۰ اور ہی ائمہ بابوین
 الاول کو کہی ہی تو یہ اشتباہ شیعہ میں ہی ہوا نہ تناسل میں حالانکہ روایت صحیح نزدیک اصل
 کے واسطے ولادت و وفات کے دواز دہم ربیع الاول یوم الاتین ہی فقط قولہ اول وقت کوئی
 کے واسطے ثانی کے ثالث کے ہاتھ سے وصیت نامہ مشعر و بعد ہی کا لکھو یا ثانی نے دم نہ مارا

جواب یہ تمام روایات موضوع مفسری ہیں ہرگز کتب المسند میں اور کتا نشان میں و من ادعی
 فعلیہ البیان لیکن حرف استقدر ثابت ہی کہ اول ثانی کو واسطے خلافت کے متعین کیا اور اس
 کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہیں اگر بیان کرو تو جواب دیا جاوے اور لکھو انا وصیت نامہ کا اور وصیت
 کرنا عمر کا وقت انتقال کے ابو طلحہ انصاری کو واسطے قتل چھ شخص کے اور کیفیت بیعت عثمان
 الی غیر ذلک مجموعہ لیس تھی و لا اصل ہی لایا کہ اللہ فی و ضہما اور اسی وجہ سے اپنے اس حکم
 کتب کے اگرچہ حسب و طریق فرض ہوں تلیے ہر چند بفضل تعالیٰ بر صدق معاملہ و راستی

تاریخ ولادت و وفات مہدی

ذکر وصیت نامہ خلافت عمر

گفتار صامی آج تک کہی کوئی روایت مطابق منقول عند باوجود اسم نویسی کتب ہی نہیں ہوئی سچ ہی
 مشہور خلاف پیر کسے رہ گزریہ کہ ہرگز بمنزل خواہر سیدہ قولہ حال ثلثہ و کیفیت غصب خلافت سالہ
 ستر من ستر مین صاف و معطل جسے کہی ہی جو اس پیر سالہ ہی تک دیکھنے میں نہیں آیا مثل صاحب
 سدر من راعی غیب کبریٰ میں ہی مہذا جو کیفیت او میں لکھی ہوگی وہ ہی اسی قبیل سے ہوگی کہ اکثر
 تامل علی البعیر عفتس کن زگلستان من بہار انا قولہ بیان ساتواں بیعت مکہ نے میں جناب امیر
 علیہ السلام کے اور طلبہ کہ نہیں اپنے حق کے واسطے اتمام حجت کے جو اس جو زبان اپنے اسجاہ کما
 مجموع تواریخ شیعہ منقول ہی اور روایات شیعہ سنی پر حجت نہیں علی الخصوص جو روایت خود
 اخبار و قصص من مخالف مخصوص تہ ہر وہ موضوع ہوتی ہی کما ہو المقر عند الحثین اور سابقہ
 چکا کہ اخراجات قرار بیچ پر فریقین اعماد نہیں کرے پھر ہر جگہ مشک الابطیل سے کر کے الزام انت
 چاہنا بغایت بے شرمی ہی قولہ عمار بن یاسر و ابو ذر غفاری و سلمان فارسی و مقداد و صہیب
 عباس و جابر بن عبد اللہ و ابی بن کعب و خدیفہ و ابولوب و سہیل بن حنف و ابوالثیم و خزیمہ بن ثابت
 و ابوالفضل و سعد بن عبادہ و ابوسعید خدری و بریدہ اسلمی وغیرہ کہ ہمراہ حضرت امیر کے تھے ولایت
 کہتے تھے کہ اسی فلان فلان کتنے جلدی تم حکم خدا و رسول سے پھر گئے الخ جو اس یہ چند
 صحابی قریب پندرہ سو نام کے جو اپنے لکھے ہیں اظہار کرنا انکالض غیر وغیرہ کو اصل میں
 طبری نے احتجاج میں ذکر کیا ہی سور وایت مشی صراح احتجاج سنی پر باقرار میں جائسی وغیرہ
 نہیں مہذا اسل احتجاج میں بطور شیعہ دو خدشے ہیں ایک یہ کہ موسیٰ ہونا اسقدر صحابہ کا جنو
 تصریح اکابر امامیہ غیر صحیح ہی اسلئے کہ مجالس المؤمنین میں امام محمد باقر سے نقل کیا ہی کہ سب شاہر
 صحابہ مرتد ہو گئے مگر میں نفر کہ سلمان و ابو ذر و مقداد و عمار بن یاسر سے کچھ انحراف
 اکتی اور تردد ظاہر ہوا تھا لیکن پھر رجوع طرف حق کے کیا انتقی اور کلینی نے روضہ میں ابی جعفر سے
 روایت کی ہی کہ مرتد ہوئے لوگ بعد نبی علیہ السلام کے مگر میں آدمی مقداد و ابو ذر و سلمان
 اور ابن طلحہ بنحس نے خلاصۃ الاقوال میں لکھا ہی کہ ابو جعفر نے کہا الخ او پیراوتے پوچھا کہ عمار کیسے

اکابر انصار علیہ

اکابر صحابہ و انصار کما

فرمایا مدد کیا پھر جمع کیا پھر فرمایا کہ اگر تو چاہے ایسے شخص کو جس میں شک نہ رہا نہ میں باہمی
 اور وہ اہل نہیں ہوئی اور میں کوئی چیز تو وہ مقدادی بطریقی نے خود احتجاج میں لکھا ہی کہ سترہ سو
 لوگ بعد از تحریک کے ہزار گوسالہ پرستوں کی انتہی اور سبب اس الزام کا انفرادی ہی نہ ترک عمل
 یہ ہی کہ بعد تحقیق بہ دو چار ہی مومن نہیں ٹھہرتے چنانکہ ضعیف الایمان ہونا البورہ غباری کا
 ہمارا مجلسی حیات القلوب سے ثابت ہی اور سلمان فارسی ناکت سومینوی تھے اور عمار راوی
 بریں کہ مترہ سے پس اگر فرض کیا جاوے کہ طایف تحقیق سید مرتضیٰ مدتبرہ العوام کا وہ میں کہ کہا ہی
 کہ چودہ صحابی رفیقی تھے انہوں نے ہرگز لطیف خاطر ابو بکر سے بیعت نہیں کی جب بت غریب
 و شلاق کی پہنچی اور عفت و خشونت سے گزری اور سورت مترہ طرہ ابو بکر کے ہوئے الخ یہ لوگ
 منظر نفس تھے زامنیں لوگوں سے کتب اہل سنت میں ہی احادیث و اخبار کثیرہ و حیحہ مروی ہیں چہر
 جس طرح انکے قول پر اس جگہ اعتماد ہی اس سیرج ہر نگاہ چاہیے والا ترجیح بلا مرجح ہوگی لیکن یہ لفظ
 کیونکر کریں اس لئے کہ غرض انکی شیعہ نہیں لے من حرف اثبات قدامت تشیع مستحکم ہی نہ اور کچھ
 ہو کہ اتنی دوسرا حدیث یہ ہی کہ ایک بیان سے بلکہ جمیع شیعہ کی تحریر سے واضح ہی کہ ان سبوں
 وقت اعتقاد خلافت کے استہلال احتجاج کل محل صرف نفس غدیر سے کیا اور کوئی دلیل بیان کی گئی
 سے اور سنت رسول اللہ سے اور اس سے ثابت ہوا کہ بہت عمدہ حجت خلافت بلائیں سر قرضو کی ہی
 قصہ غدیر ہی اور مانی اولہ ساختہ و پرواقتہ مقلد ان شیعہ بلکہ ان سبب لایزال و مثال شیعان الطاق و مسلم الملک
 ہیں چنانچہ اسی جگہ سے سبحان علی آپ کے مکتوبات میں لکھا ہی کہ ہر گاہ و درجاب حدیث میں کثرت
 کہ ولائش اعلیٰ ہی بہ بیان بہت سکوت کر و مذہب و گروا بات کہ ہم سلک ایما کجا کی سکوت سے و زہر
 انتہی طغیان اور حال اس دلیل سابق مہرین را ز زمین ہر چکا ہی کہ بہ حجت اوہن من بہت استکبر
 و اخف من ورت التوت ہی فتم اللہ است و حصل اللطوب علاوہ اسکے کلینی و رضی و طبری و غیرہ
 قائل ہیں ساندہ انفرادی کے بنا برقیہ کما یجی حالہ اور نیزہ نکہ زب کرنا صحابہ کا نفس کو کہ چاہو
 انہما رسولہ مترہ آدمی کے خلاف بدایت عقل ہی اس لئے کہ انصار کو تو وقع خلافت کی اپنے گرو

میں قوی تھی اور یہ لوگ بڑے شجاع تھے چاہتے تھے کہ سعد بن عبادہ انہیں امیر ہوں چنانچہ پہلے
 ششم میں اپنے لکھائی کہ انصاروں کو باوجودیکہ پیار پڑے تھے متقیفین اور مالائے الی قولہ انصار
 نے کہا سنا امیر و نہ امیر انتہی لیکن جیسا ابوبکر نے یہ حدیث صحیح متفق علیہ شیخین کذا فی عماد الا
 لمون بحاشی وغیرہ من کتب الحدیث الاثر من قریش حنفی سبکے سب جپ رہ گئے اور صدیق
 بیعت کی پس اگر حضرت امیر ہی مع ہفتہ صحابہ کے مثلاً اظہار رض غدیر کا کرتے اور وصیت
 نبوی یا ولاتے ممکن تھا کہ یہ لوگ انکار صریح کرتے اور دو مہینے کئی دن میں او کو بھول
 جاتا اور باوجود تذکیر یاد کرتے اور دیوے و دہشت بیعت مرتضوی سے متقاعد ہوتے خصوصاً صحابہ
 سعد بن عبادہ کہ رشتہ دار بنی ہاشم تھے اور سیطرح کی عداوت حضرت امیر سے نہ کہتے تھے
 بعد ثبوت رض الزام وہی بنی ہاشم اور رجال یاس کے ملنے ریاست ضرور دعوی ابوبکر کو فاسد کرتے لگے
 سو کھر ابو صبیہ کے کوئی اعوان ابوبکر میں نہ تھا کذا فی کشف الغمہ وغیرہ عقل سلیم ہرگز اسکو
 قبول نہ کریگی کہ یہ سب لوگ وقت ایسی خاصیت غلط اور مقدّر عمدہ کے ایک مرد ضعیف ہے
 اعوان کے بات قبول کر لیں اور قول بنی ہاشم واعوان مرتضیٰ کو باوجود بادہی رض قاطع
 جلی و کثرت عدد و عدم سالات جدیریہ کے پذیرا نہ کریں اور جناب امیر جن سے اس
 دین میں بقول آپکے مسالہ و توقف کچھ معنی نہیں کہتا انتہی متوقف و متاہل ہوں خصوصاً وقت
 کہ عثمان و عبدالرحمن وغیرہ کہ مع بنی امیہ و بنی نہرہ کے خلیفہ ہونے ابوبکر کے حصول ریاست
 ناامید ہو گئے تھے چاہے تھا کہ اعانت مرتضوی کرتے حالانکہ انہوں نے بھی دم نہ مارا
 اس ثابت ہوا کہ وجود رض اظہار رض و غیرہ واقع میں والا جناب امیر وقت بغی معاویہ کے پہر
 اس رض ناطق سے الزام دیتے حالانکہ اس وقت موقع احتجاج میں صرف یہی لکھا کہ بالی الدین
 باعوا ابابکر و عمر الخ کذا فی نہج البلاغۃ اور فرمایا انما الشوری لہما جریں والا انصار فان اجتمعوا
 علی رجل و مومہ اما ما کان لہذا رضیا الخ کذا فی نہج البلاغۃ اس سے معلوم ہوا کہ مشورہ
 اہل متقیف کا حجت ہی جسکو وہ امام بنا دین وہی اللہ کے نزدیک ہی امام ہی جیسے ابوبکر صدیق

حاضر ہونا جائز نہی ہو

رضی اللہ عنہ قولہ عین ہی کہ جنازہ خیر البشر پر حاضر ہونے کا جواب اگرچہ مجموع بہر روایت
باطل موضوع ہی لیکن خاصہ بہر جملہ مخالف تصریح اہل سنت ہی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
و انصار کا جنازہ حضرت خاتم المرسلین پر بلا خلاف بالاتفاق ثابت ہی خاصہ شیخین کا چنانچہ ملا
سیف و بصرو و مفتی وغیرہ سے بروایت شیعہ ظاہر ہی پس انکار اسکا مکابرہ بحت و عناد و من
ہی قولہ واللہ اگر عہد ساتھ رسول خدا کے نہ تو داعی تے کہ ساتھ اس جمع قلیل کے کیا دیکھتا
جواب یہی جملہ مقتضی باوجود عدم ثبوت عہد و دلیل صحت خلافت ابو بکر ہی کیونکہ مشعری
کہ وصیت مہدیوی مخبر تھا انکی خلافت اور ان کے صبر علیہ الامیہ لکھا ہی کہ عکس عم نبوی
نے مرقضی علی کو ترغیب دی خلافت پر لیکن ادھر ان کی رغبت کی کذا فی علل الشرائع اسبیح ابو
سفیان فوج کشی اپنے ذمہ پر لیتے تھے حضرت امیر نے نماز اسبیح جناب امیر بعد بشوات
عثمان خلافت کو قبول نہ کرتے تھے چنانچہ بیخ البلاغۃ میں ہی انا لکم ذریر خیر لکم منی امیر
پس اگر دیکھا کہ خلافت کوئی وصیت نبوی ہو تو توجہ انکار کی خلافت سے کیا تھی کہ امیری چھوڑ
و ذیری چاہتے اس سے معلوم ہوا کہ خلافت ابو بکر حق ہی اور محمد نبوی اور وعوی رضی و سبط
جناب امیر کے ناحق قولہ و لائل النبوة و خلاصۃ المقال میں لکھا ہی کہ محمد بن ابی بکر و عبد اللہ بن
عمر و یحییٰ بن زکریا تھے الی آخر القصہ جو اب حامل اس قصہ کا یہ ہی کہ ان دونوں صاحبوں نے
اپنے اپنے والد ماجد کو رض خیر و غیر و یاد دلا کر فائل کیا اور حقیقت مرقضوی ثابت کی اور
اور ابو بکر و عمر دوم لا جواب ہوئے سو یہ قصہ اگرچہ تجرین عبارت اپنے تحفۃ الشیعہ سے منقول
ہی لیکن نسبت اسکی طرف دلائل النبوة کے اگر تائید یہی مراد ہی تو صریح افترابی ہر گز
اسکا اتنا تائید نہیں والبیان علی المدعی اور کتاب خلاصۃ المقال چھوڑا حال ہی اور روایت
ایسی کتاب سے جائز نہیں کہا مر فیا حق اور یہ قصہ بعینہ ایسا ہی جسطرح شیعہ کہتے ہیں کہ
کالی لوندی نے یارون رشید کے سامنے دلیل قطعی سے حقیقت تشیع کی ثابت کر دی
اور کسی کو جواب آیا یا حلیہ بعد یہ مرضعہ آنحضرت نے سامنے حجاج بن یوسف کے تفضیل

قصہ محمد بن ابی بکر و عمر

علی الشیخین واضح کردی اگرچہ زمانہ ان دو نوکا و اندھین یعنی جلیہ و حجاج کا چنانچہ یہ دونوں بانی کلمہ تھے انہوں نے
 مرقوم ہیں اس طرح یہ کہانی بھی ہی اگر جواب و سوال مذکور میں کوئی ادنیٰ تامل کرے معلوم کر لے کہ
 فریہ بلا مرتبہ ہی خصوصاً یہ فقر و حجت نامہ فرانی سن نہایت و ان جاہل علی ان لشکر بی نامہ لک
 علم کلاماً قطعاً انتہی عجائب و کمالات سے ہی اس لئے کہ شیخین نے محمد و عبد اللہ پر کب بابت اپنے
 بیعت کے اکراہ و حیر کیا جس پر یہ حجت نامہ فرانی پیش کی اس بنا کو کتب اہل سنت سے ضرور ثابت کرنا
 چاہئے اور نہ کہ بیعت مرتضوی اور قبول بیعت شیخین میں کوئی اشک لازم آتا تھا جس پر یہ دو
 دوام مجاہدی معنی شکر کو بوجہ اور دلیل کو نظر کرنا کامروا فرض کئی ویس ع اندین باغ و چٹان
 بکارت مگر اس کی طرح معنی اذہل و یح کلفیتین فاقوا الاخر منہا خوب کہنے ہوئے کہ سعد سے
 کر کے توڑی پھردوسری بیعت ابوبکر سے جڑی حالانکہ پہلے وہاں بیعت سعد میں ایک بکرت
 در و در لاحق ہوگا اور مطلب یہاں نہ بنے گا چنانچہ معانی حدیث کے فقہ برکت ابامیہ شاہد ہیں
 کہ خلافت ابوبکر کی بعد الاح و تجویز اصحاب ہوئی تھی قریش انصار سقیفہ بنی سعد میں فراہم ہوئے اور
 تنازع کیا ہر قوم چاہتی تھی کہ خلیفہ ہم میں سے ہو بعض خلافت حضرت امیر کی اور بعض
 حبس کی اور بعض صدیق اکبر کی تجویز کرتے تھے آخر قریش غالب آئی اور خلافت
 ابوبکر مقرر ہوئی اور سوقت کسی نے نہ آیا و لکن تم کہتے کہ تلاوت کیا اور نہ نص غدیر یاد دلائی
 اور نہ خصوصیت جناب امیر کو واسطے خلافت کے بیان کیا پس بفقہ اجماع امتی علی انضال
 تجویز اصحاب منافی شان مرتضوی نہیں ہو سکتی مگر کہ او با اطلاع مکی ہوا اور صدیق اکبر
 متصف بفضائل پاکر خلیفہ کیا باب چہارم فصل اول منہج الافاضلین میں لکھا ہی کہ بعض
 صحابہ ابوبکر کو نصیحت کی جبوقت وہ منبر پر تھے ابوبکر شہیدان ہوئے اور منبر سے اتر کر
 اور تین دن تک باہر نکلے شہر دن گھر گھر سے اور مباحین سے اقالہ بیعت چاہا
 پس اس سے خلاف فریقین ثابت ہوئی کہ ابوبکر واسطے سمجھا سنے جماعت کے سقیفہ میں گئے
 تھے نہ واسطے لینے خلافت کے والا بعد حصول مطلوب نہ امت و اقالہ کہیں بلکہ حاضرین

خلافت ابوبکر باجماع صحابہ کرام

کہ ہزار ہا مہاجر و انصار و اہل بدر تھے ابو بکر کو کہہ بسا بقیت ایمان و حقوق خدمت نبوی و حسن
 میرت تحقیق تھے اور ہمیشہ حضور انحضرت میں محترم و معزز رہے چنانچہ اقرار اس بات کا اپنے ہی
 صفحہ ششم میں اس عبارت سے کیا ہے کہ ہر سترہ در زمان جاہلیت ہم از معارف مکہ بودند و عز
 و حرمت داشتند ہر گاہ اسلام ظاہر کردند و شریک حال حضرت گردیدند و چشم حضرت موقر
 گشتند انتہی بل غفلت لائق خلافت باکرہ تجویز کیا اور سب سباضی ہوئے اور اہل اسلام سے
 منازعت جاتی رہی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہاشم تھے زبئی امیہ قریش تھے اور الائمہ من قریش
 جمع علیہ فریقین ہی خصوصاً دنیا ازواج مطہرات نبویہ نظر تھی تو یہ تدبیر بغایت حسن واقع
 ہوئی اور اس وقت میں قبول کرنا ابو بکر کا خلافت کو عین خفقت تھی مسلمانوں پر کہ اگر حرم اہلی
 بامتی ابو بکر اس لئے کہ ابو بکر خلافت قبول نہ کرے تو مفسدہ عظیم امت میں ہوتا اور آخر وقت
 خلافت عمر فاروق و کوسر و کی والا وہی ہوتا جو بعد اسکے ہو اور شرکایت حضرت امیر کی کتاب امین
 اس بقدر ہی کہ اگر بگو شرک یا مشورہ نہیں کیا نہ یہ کہ ابو بکر کو لائق خلافت کے نہ جانا کشف لغہ
 میں بکر قتل عثمان لکھا ہے کہ جب لوگ واسطے بعیت کے حجۃ امیر المؤمنین میں جمع ہوئے اپنے فرمایا
 کہ جب اہل مدینہ رضی ہو گئے اور اس وقت قبول کر گئے کہ جو انکی ضماند کے ساتھ ہی وہی خلیفہ ہی
 سبحان اللہ شان ارضان مقرر ہو کر ہو اور اپنے اعتقاد و ظلم نامہواری کو دیکھو کہ فرق
 زمین و آسمان ہی با اہمہ عمری خصیخت و اطہار ارض عین جبل ہی قولہ بخاری و مسلم میں
 لکھا ہے کہ عمر نے عباس علی سے کہا الی قولہ غور کرو کہ عمر نے بیچ کہا یا جھوٹ اگر بیچ کہا
 تو لازم آتا ہے کہ عباس علی کو حقیقین شیخین کے یہ اعتقاد تھا کہ یہ کاؤب انعم غادر خائن میں
 اور یہ دو نوبز برگ بالا اجاع کبار صحابہ سے تھے جس کسی کے حقیقین گواہی دین شکیں
 کہ بیچ ہوگی اور حدیث میں ہی کہ حق ساتھ علی کے ہی اور علی ساتھ حق کے اور اگر جھوٹ کہا
 تو در و ظلو لائق خلافت کے کہاں ہی اور بالفرض اگر عمر نے جھوٹ کہا تو علی و عباس کو لازم
 تھا کہ عذر کرتے حالانکہ کہ نہ کہا پس کت و دو کا بقا بلا کلام عمر و علی تسلیم قول عمری مسلم نے

کاؤب انعم غادر خائن ہونا شیخین کا صحابہ و انعم

اس حدیث میں الفاظ کا ذب و انتم وغا درو خائن لکھے ہیں اور بخاری نے مضطرب ہو کر بچا کے
 الفاظ مذکورہ کذا کذا لکھا مگر ابہام کیا اپنی درست میں حدیث بخاری کی ہی جو اب یہ روایت اپنے
 تحفۃ الشیعہ و جال بایونی سے سر قلم کی ہی لیکن عبارت الٹ پلٹ کر تاشبہ دزدی نہ خود
 اس حدیث کو صحیحین میں ملاحظہ نہیں فرمایا والا تھن حدیث غلط سلطانہ لکھتے اب ہم پورا قصہ
 موافق کتب صحیحہ اہل سنت لکھتے ہیں اوس سے اعتراض بھی دفع ہو جاوے گا اور تصرف بھی اپکا ثابت
 وہ یہ بھی کہ متروکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس ابو بکر صدیق کے تہا وہ اس میں سے اول حضرت
 خاتون و ازواج مطہرات کو خرچ خوراک پوشاک و حوائج ضروریہ کا دیتے تھے باقی محتاجان نبی
 کو جب عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو حضرت علی و عباس کے پاس آئے اور متفق اللفظ ہو کر کہا کہ میرے
 آنحضرت کا ہمارے حوالہ کرو کہ ہم خود موافق عمل آنحضرت کے اور عمل ابو بکر و عثمان کے عمل کس میں گنج حضرت
 عمر نے اس شمشیر ادا کر دیا اور کہا کہ اسکو تقسیم کرنا اور میں میراث جاری نہ کرنا بعد چند روز کے
 حضرت عباسؓ نے چاہا کہ اسکو تقسیم کرین حضرت علیؓ نے منانا اور سپرد اجبگڑا ہوا یہاں تک کہ حضرت
 علیؓ نے عباسؓ کو بے دخل کر دیا اور سوقت حضرت عباسؓ کو واسطے قطع منازعت کے اور نیش
 بے دخلی اپنے کی پاس حضرت عمر فاروقؓ کے لائے اور کہا ارحنی من ذاللاثم الکاذب الخاد و الخائن
 یعنی بھگوا تہرے اسکے چہڑا تو موسوی لفظ بعینہ مصدر حدیث مسلم میں وارد ہے اور پہلے ان لفظوں کو
 حضرت عباسؓ نے حق میں جناب امیر کے ارشاد فرمایا اور بے شبہ گواہی عباسؓ کی حق میں
 جناب امیر کے مقبول ہی اسلئے کہ عباسؓ بقول آپؐ کے کبار صحابہ سے ہیں اور اگر عباسؓ نے
 یہ جھوٹ کہا تھا تو علیؓ کو چاہیے تھا کہ عذر کرتے اور جب غبار نکلیا اور سکوت کیا تو معلوم ہوا کہ
 کہ قول عباسؓ کا مسلمؒ کا اسلئے کہ عباسؓ مقبولین شیعہ ہیں حتیٰ فی خلاصۃ الاقوال میں سچ عباسؓ
 لکھا ہے میں ذات الصحابہ و ہوں صحابہ علیؓ علیہ السلام انتہی اس صورتیں یہہ مثل ٹیکائی
 کہ میں حضرت امیرؓ الاخیہ فقہ و فہر حال جب عمر فاروقؓ نے یہ نقشہ دیکھا تو واسطے حمایت حضرت
 علیؓ کے حضرت عباسؓ سے کلمہ مذکور کو کہا پس یہ چند ظاہر میں یہہ خطاب طرف و دونوں کے ہی لیکن

مقصود بیان صرف سبب انحضرت عباس علیہ السلام کی کہ اگر حضرت علی مقدس منہ تقسیم میں کہ مرہم اجڑے
 میراث ہی ظالم غاوت خان کا ذہن تو حضرت ابو بکر میں باعقاد و تہماک ایسی ہو گئے حالانکہ خدا
 جانتا ہی کہ وہ صادق نیکو کار ہر شد تابع حق تھے اسبطح میں ہی تہماک اعتقاد میں آخر غار
 کا ذہن خان ہر گاہ اسلئے کہ ہم سب یعنی میں اور علی اور ابو بکر منہ تقسیم و اجزا میراث میں شریکین
 اور جس حدیث کہ متمسک ہیں اسکو تم نہیں جانتے ہو اور وہ حدیث قابل دلیل و تحریف نہیں والا
 جانتا توں علیہ السلام کہ ان اسکی تاویل نہ کر تین الغرض یہ کلام عمر فاروق کا واسطے سنو
 عباس کے تختہ کار نہ لے نہ اب بکر میں اور جگر اڑھا وین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر وہ سزا کہ
 پاس حضرت علی کے رہا اور حضرت عباس کو اس میں بخل نہ ہوا یہاں تک کہ مروان اسکو اپنے لئے
 الگ کر لیا اور سنت عرب میں اکثر اوقات خطاب میں دو آدمی کو شریک کر لیتے ہیں اور منظور
 ہی ہوتا ہی چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہی یا معشرۃ بنی النضر اللم یا بکر رسول سلم حالانکہ نوح جناب میں
 سے کوئی رسول نہیں آیا اسبطح فرمایا یخرج منها الکفور والکفان حالانکہ مروان پر و مرجان و
 شور سے نکلتا ہی نہ دریا شیریں اور یہ محاورہ مذکور شیعہ کے ہی ثابت ہی چنانچہ طبری
 جمع البیان میں تفسیر کی یہ مذکورہ میں لکھا ہی عن الرجاج قال الکلبی و ہوشل قولہ و جعل اللہ فرعون
 و انما ہونی واحدة منہن و قولہ یا معشرۃ بنی النضر الخ و الرسل عن الانس و ان بنی انتی اور ثعلبی نے
 نقد اللغت میں لکھا ہی فصل فی الاتین بنسب الیہما الفعل ہوا واحد ہا و قد نقلت فی بعض النسخ
 ما یقار قال ثعلبی یخرج منها الخ فانما یخرجہا من اللع لاس العبد انتی اور شمل کے بیضاوی و تفسیر
 البیان و معالم التشریل وغیرہ میں ہی اور صاحب ابے نے کہا الاثنان قد یاد بکر ہا الواحد قال
 قتالی و یخرج منها الخ و المراد واحد ہا و قال علیہ السلام لما لک بن الحویش و ابن عمر رضی اللہ عنہما
 اذ اسافرتما فاذا قیاما المراد واحد ہا انتی الی غیر ذلک من البشراء الکثیرۃ الموجودة فی الکتاب
 الشہیرۃ آمل اگر عاذا اللہ علی و عباس کس جناب ابو بکر و عمر میں ایسا اعتقاد ہوتا تو وہ پاس
 حضرت فاروق کے واسطے فیصلہ مقدمہ مذکور کے کیوں لگے کہ انصاف عادل سے چاہتے ہیں

درت در دین و دنیا و آخرت

نہ ظالم کا وہ ظالم غادر سے اور اگر کسی اور فیصلہ ہوا تو اس فیصلہ کو حسین البیضا ظالم مسیح واقع ہوا
کیونکہ منظر درکہا بلکہ اس میں تعین کنہا ان الفاظ کا حق تحقیق میں جب کسی علی کو چاہئے تھا کہ تم ایسے
نہ راستہ تابع حق پس ثابت ہوا کہ یہ سبوت بقائیکہ تسلیم صادق و بازشد تابع حق ہونے کے تہا
میں آثم کا وہ غادر ظالم کے اور اس قسم کے ظلم و سبوت کو دنیا میں کوئی گواہی و شہادت نہیں کہتا
جو کوئی اپنے حق میں ایسی بات تو اذعان کے وہ امر شہود ہونا چاہیے کہ اب اگر کوئی لفظ خط الیرام
الآثم ظالم لکھے تو اس کو بھی آپ گواہی ثبوت آثم قرار دیکر نظر اعتبار سے ساقط کرنا حالانکہ ایسے
کلمات و امثال اس کے ائمہ ہدی ہی نسبت اپنے منقول ہیں نہج البلاغۃ میں حضرت امیر سے مروی
ہی کہ فرمایا اللہم اغفر لی ما اقتربت الیک لبسانی ثم خالفہ قلبی لانکے مخالف ہونا دل و زبان کا علالت
تفاق ہی اور حقیقت کا ملہ میں کہ انجیل مذکور اہل بیت ہی زبان امام زین العابدین سے منقول ہی
انا الذی افنت الذل و العری معلوم ہوا کہ عاصی تھے نہ مضموم اسطرح و عا میں یہ کلمات کہتے

تھے قبلک الشیطان عنانی فی سرہ لظن وضعف البقین وانی اشکوا سوء مجاورتہ لی و طاعة نفسی
یہ صریح ہی آثم و عاصی و مطیع شیطان ہونے میں اسطرح طریق امامیہ میں بہت احادیث ہیں
کہ وال ہی عدم غصبتک ائمہ اطہار پر چنانچہ شیخ بہاء الدین عالمی نے شرح اربعین میں بذیل
شرح حدیث ثانی و العشرین لکھا ہی ما تضمنہ از الحدیث من قولہ و ایک علی خطبتک لایستقیم بظاہر
علی قواعد الامامیۃ القائلین بعصمتہ وقد وردت کثیرا فی الادعیۃ المرویۃ عن المتبعین علیہم السلام کما
روى عن الامام موسی کاظم علیہ السلام انہ کان یقول فی سجدۃ الشکر رب عصیتک لبسانی ولو
شدت غزرتک لاخرتک و غصبتک بصری و لو شئت و غزرتک لا کنتنی الی آخر الدعاء و فی
الکاملۃ النسبۃ الی الامام زین العابدین علیہ السلام شیا کثیرۃ من ہذا القبیل الی آخر ما قال پس
جمع تعین کہ یہ سب احادیث شیعہ کے ظاہر الدلالة ہیں بعد عصمت ائمہ پر باعتراف علماء اہل شیعہ
تاویل پذیر ہیں تو حدیث مسلم نے کیا گناہ کیا ہی کہ اس کی تاویل مقبول نہ ہو نہ پھر اپنی حدیث
بھی ظاہر پر کہو اور کہو کہ اگر یہ سب ائمہ قول مذکور میں سچے ہیں تو معاذ اللہ منافق عاصی آثم

اور اگر جو سٹہ بن نوکاد بن بن اور ہر تقدیر بر لائق امامت کے تعیین حالانکہ تاویل حدیث مسلم کی بلکہ احادیث ائمہ کی ظاہر ہی کہ صدور ایسے کلمات کا کاروبار میں سے ہنما انفس من سبحانہی اور سکود لائت وقوع پر نہیں ہوتی بلکہ وہ صدور بر صدق لائت کو ان کے ہونے کی ایک اور دلیل ہے لیکن اس کو کوئی کذب و شہادت نہیں کہتا اور جس چل نہیں کرتا اسی جگہ سے کہنا ہی شہر قواضع زگردن فرازان نکوست نہ کہ اگر قواضع کند خوئی ہاوست نہ مستند بہ قرآن شریف میں کہی آدم ابوالبشر آیا ہی عیسیٰ آیت پروردگار اور فرمایا فلما آتانا صابرا جعلا لکما ذکرا فآتانا بکما ذکرا تاویل ساریت کی حالی صدور سے نہیں کہیں یوسف صدیق فرمایا واما زینب بنت جحش لان انفسی لاروا بالسر و علی ذالک فیکس حق میں اور انبیاء کے اور آیات دالہ حدود و زون پر وارد ہیں کافی کلینی میں بھی حضرت یونس ابی یونس سے اوستے ابی عبد اللہ سے روایت کیا ہی ان یونس بن جنتی وکلا اللہ الی نفسہ اقل من طرقتہ عین فاحدث ذلک قلت فلیخبر

کفر اصل کا لفظ اللہ فقال لا اولک لائت علی تکال کمال کان بلکہ کا پس جس صورت میں ایسے احادیث نقل قابل تاویل ہوں اور کتابت شریک الانبیاء والاہل واسطے اوکی تاویلات کے تالیف کی گئی ہو تو حدیث مسلم کیونکہ تاویل پذیر ہوگی خصوصاً اس صورت میں کہ طریق شیعہ میں بھی بعضے احادیث قریب المعنی ہوئی ہیں صحیح مسلم مروی ہوں چنانکہ فقہ الاسلام طبرسی نے کتاب احتجاج میں ابی رافع سے روایت کی کہ قال کنا عند ابی بکر فطلع علی وعباس یتانغان وخیتمان فی سیراث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال

ابو بکر یخیم القصر الطویل یعنی بالقصر الطویل یا بطریق العباس فقال العباس انما عم النبی ووارث و قد حال علی بینی و من ترک الی انتر الحدیث اس صورت میں شیعہ ضرور کوئی فکر تاویل کی حضرت عباس کے طرف سے واسطے حدیث ضروریہ احتجاج وغیرہ کے کی ہوگی تاویل سنت تاویل حدیث مسلم کیونکہ ممنوع ہونگے لیکن رافضی کی عادت ہے کہ اپنے بیڑ کو نہیں دیکھتا اور کی پہلی کو دیکھتا ہی اور تاویل الفاظ مذکورہ کی اندوچی لغت وغیرہ کے قول عباس بن عمر و نو من صاحب شوکت عمر نے کرہ صفدیہ میں بتفصیل لائن لکھی ہے اگر جی چاہا اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے والاذا غابہ اگر کس بہ کجرت بس است قولہ قصہ طلب برت میں صاحب جامع الاصول نے صحیحین سے کلام

طویل نقل کیا ہی آخر و کا یہ ہی فخر فاطمہ فلم حکم حتی ماتت الخ جواب احادیث شیعہ سے کہ
 محتاج کتب میں بواسطہ معصومین کے ماثورین مروی ہی کہ جناب سیدہ زمرہ اہل بیت میں مندرج
 نہیں چنانچہ تفصیل اسکی کافی و شرح شافی و تصانیف مرتضیٰ غیر مرضی و قزوینی سے بہرہ طریق
 مطابقت و تضمن التواضع ثابت و معلوم ہی اس صورت میں ذکر قصہ مذکور بے سود ہی علی الخصوص
 ربط اس قصہ کی استیلائے کج کہ موضوع واسطے اثبات عدم نبوت جناب میر کے ہی ابو بکر صدیق
 ہنوز واضح نہیں معہذا اسکو اپنے صفحہ پنجم بیان نہم میں مفصل لکھا ہی چنانچہ جواب ابوس کا
 وہیں ملیگا پھر تکرار کی کیا ضرورت تھی قولہ کلام اکابر سنیوں کے چہ مبینہ تک بیعت نکردنا
 و شبہ عیان ہی اور میں بعد مجبوری و اکراہ مصالحو معلوم ہوتا ہی قال البخاری الخ جواب
 جو عبارت بخاری کی اپنے استحکام لکھی ہی او سمین فرج کر چہ مبینہ کا اور مصالحو باکراہ کا نہیں معلوم نہیں
 کہ ایسی جگہ عقل انصاف نہ کی کہ ان رہتی ہی جو دلیل ہی مدعا پر غیر منطبق ہی معہذا اگر بیعت نکرد
 بعد چہ مبینہ کے ہوئی تو کیا ضرور ہی کہ یہہ توقف اسلئے تھا کہ ابوبکر کو نالائق سمجھ کر بیعت نہ کی کہ ان
 کہ جناب میر نے بسبب رنج و فغان نبوی اور دلال عدم شرکت خود مشورہ فقہین امام توقف کیا آئین
 ابوبکر پر کیا طعن ہی چنانچہ عبارت بخاری منقولہ سامی سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی کہ انہ لم تحمله

الذی ضح علی ابی بکر و لا انکار الذی فضله اللہ ب و لکن انکنا نری فی ہذا الامر نصیباً فاستحب علینا
 فوجدنا فی انفسنا قولہ حق یہہ ہی کہ جناب میر نے بیعت نہ کی اور ابوبکر نے مصالحو کو غنیمت نہ
 زیادہ اصرار کیا جو ابوبکر بہ دعویٰ بطور شیعہ ہی تو اہلسنت پر حجت نہیں اور اگر بطریق اہل
 سنت ہی تو دیکھا جاسکتا ہے کہ کون ہی کتاب سے سند او سکی آپ پیش کرینگے معہذا طبری نے حجت
 میں بعد بیان قصہ بیعت مهاجرین انصار کے لکھا ہی کہ جب ابوبکر عہدہ پاس علی مرتضیٰ کے گئے
 اور انکو سمجھایا تو اسوقت علی نے ہاتھ ابوبکر کا پکڑا اور بیعت کی انتہی اور نیز احتجاج میں
 سلمان مروی ہی کہ اوہنوں نے کہا کہ کسبے است میں سے بیعت باکراہ نہیں کی مگر میں
 و علی و ابوزر و مقداد نے اور کلینی میں ہی کہ تم علی امرہ و بائع مکر با اور شیخ بخاری نے

خارج کتاب تہذیب کلام از اہل بیت

توقیف بہ مرتضیٰ

بیعت ابوبکر جناب میر کا

لکھا ہی کہ لیس التفتی ترویج ام کلثوم اعظم من التفتی فی امر الخلافہ اور تفتیہ امر خلافت میں بھی بیت
 کرنا تھا اور صاحب حق نے لکھا ہی کہ امیر المؤمنین سے بیعت بہ جبر لی اور منہج الفاضلین میں
 ہی کہ زبیر سلمان و ابو زہرہ و مقداد سے بجماعت لی باجماع حق یہی کہ جناب امیر نے بیعت کی اگرچہ
 باکراہ ہو کما التفتت بکتب الامامیہ اور اگر بیعت کا انکار کرو گے تو تفتیہ طبل ٹھیر گیا اور سلطان فقیر
 میں ثبوت خلافت شخصین کا ہی اور نیز ترک بیعت ہے وجہ موجب استبعاد عقل ہی اور جو ترک اگر استخفا
 مرتضوی ہی تو پھر اسکو نص سے ثابت کیوں نکلیا اور اظہار النص کا بالاتفاق جناب امیر سے ثابت
 نہیں تاہم ہذا من انک قولہ یاں شہتم ذکر صبر امیر اللہ غالب بن باقرؑ ان حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم مدد گیر ہیں ان اہل الغرم جو صبر انحضرتؐ اور دوسرے امیر اور اولوالعزم نے کیا
 وہ بابت تبلیغ احکام الہی تھا نہ بنا بر تفتیہ و انشاء حق اور حضرت امیرؑ نے جو صبر کیا وہ تفتیہ حجت تھا
 معہذا یہ صبر ہی وہاں ہو گا جہاں کسی نے قصداً یا ذہبی مرتضوی کیا ہو گا نہ وہاں جہنم نے
 صرف مخالفت ہے محاربت کی وفیہ المطالب اور جواب تفصیلی امثلہ صبر انبیاء کا ازالۃ الغمین میں
 مرقوم ہی حاجت فصل طویل کی اسجگہ نہیں من شاء فلیرجع الیہ قولہ حدیث میں ہی علیؑ ہی
 بنزلہ ہارون من موتی اس حدیث میں انحضرتؐ نے تشبیہ علیؑ کی ساتھ ہارونؑ کی دی یعنی
 جسطرح کہ ہارونؑ تابعین موسیٰؑ کے چھڑ گئے اور رجوع طرف سامریہ کے کر کے گوسالہ پرتی شروع کی
 اسیدیلح علی مرتضیٰ سخن ہو گئے جواب اس سہد لال میں چند غلط ہیں اول یہ کہ واقعہ پھر جا
 بنی اسرائیل کا زندگی حضرت موسیٰؑ میں ہوا تھا نہ بعد وفات موسیٰؑ کے اور یہ پھر جانا گویا فی واقعہ حضرت
 موسیٰؑ پھر جانا تھا نہ ہارونؑ اسلئے کہ ہارونؑ بطور وزیر رہتے اگرچہ نبوت بھی حاصل نہی اسی جگہ
 مؤید شروع موسیٰؑ خود صاحب بیعت و دوسرے حضرت ہارونؑ خلیفہ مفترض اطاعت تھے
 اور پھر نامفترض اطاعت کے کفر ہی سبب ان جناب امیرؑ کے کہ یہ عمداً انحضرتؐ میں خلیفہ مفترض الطاعت
 تھے کہ پھر ان سے موجب رد ہوا ہے بنی اسرائیل ہارونؑ خلیفہ الاسلام سے پھر کہ گوسالہ
 پرست ہو گئے تھے یعنی کافر اور باغیان حضرت علیؑ کو کیسے کافر نہیں کہا اسلئے کہ اسلام معاؤ

صبر مرتضوی باقرؑ و انہوی

حدیث امثلہ بنی اسرائیل ہارونؑ

بن ابی سفیان کا بیع البلاغۃ وغیرہ کتب امیہ سے واضح ہیں لکھا مرچو تھے یہ حدیث آنحضرت
 واسطے نقلی مرتضوی کے اس وقت فرمائی تھی جبکہ جناب امیر کو اپنے اہل و عیال میں واسطے خبر
 کے چھوڑ گئے تھے اور انہوں نے اس خلافت کو ناپسند کیا تھا تو چاہئے کہ تمت انحراف کی اور
 لگے جنہر خلیفہ تھے ناوہر جو بعد ساہا سال کے منصرف ہوئے کہ مناسبان ورو حدیث ہی
 گو عبرت عام ہو تمہذا نہ خلافت خاگی ہی موقت تھی تا معاوتہ جناب نبوی نہ دائمی جس طرح
 حضرت ہارون مرت غیبت موسیٰ تک خلیفہ تھے نہ واسطے چہ شیعہ اس لئے کہ وفات حضرت ہارون
 کی قبل از وفات موسیٰ ہوئی تھی اسے موثقین جو معنی اپنے حدیث مذکور کے لکھے ہیں مخالف
 شان ورو حدیث ہیں محل ہست لال میں مقبول نہیں ہو سکتی یا پنجون اگر تنزل کمین
 اور تشبیہ عالم لیں تو یہی صحیح نہیں اس لئے کہ حضرت ہارون بڑے تھے عمر میں موسیٰ سے
 اور افصح تھے زبان میں نسبت ان کے اور شریک نبوت تھے اور بادر عینی تھے اور یہ سب
 اسباب حضرت امیر بن مفضلہ میں پس حدیث مذکور کو مدعا شیعہ ادنیٰ مسکن نہیں ہو کہ
 مدارج النبوة میں لکھا ہے ایضاً جواب موضع استدلالی الجگہ صرف دو امر ہیں ایک یہ کہ علی
 آنحضرت فرمایا کہ فلا سے یہود کا مجھ پر فرض ہے تم او کرنا دوسرے یہ کہ بعد یہ کہ وہ ان میں
 اور یک صبر کرنا اور آخرت کو اختیار کرنا سو امر اول نبی اس بات پر ہے کہ فرض دوام اعتراف کا اقرار
 او کیا کرنے ہیں خصوصاً جو زیادہ عمر فرما رہے اور دلیل خلافت متوفی نہیں ہوتی اور ضرور امر
 ثانی سے محار بہ معاویہ ہو سکتا ہے لیکن ان میں صبر مرتضوی اور اختیار کرنا آخرت کا بموجبیت
 نبوی کے بطور شیعہ ثابت نہیں اس لئے کہ جنگ حنین وغیرہ مشہور ہے اور جو حدیث ہزار
 و اربع علی و حاکم وغیرہ کی اپنے بعد اسکے گہی تھی سقوط نظر ضعیف بلکہ غیر ثابت ہوئے کے
 سرے اسی قول کے ہی نہ اثبات خلافت کے و کذا الباقی فلا عبرۃ لہما ولا تقویل علیہما قولہ
 جو پیغمبر پہلے ہجرت کے گذرنا باوجودیکہ نامور پیغمبر تھے وہی وصی پر یہی گذرانی
 قولہ تین سال تک دعوت نہایت کتمان سے کی اور نہ ہونے انصاف اعلان نکلیا بعدہ

اداکرنا علی کا قرض نبوی

قرآن و حدیث مرتضوی بطریق احوال نقلی از حضرت

اس برس بطور معتدلیت دعوت اسلام کی لیکن جدال نکلیا جب ہجرت کی اور
 نامرین ملے کہ جہاد پر بانہری اسطرح حضرت امیر میں کہیں تک خلیفہ برحق تھے لیکن بنابر انصار
 وجوہ جو یہی ملے کہی ماہ تصرف احکام سے ممنوع تھے انتہی حال کہ جو باہل میں یہ گروہ
 شتر قاضی ظل بوق و ذہب اللہ ہوزہ کا ہی جب کو آپے محبوب عادت ستم و الٹ پلٹ کر اور
 طرح لکھا ہی سمندر خدام قاضی جو بنوہ اور تبعیت اونکے حضور کو فطرت عظیم لفظ ہجرت کو
 زو سامی بلکہ جمیع رفسد نامی ہی واقع غزوی اسلئے کہ اگر حال جناب امیر کا مثل حال بنی بل
 اند ہجرت ہو تو چاہیے کہ حال انکاش حال نبوی بعد از ہجرت ہی ہو بلکہ عین ہجرت میں حال انکاش
 حضرت امیر سے داعیہ ہجرت کا واقع نہیں ہوا اور یہ بات باجماع فریقین ثابت ہی اور حال
 آنحضرت قبل از ہجرت کیا تھا ابو جہل امینہ بن خلف ہم کا سہ وہم نہ الہ ستے اور تابع احکام
 کفار یا ہمیشہ با ہم مقابلہ و گفت و سنو دستے و پیچ و دوچ اصنام و عبدہ اوثان و دعوت
 خلق الی اللہ علی رؤس الاشناد جاری تھی جس طرح جناب امیر ہم نوالہ وہم کا شہنشین تھے تو انکی
 طرفین شاہین کہ سہد خلفاء شہنہ میں جو مال غنائم سے آنا اور سین حضرت امیر کو حصہ ملتا چنانچہ
 عہد خلافت الیکبر میں خوار بنت جعفر یا مدینہ بنت امی وہ خدمت مرتضوی میں ہی اوس کے محمد
 بن حنیفہ پیدا ہوئے پس اگر خلافت صدیق بصب ہوئی تو جہاد و غنائم اونکے عہدہ کے سطرچ صحیح
 لائق تصرف کے تھے اس طرح ایران عہد عمر میں مفتوح ہوا اور میں و خسر نہ و جرات الین از انہ
 شہر باوجود حرمیت امام حسین میں رین مس علی ہذا اور مؤند اسکے ہی وہ جو خواجہ نصیر نے تجرید
 العقائد میں بزم خود مطاعن عمر میں لکھا ہی کہ عمر نے حکم رجم زن حاملہ و مجنونہ کا دیا علی
 منع کیا اور نہج البلاغہ میں ہی کہ جب عمر نے قصد غزوہ روم کا بذات خود کیا جناب امیر نے
 مشورہ دیا کہ تم نجاولیس بعد کہ مرجع بر جعون الیہ فالبعث علیہم جلا حرمہا اور جب عمر نے مشورہ
 جنگ فاکر کیا علی نے کمال خیر خواہی و دلجوئی سے مطمئن فرمایا پس معلوم ہوا کہ امیر المومنین
 ہمیشہ مدد معادن و مشیر و وزیر خلفائے نہ مخالف و مناقض و مشاق اصغر رعین قیاس

نہ انکار و نہ انکار

حال مرتضوی کا حال آنحضرت پر قبل بعد ہجرت قیاس مع الفارق یہی صحیحین تفاوت رہے
 ازکیاست تا کجا بایکون کہ وہاں ترقی مراتب اظہار میں تہی نہ تھی و ستار میں آور کوئی کہ تہا
 کہ پیغمبر نے تین سال تک دعوت بکتمان کی پیغمبر تو اسی دعوت کی بابت شعیب ابی طالب میں تین
 برس تک سچا اور کبھی اظہار صحیح باز نہ آئے اور سکوت ہمیں کیا رہا ترک جہاد و وجہ اسکی یہ
 ہی کہ اوس وقت تک آیت جہاد نازل نہیں ہوئی تھی اور سکا انتظار کرتے تھے حضرت امیر کو
 کس بات کا انتظار تھا حالانکہ قرآن میں وجہ جہاد کا احادیث پر ہی چہ جا اولی الامر و اولی
 بالتصرف کے کہ قائم مقام پیغمبر ہو اور پیغمبر جب سے مامور ہوا وہو کبھی ترک قتال نہیں کیا
 جو کوئی سنت انبیاء کو بابت ترک جہاد سابق کے لازم پکڑے اور سکے ایمان میں گفتگو ہی
 اور ظاہر ہی کہ جناب امیر زمانہ خلفاء میں متقی نہ تھے اور قدرت اظہار دین مرضی اپنے کے
 رکھتے تھے چنانچہ اسباب کا اقرار لکھو یہی ہی کہ چنانکہ حضرت قدرت انتقام از جانب ملک علام
 داشت حضرت علی انیر حال بود لیکن مامور بصبر بودند انتہی پس تقاضا ہوئی اگر ثابت ہو تو بسبب
 عدم نزول امر جہاد کے تھا حضرت امیر مامور بمقاہد نہ تھے اور مامور بصبر ہوئیے یہی حکم
 تھا کہ نہیں بچتا اسلام کہ باوجود محاربات معاویہ اب بھی آپا و نکو صابر کہتے ہیں اور ظاہر ہی
 یہی ہی کہ جبرید مصیبت ہوتا ہی نہ قبل بلار اور اگر مراد صبر سے ترک جہاد ہی تو ظاہر ہی
 کہ قرآن حکم جہاد پر واسطے عام امت کے شامل ہی اور آنحضرت خلاف حکم قرآن کہی صرف مانتے
 تھے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ حقیقتاً تو کہے کہ تم جہاد کرو اور رسول خدا فرما دین تم ہرگز جہاد نہ کرنا
 صبر کرنا ایسا فہم سلیم سوار فہم کے دوسرے عین نہیں اور حاجت صبر کی کیا تھی اسلئے
 کہ حضرت امیر کو خوف کسی کا دین دنیا میں نہ تھا دین میں اسلئے کہ ہجرت نہیں کی اگر تھ
 ہو سکتے ہجرت واجب تھی بلبل رض ان الذین تو فہم الملکۃ طالمی افسہم الایہ اور
 دنیا میں اسلئے کہ انکو کسی سے کب طر حکا جہاد بابت جان مال کے نہ تھا سب صحابہ
 آپ کے قدر شناس تھے اور آپ ان کے حفظ مراتب کو ملحوظ رکھتے تھے کمالیج من کتب

جہاد رضوی باطلین

حکم جہاد و اوار الکفر

حال مصابرت نبوی

الفریقین قولہ بعد پانچ برس کئی مہینے کے متحن بہ جہاد نکشتین و قاسطین و مارقین ہو
 جصلح آنحضرت بعد مہلت کے چند سال تصرف واجبی احکام نبوت سے معذرت سے پھر مشغول
 باتمام رسالت نبوت ہو جو اب یہ دعوی خلاصہ ہی قول دل کا اور مخالف ہی تصریح امام کے
 اسلئے کہ شیخ چلی فتنہ تذکرہ میں لکھا ہے اجماعی ابتداء الاسلام لم یکن واجبا بل نعم
 اللہ تعالیٰ و امر المسلمین بالصبر علی اذی الکفار والاحتمال منہم علی ما قال تعالیٰ تَتَّبِعُونَ فِیْ اَمْرِ الْکُفْرِ
 الی قولہ وَاَنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا اِنَّ لَکُمْ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ثَمَّ لِمَا قُوِيَتْ شُوْكَةُ الْاِسْلَامِ اَوْ لِمَا بَدَتْ
 فِیْ قُلُوبِ مَنْ یُقَاتِلُ فَقَالَ وَقَالَ لَوْ اِنِّیْ سَبَّیْتُ الْاَشِدَّ الَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْنَ لَکُمْ ثَمَّ اَبَاحَ اِجْتِدَادُ الْقِتَالِ فِی
 اَشْهُرِ الْحَرَمِ ثُمَّ اَمْرٌ مِنْ غَیْرِ شَرْطٍ فِیْ حَقِّ مَنْ لَا یَدْرِی حَرَمَ الْحَرَمِ وَالْاَشْهُرَ الْحَرَمَ لِقَوْلِهِ قِتَالِیْ
 وَاَقْلَمُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُمُوْهُمْ وَكَانَ فَرَضُ الْجِهَادِ بِالْمَدِیْنَةِ اَنْتَیْ اِسْمِ مَعْلُوْمٍ هُوَ اَنَّ اَنْخَفَضَتْ جِدَّةُ
 تَقَرُّفٍ وَاجِبِ احْکَامِ نَبُوْتِ سَعْدِ وَرَتَبَ وَجُوْا سَلْکِ مَنُوعٍ هُوَ نَاسِتَا جِهَادِ سَعْدِ مِنْ جَانِبِ اَنْدَلُسِ
 نُبُوِّیْ خُودِیْ خُودِیْ جَبَابِیْرِیْ کَے چنانچہ اسی جہت سے کہ جہاد یعنی و سنانی کے کہی ترک دعوت
 اسلام منقول نہیں حضرت امیرؓ تو دعوت مسانی بھی طرف دین رضی اپنے کے نکلی اور اگر فرض کیا جائے
 کہ صبر رضوی مثل صبر نبوی بقابلہ کفار تھا تو بھی مفید مدعا نہیں اسلئے کہ وہاں چہرہ عدم نزول
 آیہ جہاد حجت ہی اور میان عدم حجت محمد بن مرتضیٰ شافعی نے اپنے تفسیر میں باصفائی میں لکھا ہے
 وَفِی الْاٰیَةِ دَلَالَةٌ عَلٰی وَجُوْبِ الْهَجْرَةِ مِنْ مَوْضِعِ لَا یُکَلِّمُ الرَّحِیْلَ فِیْہِ مِنْ اِقَامَتِہِ وَیَدْعُوْنَ الْعُنَیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
 سَلَّمَ مِنْ قُرْبَیْنِہِ مِنْ اَرْضِ لٰی اَرْضَ اَسْکَانَ شَبْرًا مِنْ اَرْضِ اَسْتَوْجِبُ بَیْعَتَہُ وَكَانَ فِیْقَ اَبْرِہِیْمَ
 عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحَمْدُہُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَكْذَبُ فِی تَفَاسِیْرِ اَخْرَافِہِیْ کہ اگر حال خلفاء کا معاذاً اسلئے
 حال کفار کے ہوتا تو جناب امیرؓ ضرور ہجرت کرتے واذلیس فلیس قولہ اب کچھ مصابرت خاتم السلفین
 سنو اور مطابق اس کے حال صبی کا سمجھو اس طرح جو اب سب حال گستاخی و بے ادبی عتبہ بن
 ابی معیط کا کہ اس نے اپنی چادر گھوئی مبارک آنحضرتؐ میں ڈال کر کہی اور اوچھری اونٹ کی شا
 مبارک پر حالت سجدہ میں رکھ دی اور اہل طائفؓ یہاں تک بہتر ہا کہ پائی مبارک بھرج

ہو گئے وغیرہ قصص صحیح وغیرہ صحیح اپنے اس جگہ لکھی ہیں وہ سب کی سب تقریر یا سب سے
 مرفوع ہو گئی تہذا حال وحی کا مطابق اس کے نہیں ہوا جس کسی نے ایسی کش مکش جناب اس کے
 ساتھ خلفاء میں سے بلکہ عامہ اصحاب میں کی ہو اس کا نشان و دلائل ائمتہ اربعہ علیہم السلام
 کرد و قیل و جاری و ابو داؤد میں ہی کہ جعل الکلم البنی فلما کلمہ اخذ لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی
 عروہ بن مسعود نے لیں آنحضرت کو پکارا جواب یہ واقعہ قضیہ حدیث کا ہی اس وقت عروہ شرف بہاء
 نہ رہے تھے بلکہ اپنی قوم کی طرف سے واسطے بات چیت مناظرہ کے آئے تھے اور آداب نبوت سے
 واقف نہ تھے یہ پیشین سنی اور سنی حالات اسلام میں نہیں ہوئی کہ طعن متوجہ ہو سکے کیونکہ مسلمان
 ہونا ان کا سبب شیعہ میں بعد معاودت آنحضرت کے طائف سے اتفاق ہوا اور اتفاق محمدین مراد
 اخذ کیے سے چہرنا و اثر ہی کا ہی بطریق ملاطفت و عادت اہل عرب کے کذا فی شرح النجاشی نہ بطریق
 اساتاد کے چنانچہ یہ شخصیت آج تک عرب میں باقی ہی کہ بعض وقت ملاقات کے واپس ہی بات چیت میں
 چھوٹے ہیں سو یہ حرکت اگر براہ بے ادبی ہوتی تو اس وقت آنحضرت ایسے دبے تھے نہ تھے کہ اس
 جفا پر لڑائی تھی صبر کرتے صبر مقام جبر میں ہوتا ہی نہ محل اختیار میں چنانچہ بغیرہ بن شعبہ ہی
 خیال سے کہ مبادا اس کو کوئی حمل کرے بے ادبی عروہ اور حیا کی رسول خدا پر عروہ کو تنہا
 تلوار سے مارا اور دم کا یا علاوہ اسکے جائسی نے ذوالفقار میں لکھا ہی کہ علاوہ برین قول حق تعالیٰ
 حکایت عن ہارون علیہ السلام لانا فخر بختی و لاری کسی اصلا دلائل نمیکند بریکہ اخذ محاسن ہارون
 تقریب عتاب بردہ باشد چہ اخذ محاسن چنانچہ در حالت غضب تبار بہت و حالت رافت و استغفار
 ہم متداول انتہی بحر و فاد ظاہر ہی کہ اخذ لہ عروہ حالت استغفار میں واقع ہوا ہی نہ حالت
 غضب میں قیولہ ظاہر ہی کہ مومنین مخلصین شیعہ خاص تہوڑے تھے اور مسلمان بہت اگر
 و مومنوں سے لڑتے تو تزلزل عظیم سلام میں ظاہر ہوتا اور جان مال مومنین کا تلف ہوتا اور اکثر آدمی
 دین آبادی کی طرف پھر جاتے اور کفار کہنے کہ بنیاد دین محمدی کی واسطے حصول اہارت کی ہی کہ
 حکومت کے لئے باہم لڑے جواب یہ دعویٰ خلاف نص امیر المومنین ہی کہ کو لا عہد الی

اخذ لہ عروہ

حکایت شیعہ و کثر مسلمانان

حبیبی لاخو نہ معلوم کیا اصحت نامہ واصل ہو گیا اور مخالف قول سابق سامی ہی کہ قدرت انتقام
 کی حامل تھی لیکن ناموس و بے شرف انتہی پس معلوم نہیں کہ وجہ اس مخالف کی کیا تھی کہ ایک جگہ تھے عدم
 محاربہ و تفریق کو معلوم کیا اور دوسری جگہ صبر و ضبط کو قلت انصار و شدیدہ پر حمل فرمایا اب یوں کہتے
 اذ انصارنا لانتظار یعنی نہ صبر و ضبط عدو اور نہ قلت انصار بلکہ ظہور حقیقت خلافت خلفائے ثلاثہ نمود
 مصاحت ہوئی کیونکہ تابعین و جہا امیر اتباع و اولاد بہت تھے کہ نہ تھے بلکہ خود جہا امیر لاکہ
 آدمی پر بہاری تھے بقول سامی قاتل س ہزار ضار و کفار تھے اسی لئے فرمایا ای اتی والند لو
 لقیتم واحدا و جمی طلائع الارض کلہا ما بالیت و لا استوحشت یعنی اگر میں اکیلا ہوں اور وہ
 مجھ کے ہوں تو بھی کچھ نہ کروں اور نہ گویا ہوں سمجھا اتفاقاً عدو کو رخِ مخالف غرض لطف و فائدہ
 نصیب سامی انبیاء علیہ السلام کو ہو گیا و نہ ہونے باوجود عدم عدو و وعدہ کے کیا کچھ جدوجہد اعلان
 کلمۃ اللہ میں کیا حتیٰ کہ آنحضرت نے تکالیف شدیدہ کفار سے اوٹھائی چنانچہ بعض نقص
 متعلق اس امر کے تھے ہی اسی جگہ لکھے ہیں کہ موثر ہمارے مدعا کے ہیں اگر ان کو بھی ایسے معام
 مثل ہمارے نصیب العین ہو تو دین حتیٰ کہیں نظر نہ ہوتا اور وجود شرک پائا نہ جاتا اور خود بخود کفار
 کو سادہ محاربہ شیخین فی النورین کے کیا خصوصیت ہی وقت محاربہ معاویہ کی ہی طعن ہو کر
 کیونکہ مقابلہ بابت خلافت ہی نہ دعوت اسلام اور اس وقت ہی بنا بر قول سامی قلت مومنین خلفائے
 شیعہ خاص تھے نہ کثرت پس یہ تفرقہ ترجیح بلا مرجح ہی سمجھا اولاد کرتا ہی اس بات پر کہ حضرت علیہ
 مخالفت کو نہیں سادہ صحابہ کے ترزلزل عظیم سمجھا اور تاکہ ایسے ترنمین بربادی ایمان کی ہی
 اور یہ مشعر ہی باسلام صحابہ جبکہ تم نفی کیا جاتے ہو چنانچہ عدم محاربہ دین قائم رہ گیا اور ترزلزل
 عظیم اسلام میں واقع ہوا اور اکثر لوگ طرف دین ابائی کے نہ پھرے اور یہی حق ہی کیونکہ اگر
 دین خلفاء و احق ہوتا تو امیر مرتجع کوئی ترک قتال نہ کرتے خصوصاً با اینہما تھو و مردانگی و کثرت
 اولاد و اتباع بلکہ شرکت ہی انھم و انصار اور ہر گز روادار اطلبان بن محمد ہی ذوالدولت
 سردی نہ ہوتے نہایت عجیب ہی کہ ابو بکر صدیق شیخ ضعیف و نحاد تھے جب خلیفہ ہو تو سوا

جزیرہ عرب کے اور پھر ان کے تصرف میں نہ تھا اور مثل سیلوہ کذاب و برصیفہ و سراج مشبہ بنی تہیم
مقابلہ میں تھے اور یہ سب معاند نفس پاجاتی وضع کارزار دیدہ تھے خصوصاً بنی تہیم کہ کوئی
قبیلہ عرب میں ان سے زیادہ نہ تھا اور انھیں نکوۃ الگ شورش و فساد پر تھے اور بنو خسان م
میں بابت اسامہ بن زید کے الگ پر خاش و عناد پر اور سکر قبائل عرب جو الی مدینہ مرتد ہو گئے تھے
اور سکر اسکنہ حرمین کوئی ناصر نہ تھا اور سوقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اونی دلاہنت امر شرعی میں روا
نہ کی اور ایک کی مصلحت نشینی اور پکار کر کہا وائے ابو نعونی عقلاً کانوا یؤدو نہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم لقاتلہم علیہم بخلاف جناب اسد اللہ غالب کل غالب مطلوب کل طالب کے کہ باہنہ عدو وعدو
و دیوری و دلاوری سب کچھ سامنے اپنی انگھونکے دیکھا کئے اور دم مارا اور سانس تک نہ لی اور
پر بلک نہ ڈالا بلکہ اونٹے شریک حال اشہر رہ گئے اور ہم فلا اور ہم پالہ اصحاب مرتدین علی الاغشا
ہنگے شہر در دین محمدی روا داشت خلل پوشیز زبان پناہ کش گئی کہ او وصی حق بہت
چشمٹ میال پناہ اس بات میں ہزار پیروی نبوی معلوم نہیں ہوئی کیونکہ یہ کیفیت پیغمبر کی کبھی نہیں
ور دین مصطفوی کے زمین پر کبھی پہلیتا ملنا نہ ملنا خلافت کا خاکہ کے ہاتھ تھا اور زلت و فلت شیعہ
موقوف مشیت الہی پر تھی لیکن اپنی طرف سے تو درگزر نہ کرنا تھا بطرح وقت سلطنت معاویہ کوتاہی
جنگ جہل میں نکی اور طغہ کفار سے نڈرے کہ کافر کہیں گے کہ بنیاد دین محمدی کی واصل حصول
کتنی کہ حکومت کے لئے باہم لڑے حالانکہ یہاں بھی بدایت جانب امیر سر جہت تھی نہ طرف معاویہ
شعشکست فتح نصیب ہوئی لے آئی میر و مقابلہ تو دل تو ان کے خوب کیا قولہ ظاہری کہ حضرت
علیؑ جس کو جو اللہ کفار سے لڑتے تھے مولوی روم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ جب کافر نے
روٹی مبارک مر قرضوی پر تو کہ دیا تو کہنے اس کو نظر شبانہ بفسانیت چوڑ دیا انتہی صبارہ جو
مولوی روم نے مثنوی میں یہ نہیں لکھا ہے کہ جس سے جناب امیر لڑتے وہ کافر ہی ہوتا یا کبھی
نہیں لڑے جب لڑے تب کافر ہی سے لڑے کہ یہ حکایت دلیل کفر محارب جناب امیر ہو سکے
شعر طربا بقرض العذول بد کہ کہ فخن ابوا و العذول ابوا و حالانکہ بطرح جنگ جناب امیر

یہاں تک کہ کفار کے خاص حق جو اللہ تعالیٰ کی طرح خلفاء ثلاثہ و معاویہ رضی اللہ عنہم نے ہی عاون خاص لیا ہے
 چاہے یہاں تک کہ کفار کے کیا سانس جنگ و جہاد میں کسی کو گفتگو نہیں کہ متبادلہ اسلام و کفر کا یہی بابت و عہد
 دین محمدی کے یہ ہے شہد لہو جو اللہ تعالیٰ بخدا میں اوس جنگ کے جو فیما بین مسلمان ہر جیسے جنگ معاویہ
 و جناب امیر کی کہ بابت خلافت و سب سے تہی نہ واسطے دعوت اسلام کے یہاں حکم کفر کا جاری
 نہیں ہو سکتا اسی لئے حدیث میں کیا ہی اصل اللہ صلیع بین الفضلین العظمین جن مسلمانین قولہ لہم
 مسلم ہی کثرتہ بظاہر تاراج احکام ظاہر شرع تہ امیر نے واسطے طلب حق اپنی کے حربہ کی اور
 دعوت کو فردا پر چڑھا شرع کو حکم ظاہر کا یہی گواہ بن میں کوئی اور طریقہ جو ظاہر میں تابع شرع
 داخل حکم اسلام ہی ایسے امور میں انبیاء و اصحاب و علم باطن پر کام نہیں کرتے جو اب جس میں
 انبیاء و اصحاب باطن پر کام نہیں کرتے اور شرع کو حکم ظاہر کا یہی اور خلفاء ثلاثہ ظاہر میں مسلمان
 تھے تو شدہ علماء و اصحاب ہم ہی بعد بارہ سو برس کے باطن پر کام نہ کرو اور جناب الغیب و انکو منافق کہ فرما
 اور لعنت و تبرکے کو فردا پر چڑھا اور موافق ظاہر حال و صیحا کہ انکو مسلمان بنا رہے و دلائل
 آخرت عالم خدائی نہ عالم دعوت و ایمان دیکھئے کہ ان کی دعوت کر نیکی اور کونسا حق طلب فدا میں
 کہو کہ اگر حق مذکور حصول خلافت تھا تو اوپر تم کہہ چکے ہو کہ مامور بعد سے اور محکوم بافتیا آخرت
 بردنیا اب و سکو طلب کرنا خلاف صبر و طلب منہی عنہ ہی اور اگر دعوت اسلام تھی تو سر انجام اور
 ماتم سے خلفاء ثلاثہ کے بالغ و جہ ہو گیا اب طلب کی تکمیل حاصل تھی اور اگر طلب تصدیق امامت
 الدائمہ عشر تھی تو محتاج بیان سند ہی و ایمان و لک اور قید احکام ظاہر شرع سے ثابت ہی کا وہی
 مامور و مکلف ساتھ ہی ظاہر شرع کے ہی نہ باطن کے سوجب اس ظاہر میں جناب امیر و خلفاء ثلاثہ
 ہوئے اور یہ ظاہر مانع جدال و قاطع نزاع تھیں تو نبی علی البطل جسکے ساتھ آدمی سکھتے نہیں
 لہذا تیرا کر نایا کافر منافق سمجھنا خلاف حکم شرع ہی اور مانع غیر سے خارج کیونکہ شہر ہر کہ راجا
 بینی و پار سادان و بکر و کاد قولہ بیان اگر کوئی صاحبی کے کہ حب علی نے تھا عقیقہ میں
 حوض اپنے حق تھی کا قیامت پر چڑھا تو تم چہرے کے خلاف ثلاثہ میں کوشش کرتے ہو جو اب کیا ہی

کہ ہم لوگ اثنا عشری المذہب ہیں پیروی ثقلین میں اپنی نجات جانتے ہیں ہمارا ائمہ برحق نے اگرچہ
 بمقتضا وقت حکام و متبعی تعرض کیا لیکن تابع و مقلد ہی کیسے نہ تھے جو اب یہ جواب اور وقت
 قابل قبول ہو کہ ائمہ اثنا عشری اسکا حکم کیا ہو ورنہ یہ اقتدار عین امتداد ہی کیونکہ پیروی اتحاد و
 اتفاق عمل میں ہوتی ہے نہ مخالفت و شقاق میں ائمہ ہر پنج ساری عمر تقیہ کیا اور حکم تقیہ کا دیا اور فرمایا
 لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ و تارک التقیۃ کناک الصلوۃ اور تیسے پیروی ثقلین نام ترک تقیہ و شقاق صریح
 رکھا اور قول فعل و دو نمین خلاف ثقلین کیا اسلئے کہ اول ثقلین کتابا شد اور عین کہیں یہ حکم نہیں بلکہ
 مخالفت اسکے مناقب مہاجرین و انصار واروین اگرچہ بطریق تقیہ ہوں اور ثانی ثقلین ائمہ ہر پنج میں
 انہوں نے بھی کہی کسی مہاجر و ناصر کو کافر مہر نہیں کہا بلکہ ہمیشہ حفظ مراتب کہا خصوصاً جناب امیر
 وہ تقیہ شدہ کیا کہ بقول مرتضیٰ بعد الولاہیت ہی متقی ہے اور قرآن کو علی ما تزل نہ پڑھ سکے اور امام
 الائمہ تو منور فارسان مزا میں مخفی ہیں اس سے زیادہ اور کیا تقیہ مہر کا پس پیروی اسکا نام ہی کہ جو
 اونہوں کا کیا وہ تم ہی کو ورنہ نام پیروی کا ناحق نلو شعاقتی الالہ و انت نظر جب نہ الہامی فی
 القیاس مدعی نہ کوکان جبک صادقاً لاطعہ نہ ان الحب لمن یحب مطیع نہ اور حال شرکت ائمہ ہر
 احکام ظاہر شرح میں ساتھ خلفاء ثلاثہ و بنی امیہ و عہدہ کے ظاہر ہی کہ ہمیشہ اذ اصولات و جمعہ
 جماعات وغیرہ میں متفق تھے اور اسدیکانام اتباع و تقلید ہی ورنہ تم بتاؤ پھر وہ کیا چیز ہی اور
 اگر کوئی دوسرا دین باطن میں برتتے تھے تو وہ بسبب مخالفت ظاہر شرح کے باطل ٹھہر گیا کیونکہ حکمو
 حکم ظاہر کا اپنی باطن کا معنی الامر باطنی میں کسیکا اتباع ہی نہیں ہو سکتا فانہم قولہ جو تم سے مقابلہ
 مجاہدہ کرتے ہو تم حکمو جواب دیتے ہیں جو اب ابتدا مقابلہ مجاہدہ کی تم سے ہی نہ ہم سے سبحان
 علیہ السلام مکتوب مطبوع میں لکھا ہے بزمان سلفان مل سنت کتب امامیہ اکثر مدیدہ و حریرانی از جناب
 فروغ شیعہ بلو و انما عجیب انتہی اور کافی کلینی میں حدیث امام جعفر صادق موجود ہے کہ لا یتصلح المؤمن
 لدیکم فان الخاصۃ معرختہ للقلب معہذا جو تم جواب دیتے ہو وہ صدق اسکا ہوتا ہے کہ سوال آئے لہذا
 جواب رسیان قولہ تو لاتبرأ ہمارا عقیدہ ہی جواب پانچ اس عقیدہ کا تحفہ اثنا عشری میں

مفصل لکھا ہی اوسکو کسی سے نہ کر سچو لو بہر نام اوسکا لینا جواب تمہاری تجارتی میں ہر وہی
 ہوا محبت فی اللہ والبغض فی اللہ میں لایا ان جوابت جلیل بترا نوا ہو سکی کہ کفر اہل بغض کا ثابت
 ہو بلکہ عبد الکفر ہی مراد بغض سے تیرا نہیں ہو سکتا کہ خلاف عرف لغت و شرع ہی پس نہ ہو
 تو لا تبرا علی کذا فی لغوی لا محبت علی بل بغض معاویہ محبت للتفسر لا امارۃ بالسوء والبغض لہا ہی شی فی اللہ
 قولہ بیان نہ ہو کہ تعدی ثلثہ میں ہائی بیت و مجاہد الی مجاہد جواب بیان شتم میں نہ کر سچو مرقن
 نہاسو یہی بیت بعد از مبر اور وہ مبر قبل از بار محجائب لیل و نہاسو سے ہی کہ عہد طرز جبرون
 ہی ایجا کر نیکی قولہ سے زیادہ شہور غضب کرنا مذکور کا ہی جسے آنحضرت اپنی حیات میں جتنا
 کو بخشا تھا اور سند اوسکے لکھا کہ اپنی ہر اور نبی ہاشم کی گواہی سے سچا نہ کرنا کہ کیا تھا ابو بکر
 گواہی علی و عباس و حسین و ام المین و غیرہ کی قبول نکی اور نہ اس سند کو پھاڑا لا اور نہ
 بنائی کہ سخن محاشرا الانبیاء الا نزلت ولا نزلت ما ترکناہ صدقہ کہ محض خلاف قرآن ہی اور اگر
 محال قول شیخین کی تصدیق کیجا وہی تو یہی بغیر مطلب نہیں اس لیے کہ جب رسول خدا کی کوئی چیز اپنی حیا
 میں بخشی تو ملک سے خارج ہو گئی جواب یہ ساری کہانی ساختہ و پرداختہ مشیہ ہی کہتے
 اہل سنت میں اوسکا اتنا پناہ نہیں و سن ادعی فیعلیہ البیان محمد القنی اوس میں خلط بحث کیا کہ
 کہ بہرہ و وراثت دونوں کو کثیر از ایک عبارت میں لکھا ہی کہ جس سے تصریح و دعویٰ کی نہیں
 ہوئی سو قطع نظر ثابت نہ ہوئی اس مدعا کی کتب اہل سنت میں اگرچہ بطریق ضعیف بلکہ وضع
 ہو بطلان اس نہ بیان کا بیداشت عقل ثابت ہی اس لیے کہ عہد نبوی میں یہ جو نہ تھا کہ بنام و
 تسکین شہ و فارغ خطی و رسید و قبالہ وغیرہ لکھا جاوے یا حکم نبوت بطور دیوانی و فوجاری سقر ہو سکا
 کتب تاریخ گذر بن عوی کی ہیں محمد مذکور ایسا کیا بڑا ملک محاصل کہتا تھا کہ اوسکے لیے اتنا تھا
 اور شیخین وغیرہ کو ایسی کیا حرص و طمع لاحق تھی کہ ایسی حقیقت چیز کو لیکر رسوائی داریں حاصل کی
 حالانکہ یہ شیخین کا باہر ارامہ ثابت ہی بایں ہمہ ملک عرب و عجم اگر مذکور غضب کر لیتے تو شیخ
 اسلام ضرور اوسکو بتواتر نقل کرتے اور مولف مطاعن میں لاتی حالانکہ سنی روافض کے کوئی

اسکا ناقص نہیں اور اگر غضب نہ کرتی اور تقسیم ترک نہ ہوتی کرتے تو یہی حصہ جناب سید دکانا ہوتا اور
 ابوبکرؓ کے اگر فاطمہ سے فدا کر لیتا تو عائشہ وغیرہ ازواج کو کیوں حصہ نہ دیا مہذا دعویٰ فاطمہ کا
 فدا کر لینا بطور یہ ہرگز ثابت نہیں بلکہ بطریق میراث چاہتا تھا چنانچہ جواب خلافت اول اور سیر دال ہے
 معلوم نہیں کہ ایسی جگہ عقل اپنی کی کہاں رہتی یہی یاد دعویٰ کو بطور یہ کہہ دیا بطور میراث پس
 جب صورت میں کہ یہ قرار دیا جاوے گا تو جواب وسکا یہ ہے کہ باتفاق شیعہ و سنی یہ بدولت جن
 کی ملک ہو نہ ہو یہ نہیں ہوتا اور فدا بالاجماع حیات نبوی میں قبضہ و تصرف میں جناب سید
 نہ تھا بلکہ آنحضرت اور میں تصرف مالکانہ کرتے تھے تو ابوبکرؓ سے تکذیب دعویٰ فاطمہ کے واقع نہیں
 ہوئی بلکہ وہ منہوت مسئلہ شرعی بیان کیا کہ مجھ و میرہ بدولت عیدیک نزدیک شیعہ کے ملک نہیں ہوتا
 اس میں ضرورت رد و قبول شہادت کی نہیں اور نہ اس جواب سے تکذیب فاطمہ و شہود وغیرہ
 لازم آتی ہے اس لیے کہ عدم ثبوت دعویٰ کا اور تہیز ہی اور کذب دعویٰ اور چیز اگر دعویٰ اپنا دعویٰ
 ثابت نہ کر سکے اس کو کاذب نہیں کہتے سبحان اللہ خلیفہ باوجود پاسداری حکم خدا و رسول کی کہ میرہ
 بصورت ثبوت ہی بدولت قبضہ کے نافذ نہیں مطلق ہوئی اگر خلاف حکم شرع کرتے تو یقین ہی کہ نہ با
 خاص عام سے بجات نہ پانے کشف الغمین لکھا ہے کہ حضرت امیرؓ نے اپنی ازادہ خلافت میں ایک
 سید دیکھی پاس دیکھی شریح قاضی مدینہ کی طرف رجوع کیا اونہوں سے گواہ طلب کیے جناب
 امیر امام حسنؓ و قنبر کو لینگے قاضی نے اونکی گواہی قبول نہ کی اس لیے کہ ایک سپرد و راعید تھا
 اور اسی طرح من الاحضرہ الفقیہ کتاب القضاء باب ما قبل من اللہ عادی بنفسہ میں
 لکھا ہے لیکن بعد اسکے سنی کہتے ہیں کہ حضرت امیرؓ نے شریح کو دعویٰ اور شیعہ کہتے ہیں کہ بدعا
 دی بہر کیف اگر رد شہادت معصوم تکذیب مستلزم کفر ہو تو تو ضرور حضرت امیرؓ قاضی
 شریح کو مغرول کرتے جس طرح معاویہ کو مغرول کیا اسیلئے کہ ظالم کو مامور کرنا اس کے ظالم کو
 اپنے اعمال میں محسوب کروانا ہے اسی بات کو قصہ فدا کر لینا جاری کرو اور
 اگر واقع میں یہ ہوتا تو جناب امیرؓ ضرور اس کو اپنے عہد خلافت میں سترہ کر لیتے

اسلئے کہ اس میں صحیح حسنین تھا عجبت کی کہ اپنا حق تو لین اور حسنین کا حق نہ لاوین
 لا اقل امام حسن و سکوائی خلافت پیروزہ میں لے لیتے جب یہ کہہ نہوا تو معلوم ہوا کہ یہ
 یہ صحیح نہیں اور اگر کہیں کہ شئی مغلوب کو نہ پیرا تو خلافت یہی مقصود تھی اور سکویوں
 لے لیا آمد پہاڑ و الناعمہ کا سند میر کو موضوع و ٹپل ہی اپنے یہ ملحق جن العیقین مجلسی
 اور ای ہی کتب اہل سنت میں اسکا کہن نام و نشان نہیں آوے اگر دعویٰ مذکور کا بطور سیرا
 قرار دیا جاوے تو جواب و کفارہ یہی کہ کسی کثرت تھا کہ جناب سیدہ بنت رسول خدا میں اور
 اس وقت حاجت شہادت کی کیا تھی صاحب فی شرح کلینی نے لکھا ہی کہ انبیاء سے جو کچھ کہانی
 رہ جاوے اگرچہ نہ کہی لیکن اس میں حکم ترکہ کا نہیں اور من لا یحضرہ الفقیہ میں اسی مضمون کو
 حضرت امیر سے وصیت محمد بن حنفیہ میں نقل کیا ہی آوے قرآن مجید میں جبکہ ذکر وراثت آیا
 ہی مراد اس سے وراثت علم و عمل ہی نہ ملک و دولت چنانچہ اس سلسلہ اصول مجتہد کو فرہند و
 شرح نہج البلاغۃ ابن تیمیہ بخانی سے ظاہر ہی کہ آیات کریمہ میں مراد وراثت سے علم
 نبوت ہی اور سند لال سیدۃ النساء کا بقا بلا ابو بکر یا یہ برہنی وغیرہ ناتمام ہی و تفصیل
 فی ائزاتہ الثمین اور کلینی صاحب کافی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہی
 کہ ان الانبیاء ولم یورثوا دینا و انما ورتوا احادیث من احادیثہم فمن اخذ بشئی
 منها فقد اخذ خطا و اقرانہی اور سیطرح ہی روایت دعوات الراوندی میں اور بحار الانوار
 مجلسی میں اور محمد بن حسن غالی نے فصول مہمہ میں دعویٰ تو اس قسم روایات کا
 کیا ہی اور اس حدیث کو صاحب کتاب منیۃ المرید نے بھی روایت کیا ہی پس حسنین
 میں کہ ائمہ ہدیٰ اس طور پر ثابت ہو تو نسبت وضع حدیث کی طرف ابو بکر کے بقول ابو
 شیبہ اور بقول آپ کے طرف عمر فاروق کے کہا ہو انظار ہر ٹپل محض ہی علی الخصوص
 جس وقت ابو بکر متفرق بھی نہ ہوں اسلئے کہ اس حدیث کو جناب امیر و عباس و عثمان وغیرہ
 عشرہ مبشرہ بھی سنا تھا معہذا اگر یہ اصحاب نہ ہوتے تو بھی حق ابو بکر میں نص قطعی

اس لئے کہ او خود بخود بلا واسطہ بگوش خود رسول خدا سے اسکو سنا تھا مسئلہ ایک عبارت
 کثیرہ اسکی راوی ہی کہ از ائجلہ خریف بن الیمان بقبول رو فضل و ملاقا القول میں اکہا ایتل
 وضع ہو گا یا اینہم نزدیکیا ماسیہ کے عورتوں کو عموماً زمین میں حصہ نہیں چنانچہ میں لا یحضرہ الفقیہ
 میں لکھا ہے فالارض المعقار فلا میراث لمن فیہا اسطرح انکے نزدیک حصہ کا بھی حصہ نہیں
 بلکہ باقی کو ہی ذوی القربی پر تقسیم کرنا چاہیے اس تقدیر پر رسول کریم سے عبا
 وغیرہ بنی ہاشم کا کچھ حق نہ نہیں بگاڑ عورت و رازبا کو انہم غنیمت است قولہ اسبقہ میں
 نواصبے بہت گاؤں و نوری کی ہی امامیہ اثنا عشریہ جو اباب شکست دے ہیں جو اس مراد
 بواسطہ اگر وہ لوگ ہیں جو با اتفاق فریقین دشمن نبی وال نبی میں تو با حق فیہ سے خارج
 ہی اور اگر سنی ہیں تو تیسے فریقہ رسول و انص سے کیوں قطع نظر فرما کے گاؤں و نوری حصہ ہم
 تو رکھیا ہو مگر مشرق مطالعہ جو اباب شکستہ امامیہ اثنا عشریہ جو بنی خاظمی لیکن میراث اسکا
 کہاں کہ ہمراہ صاحب مزا عنیت کبریٰ میں ہیں خیر الکیسل حدیث میں قولہ اخرج البدر
 و ابو یعلیٰ و ابن ابی حاتم لما نزلت ہذہ الآیۃ و ات ذوی القربی حقہ و عا رسول اللہ فاطمہ
 فاعطا ہا فذک کذا فی الدلائل اسطرح کتاب صلتہ الاقارب ابن حجر میں ہی جواب یہ
 روایت موضوع ہی اسکا قات رو انص سے اور عونا و سکا در منشور وغیرہ میں دلیل ثبوت نہیں
 ہو سکتا اس لئے کہ تالیف در منشور واسطے جمع موضوعات وغیرہ کے ہی اگر صاحب در منشور
 نے اسکو صحیح ثابت کہا ہو یا ابن حجر نے تو بیان کر دیا کہ یہ آیہ کئی ہی اور مکہ میں
 ذکر نہ تھا سچا سے واضح کو یاد رکھا کہ ابن عجمہ اسکو دلائل تمکیک میں پر نہیں چاہے تھا
 کہ سچا اعطا ہا فذک لفظ وہہا لہا وضع کی ہوئی معہذا سند لال ساتھ اس کے ساتھ نام ہی
 کہ لفظ ذی القربی عام ہی فاطمہ وغیرہ سے اور مقرر کرنا انحضرت کا معاش واسطے ذی القربی
 کے ثابت نہیں عجب نہیں کہ تقرر فذک کا واسطے مصارف جمیع حیاں کے ہو اور بصورت
 عطا کرنے فذک کے خاص فاطمہ کو عمل آیہ پر انص نہ تھی چاہیے کہ کچھ اور معین سے

کاؤں و نوری

نظر عطا فذک

مسکین ابن السبیل پر بھی وقت فرمائے کہ تمام آیت پر عمل میرا دوسرے قولہ ملاء عصام نے شرح
شامل میں لکھا ہے فی ہذہ القضية اشکالات للعلما من قبل فاطمہ علی وعباس ابی بکر و عمر قد
سعدوا فی وضعها وصارت تلك القضية منشا لاضلال المنافقين وخرج الرافضة عن طریق الحقین
اور فتح الباری میں شارح بخاری لکھتا ہے ولم یعرض احد من الشراح لبيان ذلك وفی ذلک
شدید وپھر عن اصل القضية صرح فی ان الکبیر علیا علی ابن ابی النبی قال لورث فان کان اسماء
من النبی فلیکف یطلبها من ابی بکر وان کان اسماء من ابی بکر فی زمانہ بحیث انما العلم عندنا
فلیکف یطلبها بعد ذلک من عمر جواب اپنے ان دونو عبارت کو بجز سباق و سباق فقہ کی ہے
والاشتبہ اشکال کا الائی مسئلہ ال کے نہ تھا اسلئے کہ ملاء عصام نے بعد علام اشکال کے یہ بھی کہ
دیاجی کہ قد سعدوا فی وضعها الخ اس سے معلوم ہوا کہ اشکال منکر مدفع ہو چکا ہے باقی نہیں
وہ اشکال اگر موجب ضلال ہی تو رافضہ منافقین کے لئے ہی نہ اسلئے کہ واسطے کہ انکے نزدیک
ذکر ابو بکر صدیق کا ہر طرح بی ہی کیونکہ اندوخی لائل ثابت ہی کہ ترک نہوی میراث نہیں اور
جناب سیدہ بے محل ہی کماثر اور جو تقریر اشکال کی صاحب فتح الباری کی ہی مدفع اور
خود تفصیل تمام فتح الباری میں لکھا ہے او سکوت محض واسطے احتجاج کے صحت کردی
یہ بھی کہ طلب کرنا علی وعباس کا بطور میراث نہ تھا کہ فلان نفس ہو بلکہ ہر بار بطریق تبرع تھا تاکہ
عمل حاصل ہو حاجت طلب فقہ کی ہر بار نہوا کرے سناؤ اسلئے اس طلب میں انکار و جہل تھا نفس
نطلب ہی بطریق استدلال کے کہ اشکال ظاہر موجب طعن ہو سکے قولہ قال البخاری طاعت فاطمہ عند
ابی بکر تطلب میراثا من ابیہا فا ابو بکر ان مدفع الی فاطمہ شیئا فنقضت فاطمہ علی ابی بکر فی ذلک
ولم تکلم حتی مات الخ جواب ندینا ابو بکر کا ذلک کو اسلئے کہ نفس نہوی تھا نہ ہو انفسانی کماثر اور
آزردگی جناب سیدہ کی براہ بشریت تھی بطریق حجت فافترقا اور مرد عدم تکلم سے تکلم بمقتدرہ فیک
ہی نہ مطلق تکلم اسلئے کہ ضماندی جناب سیدہ کی ابو بکر سے بروایت کتب مامنیہ ثابت ہی اور اصول کا
قاعدہ ہی کہ الاثبات مقدم علی النفی کما سمعی قولہ ابو بکر جو ہری اسباب میں کہتا ہے جواب میراث

تجربہ عبارت سروق ہی حق العین مجلسی سے اہل سنت پر اخرج مشیدہ حجت نہیں کہا مگر ارا قولہ
 ابن قتیبہ کتاب الامانۃ والسیاستہ میں لکھتا ہے جو اب یہ ابن قتیبہ شیعی غالی ہی تھی نہیں چنانچہ
 رسالہ الکتاب فی روتہ الثعالی والغریب سے کما حقہ واضح ہے بلکہ سالہ مذکور گیا واسطے ثبوت اسی بات
 کے بنا ہی کیونکہ مناظرہ طرفین کا اس باب میں اقصی غایت کو پہنچا اور ثبوت سنیت ابن قتیبہ صاحب کتاب
 الامانۃ کا اولین آخرین دفعہ سے نہ ہو سکا و لہذا محمد معزز القریہ ابو بکر و فاطمہ سے ظاہر ہے کہ ابو بکر
 عارف علوشان جناب سیدہ تھے صاحب شہرت لیکن مذینا ذکر کا مبنی دلیل پر تھا اور جس حدیث کے
 فاطمہ نے استدلال کیا او کو وہ عاسے پر کہ مسکن نہیں اسلئے کہ غضب کرنا اور ہی اور غضب اور اور
 محارم الہی غضب کہ نیسے کسی کے حلال نہیں ہو سکتی اسباب بن بشریت جناب سیدہ عذر خواہ
 کافی ہی قولہ خطبہ طولانی جناب فاطمہ سے منقول ہے ابن اثیر نے نہایت میں مسعودی مروج الذهب
 میں ابو بکر جو ہر حق کتاب سقیفہ و ذکر میں ابن ابی الحدید وغیرہ بہت علمائے اہل سنت نے متواتر خطبہ مذکور
 کو اپنی کتب میں باسانید صحیحہ نقل کیا ہے اور عرفان بصحت پس کیونکہ رضا و عفو ان کا متوہم ہو جو اب
 ایسی بالاخوانی و لہجہ انی سے الزام اہل سنت کا ممکن نہیں سو اب ابن اثیر کے بقیہ اسامی شیعیہ ہیں
 خواہ اعتراف صحت کریں یا اقرار غلطی انکی بات ہمہ جہت نہیں چنانچہ بیان ماونکے حالات کا سابقہ گزر
 چکا اور لکھنا اہل لغت کا معنی کسی لفظ کے جو کتب مختلف میں وارد ہو وہ دل حجت روایت نہیں ہے
 سکتی اسلئے کہ موضوع ہر علم کا جد ہی ٹھوکر اس سے غرض نہیں کہ یہ لغت جس شعر یا عبارتیں آئی ہے
 وہ فی نفسہ بھی صحیح ہی یا نہیں اس کو غرض صرف بیان معنی یا صحیح اور کج ہی و بس نقد صحت و سقم
 و طیبہ ارباب علم دین ہی چنانچہ اسی جہت سے بعض شرح و حواشی مشیعہ کے متون اہل سنت پر ہیں
 و بلکہ اسلئے کہ وہ ان بحث دین کی نہیں بنا کر علی ہذا اگر ابن اثیر نے نہایت میں یا صاحب قاموس
 قاموس میں مثلاً کسی ایسے لغت کو لکھا کہ وہ حدیث یا اخبار امامیہ میں روٹی اور حل اس کے معنی ہو
 کا کیا تو اسے صحت حدیث مذکور کی لازم نہیں آتی مہذا جواب طولانی اس خطبہ طوفانی کا صاحب
 از الہ العین نے مفصل مآل لکھا ہے اور حال رضا و عفو جناب سیدہ کا مگر چہ ہی کہ ریاض نضرہ

ابن قتیبہ ہی تھا

خطبہ فاطمہ علیہ السلام
 عام اعتبار قول اہل لغت و صحت و عدم صحت

اصحاب ابوبکر صدیق

غضب فاطمہ کا براہِ نفسانیت نہیں

وارج النبوة وكتا ابونا ذہبی وشرح مشکوٰۃ سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر بعد اس قصہ کے جواب
 سیدہ کے گھر گئے اور غزوہ خیبری کی وہ خوش ہو گئیں اور فصلِ اسطبل میں بھی کہ ابوبکر وازارہ فاطمہ
 و بوب بن کثر سے ہے اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہاں تک کہ انہی ہوں مجھ سے بہت رسول خدا
 پس آی علی اور تم ہی فاطمہ کو کہہ رہی ہو وہ رضی جو گئیں اور طبری نے حجاج الساکین میں کہا
 ہے کہ جب ابوبکر غزوہ خیبر کے لئے خاتونِ نبیؐ فرمایا اتول افضل فیہا کہا کان الی رسول اللہ
 لیفضل فیہا معہ اذ کان ایسی کیا البتہ کہتا تھا کہ جناب سیدہ بسبب اس کے کہ در و کینہ سے گزر
 تھیں اس لئے کہ لال حسن بہت جناب سیدہ بنتِ رحمۃ للعالمین سے کافی تھی پوری روایت صحیحہ
 تحفہ میں ہے اس طرح معالجہ ابوبکر و جناب سیدہ کا علل الرائع حق یقین سے ثابت ہے تو
 غضب حضرت فاطمہ کا مثل غضبِ غصہ اور دیکھئے براہِ نفسانیت میں متواتر احادیث نبویؐ اس پر
 گواہ ہیں آنحضرتؐ فرمایا میں غضبنا فقد غضبنا و یونہی ما اذا ما وان اللہ فی غضب غضب فاطمہ
 انتہی حاصل ہو چکا اعضا و اعضاء و مستعدی ہیں لازمی نہیں معنی یہہ میں کہ غضب میں لاؤ
 ایذا دینا چاہے نہ یہ کہ غضب میں آگے متاویز ہو جاؤ اور غضب الہی غضب فاطمہ اور سبھاوی جہاں
 غضب پر متوا ابوبکر فاطمہ کو غصہ میں نہیں لگا اور نہ ایذا دینا چاہا وہ خود براہِ بشریت کمزور
 ہو گئیں پھر گذرین اور خوش ہو گئے جو اندوہ و غم میں فرق نہ کرے وہ حق ہی اور اگر غضب
 فرض کریں تو مثل اسکے بلکہ مع شئی نہ اند جناب امیر سے بھی نسبت جناب سیدہ کے وقوع میں آج
 علل الشرح شیخ الطائف محمد بن بابویہ قمی ہیں لکھا ہے کہ جب حضرت امیرؓ نے نسبت اپنی سخته
 و خرابی جل کے چاہی جناب سیدہؓ آزر دہو کر روتی ہوئی یاں لپکے گئیں اور نکایت کی آنحضرتؐ
 نے ابوبکرؓ کو بلا کر حضرت امیرؓ سے فرمایا یا علی اما علمت ان فاطمہ بضعتہ منی وانا منہا
 اذا افتدانا فی اور استقدر میں اما میرے حق میں حضرت امیرؓ کے بیان کیا ہے اس طرح کیا
 خفا ہو کر خاکِ مسجد پر جا پڑی جب آنحضرتؐ نے سب ابوبکرؓ کو چا فاطمہؓ نے کہا غاصبہ فحج اس پر
 آندہ کی جناب سیدہ کی اور کنارہ کشی بابت عدم دخل ہی بمقدمہ ذکر نسبت جناب امیرؓ کے

کتاب امامیہ سے ثابت ہے اس طرح بابت التفات کمیز حبشیہ کے پس چ طعن اس بات ابو بکر دار ہی
 منصفانہ صاف اس کے جناب میر پر وار ہوئی تھی فاما جو ابکم فرمودہ اپنا علاوہ اسکے قرآن شریف
 سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ حضرت ہارون پر غضب کیا یہاں تک کہ ان کی وارثی پر بھی باوجودیکہ
 بنی و برادر یعنی کھان تھے اور یقین ہے کہ حضرت ہارون قصہ ان کے غصہ کہ ان کا نکلیا ہوگا اس لئے کہ
 بنی کا غضب میں لانا کفر ہے لیکن موسیٰ غصہ کہ نہیں شہ نہیں پس اگر غضب میں جب کفر ہو تو چاہے
 کہ حضرت ہارون اس وقت متصف بوضعت کفر ہوئے ہوں لغزو باشد و لیکن آپ کا یہ جواب
 دینے کہ قرآن کتاب اہل سنت ہے اور روایت سنی شیعی پر حجت نہیں کہ ان کی عکسہ و عیان غضب
 بین المعصومین تھا اور یہاں دونوں معصوم نہیں اور نہ قصہ ان حضرات اذاتھا آور حصہ مبین کہ فاطمہ الزہرا
 نزدیکی شیعہ داخل الطہیت ہوں کہا حقیقتاً فیما ضعیف تو پر لغضاب بھی انشاء اللہ تعالیٰ مضر نہ ہوگا
 کہ الشیء اذا اتفق نقی بل ازہ قولہ شیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں کہتا ہے الخ جواب
 ہر ہی اشکال ہی جسکو آپ نے ملا عمام وغیرہ سے نقل کیا تھا اور جواب اس کا گزر چکا اور شیخ نے بعد اسکے
 کلام طویل کیا کہ کے خل سے کہ اشکالات کیا ہے اور مکرر آپ نے کیوں کہ نکلیا اشکال کو لینا اور اشکال
 چہرہ نا کام جہاں فاما باز کا ہی تمہدایہ اشکال اس قسم کا ہی جس طرح توارض و ایات و اخبارات
 و احادیث ہوتا ہے اور اسکی تطبیق و تاویل کرتے ہیں نہ ایسا تا قضا کہ موجب کفر و اسلام کیلئے
 اسکو کوئی اسباب طاعن و مثالب میں نہیں جانتا اور بنیاد عقیدہ و عمل کی نہیں کرتا جو ایسا سمجھے وہ
 جاہل ہی طریقہ علم و فہم سے قولہ و تقریر تحفۃ العزیز کا بار بزرگ میں تفصیل تمام علی انشاء اللہ
 احوال تحفہ میں لکھا ہے میں شہادۃ علیہ حج الیہ جواب وہ یہی اولہ میں جسکو آپ نے زبیر قمر فرمایا یا اور کہہ
 اگر یہی ہیں تو جواب و کلام ہو چکا اور اگر اؤ میں نوادکر بیان فرمائے حالانکہ احوال جواب اشکالات
 تحفہ میں کوئی دقیقہ رد و قرح امامیہ کا باقی نہ رہا اور لطائف الشیعہ عین یقین سے مرتبہ ہے اور یقین
 کو پہنچا حاضرین ذرا انکو بھی مطالعہ فرمائے اور حظوافی اوٹھائے نرمی تقیہ تو یہ کی شیعہ
 ہر دم تحفہ کا نام لینا چہڑا موزنہ بڑی بات ہے قولہ بڑی میل عبد العزیز کی یہ ہے کہ اگر ابو بکر

خفا ہوتا ہو گا کاروان علیہ السلام

اشکال عقیدہ سنی

ادھر تحفہ اہل بیت سکھانے

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے عہد خلافت میں

کتاب السنن للعلامة ابن ماجہ

فدک کو ضبط کیا تھا تو علی مرتضیٰ نے کس لئے اپنے عہد خلافت میں اس کو بحال نہ کر دیا جہاں یہ رکھا ہوا
 کہ فدک جاگیر خلیفہ طہمین تھا اور وہ بعد چھ مہینے کے انتقال فرما گئے ہیں واپس کس کو کرتے اور وہ
 جناب سرحدی نے مطالبہ کیا چوہا عبد العزیز نے اس دلیل کو معظم ادا نہیں کیا ہی محض کیا
 انصاری سوزا جو ثابت صواب کا جسک لئے ارتکاب اس فقرہ کا کیا ہی کہ معظم ادا کر دین بہت یاد دہا
 ہی اسلئے کہ جب فک جاگیر فاطمین ہوا اور بطور میراث یا ہر دوا کو مہینا تو بعد فاطمہ کے حتی
 اونکے ورثہ کا ہوا وہ مطالبہ کریں یا نہ کریں عدم مطالبہ سے استحقاق باطل نہیں ہوتا حضرت
 امیر نے ہی ایک عمر دراز تک کہ بقول لکچکے چوبیس برس کئی مہینے تھے مطالبہ اپنے حق کا کیا
 بلکہ بقول سامی قیامت پر چور بیٹھے تھے لیکن جو وقت موقع پایا چٹ اپنا حق لے بیٹھے تھے
 کہ اپنا حق تو لیں اور سنیں کا حق بعد رنگ یعنی عدم مطالبہ نہ دلاوین اور انکو حاجت مطالبہ کی
 تھی کہ خلافت گھر میں آئی لیکن حضرت امیر کو لائق نہا کہ واسطے اثبات استحقاق و محنت و جہاد
 سیدہ علیؓ کو اللہ شہاد اور اسکو حوالہ ورثہ فاطمہ کر دیتے کہ دشمن جلتے اور مومنین خوش ہوتے
 و لیکن جب یا اور نلیا تو معلوم ہوا کہ اور انکو حقدار نہ سمجھا اور مہر کو صحیح نہ جانا پھر ظننا و امور و عبادت
 جب فک کو حوالہ ائمہ متاخرین کیا تو انہوں نے بکلفت لے لیا شوہر شری عباس بن لکھا ہی کہ
 بن عبد العزیز فک کو حوالہ امام محمد باقر کیا اور انہوں نے لے لیا اور انکے پاس لیا تاکہ کہ خلفاء
 عباسیہ پھر چھ سال بعد بیت میں حکم مامون عباسی قثم بن جعفر نے حوالہ امام علیؓ
 کر دیا اسلئے پھر متوکل نے لے لیا اور معتضد نے پھر واپس مکتفی نے لے لیا پھر معتز نے پھر
 علی بن العباس جناب بکر بھی دینا تھا لینے لینے کے وہ مختار تھے حالانکہ گئی چیز کے ملنے کی
 خوشی ہوتی ہی قول غزالی نے مقالہ رابع کتاب سیر العلین میں لکھا ہی الخ جو اب یہ کتاب
 غزالی کی نہیں ثبت العرش ثم افش اور امامیہ کو بھی اسکا اعتراف ہی چنانچہ مومن جاسی نے
 شہاب قب میں لکھا ہی وفد اکثر بعض عقیدت مند و ثبوت نعلہ کہ تہانی اول عمرہ درج
 تفصیل اس شخص کی ازالہ نہیں میں لکھی ہی معتز شوہر شری معتز نے عباس بن غزالی کو شہاد

حالانکہ عبارت منقول کو دلالت غصب خلافت پر نہیں غایۃ فی الباب یہ کہ بعض نے حسبِ بابت و
جاء سے خلاف کیا سو معذرا کہ اسکے معاویہ بنی خلفائے ثلاثہ اور بغاوت متاد کی حد شرابہ نقیبا
وحبِ یاست و امارت نزدیک اہل سنت کے بھی ثابت ہے فی ظلم منطوق الدلیل علی الدعوی قولہ عبد العزیز
تخلف میں اسطے سبقت مناظرہ کے جدت طبع سے کہا جی کہ رسالہ سر العلین تصنیف غزالی نہیں
اسرا بخار سے کچھ منفعت نہیں ہوتی اور سنو کہ بھی مانند غزالی کے گفتگو کی ہی اسکا کیا جواب
ہی جو اصحاب اسکا یہ جواب ہی کہ مع حق شناس دلبر خطا نیست یہ عبارت شرح مقاصد
تسبیح و تہجد طبع سے مانند کلام غزالی سمجھا ہی اسکو کہ یہ مناسبت اس سے نہیں چہ جائی جائے
متعد انہایت خیانت و تحریف کے ساتھ نقل کی ہے چنانچہ نقل صحیح ازالہ یمنین میں لکھی ہے اس کے
مقابلہ سے معلوم ہو گا اور جو صحت میں کہ نہونا سر العلین کا تالیف غزالی لکھی عبارت سے بھی حاصل ہے
تو پھر تعریف جدت طبع بابت اس کے انکار کی طرف صاحب تحفہ کے معلوم نہیں کہ اس کی سی
قولہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھا ہے الی قولہ مکث فہما و فیکہ ریح جو کہ اس چائل کے کلام
پایا جاتا ہے پوشیدہ نہیں کہ راہ تقلید سے اپنی عبارت میں عدا ضبط کیا ہے خود معترف ہے کہ
بعض اصحاب نے حق سے تجاوز کیا اور حد ظلم و منقہ کو پہنچے اور باعث اسکا حقد و عناد و حسد
طلب ملک ریاست تھی اسلئے کہ ہر صحابی معصوم و بے غیر موصوم نہیں مگر علیہ ازارہ حسن علی
تاویلات کے ہیں اور اس طرف گئے ہیں کہ صحابہ خلافت سے محفوظ ہیں اور یہ تاویل محض اسطے
عقائد مسلمین کے حق کبار صحابہ میں ہی یہ کہہ کر اس چنا اور ایلا تذر و وزیرہ و زرا آخری پر نیزہ
ہر سہام کلام بنایا انج جو اب عبارت تفتازانی اگر چہ جگہ بجزن ماقبل مابعد حسبِ حالہ
و اعلیہ دریافت نہو سکے منقول ہے اور وہ بھی غلط اسطے تبدیل و تفسیر الفاظ سوا اینہم دست
بحکم الاسلام یعلو ولا یصلی بہنوز مخالف مذہب اہلسنت نہیں اسلئے کہ حلال و سکا جو اپنے
استبرکہ کہہا ہے صرف معاویہ بن ابی سفیان پر صادق آتا ہے ذرا اور صحابہ پر موصوادیہ کی خطا و
بغاوت کا کوئی منکر نہیں و لیکن شارع نے صاحب کبیرہ پر اطلاق کفر نہیں کیا اور بخا کبیر

طعن بر صاحب تحفہ

حاصل عبارت تفتازانی در بار صحابہ و زبیر

کہ معنی فیما بین اور ذقتنا زانی سے اس عبارت میں آور دینا اس بات پر کہ مراد ہو جائے معاویہ بن
 زاور کو نہی عبارت مذکور ہی اس لئے کہ محدثین ان الفاظ ہی ماقع میں الصحابہ میں المجادات والاشاہ
 الخ اور مجاز و شجرہ سوا معاویہ اور کسی ساتھ جناب امیر کے نہیں کیا پر جو اپنے مابعد میں
 ساری عبارت کو خلفائے ثلاثہ پر ڈال کر مطاعن تختیں وغیرہ پر توڑ کیا یہ خط کہ تاویل بقول بالآخر
 القائل ہی کہ کما ہی کہ یہ منظر تھا کہ قننا زانی باوجود نہی ہونیکے نام خلفاء راشدین کا بالخصوص
 لیکر مثل معاویہ نسبت ظلم و فسق کی کہ خلاف عقل و عقل واقع و خارج ہی طعن اونکے کرتے ہیں اور
 انکے نزدیک انکی عبارتیں عمدہ اخلاقیہ و تہذیبیہ غایت مہولیت سے محتاج ترجمہ نہیں ہیں
 اپنے ترجمہ ناقص کہ کہ نکتہ نمونہ رقیقہ رکش شاہ خطبہ مد تہذیب اس خطبہ کا کچھ ٹوکنا ہی صحیح ہے
 بانہ کہ عوام کو بہکانا ہی قلی الخصوص جہوت کہ آخر عبارت مذکور میں صحیح نام پر کیا گیا ہو تو قریب جلی ہو جو
 مقصود ہوئے معاویہ پر عبارت اول سے تو شیطان نے جینک طاعت حضرت سیدنا کی کی مکر و فریب
 اور جب عدول حکمی کی ملعون ہو اس امر ہی بلعم باعور جب تک مطیع حضرت موسیٰ سے متعلل تھا کلمہ
 تے جیب پھر گئے عمل اور کا جہاد ہو گیا یہ طبع جو لوگ اشرا و ذلیر العباد و منقرض ہوئے اور حکم نبویہ میں تفسیر
 کیا خائب و خاسر ہو جواب تحقق ان مثالوں کا منحصر ہی اثبات انحراف و تبدیل حکم نبوی پر نسبت
 وادیس فلیس ہرگز کوئی حکم نبوی بابت وحی ہے جو منقوضی کے ثابت نہیں جبکہ تفسیر کفر اہل اسلام
 سچا کہ آیا نہ مراد اہل انحراف سے کون لوگ ہیں صحابہ کہ یا یا خاص و یا اگر سب کہ ہیں عموماً تو ہم ہم اہل ایم
 پیالہ ہونا جناب امیر کا ساتھ خلفائے ثلاثہ کے و توفیقہ اجل البیہ یہاں تک ہی اس طرح اقتدا کرنا ساتھ اور
 احکام و صلوات و زکوۃ وغیرہ میں حالانکہ اطاعت کفار کی امام معصوم پر جرم ہی فایں ہذا منوال
 اور اگر معاویہ مراد ہیں تو جناب امیر نے اونکو برابر مسلمان فرمایا ہی اور من طعن سے منع کیا کہ کوئی
 دلیل اسلام کافی ہی حالانکہ خلافت امام نزدیک اہل اسلام کے جب تک سکھر ضرورت دین کی نہ کہ کفر نہیں
 معاویہ جو حال صحابہ کو حال شیطان سامری و بلعم باعور پر فیکس کے و ذابق ہی طعن نہیں
 قیاسات شیطان ملعون ہو اور یہی فن فریب سامری وغیرہ منصوص الصلاات ہو

مثال شیطان با صحابہ مراد اہل اسلام

شعر چون خدا خواهد کہ پرده کس درویش میباش از غرطه ناکان بردہ قول طلبک نا انحضرت کا قلم
 و طاس کہ اور مانع آن عمر کا اور بیستائینوں کا خلافت پر براہ غلبہ و قہر و غضب کا حق سیدہ کا اور طلب
 کرنا بیعت کا بجز علی رضی سے اور آٹھ ائمہ کا لکیران و خطاطانہ دروازہ الہییت کے کتب معتدہ مثل
 و نخل و تاریخ و اقدسی و طبری و ابن قتیبه و غیرہ سے صحت و واضح ہی انتہی جملہ جواب پاسخ
 سب کا مبین ہیں مسبق ہو چکا ہی حاجت تکرار کی نہیں صرف جواب ہر کم کشی کا باقی ہی معلوم
 نہیں کہ کتب کورہ میں اسکو کونسی کتاب سے آپ ثابت کرینگے کہ اسکا جواب یا جاوہر اسلئے
 کہ طبری و ابن قتیبه شیعہ ہیں اور مثل نخل و غیرہ میں یہ ہیں موجود نہیں مہذا جواب اسکا تحفہ میں
 مفصل لکھا ہی اگر آپ نقل عبارت کرتے تو ہم بہر ہر روایت کرتے اسجگہ جواب حوالہ البحر الیہ ہی
 قولہ طبری و ابن قتیبه جو اسب پر دو شخص خود و شخص ہیں ایک ایک ہی ایک ایک رافضی ہر
 صاحب تحفہ نے لکھا ہی کہ ابن قتیبه و ابن ایک ہر اسیم بن قتیبه کہ رافضی ہوا ہی ہی دوسرے
 عبد اللہ بن سلم بن قتیبه کہ کسی ہی کتاب المعارف اصل میں نام لایا ہی اخیر کی ہی نیکیں اور اس میں ہی
 ہی اپنی کتاب کا نام مصادف رکھا ہی نا اشتباہ حاصل ہو اس طرح محمد بن جریر طبری و دیگر اکابر
 بن جریر بن سہم اعلیٰ شیعہ حصہ کتاب الاصلاح لمرشدہ و امامت دوسرے محمد بن جریر بن عبد
 طبری ابو جعفر صاحب تفسیر تاریخ کبریا سنت میں ہی انتہی آور نیز کہ یہ بیجاہ و خج میں لکھا ہی کہ یہ
 کتاب یعنی ابن طبری بہت عزیز الوجود ہی کہ کسی کو اسکا نسخہ میسر نہ ہی اور چونکہ لوگوں کے
 مشہور ہی مختصر اور کما ہی تحرفات مساطی شیعہ سے اور کہ پیشنا دہ ہیں لکھا ہی کہ بعض روایت کو
 موافق مذہب اپنے کے تاریخ علی بن محمد عدوی ابو الحسن مساطی شیعہ جس نے تاریخ طبری کو مختصر کیا
 اور او میں بعض چیزیں برائیں اور سبب انتہا تک مشہور و رائج ہوئی قتل کرتے ہیں اور
 ہیں کہ روایتیں تاریخ طبری میں ہیں لکن اصل تاریخ میں ان روایات کا نام و نشان بھی پیدا نہیں اور
 اس مختصر نے جسکا حال مذکور ہوا ہے اسے مؤرخین اہل سنت کی ہا ہی اسلئے کہ جو کہ اس میں
 دیکھتے ہیں اسکو غریب طعن اصل کے کہ تہ میں انتہی علاوہ اسکے قاضی ہوا اسلئے کہ متبرین غلط لکھا

مطالعہ بحر احسان علی العبد

تحقیق حال طبری و ابن قتیبه

بین اس بات پر کہ تاریخ طبری شافعی کہ نزدیک اہل سنت کے معتبر ہی بلا وجہ میں نہیں آئی اور ترجمہ اس کا
 جو ہی مختصر ہی اور کم مواضع حدیدہ حقائق میں بے اعتبار قرار دی جائے از انجملہ مطاعین عمر میں لکھا گیا
 انا اعلف بالایمان العظيمة انه لم ر التاريخ الطبري الشافعي القسبرين علماء اهل السنة الذي وصفوا بان
 عن من مجلد اوله ادا والتاريخ الفارسي المتداول المشهور بين الناس بل تاريخ الطبري لا اعتد به او
 مطعن عثمان بن لکھائی ختم اعلف بالایمان المظلمة انه لم ير في الكذب تاريخ الطبري ولم يحمي الى اعلا
 العجم من نسخة شي وماشته بين الناس من المجلة الفارسية المسمومة بتاريخ الطبري غير ذلك
 التاريخ فان لك على اصر حوايه يبلغ مشرب مجلد انتی استی طرح اور کجہ لکھا ہی و ہر لم یہ اصل آثار
 اسی طبری لندہ تہ فی بلاد العجم خصوصاً فی زمانہ انتی پس جبوت کہ بیان تحفہ واعتراف قاضی ہے
 ثابت ہوا کہ تاریخ طبری شافعی جو نزدیک اہل سنت کے معتبر ہی نسخے اور سکے بلاد عجم میں نہیں
 اور نہایت نادر الوجود ہی اور جو مختصر کہ تاریخ طبری مشہور ہی غیر معتبر ہی پس معلوم نہیں کہ اپنے
 اس طبری شافعی کو کہاں دیکھا جسے مطعن نے کوفت کئے حالانکہ ہم قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ
 اپنے مختصر فارسی طبری کو ہی آج تک اب میں نہیں دیکھا اگرچہ جامع اور سکا اچکا ہم کہ سب ہی چو جائے
 اصل طبری کی اور قاضی شومستری مدعی رویت کو کذاب لکھا ہی کہا مشر اور اپنے اس طرح اور کاذوال
 کیا ہی گویا خود او کو بچشم سر دیکھا ہی اس صورت میں دیکھنے بقول قاضی حسب احتیاق کون حق لکھا
 ہی قولہ حرام کرنا شش کج وثقۃ النساء کا اور مرقون کہ ناحی علی خیر العمل کا اذن بقول عزت کی علی
 عہد رسول اللہ انا حر من انہی عنہن متعہ کج ومتعہ النساء روحی علی خیر العمل تحریر فتاوانی سے قاضی
 شریعہ عنصرہ وغیر ہم میں اور مقرر کرنا نماز تراویح کا ساتھ جماعت کے رمضان میں اس جو اپنے
 اس قول عمر کو کتب اہل سنت میں نہیں دیکھا اور نہ شریعہ عنصرہ میں بلکہ رسالہ متعہ مجتہد کہ نہ
 بخیاں سر دیکھا ہی اصل عباد مومی الیہ یہی وجہ سوم یہی ہے کہ شریعہ اصہبانی و علامہ قاضی
 در شرح تجرید و علامہ فتاوانی و شرح مقاصد و باب مطعن کو شش ان عمر سعد المنبر وقال انہ
 ثلث کن علی عہد رسول اللہ علی سلم وانا انہی عنہن من عاقب علیہن متعہ النساء

و متعجب و حیرانی علی غیر العمل این کلام چنانکہ سے معنی ظاہرست و ریگہ تا رخ لعین احکام ہماں خلیفہ ثانی بود
 اتنی بلفظ متعجب و حیرانی سے یہی اسکو صحت سے نقل نہیں کیا بلکہ باعتبار مباحث اہل ہنسی و تناسبات
 کتب کر کے کر دیا چنانچہ اسی جیسے عین اثر اسکا شرح طواع اصفاہانی میں نہیں اور توشیحی نے جو کہنا
 سوا بطریق شیعہ کلام طوسی لکھا ہی نہ اسطر جبر کہجت ہونا اور اسکا اہلسنت پر لازم آوے اور فقہان
 شرح مقاصد میں جانب داعین خلاف عمر کہ شیعہ میں نقل کیا ہی پھر اسکا جواب شافعی دیا پس نسبت
 اس روایت کی طرف علامہ مذکور کے بدون اشارہ اس امر کے کہ یہ نقل اپنے علم کی ہی یا مخالفین سے
 واسطے جواب ہی کے دلیل و قاضی عناد و صرف ہی چنانچہ اسی جیسے روایت مذکور باقظاہم کسی کتاب
 حدیث میں موجود نہیں اور جواب فقہانانی مابدا و علیہا شکوت عمر میں منقول ہی اور دلیل ناظر کی قریب
 رسالہ متعجب متعجب حاشی سے یہ ہی کہ کہنے نام شاید شیعہ عصمدیکہ لیکر بلفظ وغیرہم اشارہ طرف
 شرح اصفاہانی و کلام توشیحی کی کہ مندرج کلام حاشی ہی کر دیا کاشقہ قریب بعد ملاحظہ شکوت عمر
 کیا ہو تا غلط گفتہ بد و یکھنے اجوبہ جواب بحجرات اہل سنت کے ہوتے ہری بے شرمی سے ہر جگہ یہی
 ہی کہ کتب امیہ سے روایت اہلسنت کو لیکر مقابلہ میں لکھا ہی اور جو اسکے جواب جواب ہمنوں نے میں
 اور کچھ کام نہ کہا اور سپر یہ قیامت ہی کہ وہ عبارت ماخوذہ ہی یورپی نہیں لکھی اوس میں بھی تصرف
 دو کا ندرتی تغلب خناری کیا چنانچہ اوپر گذرا اور آو گیا اذالم تغلب فالتغلب قولہ عداوت رکنا شیعہ
 سے جیسے استخراج کرنا عثمان کا ابو ذر کہ مدینہ سے طرف زبدہ کے سبب محبت جناب امیر کے اور ناگوار
 یہاں تک کہ انکو قتل ہو گیا اس طرح اور مجبور اہلسنت کی ذلت دنیا اور علوفہ اور روزینہ کا بند کرنا اور مارنا ان
 مسعود کا یہاں تک کہ پہلو اوکاٹ کر گیا اور حکم بن العاص طرہ رسول خدا کو مدینہ میں بلانا اور قتل کرنا
 میں دخل نہ کرنا اور ولید عنید کو صاحب اختیار بنانا اظہر من الشمس ہی اس طرح قصہ قتل ملک بن نوید کا
 ہاتھ سے خالد بن الولید کے اور تصرف میں لانا خالد کا زین مالک مذکور کو اور مواخذہ کرنا ابو بکر کا ان
 شیعہ دلائل اطعہ و براہین قاطعہ ہیں خلاف ثلثہ پرلے جواب پاسخ ان سب مفسرات و کلام
 و ہفت و اباطیل کا تحفہ اثنا عشریہ میں تفصیل تمام موجود ہی سمعہ اسو حجب استعجاب یہ امر ہی کہ کہنے

وہی قریب قریب

سلاح من خانہ ابوبکر

بیان نم کہ واسطے ذکر تقدی مطلقاً شد کہ اہل بیت وغیرہ پر منتقد کیا تھا بخلاف اسباب تقدی مذکور کے
 آخر بیان میں اس جگہ حرام کرنا عمر کا مستحق و متعہ کشا کرنا اور موقوف کرنا حیح علی خیر العمل کلام اور اس کے
 کرنا تراویح سجاوٹ بھی کر کیا بھی معلوم نہیں کہ مع ان امر میں اگر با پیہر ثبوت کو نہیں جانتا البتہ یہ کہ تقدی
 ہوئی اور کون سا حق اور کیا منصب یہ وابتد و لومنی تفصیل اسکی جلد نہایت ہو کہ تعبان الہییت چشم
 و گوش آواز بن اس پیش وجہ اس تریب کی کہ پہلے اپنے مطاعن عرکے پھر عثمان پھر ابو بکر اب تک
 خطا پر منتقد کہ اس سوجہ میں کیا گتہ و دقیق ہی عقد و اسکے جو اپنے ان مطاعن کو بطریق اولیٰ و مساوی
 کلام میں ادا کیا اور توجہ طرف ذکر دلائل طالعہ و جہا میں قاطعہ کے جسے آپ کا ثبوت کرتے ہیں مطلق
 نفرا سے اسلئے جسے بھی ماثلاً ذکر کیا کہ ہم ابو فضیلی بر کیا طعن سے نہ کہا بلکہ حوالہ کتاب پر توجہ
 کی جب کا حیح چاہا وہ تالیفات صاحب منتفی الکلام و ثبوت عمر و غیرہ میں متناکد فرما اور جواب
 قدرت الہی مشاہدہ کر کے اس شعر علی شد بلبل و سر و شد فاختہ ام من بہرنگی اللہ از نبو سا فرما
 قولہ اور مثل عبدالعزیز وغیرہ نے کہ اپنے زعم میں جواب ان امور کے کہ میں رتوہ ایک مقولہ
 او کی کتاب کی جواب میں ملنا اننا عشرین بوجہ وجہ کہ میں جب کا حیح چاہا متناکد کر کے جواب فقط
 عبدالعزیز وغیرہ سے باقر اسامی امت ہوا کہ اور عل راہ استیسی بھی مثل حصہ متحدہ کے جوابات
 امور کے میں ہیں لیکن اگر اوں جوابوں کا نہیں اپنے اعتراضوں کو عرض ہی گوہر جواب الیہ جواب
 او کے موجود ہوں اور عل اننا عشرین جبر و او کی تقریروں کا لکھا ہی اپنے کچھ تو اس میں بطور
 مشیہ نمونہ از خود اس مقام میں بطور ہدایا عار دیا اجارہ لطف فرمایا ہوتا کہ اس سے جبر استیسی
 ثابت ہوتا خیر اب عنایت کیجئے کہ اہل نظر منتظر ہیں قولہ جبر و تقدی و خلاف وستم نبی امیہ و نبی عباس
 پایاں نہیں بجز بتو کما کہ سبیل حکایت کے مذکور ہو گا جواب یہ وعدہ چارم بھی برگز و فاسنوا اور
 موعودہ منتظر ہے شہر تیغ ہندی و خبر رومی نہ کند انچہ انتظار کند اب انتظار کیا کہ ایک خطا
 و خطا خطا آخر اور خطا قولہ بیان دہم و ذکر محمدی سبب قبل لغو جم غفیر حکومت دیگران
 وائل نشدن بعلی ابن ابیطالب علیہ السلام جواب جو سہا بہر م قبول حکومت مرفضو کے کہ اپنے

ظہن بجا صاحب منتقد

خطا و ملکی شد و قبول کر کے حکومت مرفضو

مابعد میں لکھتے ہیں دلالت افکنکے دعویٰ پر چہاں غرائب عالم کون و نساو سے ہی وہ اسباب پہنچیں
 کہ اگر وہ عالم تاریخ کے پایا جاتا ہی کہ امیر المؤمنین سے بہت لوگ دگیر اور لطیفین بنا راض تھے اور عداوت
 رکھتے تھے صو حق میں ہی کہ عثمان علی بہشتی ہر چند قنیش کیا کوئی قبح نہ یا غنیہ میں کہا ہی
 کہ آنحضرتؐ نے بخا طہ بربہ صحابی کہ امیر المؤمنین سے دشمنی رکھتا تھا فرمایا بربہ لا تقع فی حال لاؤنی
 الناس یکم بعد اور سند محمد بن حبیل میں ہی کہ قال النبی لا تقع فی علی فانه منی وانا منه و ہو یکم
 بعد محب طبریؒ کہا کہ عائشہ علی سے عداوت رکھتے تھے اور پھر اپنی ہی کہ ذکر خیر علی کرے عینی بن
 ہی کہ کوفیؒ کہا ہی لا تقد علی ان تذکرہ بخیر النبیؐ بالفاظ ظلم و یکذ البیاتی معلوم نہیں کہ وجہ ربط آن بن
 کی ساتھ بیان کیا ہی اسکا پھر بیان کیجئے سمعنا روایات مذکورہ موضوع مفسر ہی بالکل ہیں اور موجود
 ہوا کسی روایت کا کسی کتاب میں دلیل صحت روایت کی نہیں ہو سکتی والاقرآن شریف میں آیا ہی
 لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَاَنْ تَكُنْ لَافْغَةً وَلَنْ تَنَالُوا الْاَسْرَ وَاَدْخُلُوا الْاَبْوَابَ جَهَنَّمَ حَکِیْمِْنَ فِہَا وَغِیْرُ ذَٰلِکَ مِنَ الْاٰیٰتِ
 الکثیرہ یہ ہی بجزد ساق ولاحق دلیل ترک صلوة و عدم مغفرت و عدم میل بوعوم و دخول جہنم
 اب اسکا کیا جواب ہوگا شہر از کرامات مجتہد چہ جب کہ ششاد گفت باران سہت ہا کہ سہت
 الزام اہل سنت بلکہ جمیع دین و آخرین شیعہ کو یہ نسخہ خوب ٹڈ لگ گیا ہی کہ جس ولایت موضوع مرقہ
 کو چاہا پیش کر دیا اور کہد کہ غلامی کتاب میں لکھی ہی اگر چہ بقیہ موضع اسی کتاب میں یا اس کے غیر میں
 مرقوم ہو نفوذ باللہ من غضب اللہ کہ اخبار مرقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ سے سیف اللہ اسل
 کے غزوات و معارکین قریب دس ہزار ضادیہ کفار کے دار البوار میں گئے اور ظاہر ہی کہ وہ اکثر
 عشاء و اقارب صحابہ کے تھے ہر چند لوگوں نے کفر و شرک چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا تھا مگر
 جس وقت کہ نظر خرام دین پر کرتے تھے خون اونکا جوش میں آتا تھا اس سببے برابر رسول سے
 دلیں کینہ رکھتے تھے جو اب اصل طعن مخترع قاضی صاحب حقائق و ابن قیمیؒ کی ہی سودہ
 دس ہزار ضادیہ کفار جنگ چاہا میر نے دار البوار کو بھیجا تھا اگر اقارب و عشائر صحابہ تھے تو وہ
 کون لوگ تھے جنگو ہزاروں صحابہ غزوات و امایہ نبویہ میں واصل جہنم کیا معلوم ہوا کہ بعد

حق کہ اس مرقہ کا اقارب صحابہ کو وجہ غضب صحابہ کا ہی تھی

آیہ جہاد کے سوا کسب فی اللہ سلول کے کہنے قیام ساتھ اس عبادت عالی مقام کے نہیں کیا
وہ جو خلیفۃ المسلمین بالاجماع اور یہ قتل کرنا کفار کا اگر واسطے خدا کے اور اظہار دین کے تھا
تو بعد قبول اسلام کے اب کیا اسکا سوچ تھا آخر تھا اقارب صحابہ کے مقتول نہیں ہوئے
بلکہ قریش ہی کہ اقارب عشرہ مرتضوی تھے انہیں ہلاک نہ ہو پھر وجہ بغض علی کی کیا ہوگی
کہ سب کا ایک ساحل تھا علاوہ اس کے جو مشرکین کا وہ وقت تھا کہ جہان اپنے ہاتھ آفا کہ
قتل کرنا پڑتا نہ وہ وقت کہ دوسرے ایک ہاتھ سے مار جاتے حالانکہ جمع تین صحابہ قتل آفا کہ
اپنے ہاتھ سے کیا اور یہ عمل سب آلا ہون تو اور وقت قتل علی سے بنیاد عداوت قائم کرنا مستحب
حق قتل ہی جاتی ہے فصل سولس تذکرۃ الفقہاء میں لکھا ہی لا ان ابابکر ارا قتل ابیہ یوم ہر
فہنا و النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن کث قال علی بن ابی طالب غریک انتی بحرفہ و تفسیر مجمع البیان طبرانی
و منبع العاصدین و تفسیر ابن ماجہ جربانی و تفسیر غریک علی و غیرہ کتب معتبرہ طائفہ
ثابت ہی کہ عمر فاروق نے آنحضرت سے کہا کہ عقیل کو حوالہ علی اور فاضل کو حوالہ امیر اور
کو حوالہ فلان کیجئے کہ اس کے کاٹن کس طرح قتل کرنا عمر فاروق کا منافق کو جس نے حکم نبوی
عدول کیا تھا اور دوسرا حکم اسے چاہتا تھا تناسل نہ کر رہے ثابت ہی بنا علی ہذا جب قتل کرنا
صحابہ کا عشرہ اقارب کو بدست خود بخود لانا خدا کے لائق فی دین اللہ ثابت ہوا اور معلوم ہوا
کہ انکو امضا امر الہی میں کس طرح جو شخص نہ تھا بلکہ حکم و کلام میں منو اللہ حبیب اللہ جو شخص
محبت الہی تھا تو اب قتل کرنے حضرت امیر سے کہ براہ خلوص آئی تھا نہ براہ نفسانیت و دنیا
واری کیونکہ بغض و عداوت بے وجہ چل کرتے اور اگر فرض کیا جاوے کہ خواہی خواہی اسی
بابت دشمنی تھی تو حق ساتھ اس دشمنی کے رسول خدا تھے نہ جناب امیر اسلئے کہ نشاء جناب
و مقالات و تفسیر کفار کی فی الواقع آنحضرت نے جناب امیر کے شعر گرچہ شیراز خان میں گذر
از کما غار میں اہل نظر بلکہ عداوت مذکور ساتھ بارہیجا کے لائق تھی نہ ساتھ آنحضرت و جناب
امیر کے اسلئے کہ حسب روایات صاحب طے مستقیم و مجاہد علی حجاز و غیرہ باریتالی نے

ایک سو بیس بار پیغمبر خدا کو آسمان پر بلوا کر برابر ام خلافت و ولایت امیر المومنین امیر علمائے ہین میں تکبیر
 زائد الوصف فرمائی اور آنحضرتؐ کو موافق سوال ماسیکے کیا کچھ گیت و لعل سبائیں نکلیا یہاں تک کہ حجر اڑا
 میں جب جبریل علیہ السلام کئی بار آئے گئے اور قرعہ شہید و تکیہ سخت آلا اور وقت بھی آنحضرتؐ
 خوف و حجاب بیان کر کے ڈرتے ڈرتے آخر کو مجبور ہی تمام خطبہ خم غدیر فرمایا پس اگر مہاجرین وغیرہ
 کو خطاب میرے عداوت ہوتی تو بعد شہادت ذی النورینؑ کس لئے ساتھ اونکے موافقت کرتے
 اور خود مقصدی ام خلافت تھو اور جناب امیر کمون اپنی خلافت کو صلہ وید پر منحصر کرتے اور فاروق
 اعظم بعد کج امام حسینؑ کیوں غاشیہ سپید الشہداء کو بازار مدینہ میں اپنے دو شوق لائے پھر
 اور عثمان بعد خدیجہ زہر و قتل و بی اور مینے قہر کے کس لئے او کو پھر میرے اور سعد و قاص بعد
 سے خبر قتل و الذبح کے حسرت عدم محبت حضرت امیرؑ پر کس لئے نادم ہو چنانچہ یہ قصص و بیانات
 و خطبات العیون و تجارت الانوار و کامل بہائی وغیرہ میں مفصل پر قوم ہین آریہ سب کی سہی اگر وہاں
 قتل و ہزار فساد و ثبات ہی تو پھر پتہ رہنا ایسے زخام و سینہ اندہ سلول کا قتل مہاجرین
 انصار معلوم نہیں کس حالت تہور و شجاعت پر محمول ہو گا علی الخصوص جن وقت جناب سیدہ فرمائیں کہ
 مانند جنین در رحم پرہ نشین شدہ و مثل خاندان و خانہ گریختہ مغرور بادند ایسے حسن عقیدت سوائے
 امامیہ کے اور کسی کو نسبت جناب ضرغام کے نہیں مع دوستی و یزد و خود دشمنی است قولہ یہ امر متفقہ
 بشریت ہی جناب سالت پناہ کہ فضل المرسلینؑ میں بخاری وغیرہ میں لکھا ہی کہ جب جشی قاتل
 الشہداء حمزہ کا اسلام لایا اور حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ قاتل تھا چچا کا ہی حضرتؐ فرمایا میرے
 سامنے سے چلا جاؤ اور برو میرے مت آؤ پس جب آل خیر البشر کا یہ ہر قوم و سر و ک نفی اس
 حضرت کی ممکن نہیں جواب یہ تعمیل الکی بمقتضا بشریت ہی والا معلول سے او کو کچھ علاقہ
 نہیں اس لئے کہ قطع نظر اس کے کہ ترجمہ سامی موافق الفاظ بخاری نہیں ناخوشی و غریبی و حسرت
 بنا بر قتل حمزہ نہ تھی بلکہ بنا بر عدم مناسبت طبعی تھی اس لئے کہ اگر مجرور ویدہ کہ امت طبعی قتل حمزہ
 ناشی ہوتی تو ضرور جانباً بریتالی سے منع وار و ہوتا حسب طبع عین کوئی ان جاہدہ الامم و

ولیس لکھنؤ کے لائبریری میں واقع ہوا ہی کیونکہ حدیث صحیح میں موجود نبی الاسلام کجبت ماقبلہ اور فرمایا ہی
القائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اور عار و شکار کرنا اور لظہار نفرت و وحشت کرنا تائب سے جبر
گزارہ سابقہ شان احاد امت نہیں ہے چنانچہ حضرت فضل المسلمین رحمۃ اللہ علیہم کہ جنکی ذات مقدسہ نے نہایت
دیکھ کر روری بلکہ اور مضار و بے شریک پاک و منزه ہی نسبت کردہ طبعی کے طرف اونکے کرنا بغایت ناگزیر
شناسی بدیدہ نازیبا ہی بلکہ وجہ اس کراہت کی یہی تھی کہ وحشی قاتل حمزہ کو کوئی سناست فطری
ذات مقدس آنحضرت کے مثل تھی چنانچہ اسی جہ سے زناہ حضرت عمر فاروق میں اوس کے ارتکاب شراب
خمر مکرم ہوا اور کئی بار حد ماری گئی اور جب بی طرح باپا یا تو اسکو روکے گا لہذا معاذ اللہ تھا اس
امر کو حال پہ پڑنا اور جاناس خصلت کا اوزون سے نامکن تبلا نا ظلم و برہنہ اس بلکہ رولانا ہی لہذا
باقیل شعربے لطفی بجالا تو دیدم کہ سو ختم و وحشی گو کہ از تو چہ نقیصہ آمدہ ست قولہ ہاتھ سے سینہ
المسکول قریب سن از صا وید کفار کے وار الہوا کر گئے جواب اگرچہ جواب ہکا ہر چکا لیکن جو
فقہہ سو ہم فضیلت سر تقویٰ امر جہاد و بیخین ہی اسلئے بوجہ دیگر تقریر میں عالمی کیجاتی ہی وہ
یہ ہے کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں ایک جہاد زبانی کہ دعوت اسلام کی ہی اور تفسیر شریعہ اور عقل
نصیحت و ترغیب و تہیب کرنا و سر جہاد وقت لڑائی کے ساتھ تیار ہونے والا تھا جسے قلوب غلیظ
اور جمع کرنا لوگوں کا واسطے قتال کے اور متفرق کرنا جماعت اعداء کا تیسری قسم جہاد کی طعن و ضرب ہی
ساتھ جہاد کے اور آنحضرت نے شعبہ اکثر مشغول تھے ساتھ دونو قسم اول جہاد کے نہ ساتھ قسم تیسری
اور شام اکثر ترین مراتب جہاد ہی آورد و دو قسم اول میں شیخین پیش قدم جمیع صحابہ میں اسلئے کرنا
اسلام میں دعوت ابو بکر سے عمدہ عمدہ صحابہ مسلمان ہوئے اور ابو بکر ہمیشہ اس دعوت میں مشغول
اور جہاد سے عمر اسلام لا عزت اسلام کی بڑھ گئی اور دین محمدی غالب ہو گیا اور صبا و اسلام
و جہاد کے معظمہ میں مروج ہو گئی اور ہمیشہ یہ دونو شریک و شریک وزیر نبوی ہر لے و مشورہ میں
حتی کہ کوئی غزوہ ہے انکے مشورہ کے واقع نہیں ہوا اور پیوستہ حضور نبوی میں ساعی جمیلہ زیادہ
سب سے جمع مردم و تفریق اعداء میں بجا لایا کہ و بالقطع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشجع الناس

افضل است خير، جمالير ورام جاو

اور پیشہ انہیں دو قسم کے جہاد کو اپنے اختیار کیا تو ہمدرد و دوستی میں قسم فصل میں قسم ثالث ہے اور شیخین نے
 اس جہاد میں کہی مفارقت آنحضرت کی نہیں کی پر جہاد کا فضل ہی جہاد مرقضوی و جہاد زبیری و حمزہ
 و صعوب و بطلان و سعد بن عبادہ و سعد بن معاذ و سماک بن خریشہ معہذا اکثر سرایا آپ کے بسرداری
 صدیق سر انجام پہنچے اور عمر ہی اس میں شریک تھے کہ مالدت علیہ التواریخ نپس بشرط ثبوت و قیاس متقدم
 کفار ہی اس ثابت فضیلت ثابت نہوگی والا مفضل ہونا آنحضرت کا لازم آتا ہی نہایت یہ کہ ایک
 فضیلت و کمال ہی وہو لا یوجب اطراء آرسے شہر و رازند و دیار و زمین نہ پانچ جوانان بشیر و سیر
 بر آئے ہوں کہ دو سر برابر کمالات ظاہری باطنی امام کے کمال کسی کا حساب میں نہا اور قاعدہ
 نکلی ہی کہ ہر کوئی اپنا فروغ چاہتا ہی اس سبب ہی اکثر لوگ آپ کو کیسو کہتے تھے جو جہاد ثبوت
 کمالات صورتی معنوی کے دو طریق ہیں ایک بشارع و دوسرے متبع احوال اعمال مرقضوی
 امامیہ محدث کہا ہی اسلئے کہ لغرض متعارض ہیں جالانکہ متعارض و سوقت ہوتا ہی کہ حجت ہی
 لفظ حق میں دو شخص کے وارد ہوں اور دونوں فضیلت پر دلالت کرے اور جبکہ ایسا نہ ہو بلکہ لفظ
 و عبارت جدا گانہ وارد ہوں تو اسوقت کچھ متعارض نہیں ہوں لفظ فضل مرقضوی کہ لفظ ہی مدعا پر
 حق شیخین میں وارد ہی اور لفظ سیادت و اہمیت و شرف کی حق مرقضی و فاطمہ و عائشہ و زینبہ
 میں آئی ہی اور معلوم ہی کہ یہ الفاظ دلالت نہیں کرتے فضل جزائے و کمالات ظاہری و باطنی
 تحقیقت میں کچھ متعارض نہیں دوسرا طریق کہ متبع احوال اعمال ہی مجملہ اس کے ایک جہاد ہی
 جس کا حال گذر چکا دوسرے علم ہی اس کا حال آج گیارہویں قسوی ہی اور اتباع شریعت معلوم ہی
 کہ ابوبکر نے کہی خلاف مرضی نبوی کوئی کلیہ نکلا اور حرکت نہیں کی چنانچہ صلح حدیبیہ و اخذ فرا
 اہل مدینہ و صلح حدیبیہ ہی اس طرح کہی ارادہ و کچھ مخالف ارشاد نبوی نہیں ہوا اور کبھی امتثال امر
 میں تہا وں و تقاعد و ارکما بخلاف مرقضی علی کے کہ بمقدور عزم کچھ بنت ابوجہل و تقید نہا
 تہجد مورد عتاب نبوی ہو چوتھے تصدیق و اتفاق ہی اور اس میں عدم مشارکت مرقضوی بایں
 اظہر ہی اگر کوئی جگہ کہہ کہ ہی تو عثمان بن عفان کو کہہ کہ وہ العتبہ اس میں سابق تھے

کمال اللہ تعالیٰ انصاف شتان بر جہاد زبیری و حمزہ و جہاد ثبوت

لیکن ہنوز شیخین کو اوپر براہ علم و زہد فضیلت ثابت ہی پانچویں عدم بت پرستی ہی کہتے ہیں کہ مرقی
 کہی بہت نہیں بچے بچان و دیگر اہل سونہو جنابت کا بنا بر صغر سن کچھ فضیلت نہیں کہتا کیونکہ
 بالاجل ثابت ہی کہ عمر مرقضوی تریسہ سال کی تھی سال چلم ہجری میں وفات پائی اور بعثت نبوی
 تیرہ برس قبل از ہجرت تھی اس حساب سے عمر مرقضوی اوس وقت وہ بچکی تھی اور اس عمر میں
 خانہ نبوی میں پرورش پانے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشغول بت پرستی بنے تھے اور اطفال کا
 قاعدہ ہی کہ جو کام اپنے جڑ و نگو کرتے دیکھتے ہیں وہی کام آپ بھی کہتے ہیں پس اگر عدم بت پرستی
 موجب فضیلت مطلقہ ہو تو لازم ہی کہ جو مولود اسلام میں ہو وہ حضرت حمزہ و جعفر و مقداد و عمار
 سے افضل ہوں ششم خلافت و حسن سیاست و کفایت حوائج ہی کہ فی الحقیقہ جامع جمیع اعمال
 اسلام ہی سوا اس امر میں فضیلت شیخین کی نہایت مذکور سے محتاج بیان و برہان نہیں
 کہ اول فتنہ جو بعد وفات نبوی ہو امر تدبیر بالنعین کوفہ کا تھا اس واقعہ طعنب میں کوئی شخص نہایت
 قدم زیادہ البرکے سے تھا انہیں کے حسن سیاست سے یہ فتنہ بالکل منتفی ہوا پھر بعد اوس کے جب قیصر و کرم
 مناقشہ منازعہ ہوا تو وہ بھی بحسن سیاست فاروقی ایسا تھا کہ ہر طرف سے اسلام غالب آیا اور
 فارس عراق دارالاسلام ہو گئی اور فقر و اسلام اضمیاء بنگئے اور اولاد ان کے اعزہ ہو گئے اور
 سب آس کے تراع و اخلاف جاتا رہا اور سب گ مشغول بقراءت قرآن و تفقہ فی الدین ہو گئے
 جناب امیر کے انکے وقت میں ایک قریہ تک مفتوح ہوا اور سوا خانہ جنگی و قتالی حوال کے مسلک
 کو کوئی کام نہ تھا قرأت قرآنی اور سارے عبادات دنیا دنیا ہو گئے جتنے طاعات و قربات سے سب
 پنجواہ حقائق و کمینا بنگئے کہ سب کو شوا طعن کبر اسلام کے اور تحسین عیب و بدگوئی یکدیگر کے کچھ کام
 ساتویں یہی بیان اوسکا آئیہ الا ہی اس سے معلوم ہوا کہ شیخین کو فضیلت حاصل ہی جناب امیر
 اکثر کمالات میں مثل جہاد و تقہ و صدقہ و رہبر و تقوی و علم و اطاعت خدا و رسول و حسن سیاست
 و خلافت وغیرہ میں اور انہیں امور کو شوا س نے موقع فضل و خیریت ٹھیرایا ہی بنا علی ہذا
 یہ دعویٰ تھا کہ کسی کمال برابر کمالات مرقضوی حساب میں نہ تھا بل بے اصل ٹھیرا قول تیسرے

مثل قدر و منزلت امام کے چشمہ سوال امام میں کسی کی قدر نہ تھی اس وجہ سے بھی مشہور عام صحابہ جواب
 اگر وجہ و منزلت قدر و زیارت منزلت معلوم ہوں تو اس میں گفتگو کیجا اور جناب انغبنا گفتہ کیا کہا جا کر اگرچہ
 اسباب سبق الذکر میں جواب دیا گیا اور قدر شیخین اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ انکے حق میں فرمایا
 اما زیر امی من اہل الارض ابو بکر و عمر اخرجہ الترمذی اور فرمایا بدان سید اکمل اہل الجنتہ من الاولین
 الآخرين والا تنبہین المسلمین فی روایۃ سید اکمل الجنتہ و شبابہا اخرجہ الترمذی اس حدیث کو جناب
 اور اس پر تائید روایت کیا ہے اور بحد تو تائید پہنچی ہے اور حدیث سعید بن مسیب میں ہے کہ تھے ابو بکر
 سچا وزیر آنحضرت مشہورہ دیتے تھے رسول اللہ کو سب امور میں اور تھے ثانی پیغمبر اسلام میں اور غارین
 اور دن بدر عیش میں اور قبر میں اور مقدم نہ کرتے تھے آنحضرت کیسیکو ابو بکر پر یہاں تک کہ جب
 وفات شریف فرمیں ہی تو انکو امام نماز کہ عباد سلام و فضل حال ہی مقرر فرمایا باوجودیکہ
 علی مرتضیٰ موجود تھے اور فرمایا لا ینہیں کیسیکو کہ ہوں وغنین ابو بکر کہ امامت سے انکی کوئی سوا
 ابو بکر کے اخرجہ الترمذی اور حال فاقہ فدویت شیخین کا یہ ہے کہ حیات و ممات میں جدا ہوئے
 اور سوا جہاد و حج کے کبھی اہر مدینہ منورہ سے نکلے اور جب انتقال کیا تو پہلوی بنو میں سے ہوئے
 اور یہ ایسی فضیلت و سعادت ہے کہ کوئی انہیں اپنا شریک نہیں اور یہ دعائی حقین کا ذیل اسلام کے
 چنانچہ نزدیک امام کے دعائی باثور میں آیا ہے اجعل لی عند قبر نبیک مستقرا و قرارا علی ذالہا القیاس
 اخبار صحیحہ شاہ ہر مذہب قدر و منزلت شیخین موجود ہیں حتی کہ ذہبی نے کہا کہ ہر شاہ تاد و چند شخص نے
 بالترتیب افضلیت شیخین کہ جناب امیر سے روایت کیا ہے انتہی اور فی الواقع تقریر اس مسئلہ کی بہتر
 جناب امیر خاتم الخلفاء سے کہنے نہیں کی اور نہ کوئی کر سکیگا کہ ع انما یعرف بالفضل من الناس
 فوہ بہ اعتماد کلی اہل سنت کا اس مقدمہ میں تقریحات مرتضوی پر ہے و بس ہر جہاد یہ روایت
 اہلسنت میں لیکن دلیل قدر و منزلت شیخین میں مہمذا و لائل اس عاک کے کہ اباسیہ بھی نکل سکتے
 ہیں شراح نج البلاغۃ فی لکھا ہے کہ جناب امیر نے معاویہ کو لکھا لعمری ان مکانہما فی
 الاسلام عظیم وان المصاب بہا الحجج فی الاسلام شدید رحمہما اللہ و جزاہما حسن باعلاؤ

مرقہ قدر و منزلت شیخین جناب امیر

اور صاحب حقائق الحق نے لکھا ہے کہ ایک شخص مخالف نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ آپ حق
 شیخین میں کیا فرماتے ہیں فرمایا ہا امانا امانا عادلان قاسطان کا نا علی الحق و ما نا علیہ علیہما
 رحمۃ اللہ یوم القیامۃ اور پوسٹ علی ہستہ ابادی رسالہ سناظرین اور قاضی شوستر نے رقمہ شریفہ
 کہ منقول ہے حیون اخبار الرضا لکھا ہے کہ حضرت سائے امام حسین صاحب کے فرمایا کہ ابو بکر کوش
 من بہت و عمر شہین و عثمان بن ہشمت اتھی لیکن شیعہ اسکو نقیہ پر حمل کر کے تاویلات بارہ
 کئے ہیں اور نزدیک اہل سنت کے نقیہ ابہ بھی کئی ثابت مقبول نہیں حکیم سلامت علی خان مرحوم
 تبصرۃ الایمان میں لائل فضیلت شیخین صحت خلافت و اسلام ابو بکر و عمر کو کتب امامیہ پنجابی
 کیا ہے قولہ جو تھے جناب امیر امرونی دین میں بارہ رعایت سرگرم سہتے تھے یہ اسرہی ہلکا
 برگراں تھا الی قولہ مغیرہ بن شعبہ نے عرض کیا الخ جو اب یہ دعویٰ خلافت نصیح امامیہ ہی ہے
 کہ انکے نزدیک حضرت امیر اپنے عہد خلافت میں بھی نقیہ کرتے تھے اور عمل بسیرت شیخین سیر
 سائر ائمہ طاہرین ہمیشہ نقیہ کیا یہاں تک کہ ایک عالم نے مناقبہ میں گرفتار ہو کر سیرت شیخین کو
 پسندیدہ سمجھا اگر جناب امیر سرگرم امرونی ہوتے تو نوبت اشاعت کفر و ضلال کی سدر رجعتی
 اس عومین مسئلہ نقیہ ٹپل ہوا جاتا ہے منہج الفاضلین میں لکھا ہے کہ حضرت امیر اپنے ایام کت
 میں بھی قادر تھے کہ افعال غیر مشروع و افعال افعال مرضیہ شیخین کو تنبیہ کریں خوف اعدائے
 نقیہ کرنے تھے اور سہ شاعت نہ کتے تھے کہ تبدیل کریں انتہی استیلاج سید نقیہ لکھا ہے آو
 مغیرہ بن شعبہ نے جسوقت صلاح دی تھی او سوقت جناب امیر خلیفہ ہوئے تھے اور یہ صلاح نیک
 تھی اسکے ماننے میں جو فتنہ ہوا وہ ظاہر ہی اور معلوم ہوا کہ اسوقت تک مغیرہ و جناب امیر تھے
 پھر حبیبہ سے چلے او سوقت ناصبی ہو گئے و فیہ المطلوب قولہ با پنجین فوائد دنیا و حصول
 نضارت دنیا کے کچھ خواہش نفسانی امام برحق سے مقصورہ تھی چنانچہ طلحہ و زبیر اسی سبب
 روضہ ہر کہر پاس عائشہ صدیقہ کے چلے گئے اور لڑائی شروع کی الخ جو اب جاننا طلحہ و زبیر کا
 پاس عائشہ کے اس سبب نہ تھا کہ رفاقت و اطاعت حضرت امیر میں دنیا نہیں ملتی تھی جمیع الن

ہی کہ آنحضرتؐ زبیر کو اپنا حواری و ناصر فرمایا اور کشت الغدیر میں بذکر جنگ جمل لکھا یہی کہ جناب امیر
 علیؑ کو شیخ المہاجرین اور زبیر کو فارس لیش فرمایا اور حال عدم خواہش فوائد دنیا و زخارف سخی
 سرا کا یہی کہ جناب امیرؑ نے ضیاع و عقار وغیرہ بہت پیدا کئے اور فرائع و باغات مسجد بنا
 بخلاف ابی بکرؓ کے کہ جب مسلمان ہوئے تو انکے پاس مال و فراخا اور سکود اور رسولؐ کی مرضی میں
 صرف کر دیا اور ضعف اسلین کو خرید کر کے حسبہؓ بنڈا اور فرمایا یہاں تک کہ کوری کفن کے لئے پہنچو
 اور کوئی کشت زمین اپنے لئے مولیٰ اور بیت المال سے اگر بقدر ضرورت لیا تو حسبہؓ غنائم سے
 ملا اور بیوقت اور سکود اخل بیت المال کر دیا حتیٰ کہ شافی مرتضیٰ و تصنیفات ابو جعفر اسکا کافی و فاضل
 ملائی و جلیانی الناسیہ ظاہر ہے کہ مہاجرین انصار صحابہ زہدین ابو بکرؓ کو مقدم جانتے ہیں سب پر
 اور حال زیادہ لی و علو ہمت و سیر چشمی ابو بکرؓ صدیق کا کتاب فتح اسبل جلیانی بھی ظاہر ہے اسطرح
 حال عمر فاروق کا تھا حتیٰ کہ جمیع صحابہؓ اس بات پر گواہی دی کہ عمرؓ زہد الناس ہیں بخلاف جناب
 امیرؓ کے کہ جب انتقال فرمایا تو چار عورتیں چھوڑیں اور انیس لونڈیاں اور غلام و خادم سچے اور اولاد
 قریب تیس نفر کے اور انکے لئے اسقدر اسباب زمین چھوڑ گئے کہ بسبب اسکے غنی شے
 پہنچ جس ہزار و سو تتر آتے تھے سو ک غلہ و زراعت کے وہ بھی ترک حضرت امیرؓ تھا بخلاف عمرؓ
 کہ بکری خاک چھوڑا اور نیزہ چھوڑا حتیٰ کہ اسکا نام ہی کہ نہ آپ لذت دنیا کی اور نہ اولاد و اولاد و اولاد
 اپنے کو اس سے منتفع ہر نے سے سو حال ابو بکرؓ کا یہی تھا کہ طلحہ بن عبد اللہ سا بہت بجا اور
 عبد الرحمن بن ابی بکرؓ سا بیٹا اور عائشہؓ سی بیٹی انہیں سے کسی کو عامل نکلیا اسطرح عمرؓ نے بھی
 کسی کو نبیؐ عبد بن سے صاحب عمل نہیں بنایا مگر نعمان بن عدی کو سو جلد معزول کر دیا حالانکہ
 عدی بن سعید بن زید و ابو جہم بن خدیفہ و حارثہ بن خدیفہ و معمر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن
 عمر سے لوگ موجود تھے بخلاف مرتضیٰ علیؑ کے کہ انہوں نے عبد اللہ بن عباس کو بصرو
 عامل اور عبد اللہ بن عباسؓ کو یمن کا اور قثم و سعید بن عباسؓ کو مدینہ کا اور جعدہ بن سعیدؓ
 کو کہ خواہر زادہ حضرت امیرؓ تھا کوفہ کا اور محمد بن ابی بکرؓ کو کہ آپ کا ربیب تھا مصر کا عامل مقرر

وہابی

وہابی

کیا اور امام حسن کو غلیفہ سوچو چہ یہ سب مستحق کو پہنچا لیکن اقارب ابو بکر و عمر میں سے کوئی
 ان مناصب کے موجود تھے بناو غلیفہ پہنچیں گا اور واثم تہا زہد مرتضوی کہ محض انجا جان بہ
 تہا نہ اقارب پر قول ایمان باز دہم و ذکر منافقین صحابہ و خبر دادن آنحضرت کہ بعد من بعض
 خواہند برگشت جواب قید بعض صحابہ معلوم ہوا کہ سوچا چند نفر کے باقی سب مومنین تھے
 مع انہم غیبت ہست کہ عمر و دراز بادہ اور مراد ابی بعض کے انجاکہ لغو ذابا شد خلفا و ثلثہ میں اگر
 صحیح اپنے او کا نام نہیں لیا سو یہ بات خلاف ثقلین ہی اسلئے کہ قریب نصف قرآن کے
 مہاجرین انصار میں وارد ہی اور شیخین بے شبہ او نہیں داخل ہیں بلکہ فضل او کین
 اور آنحضرت ایمان ابو بکر و عمر کو جا بجا ہمراہ اپنے ایمان کے مقرون کیا ہی اور کئی
 کافی میں تصریح کی ہی برجان ایمان مہاجرین و انصار پر ایمان سائر امت اور نیز نصرو
 ایمان شیخین کے نفع البلاغہ وغیرہ میں لکھے ہیں بلکہ کتب صحیحہ امامیہ میں کوئی قول وحدت
 ائمہ کا منجر بظناق و رد صحابہ و مذمت مہاجرین و انصار پایا نہیں جانا تا اس صورت میں
 انقطاع ایمان کا محض واسطہ ثبوت اپنے نفاق کے ہی و بس ختم اللہ علی قلوبہم و علی
 و علی انصارہم غشاوۃ قولہ روئے سید البشر کے اکثر منافقین صحابہ ستور اور بعض عرو
 تھے جیسے ابن ابی سلول کہ خود حضرت اوس کے جنازہ پر نماز پڑھی جواب عبد اللہ بن ابی
 بن سلول کہ منافق معلوم النفاق تھا اوس کو کوئی سنی اچھا نہیں کہتا اور قیاس کرنا انجا
 صحابہ کا اوس پر بدوں جینہ سند نہیں والی اہم ذلک چنانچہ بابت اسی نفاق کے جواب
 فاروق نماز جنازہ سے آنحضرت کو منع فرمایا اور مطابق اوس کے وحی نازل ہوئی اس
 صحت قوت ایمان و نفی نفاق فاروق عیان ہی کہ صلوع میں ہی کہ منافقین بغض
 حسد علی پہنچانے جاتے تھے کما فی الحدیث لایحبک الاموس ولا یغضبک الامانق
 جواب بے شبہ اب بھی منافقین اس طرح پہنچانے جاتے ہیں جسکا جی چاہے وہ سیر
 و صورت امامیہ کو سیر و صورت مرتضویہ سے ملا لیکھے اور کتب شیعہ کو مطالعہ فرمائے حال

نفاق کا کمال جائے گا اگر قول ملعون کا یاد رہا اور کلام مرقضوی بقابلہ غارح کہ نبی السلام علیہ
 لکھا ہی بھول گیا درہ تقریض نفاق کی طرف صحابہ کے ٹکرتے وہ یہ یہی سہلگانی صفحہ
 مفرطہ بہت محب الی غیر الحق و مبغض مفرطہ بہت مبغض الی غیر الحق و غیر انکس فی حال النقط
 الاوسط انتہی سومرا و وسطا و وسط سے اہلسنت و جماعت میں اسلئے کہ خارج و ورفض انکے
 حاشیتین میں ایک محب مفرط و دوسرے مبغض مفرط ابو جعفر بن بابویہ طوسی نے جامع الاحادیث
 میں یہ حدیث لکھی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ و احیاء
 قولہ لیلۃ العقبین بارہ یا چہ وہ صحابی منافق واسطے دیکھنے انحضرت کے لئے تھے انحضرت نے
 خدیجہ بن الیمان کو دیکھا کہ فرمایا کہ انکے نام ظاہر نکزار و سنتہ الاحباب و فتر اول میں ہی کہ حضرت
 فرمایا بارہ صحابی منافق مرنے پر ہشت گاندیکہنگے سہلک میں اسی مضمون کی حدیث موجود ہے اسی جہت
 خدیجہ کو صاحب السر الذی لا یلعیہ غیرہ کہتے تھے حضرت جب کہ منافقین فرما تے ارشاد کرتے علہم
 بشأن المنافقین خدیجہ جو اب شخین وغیرہ کو بوجہ انکے سمجھنا مخالف درایت ہی اسلئے کہ اگر انکو دیکھا
 قتل مغیر ہو تا تو سہل انجام اور سکا بسہولت بوجہ حسن ممکن تھا کہ دونوں کی بیٹیاں انحضرت کے گھر میں
 تھیں اور ہر دم کا آنا جانا خلوت حالت میں لگا رہتا تھا ایسے حارم کو کیا حاجت فرصت طلبی کی
 تنہائی غار کی اور فافت حشرش بدہر کی واسطے امضیا اس داعیہ کے کیا کم تھی معہ انفا سیہ
 لکھا ہی کہ نزول آیہ یحافون باللہ الایۃ کا حق اصحاب العقبہ میں ہی سو حال انکا بموجب اس آیت کے
 دو حال سے خالی نہیں بایقہ کر کے عذاب نفاق سے خلاص ہوں یا اصرار کریں تو دنیا و آخرت
 میں معذب ہوں پس شخین نے باجماع شیعہ قریبہ نفاق سے نہیں کی تو چاہے بتا کہ وہ منافق
 بغذاب الہم گرفتار ہوتے حالانکہ علی الرغم اسکے تسلط و غلبہ انکا اکثر انصار و احوال مشہور
 اعیان ہی چنانچہ اپنے ہی جابجا لکھا ہی کہ شیعہ خاص کم سہ اور سلمان بہت پسند
 شخین وغیرہ داخل اصحاب عقبہ ہوں تو کذب کلام الہی میں اور خلف فی الوعدہ لازم آتا ہی
 ہو کہ پھر جانا اصحاب کا بعد رحلت نبویہ کے احادیث کثیرہ سے ثابت ہی انرا بوجہ حدیث بخاری کو

وہ صحابہ منافقین و منافقہ

درآمد صحابہ کرام حضرت
ذکر ترمذی علی الاعقاب

گوش ہوش سنو سنجو بر جالی من سنی فیہ خد بہم ذوات الشہاد فاقول احوالی احوالی فیقال انک انک ہدی
ما بعد ذلک فاقول کہ قال عبدالصالح وکنت علیہم سیداً ما وشت ہیم فلما توفیتہم کنت انت الکریم
علیکم قلت علی کل سنی بترتید جواب مراد ان حال است سترتین من یکی موت کفر ہو ہی چنانچہ
ما بعد حدیث فیقال انہم لن یزالو مرتین علی عقابہم منذ فارقتہم جسکو اپنے منہ مقصر و بھجکرو اسے
فوج عوام کہ حذف کردیا ہی نفس صریح ہی تخصیص اشخاص و ان اشخاص صریح سوا جن جاعل کو کوی سنی صحابہ
نہیں کہتا اکثر فی حنفیہ دینی متیم کہ بطریق و فوات واسطے زیارت نبوی کے آئے تھے اس ٹاٹین مثلاً
ہوئے کلام الہستیکل ان صحابہ میں ہی جو دنیا سے ایمان و عمل صالح اور ہر گئے اور ہر چند باہر
بجست اختلاف اراد کے مشاجرات و مناقشات منع ہو لیکن ایک دو سر کی تکفیر و تبذیر کی بنا پر
شہادت ایمان پر ہی اسطر کے اشخاص کے حق میں اگر کوئی روایت موجود ہو لاؤ تہا و قصہ مرتین
مجمع علیہ فریقین ہی کلام کلام فامکین مرتین میں ہی جبوت بے شبہ علام دین کو بلند کیا اور کاسر و
قیاصہ فارسی و مکراد خدا میں لیل بنایا اور لاکھوں آدمی کو مسلمان کیا اور ان کے حق میں ہوا
و بشارات عمدہ کہ کتاب اللہ میں نازل ہو جن یہ بات حانظ قرآن پر ظاہر ہی اگرچہ اوٹ حد
و روایت کہ نہ یکجا ہو کہ دروی عن ابی النضر فی الموطا قال مر البئی الشہاد احوالی قولہ و انک انک
بعد کہ جواب اگرچہ یہاں خطاب حضرت ابوبکر کہ ہی امکن بقصد و امت آیندہ ہی باہر ترمذین مذکور کہ
عادۃ شریف نبوی یہی کہ خطاب بظاہر صحابہ کو فرماتے اور مقصود تعلیم عامتہ امت ہونی حبیط
قرآن شریفین جا بجا مخاطب تھ حضرت بن اور مقصود امت ہی یہ بات اوپر جو اسلوب کلام عربی
واقع اور قاری قرآن ہی ظاہر ہی گواہ سبب لی تہا و راجح ہو علم صرف و نحو کے معلوم نہ
قولہ فی جامع الاصول فی حرف النون عن الاسود قال کثا فی حلقۃ عبد اللہ بن عمر فجاہد لیفہ حتی
قام علینا فاعلم ثم قال لقد نزل اتفاق علی قوم خیر منک فقلنا سبحان اللہ ان اللہ عزوجل یقول
ان المناقضین فی الذکر الا فضل من الذکر فبسم عبد اللہ و حبسہ خلیفہ فی ناحیہ المسجد فلما قام
عبد اللہ و تفرق اصحابہ بانی باحصا فاتیۃ فقال عجبت من ضحک و قد عرفت ما قلت ان کثا را

حدیث انک انک بعد کہ

حدیث خلیفہ از عبد اللہ بن عمر

فطنت غور کرین کہ خدیفہ نے کیا کہا اور خلفہ الرشید عمر نے کیوں نہ نہیں خند کیا پھر خدیفہ نے اس سے
 کیا اشارہ کیا جواب ارباب فطنت غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ اول تو اپنے اس حدیث کا ترجمہ حاشیہ
 نہ لکھا اس لئے کہ معنی اس کے سمجھ میں آئے دوسرے حرف الخ لکھ کر جملہ بابعد کہ کہ عبارت مختصر تھی مستور
 و مخالف مقصود پاکر اس کا رد کیا وہ یہ بھی تھا کہ انزل النفاق علی قوم خیر منکم ثم نابوا فتاب اللہ علیہم
 البخاری انتہی اس سے قبول تو باہل نفاق بلا تعین معلوم ہوتا ہے والتائب من الذنب کمن لا ذنب
 لہ میسر صاحب مع الاصول نے بعد اس حدیث کے خود معنی اس کے لکھ دیے ہیں اس کو اپنے
 وہم مذکور سمجھ کر بالکل چھوڑ دیا حالانکہ لازم یہ تھا کہ اس کو لکھ کر رد کیا ہوتا وہ معنی یہ ہیں و
 خدیفہ ہذا ان جماعۃ من المنافقین صلحوا و اتفقوا و کانوا خیرا من اولئک التائبین اللہ علیہم
 بکمال العجۃ و الصلاح کیسے مجمع ابی حارثہ بن عامر رضی اللہ عنہما وکان اشارۃ بحديث الى
 نقسب القلوب انتی آب فرماتے کہ یہ نکتہ ہے صرف ایسا موجب تشجید و کالائی بدریش و زہبی
 یا نہیں چوتھی صحت نقل کا یہ حال ہے کہ بجائی لفظ فسلم لفظ فسلم اور بجای لفظ و جلس لفظ و جلس
 اور بجای حصبا و بیاء و حصار لکھا ہے اس سے استدلال پر استنباط بقابل اہل سنت ہی قول کہ حدیث
 خدیفہ قال انما النفاق علی عہد رسول اللہ الخ کتابا بیان مشکوٰۃ میں نکال کے ملاحظہ کرو اور
 دانش کو سنو فرماؤ اور جان لو کہ زمانہ حضرتین منافقین برابر حکم سلیمین میں تھے جواب
 اس حدیث کو مشکوٰۃ میں نکال کر دیکھا معلوم ہوا کہ حرف الخ جو آپ نے لکھا ہے اس واسطے کہ نقل
 حدیث کامل میں بنیاد دعویٰ مستاصل ہوئی جاتی تھی والا مشکوٰۃ میں اسطر چوتھی کہ عن خدیفہ
 انما النفاق کان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما الیوم فاما ہو الکفر و الا ایمان رواہ
 البخاری و وجود نفاق منافقین بلکہ کفر کا ذکر کا کوئی سنائی منکر نہیں علی الخصوص جبوقت کہ قرآن
 پاک میں آیات عدیدہ حق النفاق و کفر میں نازل ہوئی ہوں گفتگو منافق ہونے صحاب
 اطہار رسالت مابین عموما ہی اس کو ثابت کرو یا خصوصاً حق خلفاء ثلاثہ میں کہ مقصود
 اصلی ان تہذبات غیر صابریہ سے و پرچہ الزام دینا اور کانہی اس وقت دلیل دعویٰ پیش

حدیث انما النفاق علی عہد رسول اللہ

وروہ خیر القادر اگر لاکھوں صحابی ہوں چند لوگ یا ایک جماعت منافق ہو جو اس وقت مسرت
 احوال سے سبب توجہ وقت و توالی نزول آیات کے اور اب نہیں بحال ہیں اور معلوم التفاتی
 عبد اللہ بن ابی بن سلول و اشاعر و اسمیں کیا اہل سنت کا نقصان کیا ان اگر جو منافق ہو جو نبی
 علی الاطلاق مستلزم نفاق شیعین خصوصاً و جمیع اصحاب عمر یا نبی تو وہ استلزام بیان فرماتے
 معتدل و نقلاً حالانکہ یہ دعویٰ خلاف تصریح امامیہ ہی شیعہ صدوق کتاب الخصال میں لکھا ہے کہ
 جعفر صادق کا ان اصحاب رسول اللہ اثنی عشر الفا تمانیہ آلاف من العربیہ و الفین من غیر العربیہ
 و الفین من الطلقاء لم یر فیہم قدر حق علامہ حنفی لا حور و لا معتزلی و لا صاحب سبک و کا نو ہیکول
 اللیل و النهار و یقولون اقصیٰ ارضاً و اقرب ان کل خبر بخیر انتہی اور ترجمہ فارسی اسکا بلفظ باقری
 منہی الکلام میں لکھا ہے اب فرمائے کہ یہ شعر جو آپ نے لکھا تھا کہ حق میں صادق ہی بعیت
 مصلحت نیست کہ از پرہ بردن افتد راز و زور و در مجلس بر زبان خبر سے نیست کہ نیست قولہ
 مشارق میں بخاری و مسلم سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ بنی اطمین اصحاب فرمایا میں ابی سعید بن
 سین میں کان قبلکم اور ترمذی میں ہی ابن عمر سے قال رسول اللہ لیا تین علی سبی کما انی علی
 بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی ائمہ ثلاثیہ لکان فی امتی من یضیع
 اسی مضمون کی صحیح کتب منبر میں کہتی حدیث میں موجود ہیں کہ نقل سب کی باعث طول ہی جو
 قطع نظر اس کے کہ یہ بقول ہی مطالب منقول عنہا بلفاظ کہ انی نہیں اور بحکم العبرۃ لم یوم
 لا خصوص السبب مراد امت مستقبل ہی نہ صحابہ حاضرین یہ دلیل طرفہ ناشاہی کی ساری امت کو
 اصحاب میں منحصر کر دیا ہے یا ساری امت کو اصحاب بٹھیر لایا حالانکہ حدیث میں مسیح لفظ امت
 وارد ہے نہ صحابہ کو صحابہ ہی داخل امت میں اور مخلصین منافقین ان کے ممتاز و متعین ہو مسند
 اس کے امت میں وہ لوگ ہیں جہنم و عتاد و اعمال میں مشابہت پیدا کی ہی ساتھ کفار کے
 جیسے امامیہ کہ مشابہت میں مساندہت فرج فرقہ خاندانہ یہود و نصاریٰ و مجوس و صابئین و ہنود
 اور کفار فارس و روم کے چنانچہ تفصیل اس کی کتاب تحفہ میں لکھی ہے حتیٰ کہ بحکم من اتی منہم

قدوم صحابہ اہل بیت

قدوم با قدم ہونا اس کا ساتھ ہونا اس کا ساتھ

علانیہ لکان فی امتی من یضع ذلک کہ قول تجبر صدق ہی شیعہ میں یہ وصف بھی حاصل ہی تھا
 مسئلہ متعد میں انصاف سے کہو کہ مصداق اخبار مذکور کا کون ہی ہم یا تم قول کہ اسٹی اپنی کتابوں
 صحیح جانتے ہیں ورنہ اسکی صحت سے انکار کریں یا مثل عبدالعزیز وغیرہ کے کہیں کہ علیاً اثبات
 نے اسحاق کیا ہی جو اسبختی اپنی کتابوں کو جو صحیح ہیں مثل صحیحین وغیرہ بے شبہ صحیح جانتے
 ہیں اور انکی نقل کو غلط جانتے ہیں کما مر اور انکی استدلال کو جمل مرکب بوجہ ہیں کہ اس
 اور عبدالعزیز نے جس روایت کو اسحاق شیعہ کہا ہر اور وہ بقید صحت کتاب اہل سنت میں موجود ہو
 نشان دو اسوقت صدق و کذب ظاہر ہو لیکلک سن ہلک عن بنیہ ویحیی عن سخی بنیہ قولہ
 ان تستخلفوا علیا ولا اراکم فاعلمین تجبر وہ ہادیو مسدیا جواب اس حدیث کے چار معنی ہیں ایک یہ
 کہ امیر کرنا جناب امیر کا باوجود شیخین کے تھے نہو سکے گا اسلئے کہ خلافت مفضول کی باوجود
 فاضل کے اگر چہ نزدیک بعض کے جائز ہی لیکن اس میں ترک ابلی لازم آتا ہی اسلئے رتم ایسا نہ کرے
 پس یہ حدیث مثل حدیث بابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر کی ہی دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں
 بزرگ یعنی ابوبکر و عمر علی ستم خلافت میں ہوں سو اختلاف میں ابلی انتقال نہیں طرف ابوبکر کے
 ہوتا ہی پھر طرف عمر کے پھر طرف علی کے اس میں یہ اشارہ ہی کہ خلافت شیخین میں کسی کو جگہ نہ
 مایکی نہیں ہی اور جب علی خلیفہ ہونگے تو لوگ نزاع کرینگے لیکن حق اسوقت طرف علی کے ہوگا
 پس اگر امیر کرینگے تو ہادیو مسدی پاوینگے تیسرے یہ کہ تم علی کو خلیفہ نہ کرو گے بسبب جن
 وحدانت عمر کے اسلئے کہ ترجیح اکبر کی اصغر پر امامت صغریٰ میں یعنی نماز میں باوجود تساوی
 علم قرات و ہجرت کے شکو معلوم ہی تو امامت کبریٰ یعنی خلافت کو اس قدر پس کر دے
 چوتھے یہ کہ علیہ لا اراکم فاعلمین اشارہ ہی طرف عدم اجتماع امیکے باوجود استحقاق کامل کے
 اسلئے کہ اہل شام قاطبہ طلحہ و زبیر و اصحاب جمل اتباع مرفوضی پر مجتمع ہوئے قولہ انکم ستخرون
 علی الامارۃ وانہما سکتون ذراتہ یوم القیامۃ جواب مخاطب اس حدیث کے امت آیندہ
 ہی نہ صحابہ اسلئے کہ باتفاق فریقین شیخین وغیرہ سے حرص خلافت پر ثابت نہیں بلکہ

حسن جواب صحیح

حسن حدیث الامارۃ

حدیث حسن علی الامارۃ

خلیفہ ہونا باجماع ساجرین و افتاد کہ افضل اور عین جناب میر تقی و قس میں کیا قال قبلویٰ حضرت
 بخیر کم مسکو منا عن ابوبکر میں لکھتے ہیں دلیل صحیح ہی کنارہ جوئی ہر قولہ عن خدیجہ الی قولہ
 واطع عن پروردی جوڑ کر غور کرو کہ یہ کون لوگ ہیں کہ بعد پیغمبر کے خلافت ہو کر دل کے متعلق
 دل میں جواب مراد ائمہ سے اسجلیہ ملو کہ جانہ میں اصحاب پیغمبر والا حضرت امیر ہی و اہل
 اصحاب میں فحالہ کی اہم معہذا حدیثین لفظ ائمہ آیا ہی جمع لفظ امام منلفظ اصحاب و خلفاء اور
 خلفاء ائمہ خلیفہ کہلائے تھے نہ امیر و امام جس طرح جناب امیر و ائمہ خلیفہ نہیں کہلائے تھے
 بلکہ امام یا امیر کہلائے ہیں اتصور تین کیا مسامح طعن ہی اور اہل سنت نے ان احادیث کو کتنا
 افقین میں منجملہ اشراط ساعت کے لکھا ہی نہ کتاب الامامہ میں معہذا اجوبہ تفصیلی ان احادیث
 منتهی الکلام و تحفہ اثنا عشر میں مرقوم ہیں قولہ اگر ان سکبر تاویل بنی امیہ و بنی عباس
 کرین تو ٹھیک نہیں اسلئے کہ خدیفہ نے ۳۵ یا ۳۶ ہجری میں انتقال کیا جو اس موقع
 اخبار غیر متعین الزمان کار و پروردی اخبار کے دعوئے لازم آتا ہی اور نقل اس قسم کے کلام
 متعلق باشرط ساعت متناہی میں کہ بعد صد سال کے انتقال راوی سے واقع ہو میں و کلام
 اگر کوئی دلیل اس لزوم کی آپ کے ائمہ و ائمہ دوکان میں ہو تو لا و قولہ بیان بارہواں جواب میں
 اس سوال کے کہ اگر اصحاب فتنہ بر خلافت تھے تو کس لئے انہوں نے اپنی جان و مال کو مذاک کیا اور
 سائر صحابہ اونکی قدر و منزلت کیوں زیادہ کی جواب پاسخ اس سوال کا آپ نے یوں زیب فرمایا
 کہ ظاہر ہی کہ ابوبکر بصلاح عمر مقلد قلا وہ خلافت ہوا اور بسبب حب ریاست و جاہ کے جس طرح
 کہ ساتھ دو دمان سالک کے سلوک کیا مشہور ہی اور جو کچھ عمر نے کیا وہ بھی چہا نہیں اور گفتگو
 وقت صلح حدیبیہ کے اور یوحنا اور سکلا بار بار اتفاق آپ نے کو خدیفہ سے اور حرکات و تصرفات اور
 شرع محمدی میں جسکا نام اہل سنت نے اجتہاد و عمر کہا ہی معروف ہی اور وقائع و درغمالی ہی
 مخفی نہیں اور شک نہیں کہ حال انسان کا ایک ترہ پر نہیں ہوتا شیطان و شمس انسان ہی
 حال جبر صیا و شیخ صنفا وغیرہ کا شہرت تمام رکھتا ہی انتہی بظنکم شدہ و لا رسول اس تقریر غریبا

نازل ابوبکر بنی امیہ و عباسیہ

دورہ خلافت ائمہ ثلاثہ حضرت

پر فضول میں غور کرو کہ سوال کیا تھا اور جواب کیا ہی سچان اللہ کیا خوب وجہ و منزلت خلفاء
 ثلاثہ بیان کی گئی کہ بتا بران اسباب عداوت و نفاق کے آنحضرتؐ کے توقیر زیادہ کرتے تھے ع
 آدمیان گم شدہ ملک خدا کو حرکت دے یہ کیوں نہیں کہتے کہ نسخہ تسلیم من قیس ہلالی کہ افضل کتب
 امامیہ ہی کما فی الجار مجلسی الیٰ بی سبات پر کہ اصحاب ثلاثہ و اعدائے انصار انکے سب مقرب و مقرب
 تھے اور شیخین کو اس بات میں سابقہ اولیٰ و مرتبہ بقویٰ حاصل تھا چنانچہ احادیث جامع الانبیا
 ظاہری کہ یہ دونوں بزرگ بارگاہ رسالت میں احاطہ نامہ رکھتے تھے اور تحریجات و ملی و مجلسی سند
 بلند سنادی ہیں کہ یہ دونوں صاحب مستولی تھے کہ حضرت پیغمبرؐ فریق و فرق بہت امور کا انکی طرف
 پر چھوڑ رکھا تھا اور اصحاب آنحضرتؐ کے میل کی طرف انکے کرتے تھے اور انکے احسانات کے شکر گزار تھے
 جیلانی صاحب فتح السبل سے تنبیہ ہشتم کتاب مذکور میں لکھا ہی کہ آنحضرتؐ عمر فاروق و فکو مقید
 مشورات مہمات امور کے متعلق بابتظام مالک تھے اور سیاست میں اس سے تعلق رکھتی تھی
 جمیع اصحاب پر تفوق و سرکردگی بخشی تھی اور عمر کو انکار و عدول میں جسارت و جرات تمام حاصل
 ہو گئی تھی اور اوسکی گفتگو کو آنحضرتؐ تفتیح و تشیع نہیں فرماتے تھے بلکہ مہمات بسیار میں جمع
 طرف اور مسئلہ کرتے تھے اور اوسکی صلاح کو بہت مشور و نین پسند فرماتے تھے اور قرآن ہی موافق
 قول اوسکے کے نازل ہوتا تھا از انجملہ منع کرنا اور اسکا آنحضرتؐ کو نماز پڑھنے سے جوازہ عبد اللہ بن
 ابی منافق پر اور انکار کرنا خدا اسکا بد پر اور انکار کرنا تہرج زمان پیغمبرؐ کا اور اسکا قصہ حدیث کا
 اور انکار امان عیسٰی کے واسطے اوسمیان کے اور انکار واقعہ ابو عبد اللہ بن عقبہ کا اور انکار امر بنیو کا جدا
 من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة اور انکار امر آنحضرتؐ کا فوج فواض میں اور بہت امور کہ کتب بیٹ اوپر
 مشتمل ہیں اور واقعہ قرطاس میں ہی جو اوسکی صلاح دی تھی اوسکو عرض کیا بعضوں نے کہا کہ قول
 قول سو لکھ اپنی اور بعض نے کہا قول قول عمر کا ہی جب فریاد بلند ہوئی اور گفتگو و شورش اٹھا
 پہنچی حضرتؐ فرمایا قوموا عنی فما یغنیٰ لینی ان یکون عندہ ذالک التنازع اس وقت ہی کہینے عمر پر
 ملحق انکار نہیں کیا نہ پیغمبرؐ نے اور نہ کسی اور صاحب انتہی موضع الحاجۃ بلفظہ و تحفہ قولہ ہدیہ

دعوت ہونا خلافت کا جائزیت میں

رفاقت ابوبکر یا آنحضرت و ایمان خیرین از کتاب سید

زمانہ جاہلیت میں ہی معارف مکہ سے تھے اور عزت و حرمت و اعتبار رکھتے تھے جب سلمان بن
 اور شریک خیال بنوے توجہ ہم آنحضرتین مقرر ہو جو اب سبحان علی مدخلات نے اپنے رسالہ میں
 لکھا ہے کہ فاروق اعظم عمر بن کعبہ حضرت نہ کہتا تھا پس یہ احادیث سنیں کہ اپنی طرف سے نہایت
 اور ساتا کہ جناب پیغمبر نے یہ دعا کہ مخالف معلن و نفل ہی اس کے حق میں زبان مبارک پر گزرائی ہو
 قولہ لیکن شہر سامانہ نیکو کہ چناہ سال بہ بیت نہ شش شود یا ہمال اسے کہ خبر میں ہی کہ لا
 باجو اتیم چنانکہ مجر و کعبہ بیٹے و اسلام لا نیکی کفر و حصیان لہل نام نال معجبات ہی اسطرح اگر
 مسلم خلاف امر اللہ کام کرے عمل نیک ہی اسکا ضبط ہو جائے ہی قولہ تقالی و من کافر یا لایان
 خطبہ علیہ و موعی الآخرۃ من الخیرین جواب صداقت و رفاقت ایمان ابوبکر کا کہ کتاب اللہ سے
 ثابت ہی خلاصہ المنع میں تفسیر آیت تانی ائیں کہ تانی الفاروق میں لکھا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 شب غشب نہ کو شہر مکہ میں علی کو اپنے بستر پر سولایا اور خود ابوبکر کے گھر سے اونکی رفاقت میں
 اسی رات باہر نکلے اور طرفین غار کے متوجہ ہو گئے کہ سفند ان ابوبکر کا دوسرے تھے اور علی بن
 بن ابی بکر کہانا کہلاتے تھے انتہی اور مجمع البیان میں آیہ و السائقون الا وکون من المکذبین
 و الاضار کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اول کسی کہ ایمان اور دخیجہ بود بعد از ان ابوبکر اور پیغمبر
 اہلسنت کا ہی اسطرح مشیر و دبیر ہونا ابوبکر کا اور مخالف کلمہ اولی الفضل و سکرم اور نزول آیت
 ستیم کا حسب عائی ابوبکر اور اختیار کرنا اونکا تقویٰ زہد مضبوط کو خلاصہ المنع و منع القاطنین وغیرہ
 سے ظاہر ہی اسطرح جائز ہونا اکل شرب و جماع کا رمضان میں بعد عشاء اور حرام ہونا شرب
 حسب عائی عمر قنبر کورہ اور وفور زہد و تقویٰ عمر کا مجمع البیان ثابت ہی اور جو تاویلات
 مردودہ قاضی جونہر ذہب شد برزہ مخالف تفسیر معسرین امامیہ کے کہ میں حکم کالائی نہیں
 خداوند طرد و نقض اسکا کلام صاحب نہی الکلام وغیرہ میں موجود ہی اسطرح ذکر و تعجب
 میں شجاع و دلیر ہونا عثمان کا اور بیت لینا آنحضرت کا جانب عثمان سے اور قرار دینا
 دست چپ کو دست راست عثمان اور ہونا خواہر ان خاتون جنت کا زوجیت عثمان میں

خلافت النبی و آلہ علیہ السلام وغیرہ سے ثابت ہی اور روایات اسکے متبعین لکھنے میں اس سطح قرب مرقہ
 شخصین یا بخاریہ و علیہما نبی الثقلین دلیل ایمان کا ہے اور ایسی فضیلت ہے کہ کوئی دنیاویں اسکا
 شریک نہیں حتیٰ کہ امام بھی ناطق جعفر صادق نے گواہی ہی اونکے ایمان پر کہ کا نا علی السخی و اما
 علیہ کذا فی احقاق السخی الغرض اگر روایات امامیہ بابت ثبوت ایمان و فضیلت شخصین و سرت علی
 الایمان فراہم کئے جاویں تو بہت میں اور قرآن شریف کو اگر دیکھو تو معلوم ہی شہادت فضیلت خطاط
 راشدین لیکن اسکی دلیل حجت نہ ہو سکے گی اسلئے کہ مجتہد کو فہم نہ رہے رسالہ متعہ میں لکھا ہی علاوہ
 انکہ چون ناظم نظم قرآنی خلیفہ ثالث گدا احتجاج ان بر شیعیان راست منیتوا شد انتہی لفظہ
 المضموم لہذا اسکا کتب شیعہ سے نقل کیا گیا اور طوسی نے تجرید العقائد میں لکھا ہی الا احاط ^{بطل}
 لا ستلزم الباطل لقولہ تعالیٰ فمن کفرت بآیۃ فی کتابنا فاعلم انک کفرت بالحق لیس فی سیرۃ النبی و آلہ
 بالاحاط و الموائزہ ذکرہ فی المضمول وغیرہ من کتب الکلامیۃ پس جس صورت میں کہ ایمان ^{خطا}
 ثلثہ کا حیات و ممات میں ثابت ہی لبشادات امامیہ اور جبط طیل تو اب جو کوئی اونکے خاتمہ کو ^{کفر}
 کہے وہ مصداق حدیث کافی کلینی کا ہی کہ جو مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہی انتہی قولہ
 جب داخل قین مصطفوی ہو دیکھا کہ تاغیہ غیبی و مہم عروج و ترقی میں ہی زیادہ اوس میں ہی
 کی اور دستور ہی کہ اکثر طرفدار اقبال مند کے ہوئے تہن اور جانب بار سے کنارہ کرتے ہیں
 اس کام کے طفیل جار بلش فرغانہ ہی پر بیٹھے اور جان اپنی سے ظاہر میں براہ دین سوائے
 فرار کے مغایرت ہی اور پشت دینی سے وقت ہوش کے اور کوئی کام نہیں کیا جواب تاغیہ
 اوس وقت ہوئی جب عمر فاروق ایمان لائے پہلے دین شست و ضعیف تھا اور کوئی زہر و مرگ
 قوی نہ تھا آخر کو آنحضرت علیہ السلام لہم عز الاسلام لہم بن الخطاب و باہی جل ابن ہشام جانتے
 و عا جسطح کتب اہل حق میں مروی ہی اسطرح کہ کتاب اصول معتبرہ امامیہ میں ہی موجود ہی
 روایا اختصار طریقی اس حدیث کو رسائل فضل ابن شاذان و تصانیف شیخ طبرسی و طوسی
 و علم الہدی و شیخ مفید سے تتبع کر کے بروایت مشہور و عیاشی و نقل آثار مجلسی و رجال

و تاغیہ غیبی کتب اسلام

یعنی مجلہ چار و ہم کہ الطول مجلدات نبی اور موسوم بہ کتاب السماء و العالم الکفایہ کجائی نبی صلا
 مذکور کتاب نبی کہ روی العیاشی عن الباقر علیہ السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
 اللهم عز الاسلام بعز بن الخطاب ابی اہل بن ہشام انتہی اس صورت میں اسلام عمر کا بیٹا
 بسبب بیگانہ نبوی حسن عقیدت و خلوص نسبت تہا نہ مثل اہل ایران کے کہ نہ در شمشیر فاروق ہوا
 اور نہ مثل جناب امیر کے کہ دوا ید اقبال عمری اذری و تفسیر شریک نیک بے عمر تھے جس طرح
 امامیہ کہتے ہیں باجحد جکی بدولت اقبال حاصل ہوا اور دلت بن مہدل بعزت سلیم ہو گئی اور
 طر فدار بشاہدہ اقبال معدوم الوجود کنا تعاضی متجاہل باوقاحت نبی دہس اذری دعوی فرار کا
 مغازی سے بے سند و حوالہ ماخذ کے عناد و کراہی کنت اللہ علی الکافین اور فرار روز
 بنس قرانی صفوی لایستقیم ہجرت کو کہ عام خدا میں تھا کہ شیطان امکیدن مردود ہو گا لکن
 کہ مطیع رہا معلم ملائکہ و مقرب درگاہ انہی متجاہل فرامانی کی ملعون ہو گیا اس طرح جو دین
 میں آئے بقدر اپنے قدم و منزلت کی ادنیٰ احترام حاصل کیا جب طریق صواب سے
 پیر احسانات اور ان کے مہدل اسبیات ہو گئے جواب سیر مرتضوی قانع اس تقریر کی نبی
 اسلئے کہ بصورت پھر چار خلفائے ثلاثہ کے برگزین تھے کہ جناب امیر شریک نیک بد خلفاء
 اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے اور غنائم محاربات ان کے سے حصص لیتے اور اپنی اولاد کو
 نام ابو بکر و عمر و عثمان کہتے اس طرح ابو ذر و عمار بن یسار و مقداد و سلمان شیعہ علی
 بھی عقب خلفاء ادا صلوات نکرستے بلکہ خود جناب سالت تاب ابو بکر کو آخر حیات نبی میں
 پیش نماز مقرر فرماتے اسلئے کہ امام کرنا کا فرمایا منافق کا باوجود علم کے بالا جماع جاہلین
 اور آپے عبد اس عبارت کے لکھا ہی کہ حضرت منافقین سے واقف تھے مگر نام و نشان
 بیان نفرمایا انتہی اور قرآن پاک کہ بصریح صدوق الکواذب و رتشی برائے امام محبت نبی
 ناطق ہی اس بات پر کہ آخر حیات نبوی میں مومن منافق سے تمیز ہو گئے تھے قال تعالیٰ
 و ما کان اللہ لیکذل المؤمنین علی ما کانتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب بلکہ بعد وفات نبوی

فما کان منافقان بعد الخیرات

کوئی منافق زندہ بھی نہ چاہا نہ حضرت الہ بن ابی النکس کما فی الکیر خب الحدید سے سلام
 پہنچائی اور اگر کوئی بطریق نہرت باقی ہی ہوگا تو بھی اسبیت کت صحابہ کرام وصولت اسلام غنیمت
 و ہر اسان ہوگا کیا امکان تھا کہ خلافت دین یا مخالفت واقع کہہ کہے باکر سے اور مثال شیعہ
 اسکا جھٹل افادات شیطان انطاق بلکہ مسلم الملکوت شہرہ کافق سے ہی اسلئے کہ رتہ قبول
 اور کما منصوص ہی اور نفاق وار تدا و دو و الالض کفر سے تامل سب سے در پیش کیجئے
 یہ ہی کہ جو قبول اس کے سامنے آنے کے معافی فرار کرتے رہے اور وقت سخت پر پیہر
 گئے اونہرے تو بعد موت نبوی وہ کام کیا جو خاص اسخاص پیغمبر اولو العزم کا تھا یعنی قتال
 مرتدین کہ ابو بکر صدیق نے کیا اور نزع ملک قیصرہ و اکابرہ و فتح روم و ایران وغیرہ
 نے کیا حتی کہ چار ہزار شہر کمان کے عہد میں فتح ہوئے اور چار ہزار کشت و تباہی شکست
 اور چار ہزار مساجد بنائے گئے اور شہر مصر آباد کیا کذا فی تفسیر تفسیر الشہاد اور اشاعت و اذان
 کلام بانی کہ عثمان نے کی جب یہ خیال ہو کہ شک ہوا اور فرمایا کہ اگر یہ کام عثمان نہ کرتا تو
 کرتا اور جو قاتل اس ہزار ضا دید کفار تھے اور صاحبہ الفقار و لقب بحدید کرتار اور سرگرم
 امر و فی اور ولی دوسری نبی اونہرے وہ کام کیا جو کسی احاد سے نہ ہو سکے گامینی بدوفا
 نبی اکیبارگی جہاد و ہجرت سے قطع نظر کی اور ہم نوالہ وہم کاسہ کفار اشرار ہو گئے اور دین محمدی
 کو تقید و توریہ کر کے ایسا نیست و نابود کر دیا کہ آج تک انظار اہل عالم میں سیر شیخین جو وہابی
 اور خصال مرقضوی کہ حین و رضا بالکفر نبی مذہب و علی بن ابی القیس اس صورت میں انصاف و مہربانی
 سے قطع نظر کر کے فرمائے کہ تشریف نامی کہیں پر چسپان ہی شیخین پر یا مرقضی علی براہ کسکا
 حال حیات و وفات نبوی میں ایک سا رہا اگرچہ باطن میں کچھ اور ہو کہ اسکا خدا عالم الغیب ہی
 اور کسکا حال ظاہر میں بدل گیا اگرچہ باطن میں کچھ اور ہو حالانکہ بقول ایک شیعہ کو حکم
 ظاہر کا ہی نہ باطن کا اور علم غیب اسرار خدا سے ہی انتہی حالانکہ سچا ابو بکر و عمر کو نہ علم غیب
 و انکون حاصل تھا اور نہ موت اختیار ہی تھی اور یہاں سب کچھ شیعہ عین تفاد و تہ

عدم ایمان ابو طالب

نیز ایمان آورد و وصوی و دیانت بر خلفان ظاهر باقرار شد

از کجاست تا بگویم که مطالب مذکور مستقیم است نه به جوابی که حضرت ابو طالب علیهم السلام
 در عالم غت و در حال شفقت و رحمت و موافقت او یکی کالست آنحضرت که تمام کتب مسخر
 بین لکهای و در جمهره شیعیان اتفاق فاضل بین که ابو طالب کبیر فرماری و او یکی خدمت میباشد
 نسبت پیغمبر که پخته فائده نکند اسصورتین در باره بعضی صحابه فکر کرنا و او یکی مخالفت کرد و یک
 صحبت نبوی که مستبعد جانتا جنس او هم بالبخو لیاست نهی جواب به گزشتن زمین بین
 مین تفسیر ادا و داهی حکم کلینی اعور علی تفسیر جانتا نهی او همین مقصود قطعی عدم ایمان
 ابو طالب کبیر ملاحظه فرما و در چشم جمل که منور که منتهی الکلام مین کافر کرنا شیعہ که ابو طالب کبیر
 کیا بی پسین جواب سواب که بنا و فاسد علی الفاسد نهی عجیب بر مقلوب نهی او در کسی شیعیان
 نبوی که بدون مقارنت ایمان سر حجب خضران رضوان نهین کیا که نقل ناقص نا کل و عابد و
 ایمان خلفا ثلثه کاتفا سیر مسبق الذکر امامیه ثابت نهی علاوه اسکے قاضی شد ستری نهی
 مین لکهای که شخین که کافر جانتا امامیه بر افترا نهی اسلمے که شیعه محاربان حضرت امیر که
 گفته بین او شخین او سن نهین لکس امتی و او ملا عبد الله شمس شیعی مقری سانه ایمان
 شخین کے بلکه اسبات که سکر صحابه سبلان نه مرتد جانتا تفسیر آیه یا ایها الرسول بلغ
 انزل الیک کرم یک بین لکهای که مجبور اقرار شهادت مین و تصدیق اجالی بها جابر النبی مرتد
 مست و بعد از رحلت رسالت پناه علی المد علیہ وسلم کل امت احابت این مرتبه اسلام و شهادت
 و حفظ وصیات ایندی که وعده شده بود این مرتبه بد بر رفتند این مقدار ازین حقیقه و اسلام
 کافی بود از برای انقیاد و امر حضرت رسالت پناهی که در باب باخلراج شکرین از جزیره عرب
 و در باب تمال اهل دت و یا باغنین زکوة و یا مدعیان کاذب نبوت و در باب جهاد با کفار و
 و روم و غیر آن واقع شده بود و جمیع که مقصدی خلافت و ریاست شدند درین امور
 و کوشش سجد نمودند تا در نظر خلایق از استحقاق امر خلافت دور رفتند و بسبب ازین
 در مالیات دور اجتناب از محرمات ظاهره بلکه در ترک بعضی از مذمبات نیز برکت دریافت

صحبت شریف نبوی و بقائے ان برکات و نفوس ایشان از جهت قرب مان از اہل درج و زمرہ
 و تقوی بود و مساہدہ و تدابیر کہ واقع شد در امر خلافت و در حق اہل بیت بود پس انتہی کلام
 اس ثابت ہوا کہ صحابہ و شیخین کو زیادہ اہل ایمان پر ورع و زہد و تقوی بھی برکت صحبت نبوی
 اور بسبب باقی ہے اون برکات کے انکے نفوس میں جمالی تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحبت انکی
 ساتھ پیغمبر کے براہِ خلوص قلبی تھی نہ براہِ نفاق و ظاہر واری ورنہ فیض مہر برکت صحبت کو نہ
 حاصل کرتے اور ظاہر ہی کہ جب ایمان و ورع و تقوی و زہد انکا باعث اعتراف امامیہ ثابت ہی بالیقین
 تو دعویٰ سبائیکا کہ امر خلافت حق اہل بیت میں انے معصیت ظاہر ہوئی دعویٰ اور عداوت خلافت
 ثابت بالیقین ہی پس معلوم ہوا کہ یہ بات بھی صحابہ بنابر شک کے ساتھ کسی دلیل کے یا بسبب فہم
 اس امر کے کسی نص سے واقع ہوئی ہوگی نہ بنا بر قصد معصیت اسلئے کہ اگر صحبت پیغمبر سے این
 تاثیر کی ہوگی تو اس امر عظیم میں کس طرح ایسی حرکت بے برکت انے دیدہ و دانستہ بنا بر
 طمع دنیا و حب جاه و مال صادر ہوئی والا زہد و تقوی و اجتناب از محرمات انہیں ہرگز موجود نہوتا
 اور یہ جو کہا ہی کہ یہ سب اسلئے تھا کہ نظر خلافت میں استحقاق خلافت سے دور نگریں و رجم تاج
 و ادعائے علم قلوب ہی ہم لوگ مکلف نظر ہر حال میں جسکو ظاہر میں نیک و پرمین گے نیک
 کہیں گے معجزہ اعتراف مشہدی علت انکے حسن احوال کی برکت صحبت شریف نبوی تھی پس انہ
 باطن میں بھی اس برکت صحبت سے اثر کیا ہوگا یا بجلد ایمان صحابہ کا خصوصاً شیخین کا باور و زہد
 و تقوی و پرہیزگرات بلکہ بعضے مباحات اور اخراج مشرکین کا جزیرہ عرس و مقابلہ ساتھ
 کفار و موم و فارس ایران وغیرہ فضائل و خصائص کے ثابت ہی دلائل احمد اور مثال ابو طالب کہ
 معین نبوی بنابر قربت و وصیت پرورش عبدالمطلب تھا قیاس مع الفارق بلکہ جنون
 و خطا صرف ہی کہ یحییٰ بن زکریا بن ابی اسحاق بن علی بن ابی طالب کہ یہ سوال جواب سوم ہی کہ
 مشتمل ہی بارہ بیان پر ہذا بیان پر مثل اصول و اجوبہ سابقہ محتوی تھا خرافات بے اصل
 جسکا جواب اب جواب ختم ہوا و الحمد للہ فی سببہ تمہ الصالحات قول اول کہنا شیخ کا کہ عبد اللہ

ابن سبا و یودی بانی فرقہ اہل تشیع ہوا محض سخن سازنی ہی عبد اللہ بن سبا کہ یہودی زمین
 یوشع بن نون وحی مستوحی کو خدا جانتا تھا جب مسلمان ہوا حضرت علی کو براہ بخبر دی تھا کہ
 لکھا الی قولہ ایمان اور ایمان فرقہ سادہ معروف تین اور یہ کہ فقیہ غلات سے ہی جواب تھے
 محض مباہلہ سخن شیعہ کو سخن سازنی پر محمول کیا اور جو اس کے جواسین لکھا اسکو لکھا گیا کہ
 شیخ نے اس قول میں دعویٰ تفرک کا نہیں کیا بلکہ کہتے تواریخ شاہ اس عاکی میں خصوصاً رجال
 کشی و غیرہ ظاہری کہ مدار علیہ تشیع محمدؐ کا کہ قول بخلاف بافضل مرقضوی ہی ابن سبا کہ
 رسم تبرک کی اسے بنیاد والی ہی آزاد الفین میں ہی کہ ابو بکر عرو کشی نے اسما و الرجال میں
 عبد اللہ بن سبا یہودی کو ابی شعیبہ کہا ہی و کہنا ذکر صاحب جمیع البحرین فی تحقیق اصولہ
 اور مترجم تاریخ سماطی عدوی شعی کہ اسے تاریخ طبری کو بطور حویدیا ہی اور مجمع البحرین
 و مطلع النیرین فخر الدین نجفی و رجال کشی اور فرست شیخ الوجعہ طوسی سے ظاہری کہ ابن
 سبا محدث تشیع خاص ہی اور اتباع اس کے شیعہ تھے اور اس میں ہب ثین علو تمام کہتے
 تھے اور یہی شخص بانی مہابی فتنہ قتل عثمان تھا الی آخر اقالہ سجدہ ابن سبا و فرقہ اس کا نسب
 بغلات تھا پھر حیدر زمانہ گذرنا گیا اور تلامذہ مختلف الخلفاء متفرق ہوئے گئے اور سید
 تفریق تشیع ہوتا گیا یہاں تک کہ غلات میں فرقہ ہو گئے پھر اسے اور لوگ شکلی مثل امامیہ
 اثنا عشریہ وغیرہ کے دہم جزا حسب طرحت ملت موسوی میں بانی تشیع نبی اسرائیل فرعون تھا قال
 تھان ان فرعون علانی الارض فجل لہا شیعیاً اس طرحت اس ملت میں ابن سبا یہودی ہوا فرقہ اثنا
 عشری کہ وہ با سامان تھا یہ میسا مان ایکے پاس اگر کوئی دلیل صحت عوی کی مخالفت تفسیر ملتا
 امامیہ موجود ہو پیش کر و قولہ دوسرے یہ کہ شیخ نے بشد و تمام کہ ذکر فرقہ موسوی
 بشیعہ کا لکھا ہی اسکا فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کے سب گمراہ ہیں اثنا عشریہ کو اسنے کچھ واسطہ
 نہیں پس انکو شامل مخالفین کے لکھا اور ایک او میں سے گنارا و مقصد سے جوتہ بدن اس
 عداوت قلبی کے کوئی امر متصور نہیں ہوتا جو جواب لشکر ہی حضرت امیر کے بسبب قبول

و سوسہ ابن سبا ہودی کے اول چار فرق ہو گئے تھے ایک شیعہ مخلصین کہ قطب باہل سنت
 و جماعت ہیں دوسرے تفضیلیہ تیسرے سببہ چوتھے غلات پھر جب غلات پہلے تو انہیں سے امام
 نکلے پھر سال دوسرے و پنچا ہجری میں امامیہ سے اثنا عشریہ ظاہر ہو اس حساب داخل ہونا
 اثنا عشریہ کا سلسلہ دین ابن سبا ہودی میں طبقہ بعد طبقہ ثابت ہی اور انکارا و سکا مکارہ و
 مانیل شہر زیر فاجران مذہب چہر ہی ہر گز ناگہر کسی بکری بقول تیسرے شیخ کہتا ہے
 کہ مذہب شیعہ ہر وقت میں بزرگ تازہ جلوہ کیا یہ بات محض واسطے تفروخت عوام کے
 او سکی اضعیف ہی سنت و جماعت میں دو چند شیعہ مذہب عجیبہ میں کہ جلوہ با بولمون رکھتے ہیں
 فضلاح فرق باطلہ کہ شمار قطار سنو نہیں ہیں روکتب شیخ دہلی و ابن حجر و زہدیان و خواجہ
 معصوم مجددی وغیرہ میں جواب ترکی ترکی سطور میں دیکھنے سے غلط نہ کہتا ہی پس حنفیہ
 وغیرہ نے جو جواب کہ واسطے برتت اپنی کے فرق منوہ سنت و جماعت سے بخور کیا ہودی
 جواب فرق مختلفہ موسوم شیعہ اثنا عشریہ کی طرف سے تصور کریں جو اب پانچ اسکایہ ہی کہ جو
 فرق امامیہ ہیں وہ سب ایکو شیعہ کہتے ہیں اگرچہ بصمیم فضول ان اجناس میں ہم منازد ہیں
 و لیکن تشیع سے کسیکو انکار نہیں بخلاف اوں فرق کے جنکو شیعہ بزور ظلم و اسلوب سے
 باغضتے ہیں کہ اوغیر کئی ایکو سنتی نہیں کہتا شل معتزلہ وغیرہ کہ انہوں نے اپنا لقب اہل اللہ
 و التوحید رکھا ہی نہ سنتی و علی ہذا القیاس بصورت میں جواب سنو کہ شیعہ کی طرف سے متشی نہیں
 ہو سکتا دوسرے تفرق شیعہ کا بلا خصوص اثنا عشریہ قرآن ثابت ہی کہ الذین فرقوا و بینجم کانا
 شیعا کست منعم فی شئ اسطرحی انض اگر کوئی واسطے تفرق اہل سنت قرآن موجود ہوا و تبا
 حالانکہ شیعہ ہونا جمیع فرق امامیہ کا اور کثرت تفرق شیعہ کی گو ایک دوسر کی تکفیر کریں باعث
 علیک امامیہ ثابت ہی حسین علی خان برادر بزرگ سبحان علی سے اپنے رسالہ میں لکھا ہی کہ ان
 مذہب محقق صحیح عالمے از امامیہ نیست کہ جمیع فرق شیعہ ناجی باشند چاہنا بعض فرق
 شیعہ را کلاب مطرہ گویند و نصیری و دیگر غلات را کافروا خدا و جو دیگر اطلاق شیعہ بر وہ

گوئی از امامیہ است کہ جمیع فرق شیعہ ناجی باشند چاہنا بعض فرق

می نمایند انتہی ملک آپ کو بھی مافوق کثرت تصرف تشیع کا بھی گواہ سکرمبارتہ ناقص آپ وضع کیا جاسکتا
 ہیں پس ثابت ہوا کہ ترکیت مذکورہ میں جس کسی رافضی نے معتزلہ و خوارج وغیرہ کو کئی تشریح کر کے
 صاحب تحفہ قصد کیا ہی مخالفت بدایت حقل نقل ہی کیونکہ اگر یہ فرقہ سنی ہوئے تو کتب اہل سنت
 میں ردائے مذہب کا کون کہا جاتا اپنے ترک کتب کلام اہل سنت کو نہیں دیکھا اور دیکھتے تو کیا ہوتا
 لیکن کسی سختی سے دریافت کر لیا ہوتا اور اگر سنی کی بات قابل موقوف نہ تھی تو کسی عالم شیعہ سے سوال
 کر لیا ہوتا کہ کتب اہل سنت علمائے سنیوں میں رد خوارج و معتزلہ و قدریہ و جبرہ و موسطیہ
 و شیعہ وغیرہ کو ہی دنیا میں ایسا نہ ہو گا کہ اپنے دین کا رد اپنی کتابوں میں لکھے ہاں مغلذات
 اربعہ اہل سنت سنی ہیں اور مذہب اہل سنت نہیں ہیں مختصر ہی چنانچہ آپ نے بھی اقرار اسکا صحیح
 میں کیا ہی و لفظ کلام اہل سنت جماعت مراد انہی پر و ان میں چار کتب انتہی اس صورت میں
 تشیع تمہاری محض سبب اصل ہی اسلئے کہ انکا اختلاف فروع میں ہی نہ امیعل عقاید میں کما
 مرآۃ اور نہیں کسی نے جلوہ برداروں میں شیعہ کو انہیں کہے اور تفصیل تکفیر الیہ
 کی چنانچہ آپ نے صفحہ چہارم میں لکھا ہی کہ باوصف این خلائ چون اصل فقط یکا مذہب
 یکدگیر میکنند انتہی اور اگر مقصود اختلاف اصول مذہب ہی چنانچہ لفظ اشاعہ کہہ کر یکدگیر
 کلام زبان عداوت ترجمان پر جاری ہوئی ہی مفہوم ہوتا ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ علماء اہل
 کو اصولین میں اختلاف نہیں الا بعض متفرعات میں شبہ بہ اختلاف لفظی وہ ہی پنج تکفیر یکدگیر
 جسطرح اننا عشرہ شیعہ کہہ کر کافر کہتے ہیں اور سب شیعہ انکو مرتد جانتے ہیں سربابر اس اختلاف
 تین فرقہ ہو گئے ہیں استرہ و ماتریدہ و حاکمہ اور اصل اسکی یہی کہ حق تعالیٰ علماء اہل سنت
 دو چیز میں عنایت کی ہیں ایک یہ کہ سب کے سب خور سخن کو پہنچتے ہیں اور صرف الفاظ پر
 نہیں ہوتے دوسرے اذعان و قلت حد جسکے سبب کلام ہر قائل کو محض ٹیک پر حمل کہتے ہیں اور تا
 امکان تکفیر و تفصیل سے پہنچتے ہیں مثلاً ماتریدہ قائل ہیں بصفت مشتمل ہر شیعہ جسکو تکوین
 ہیں اور اس صفت کو قدیم جانتے ہیں اور اشعرہ صفت تکوین کو اعتبار ہی جانتے ہیں اور

نہ بدو و عداوت و اختلاف
 صفت تکوین

ہیں کہ تعلقات قدرت و ارادہ صفت مذکور کے حادثہ ہوا کرتے ہیں جو صیغہ تعلقات جمیع
 صفات کے حادثہ ہیں اسی صیغہ اس صفت کے جہی و ثبوت ہیں پس کلام ماتریدیہ کو کہ قائل بقدم صفت ہیں
 ہیں حل کرتے ہیں قدم سبب صفت مذکور پر کہ قدرت و ارادہ ہی اور تفصیل و تکفیر اونکی نہیں کرتے
 اسی صیغہ حال فی اختلاف کا ہی جو فیما بین ان تینوں فروق و فاعل ہی مثلاً اشاعرہ و ماتریدیہ کہتے ہیں
 کہ کلام خدا غیر مخلوق ہی اور ارادہ اس کلام نفسی کہتے ہیں غلاف اس کے کہ حدوث الفاظ کا کہ
 کیفیات اصوات غیر قائمہ ہیں ہریدی ہی اور ہریدی کی انکار نہیں ہو سکتا اور حوالہ کہتے ہیں کہ ہریدی
 کیفیات مذکورہ ہیں لیکن قدم قرار اور کا وجود تافطی ہیں ہی اور بیان الفاظ کو ایک وجود دوسرا
 ہی متخیلہ ساعین ہیں کہ بطریق متحد امثال کے قرار دے کر کتابی مثلاً کلمات ان شیخ سید کاوی
 وجود کے ساتھ کہیں گے جو شش صد سال قبل اس کے موجود تھی یعنی ہی الفاظ کا منت مرزا شرف
 الی آخرہ اول متخیلہ شیخ سعید میں موجود ہو چکر متخیلہ ساعین ہیں و ہم جزا آجکون تک پس کلام
 لفظ الہی کو علم الہی میں مانند کلام نفسی قدیم کے کہتے ہیں اس میں کچھ انکار ہریدی کا لازم نہیں آتا
 بلکہ عموم نفس کلام اللہ غیر مخلوق ظاہر سے چھپنا اور کلام نفسی پر محمول کرنا بعد از فہم ہی اشعر
 و ماتریدیہ نے جانا کہ سخن حوالہ کا ہریدی ہی انکی تکفیر و تفصیل کرنا شجاعت ہے اسی صیغہ اشعر
 کہتے ہیں کہ حسن قبح افعال میں بعضی ایجاب ثواب عقاب ذاتی افعال کا نہیں والاشعر عین نسخ
 جائز نہوتا اس لئے کہ جو چیز بالذات ہی وہ مختلف و مختلف نہیں ہوتی ماتریدیہ کہتے ہیں کہ واسطے
 افعال کے پہلے وجود شرع کہ حکم نہیں نہ وجوہ کا نہ حرمت کا صیغہ مستعمل کہتے ہیں اس میں نفس
 میں کہہ ہی جو اقتضا واجب کرتا ہی جیسے نماز کہ مشتمل ہی مناجات پر اور شارع حکیم ہی حکم او
 یہودہ نہیں پس قابل وجوب ہی او سکوا واجب کیا ہی اور جولان حرمت ہی او سکوا حرام کیا ہی
 ہاں حسن قبح بعض افعال کا ہمارے عقول ناقصہ مدد نہیں ہوتا اس سے بہتے اشعر نے انکار حسن
 قبح ذاتی افعال کیا ہی کہ عوام اپنے عقول ناقصہ اس میدان پر خطر میں جولان نہ کریں
 اور جاہد ایمان سے باہر نہ خاویں چنانچہ اشارہ رفعتوی اسی طرف ہی کہ لو کان الدین بالرائی کان

کلام اللہ غیر مخلوق

فان فی افعال

صفات باربعہ فی الزائد و اضافہ

تفہیم معانی و صفات و باریکات

اختلاف ایمان

باطن اجماع اولی السبع من غایہ ہر شمر قائل کہ تفہیم نفسانی نہیں اس طرح سارے متکلمین صفات
 ہدیہ تعالیٰ کو زائد و اضافہ پر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اثبات قدم اس مسئلہ یعنی ذوات متعدد کا
 کفر فی اور اثبات قدم ایک ذات کا اور جمعیت اس کے قدم صفات اور اضافہ ہر کہ کفر نہیں اور علیٰ ہر
 اللہ نے اثبات قدم متعدد و توصیفات متعدد احتراز کر کے صفات باربعہ فی الزائد و اضافہ
 سمجھا اس لیے کہ اگر عیس کہیں توفیٰ کوئی لازم آوے اور مذہب منزلہ و فلاسفہ جو مجاہد اور اگر ائمہ کہیں
 یعنی غیر تو طعن و تشنیع مخالفین کے بابت اثبات قدم متعدد متوجہ ہووے اس لیے حینیت و غیرت
 و نوکی نفسی کی اور جمہور متکلمین سمجھے کہ مراد انکی نفسی غیرت سے نفسی غیرت مستقلہ ہی جس طرح ہے کہ
 ہم کہتے ہیں نہ انکار صفات مذکورہ کا و لہذا انکی حینیت حقیقیہ و نفسی غیرت حقیقیہ ایک جہتی
 ایک چیز سے صریح منقطع ہی اس طرح علم و تہذیب کہتے ہیں کہ السعدیہ قد شقی و الشقی قد سعد
 اشعر یہ کہتے ہیں السعد من سعد فی بطن امہ الشقی من شقی فی بطن امہ سو یہ ایک سے دوسرے کی
 غرض سمجھ لی اس لیے تکفیر و تفہیم نہیں کی کیونکہ ایک فریق نے نظر انجام پر کی دوسرے نے
 اعتبار سے پہلی کیا اور تبدیل مساوات بشقاوت و شقاوت بسعد کو جو باہر کما اس طرح حال
 اختلاف ایمان کا ہی کہ الایمان ہر التصدیق فقط والاقرار کا نصف عن التصدیق او ہر التصدیق
 والاقرار و عمل بعضی ان عمل میں بکملہ جمہور متکلمین نفسیہ و الکیہ و مقابلہ قائل ہیں ساتھ قول اخیر
 اور خفیہ قائل ہیں ساتھ قول اول کے فلہذا یہ جرم نہیں کہتے ساتھ اپنے ایمان کے اور کہیں
 اناموس انشاء اللہ تھا اور خفیہ کہتے ہیں اناموس حق اس لیے کہ کمال ایمان میں کہ عمل ہی شبہ
 ہی کہی یا نہیں اور نفس ایمان میں کہ تصدیق ہی کچھ شبہ نہیں و علیٰ ہذا التفسیر آپس ایمان عاقل
 کا بابت بقولہ فی مذاہب المہنت و تفرق اصول غیر صحیح ہی اپنے اصول میں قطع نظر و
 کے دیکھیں کہ کیا کچھ اختلاف موجود ہی جیسے قول بالعباد و الرجوع کہ بعض نے اس کا انکار کیا اور
 جیسے قول بحدی آیات بسبب کلام الہی سے کہ جمہور اثنا عشرہ اس کے قائل ہیں اور اپنے
 ہی اس کو سابق ثابت کیا ہی اور کہ کتابی متعادات صدوق الکراد بقی میں بڑا انکار اس کو سہا ہی

اور برکت نفی کے اور مانند قول بحجت قیاس کہ یہ اللہ اشاعتی اور سکا قائل ہی اور باقی منکر خباہی
 اسی جیسے اوکو ثلث عشری کہتے ہیں معنی ایک دوسری تکفیر و تضلیل نہیں کہتے اسلئے کہ ان
 بابویہ قہمی کی بڑی تعظیم کہتے ہیں اور اوکو ملقب بصديق کیا ہے گو بہت امور میں کذب ہی
 پس جو اسکا جواب شیعہ میں وہی ہمارا جواب ہے اور ان امثال تقاریر سے کہ بطور شتہ منہ از خود
 میں بخوبی ثابت ہو گیا کہ اہلسنت میں تفرق کثیر نہیں اور شعب ابیہب جس سے تکفیر و تضلیل کیلئے
 لازم آوے غیر موجود ہی بخلاف شیعہ کہ ہر زمانے میں اصولاً و فروغاً و کثرة و قلة جلوه کا باب قلموں
 کرتے رہے اور نیز نگہ پردازی و شعبہ سازسی عیشہ دہو کا دیا کیے اب عیث بوشی اپنی کوتاہ
 تفرق و اختلاف فرق و مذاہب اہل سنت و جماعت پر پابند رہتے ہیں قائل کہ اللہ انی فوکلون
 قولہ چوتھے شخص نے باب اول میں لکھا ہے کہ یہ گروہ بارہ اماموں کو خلیفہ جانتے ہیں اور امام مہدی
 زندہ و پنهان سمجھتے ہیں الی قولہ طرفہ روایہ بازی و البزری کی ہی احمد لشد کہ علی اشاعت
 جواب مقتول لکھے ہیں کوئی بات نہیں چوڑی کہ ہم لوگوں کو فکر جواب ہو اس زمانہ میں بسبب شیوع
 چھاپے یہ سب کتابیں میر میں جواب ہو کر آرزو رہی کہ کسی جگہ تو متے شے چرب باقی و محاجت
 کے کوئی حرف باب تحقیق سے لکھا ہوتا یہ نہایت طریقہ رد کا اس زمانے میں نکل گیا ہے کہ قول خصم
 نقل کیا اور کہہ دیا کہ یہ شخص سخن سازی البزری روایہ بازی ہی اور رد مقدمات دلیل خصم سے
 قطع نظر کی اعوذ باللہ ان الگوں میں انجا کلین قولہ پانچویں برعکس ہند نام زنگی کا فوراً ایک شیعہ
 اولی کے اور ایک خلق کو جاہل سمجھ کر عالم کو گمراہ کیا شیعہ اولی تابعان ثقلین میں کظاہر ملین
 تو لاساتہ الہیہ کے کہتے ہیں اور اوں کے دشمنوں سے تبرا کہتے ہیں بارہ امام ایک کو بعد و
 جانشین خیر الانام جانتے ہیں بقا دنیا کا بقول سرور و جهان انکی بقا تک ہی حاکم نے
 مستدرک میں روایت کیا ہے کہ آنحضرت فرمایا النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهب اباہم
 و اہل بیتی امان لاسمى فاذا ذهب اباہم یعودون والیضا اخر جہان ابی شیعہ و مسند ذہبی مسند
 و الترمذی فی نوادر الاصول و البیہقی و الطبرانی و جامع آخری جو اسباب یہ طعن تشنیع ہی

حجت ابونا قیاس کا رد کیا ہے اللہ اشاعتی

ظن ابونا حاکم

ظن ابونا حاکم

جمع و خرچ زبانی ہی نہ برائی حالالکے ستیہ اولی ہونا اہلسنت کا کتبہ نامیہ سے ثابت ہی ہر طرح
 کہ عبارت وثیقہ حسن مجتبیٰ کہ شوق علیہ فریقین مجی اور عین بخلہ اور مصالحہ کے یہ بھی تھا کہ شیعہ
 امیر المومنین اور اہل کئی نثار و اولاد و اموال مامون زمین اور معاویہ اور نہر ظلم نکرے چنانچہ کہا
 منعمو کو آپس ہی صفحہ ہشتاد مہین عین ادا کیا ہی کہ اول معاویہ از اہل عراق و تابعان و شوق
 کہ کینہ و بغض و دل سیدار و انتقام کشد تمام اسود و احمر از وی در امان باشند بختیگر پس آئندہ کس کو ایام
 تیر فتنہ ناؤ کہ مراد شیعہ اسجگہ کہ کن ہین سماجرین و انصار و تابعین اختیار ماہ و لوگ جنہو شوق و اور
 دی اور مسلک فرقہ سبتہ تھے جہانی باطل ہی اول متعین مواد و مہو المطلب آور و وجہ بطلان کی ہون
 کہ جہاں امیر اپنے عہد خلافتین قدرت اظہار عداوت اصحاب کبار نہ کہتے تھے بلکہ باعتراف امامیہ
 اہلسنت پر سر کرتے تھے چنانچہ اسی جہت حسن مجتبیٰ کتاب ختم و سرکرم میں مامور برادر
 و تفسیر ہو جائے علیہ کیونکہ تصور ہو سکتا ہی کہ حسن مجتبیٰ اہل تبرک کے لئے ایسی سرپرستی علی کریم
 الا شہادہ کریں اور معاویہ کو حکم فرماویں کہ تم سنیہ ظلم نکرنا معاویہ کیسا کو قبول کئے اور
 و انصار و تابعین بالا احسان کہ معتقد بن خلفار باشندین تھے کیونکہ اور شیعہ بزمہ سنی کسے اور
 ہوتے پس متعین ہوا کہ مراد شیعہ اولی سے مقتدایان اہل سنت میں حتی کہ ابن بابوی قومی و شیعہ
 و قطب و مذہبی و ابن شہر آشوب و زرداری ہی اتنی بات پر ساتھ اہل حق کے متفق ہیں و نہ کوئی
 آؤ ظاہر ہی کہ انکے وقت میں خبر و ازوہ امام کی مطلق نہ تھی اور نہ اس عقیدہ کا ذکر تھا اور نہ
 جبر اکرمے تھے اور حدیث نقلین میں کہ ہر جگہ بان زد سامی ہی ذکر تبرے وائے اثنا عشر کا ہی
 کیونکہ ہوا کہ ابتدا لقب شیعہ سنہ سی و ہفت ہجری ہی اور اثنا عشر تبرایہ سنہ دو صد ہجری
 حادث ہوئے اور بعد دو مہین سال کے شیعہ اولی سے شیعہ تفضیلیہ پیدا ہوئے کہ اگر بخلہ ابو الاسود
 و سلمی و انصاع علم بخیر ہی اور ابو سعید بخیری بن عمر حد وانی اور سالم بن حفص اور عبد الرزاق صاحب
 مصنف محدث مشہور اہل سنت و ابن السکیت صاحب اصلاح المنطق انکے عہد شیعہ سنیہ کہ
 اعاظم اصحاب امامات المومنین کیو طعن کرتے تھے اہل تبرائے نکلا ہی پھر فرقہ کثیرہ متفرق ہوئے

جیسے کیسانہ و مختاریہ و ہنسا میر و تیدیہ و شیطانیہ و زراعیہ و اسماعیلیہ و مبارکیہ و اثنا عشریہ و ہمدیہ
 وغیرہ اور جو حدیث مستدرک وغیرہ سے لکھی ہے اگرچہ مستدرک ہی احیاء المیت سے لیکن ہضرت
 نہیں کیونکہ اوہیں تخصیص لہ اثنا عشریہ کی اور ذکر تیرے قولے کا نہیں اور فقط نجوم کہ یاوگار
 حدیث اصحابی کا نجوم ہی موجود ہے اگرچہ ضعیف ہو اور اوہ اوہیں کہ عنایت امام ہمدی کا ہی فی علم قولہ
 میں کہتا ہوں کہ گیارہ امام جو رحمت الہی میں آسود ہو امام بابریوں کہ فرزند امام یازدہم عسکری
 ہیں طفلی میں امام مفترض الطاعت ہو اور وہ اب سرسرا میں فانی ہو گئے مثل حضرت عیسیٰ
 حضرت خضر و الیاس زندہ ہیں اور یہ بات قدرت خدا کچھ عجیب نہیں زندہ ہونا بدترین خلافی دعا
 ملعون کا قصہ تبیم الضاری وغیرہ اخبار سے ثابت ہے پس خد بد نیک ہوتا ہے زندہ ہونے میں قائم
 ال خد کے کہ بہترین خلایق ہے کیا جگہ استعجاب کی ہے یہ بات یقینی ہے کیونکہ ہمارے ہر حق سے ہر
 خبر دی ہے نواصب حق بیچ و تاب کھاتے ہیں اور قبیل متغای سے گنتے ہیں جو آپ عہدہ
 مخالف نص صیح عقل صحیح ہی اور ہمہ حجت نہیں اسلئے کہ ختم پر اس کے سلمت احتجاج کرتے
 ہیں اپنے عقائد سے کما مراراً اور وجہ خلاف یہ ہے کہ احادیث صحیحہ اہل سنت ناطق ہیں اسباب
 کہ عمر ہمدی موعود کی وقت ظہور کے چالیس سال یا کچھ کم زیادہ علی اختلاف الروایات ہوگی خدا
 سال کی اور عوامی مامت کا عمر چار سال میں کرینگے نہ طفولیت و شیخوخت میں اور تخریج او کا حرم
 شریف کعبہ معظمہ ہو گا نہ غار سامرا اور وہ بیٹے عبداللہ نام سیکہ ہونگے نہ فرزند بلا واسطہ
 عسکری کے اور ظاہر ہونگے نہ مخفی اس واسطے کہ اختلاف صد سال میں قباجات شرعی و عقلی بہت
 ہیں کیونکہ نصب امام کا نزدیک شیعہ لطف ہے اور زمرہ خدایہ واجب پھر حبیب امام مخفی ہو
 تو اوہیں کیا لطف ہے لطف جب تھا کہ امام ہوں اور اونسے کام امامت کا کہ تائید دین اور کون
 مخالفین شرع میں و اظہار اسلام و تدلیل معاندین ہے علی رؤس الاشہاد و انجام ہوا والا
 غرض نصب امام فوت ہے اور وجود او کا عبت اسلئے کہ سارا کارخانہ دین کا جسکے لئے امام
 ہیں بسبب عنایت کبری کے دہم بریم ہوا جاتا ہے و لغم باقیں ہے باری خود روزگار بوزم ہر

حدیث امام ہمدی

از بخت امیدوار بودم همه عمر شریفی بیا بیکر سود مانندم همه جا بد بے وعدہ در انتظار بودم همه عمر
 اور نیز ضرورت افتخار کی کیا بچی اسلئے کہ بیکر شریفی امام اپنے اختیار سے مرتے میں پس در ہر گنا
 بھی نہیں اگر اندیشہ آید خلق ہی تو وہ ہی ممکن نہیں کہ ہنوز عالم میں شیعہ بہت ہیں کہاں کہاں
 نصرت کرے گئے سوزنا سترض امام حسین پر عالم ہوتا ہی کہ اوں کو کیوں فرار عبادت مجاہد
 اجر جزیل صبر و سستی اختیار کیا بجلاف صاحب الزمان کے کہ اوں کو بالقطع معلوم ہی کہ نزول
 عیسیٰ تک نہ ہوں اور مالک شرق و غرب ہو گا اب چاہیے کہ دعوت بر ملا کریں خصوصاً اوس
 حال میں کہ شیعہ مخلصین اوس کے منتظر قدم غیبت لزوم ہوں اور بلاد عراق و خراسان و
 ہند و سندھ خاصہ بلاد پورب و مگلا و کھنڈ و کن جلی مخصوص بعض محلات لودیانہ و کلکتہ و حیدر آباد
 بہوپال وغیرہ میں بس نہار نگہانی ہو اور نیز طرح کی یاد گاری و مثنوی خوانی چھری محض اس قوم
 کہ مبادا کوئی نورانی یا اسلام بولی یا وہابی دہوکا دیکر شمل مرزا منظر مرحوم کے قصد قتل کرے
 گو موت اپنے اختیاری ہی خروج نہ کرنا بقول ابن مطہر خمس جلی الحیوان لا یستحق الا ماتہ بنامہ
 منصب نہ میں جسکی مناد شجاعت و ملاوری پر ہی جا لگنا نا ہی حالانکہ نہ خون جانا ہی نہ دوسری
 انسان کا اور کسی سنی بادشاہ نے وڑایا ہی اور اشتہار گرفتاری جاری فرمایا ہی معلوم نہیں
 موجود عقیقلی نقلی کیوں اس قدر غیبت ثمانی ہی اور شیعہ اثنا عشر کہ لطف و صلح سے
 کہا ہی حالانکہ صد سال سے لایجا عہد صفویہ سے آج تک سب چھوڑے دل جان سے
 مشتاق دیدار شریف ہیں اور مال جا کو نہار قدم جا یوں کیا چاہتے ہیں اور ہمیشہ غار سار کر
 کھڑے رہ کر جینے چلاتے ہیں کہ یا حضرت ہماری فریاد کو پہچانے اور سنیں گے ماتہ سے چھاپو
 ویکو سب ایرانی چھری بندہ بائی کار گیرا ما وہ بلکہ روس ہی پاس بعض قرابت متباری مدد
 ہیں اب کیا جا ترقص و محل تحف و موقع افتخار و مقام احتجاب مثل خدای ہی لیکن یہ فریاد
 سمجھ نہیں ہوتی بلکہ بھوکا و فریاد شغال مال شغال است انکے خلق پستے ہیں این ایاست
 قیامت شد سنت انبیاء و اوصیاء کی یہ تہی کہ مخالفین کے ماتہ سے ایذا اٹھاتے اور صبر

کرتے بلکہ اہ حق میں بالکل نفس مال رزنی ہوتے جس طرح حضرت سحی و زکریا و اسماعیل
 و زید و شہید وغیرہ کیا قال تھا و کاین میں ہی قاتل محمد رسول اللہ کثیر فاعلموا انما اصحابہم فی سبیل
 اللہ و ما ضعفوا و اناس کا کہوا اللہ حبیب اصحابہ میں بالکل انکی موت انکے اختیار میں نہ تھی
 اور نہ عالم ماکان و مالکون تھے اور نہ جانتے تھے کہ ہم طویل العزیزین لیکن اختفاء و ہستار
 کنیا اور جبار اہل جفا پر تحمل کر کے جان عزیز کو راہ حق میں دیدیا آسے شوہر گرفتار قدیم
 گرامی نکمہ پگوسہر جان بچہ کا روگرم باز آیدہ اور مثال طول عمر کی بلکہ اختفاء طویل کے ساتھ
 عیسیٰ والیاس و جال کے عجائب کہستار لال ہی اسلئے کہ اول تو بقا عیسیٰ ثابت بالہض ہی
 اور مقدمہ صاحب الزمان میں کوئی نفس از زمین فاین ہذا میں انکے دوسرے عیسیٰ کسی زمانہ میں
 ظاہر آویسے تبلیغ رسالت میں مصروف بخلاف مہدی کے کہ ظہور اسکا ہم قرین امامت عموم
 خلق پر نہوا چوتھے آنا عیسیٰ کے واسطے قتل و جال کے ہو گانہ واسطے تبلیغ رسالت کے والا
 باوجود امامت صاحب الزمان کے کیا حاجت رسالت ہی پانچویں عیسیٰ آسمان پر مرفوع
 ہیں مثل مہدی زمین میں مخفی بطور تقیہ کے چھٹے عالم ملکوت کو حکم دوسرے جہان کا ہی
 تو گویا فی الواقع وہ دنیا میں زندہ باقی نہیں بلکہ حکم ملائکہ میں ہیں اور عالم آخرت میں
 ساتویں خضر اگرچہ مخفی ہیں لیکن جو کام اونکو جانب خدا سپرد ہی اوسکو سر انجام دیتے
 ہیں اور حکم جال الغیب میں ہیں کہی ظاہر نور و نیکے بیہودہ بطور تقیہ معطل و بیکار کسی خدق
 و عار میں محتجب نہیں بلکہ یقیناً یابو سروان اوکا یہ اختفاء حکم ظہور میں ہی بخلاف مہدی
 کے کہ خلاف اصلح و لطف سدا بہ میں وجود معطل بخوف اعذار ہی بہتے ہیں کجا خضر
 کجا مہدی خانہ خدا کو خبر آہو میں جال بعین اگرچہ باقی ہی لیکن اختفاء اوسکا بطور
 تقیہ و حجب نہیں معہذا منصوص الوجود میں نہ مہموم موجود اور اوسکے ظہور میں الہی
 ہی بلکہ اوسکا اختفاء بعین اصلح و لطف ہی جس طرح عدم ظہور مہدی عین قہر و غضب ہی
 علاوہ اسکے اپنے نیک کو ضد برقرار دیا ہی سورہ قاعدہ مقتضی اسکا ہی کہ وجاہ مہدی

مختصر مثال طول عمر

ضد کامل ہوں اسلئے کہ ایک خیرِ محبت و لطف صرف ہی آرد و سراسر محض عین فتنہ تو ہے
 کہ جسطرح وہاں محض ہی مہدی ظاہر ہوں جسطرح وہ طویل العمر ہی بہ قصیر کیمۃ ہوں وہ
 وہ پیدا ہو چکا ہی یہ اب پیدا ہوں یہ یہ کہ جو اسکا حال ہو وہ اسکا مال ہو کیونکہ انشاء
 نہ تضاد باجملہ مائت مہدی بن کی عیسیٰ و خضر و الیاس و جلال العین بنا برقعان و جلال
 صفحہ کبریٰ خلاف عقل خالص از شوائب ہم و مخالفت نقل صحیح اہل فہم کے ہی کہان
 عیسیٰ کہان مہدی فرق زمین آسمان کی کہان متعال شیطان کہان صاحب الزمان
 تشبیہ مہدی کی وہاں سے دینا کام و قبالہ نگاہی نہ انسان صاحب ایمان کا اگر کہیں کہ
 مقصود اسجگہ صرف تشبیہ طول عمر ہی نہ اور امور تو ہی گو استبعاد عقلی قیاسی نہ ہو لیکن اس
 اعتقاد میں حجت شرعی سمعی و نص علی مقبول ہوتی ہی نہ قیاساً نہ طنائی و تعالیٰ
 ساری عمر انہیں اوام میں مبتلا ہے پر ہزار حجت کہ ظہور صاحب الزمان ہوا شہا کہان
 للرباب ان یہدی الذی یمتھوہ بجلکم مولانا فاعلی عقولکم العطار فاکیم ثلثۃ عشر العقار
 والغرلا ناب طرہ ماجرا یہ ہی کہ جسطرح اثنا عشر پسر حسن کمر کیو مہدی جانے میں کہ
 کیسانہ محمد بن حنیفہ کو اور اسمعیلیہ اسمعیل بن جعفر کو اور یسنیہ محمد بن باقر کو اور بعضی جعفر
 صادق کو اور بعضی موسیٰ کاظم کو اور بعضی محمد بن حسن مثنیٰ کو اور بعضی محمد بن عبد اللہ
 حسین کو اور بعضی یحییٰ بن عمر کو مہدی کہتے ہیں غرض کہ اس باب میں میں تو شہد
 مختلف ہیں اور بعضے منکر کہ عسکر کے کوئی فرزند نہیں ہوا اور اوہی میراث اونکے ہوا
 نے لے لی اور امامت بھی طرف اونکے منتقل ہو گئی اور بعضے کہاکہ یونہی کا ہوا تھا لیکن فرزند
 بہر حال شیعہ میں ہنوز بابت تعین امام مہدی گفتگو درپیش ہی کہ کون ہی اور کہان
 قولہ حدیث میں بات بغیر امامات مبیہ جاہلیہ وغیرہ سے وجود امام کا ہر زمانے میں لازم
 ہی استیون اس حدیثین تاریکات کیے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ مراد بابوشاہ ہلما
 ہی یا مرشد شیخ وقت یا قاضی یا قرآن اور یہ سب جہات ٹھیک نہیں عقائد سنی میں

حدیث میں بات بغیر امامات مبیہ جاہلیہ وغیرہ سے وجود امام کا ہر زمانے میں لازم

بحث اس حدیث میں فکر کر کے عاجز ہونے کے کہا کہ بعد ائمہ اربعہ و عباسیہ کے اس مشکل ہی الخ جواب
تاویلات مذکور بعد تسلیم ثبوت حدیث صحیح میں صرف بالا خوانی و دشنام باری سے الگ تاویل کرنا
اور بیان دلیل سے بچنا کام حید سازوں بہانہ باز و نگاہی حالانکہ ثبوت حدیث مذکور میں محدثین
اہلسنت کو کلام ہی اور بعد تسلیم ہی مفید اہل فہم نہیں اس لئے کہ اتنی معروف کتب کو ہی امام مہدی
ہیں اور صورت اونکی نامعلوم اور نفع امامت محروم کام نہیں چلتا کیون تو مستحکم ہی کہتے ہیں
کہ امام ہونے کے اور خلق و خلوت میں مشابہ حوال نبوی ہو و نیگے اور اولاد امام حسین میں ہونگے
و غیر ذلک من الامارات الی و زوت ہوا الاخبار بنا علی ہذا الکتوبی مثل شیوہ اونکی معرفت حاصل

ہی اور عدم نفع میں و فو شامل اور قید زمان و وقت بعض اخبار میں موجود نہیں فلا عبرۃ
اور جواب تفصیلی اسکا بصارت العین میں لکھا ہی علاوہ اسکے نزدیک شیعہ کے جسطرح آیات میں تشابہات
ہوتے ہیں اوسیطح احادیث میں ہی ہوتے ہیں صاحب شافعی نے شرح کافی میں شرح باب

الطال الرویہ میں لکھا ہی کہ التباہات کما یكون فی الایات كذلك کیون فی الاحادیث انتہی
اس معرتمیں اگر عمر شفی نے اوسکو تشابہات میں کہہ کر شکل کہا تو کیا حاکم اشکال ہی بدوٹن نص
صریح کے مہدی کو مصداق اوسکا ٹھہرا قیاس صرف ہی اور قیاس و یک شیعہ کے صاحب تحقیق
نہیں اور تاویلات اہلسنت تار و باغ و رافع بحال خود ہیں قولہ حمی الدین عزلی فتوحات کتب

میں لکھتے ہیں ہوس عمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولد فاطمہ و جدہ الحسن بن علی
بن ابیطالب و والدہ الحسن العسکری الخ جواب اس عبارت سے فرزند عینی ہونا مہدی کا اور
والدہ حقیقی ہونا حسن عسکر کا خلاف دلالت ہی اس لئے کہ مقصود شیخ کا یہی کہ سلسلہ نسب صاحب
الزمان جانب علی میں منتہی ہوتا ہی طوق حسین فاطمہ کے اور جانب اسفل میں طرف عسکری کے
پسین اونکے والد ہیں اور وہ اونکے والد اگرچہ دوسرا نہیں و سائط حامل ہوں کیونکہ الطلاق
والد کا جد و جد ابجد و ہم جڑا پر ہی شائع ہی قرآن شریف میں ہی و کان ابوہما صاحباً محسنین
ہیں کہ صاحب پشت ہفت میں تہان و فو کی جسکو یلفظ التباہات عیناً اسی جیسے ائمہ ہدی

بہشتی تشابہات کا حاکم

بہشتی تشابہات کا حاکم

عشرۃ رسول و ابن الرسول کلماتہ میں حالانکہ انہیں تاناخضرت اصحاب و احرام متعدد و ہول
 میں ہی پہلے اگر بعد کیو فرزند عسکری کیا تو یہ لازم نہیں آتا کہ خاص انجمن کا مبنی ہو مطلق
 کہ انکی اولاد میں ہو گئے قولہ یواقیت و جواہر میں شیخ عبد الوہاب شطروہی لکھا ہے ہوا اولاد
 الایام حسن العسکری و مولدہ علیہ السلام لیلیۃ المنصف من شعبان سنۃ خمس و خمسمین مائین
 و ہوا بقی الی ان جمیع یسعی فیکون عمر دالی و ثانیاً ہذا و ہر سنۃ ثمان و خمسمین مائین
 و ثلاثہ سنین الی قولہ عبد الجلیل بلگرامی نے سر مکتوم میں لکھا ہے الی قولہ بہت اہل باطن کا یہ میں
 ہو جو دامام مہدی انتہی حائلہ جواب یواقیت میں روایت مذکور کو بطور عقیدہ اہل اسلام
 ذکر نہیں کیا کہ ماخن فیہ میں حجت ہو بلکہ بعد نقل کے تضعیف و تردید و تطبیق اسکی ساتھ
 اخبار صحیحہ کے کی ہی قبول لانا لا طینا قطع نظر اسکے آئے جا ہی اس سالہ میں لکھا ہے کہ شرح
 حکم ظاہر کا ہے نہ باطن کا اور یہی مہرب اہل سنت کا ہے چنانچہ اسی دنیا و دہاکا جو موقوفہ فرمایا
 کہ جو باطن مخالف ظاہر ہو وہ مذمت ہے اور علماء دین لکھا ہے کہ کشف اولیا حجت شرعی
 نہیں کہ اس میں احتمال خطا و غلط کا غالب ہے خاتمہ وقت تقابل اولیٰ صحیحہ مضادہ کے کیا ہو
 خطا متین ہی بلاتا و اہل اسطرح روایت شاذہ نادرہ غیرہ صحاح احتجاج نہیں زوالی پس
 عبد الجلیل نے چند اہل باطن سے خلاف ظاہر الروایۃ قول ہو جو مہدی فی الحال متصل کیا تو وہ
 مطابق تصریح سامی و تحقیق علماء اگر اہل سنت درخور الزام نہیں اگر کسی عالم سنی نے ایسی
 بات لکھی ہو یا کشف اہل باطن کو حجت قطعی کیا ہو یا تو اقوال مذکورہ کا نکلیا ہو تو بس ہم
 اور قاضی شوسترے نے تصوف کو حصر کیا ہے شیخ میں و بالعکس پس اس بنیاد پر یہ قول
 اہل تشیع کا تہمیدانہ السنۃ کا چنانچہ اسی جہت عبارت یواقیت کہ محققین نے اسکا قیاس
 رفضہ و اہل اتحاد سے کہا ہے کہ ذافی رسالہ اقتراہ السامۃ معہذا لفظ شطروہی کہ قرن
 عبد الوہاب آپنے لکھی ہے معلوم نہیں کہ کیا نسبت ہی حالانکہ نسبت شیخ مذکور میں شیخ
 یا شعرابی کہتے ہیں نہ شطروہی اور رسالہ عبد الجلیل جہمیں حوالہ کتاب البیان و الدعویٰ

حجت دامام مہدی از کتاب یواقیت و جواہر

و کتابہ الخفا شوق غیرہ لکھا ہی غیر موقوف ہی اذیت متبہ جہول الحال میں نقل ایسے رسائل سے نزدیک
 فقہاء کے منہ سے ہی میرے انداز نگاہی نے جہاں فقیر و قلیل حوالہ سید عبد الجلیل ضبط کیا ہی اور
 تالیفات کو گناہی وہاں نام اس سال کا نہیں لکھا اگر او کی تصنیف ہوتا تو ضرور لکھتے قولہ اما
 بسنیوں کے جو عصمت سے بہرہ نہ کھتے تھے اکثر علماء ان کے صرف واسطے تشریح حال او کی کے سوا
 پیغمبر اور سیکو محصور نہیں جانتے اور ساتھ عصمت ائمہ البیت کے قائل نہیں ہیں جواب
 شیعہ کی عادت ہی کہ واقعہ اوفس الامر بنظر نہیں کہتے اعلیٰ درجات بر حیزہ کو اپنا مذہب قرار
 دیکر مسائل کثیرہ میں غلو کرتے ہیں سوا کا مذہب مہموم غیر واقع ہی بخلاف اہل سنت کے
 کہ بے دیکھ بھالے قدم نہیں رکھتے اور نہ واقعہ اوفس الامر مذہب لکھا ہوا ہی جہاں چھپتی
 سے مسئلہ عصمت ائمہ ہی کہ روایات بشمار ائمہ سے عدم عصمت او کی بلکہ انبیاء کرام کی ثابت
 ہی اور یہ اس کے اثبات میں سراسر تے ہیں حیران میں لیکن تطبیق مہموم بالنفس الامر معلوم نہیں
 سہل حسین بن علی فضیل کہ کیفیت صحبت بالین رسول اللہ قال صحبت ولی رب فوقی والنار اجمی
 والموت اطمینی واحسا بامجدق وانما منہن لاجدا احب الی اور فی ما کرہ والاسور سید غیر
 شاعر غزنی وان شاعر عفا عنی فلا اری فقیر الفقر تہی اس روایت کو شیخ صدوق نے امالی میں
 لکھا ہی اور مجلہ شاعر سجادین ہی قال علی علیہ السلام بالیت السباع مرقق کحی ولیت ہی
 لم تلدن فی ولم یذکر النار ثم وضع یدہ علی راسہ وجعل یبکی ویقول وایکبر فہرہ واقاتہ زلواہ ہی
 اور صحیفہ کاملہ میں ہی قد ملک الشیطان عنانی فی سور النظم موضع الیقین انی لاشکوا
 مجاہد تہی وطاعة نفسی لہ واستعصمک من ملکۃ اور بہا الدین عالمی نے شرح اربعین میں
 لکھا ہی والحقن ہا الحدیث من قولہ وایک علی خطیتک لایستقیم بظاہرہ علی قواعد الامامیۃ
 القائلین البصمہ وقد ورد شکہ کثیر فی الادعیۃ المرویۃ عن المتأرخ اور کلینی میں ہی سہاد
 صحیح عن ابی یعفور عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان یونس قد اقی ونباکان الموت علیہ لاکا
 اور نیز باب التوبہ کافی میں ہی عن یونس بن النعمان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام کان رسول اللہ غیر

عدم عصمت ائمہ ہی براہ راست

فی التفسیر کلیر معین مرآت الی سوانی اللہ کان یترتب لایمور و سخن تر و نور و نور
 علم اللہ فی حد و گناہ کا انبیاء سے قبل طبع تجویز کیا ہی اور مجاہدہ اخوان پر سے کر
 صغیرین چل گیا ہی حالانکہ ظاہری کہ جو کام اوستے ہوا وہ اطفال صغیر السن ممکن نہیں تھے
 سبق الکلام فی مذاہب فرماتے کہ عصمت اللہ کی بطور ایمان کیونکہ مستقیم ہی کہ المستقیم بابت
 عدم عصمت کے تمت تشریح کیا ہی حالانکہ کچھ ضرور نہیں کہ جو مقصود نہ وہ ہمیشہ مصداق
 رہا کرے اور تشریح حال و جاگہ ہوتا ہی جہاں تمت عصمت لگائیں کہ اس حلیہ سے احوال
 جسطح رفضہ اولہ قاطعہ مذکور کو بتاویات رکیکہ متوجہ عصمت کرتے ہیں و ہاں جہاں عدم عصمت
 قائل ہوں کہ وہاں تو صریح ہیک تشریح جہاں اللہ اس شے میں برکات خادہ تالیف جاری ہی
 ایسے روایات ناظرہ کو بہر لکھ غیر بر تمت بے صرف لگانا اپنے سبب چہا نا ہی قولہ مقرر ہی
 کہ ساگر گناہ حرص و غصب شہوت سے صادر ہوتے ہیں یہ چاروں چیز عین الہی
 ہا کہ اللہ علیہ السلام میں اصالہ تہی میں انکی عصمت میں شک رکھنا صریح عاقبت اپنی کو خراب
 ہی قال الہی الاموال علی و حسن و حسین و شیعہ من لکھمین معصومون یہ حدیث مرویات میں ہی
 جواب نفی خصال اربعہ کی بطور سلب کلی اللہ ہی دلیل چل کر قابل ہی خلاف جہاں اہل
 کیونکہ یہ خصال انبیاء میں ہی بنا بر بشریت موجود ہوتے ہیں چہا کہ اللہ ممکن معلوم و مشہور
 یہ معدوم مطلق ہو معنی عصمت کے کہ افعال طبائع بشری سے بالکل خلع ہو آج کل یہاں
 سے تہہ کہے کہ لکھ لکھ لکھ تھے نہ آدمی اور حدیث مرویات موضوع مغتری ہی اور یہ کہ
 واسطے جمع مرفوعیات کے بنا ہی گئی ہی اور بعد ثبوت عدم عصمت اللہ کے اقوال اللہ
 اذنی عدم عصمت میں شک نہ کرنا ہی عاقبت خراب کرنا ہی قولہ یہ حدیث خدا کی ہی زبان
 بعینہ کا بر سینوں کو اسی عصمت و لوا ہی شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہی حکم عصمت ذاتی
 الواہ معرفت ولایت معنوی برفر مشیت ریاست صوری بلکہ ان گزشتہ جواب یہاں
 شیخ نے ذیل لکھتے ہیں سخن الی لکھی ہی اوسے صرف امام حسن علیہ السلام میں علی سر فیض

ہونا غصب حرص و غیرہ کا اللہ ہادی ہیں

وفاطمہ زہرا و مراد بہن نہ ساری دنیا کے مستند اور بارہ امام تھے حضرت سجادہ علیہ السلام نے حفاظت فرمائی
اور احوال الفضائل و مناقب کا سچا لکچر معروف ہے لیکن قریباً شیخ قولی متینا ہی کہ ان عبادی
الکسیر علیہم السلام اور یہ بات بعید نہیں اس لئے کہ صد اولیا محفوظ اس امت میں ہو رہے ہیں
چونکہ امام کہ حرج و مرج اور دلیل اسکی روایت شیعہ یہ ہے کہ صاحب من لا یحضرہ الفقیہ
کتاب الحج باب فضائل الحج میں لکھا ہے دخول الکعبۃ دخول فی رحمۃ اللہ و اخروج منها خروج
من الذنوب معصوم فیما بقی من عمرہ فقہر کہ ماسلف من ذنبہ انتہی اسکا سبب عموم اس نسبت
کے عصمت مطلق امامیہ معصوم نہیں بلکہ حفاظت مراد ہے کاموں اظہار و اناس کا جہان کے جا
معصوم ہو کر بن بالینہ چھہ غنیمت ہے کہ سچی سچا پر عصمت انبیاء کے تو قائل ہیں بخلاف
شیعہ کہ انکار معصوم ص مجمع علیہ کرتے ہیں قولہ بخلاف لائل امامت کے علم ہی کے بدون
اسکے امام نہیں ہوتا اور اس نعمت جلیلیہ سے سوا امام کے کوئی اور اپنے غیر برہ و نہیں جوا
باتفاق اہل علم و فاضل علم و طرح سے دریافت ہوتے ہی ایک روایت و فتاویٰ دو شیعہ
استعمال کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کام پر کہ نقل علم سے رکنا ہو اس لئے کہ آنحضرت
کسی کو عامل نہ کرتے تھے کسی کام پر مگر اوی کو جو علم و اہل و اس میں نسبت دوسروں کے
سوا بالقطع معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز و حج و جہاد میں امیر کیا اور عمر فاروق کو قتال
و اخذ زکوٰۃ پر عامل کیا اور یہ بھی معلوم ہے کہ اکثر روایات صدقات ابوبکر صدیق باقرین
اور مسائل کو کہ ابوبکر نے ہی خوب مشرح کیا اور حدیث زکوٰۃ کہ مرتضیٰ علی سے مروی ہے
و درجہ صحت کو نہیں پہنچی اور وہ میں ہم واقع ہوا ہے حتیٰ کہ کسینہ علماء اسلام اس میں عمل نہیں کیا
اور وہ یہ ہے کہ چچیں اوست میں پانچ بکریان میں اور یہ بھی معلوم ہے کہ شیعین ہمیشہ نصرت
و مساوت و مدارات نبویین رہتے تھے اور آنحضرت بغیر علم تام کے کسی کو اپنا وزیر
و شیر نہیں کرتے تھے تو جعفر و حضرت پیغمبر کی زیادہ ہوگی اور عقیدہ اطلاع احکام و فتاویٰ پر
اتم وافر ہوگی سو ابوبکر تو بعد پیغمبر کے توڑا سا زندہ اور لوگ اس نسبت پر خود بخود ہی کے

اطلاق عصمت ہی ثابت

فادیت شیعہ نسبت ارضی

محتاج روایت کشی کے ابو بکر سے تھوے اور ابو بکر مرید سے باہر بھی نہیں گئے مگر وہ سب
 حج و عمرہ کے کہ لوگ ان سے روایت کرتے لیکن بائینہ مکہ جہل پہل پہنچ حدیث صحیح ابو بکر سے
 مروی ہیں کہ اجل اصحاب اور نے روایت کی ہیں سب سے پہلے علی بن ابی طالب علیہ السلام عمر بن خطاب
 عثمان بن عفان جبر بن ابی ہریرہ حضرت مرفعی باوجود طول عہد کے کہ قریب تین سو کے بعد پیر
 رن سب اور بلاد و روز و یک میں چلتے پھرتے رہے اور لوگ بسبب اختلاف امور و مباح
 اراد کے محتاج طرف روایت کشی و کثرت تقریبات روایت کے تھے کل روایات ان کے ہاں
 ہشتاد و شش حدیث ہیں اگر ان کی مدت حیا کو ساتھ مدت حیات اور و نکے اور مرفعی
 ابو بکر کو ساتھ مرفعی دوسروں کے قیاس میں تو معلوم ہوتا ہے کہ پانچ سو کے دو چار ہوتا
 نسبت دوسروں کے اسی پر فتاویٰ کا قیاس کیا جائے اسے بطرح حال عمر بن خطاب بھی اس کے
 مسندت عمری ہاں صدی دسہ حدیث میں اور فتاویٰ حدیث سے زیادہ بلکہ عمر نے ہر مسئلہ
 فقہی میں نکتہ کیا اور تحقیق فرمائی اور مسائل عقائد و سلوک تفسیر کو بیان مستوفی کیا اور
 مجموع احکام عمری کو ایک جگہ لکھیں تو ایک کتاب مستقل مینون علم میں مرفعی ہر چار ہوتا
 ازالہ انخفا و سبب میں سبب کی اور کل روایات و فتاویٰ عمری کو ایک کتاب میں جمع
 اور معلوم ہے کہ مدت حیات مرفعی قریب پندرہ سال کے مدت حیات عمر سے زیادہ ہے کہا
 مدت و ملازمین مساند علی مرفعی میں کوئی مسئلہ مختلف فیہ مستقیم نہیں ہوا اور فتاویٰ
 قاطع تراش تھیر اس سے معلوم ہوا کہ علم عمر کا اضعاف مضاعف علم مرفعی تھا اور حسب
 عمر کو ساتھ احادیث علی مرفعی کے اور فتاویٰ عمر کو ساتھ فتاویٰ علی کے نسبت کریں
 اس وقت کوئی اس بات کا سکھ نہ ہو سکے گا جس کا جی چاہے ملاوٹ کچھ نسبت ہو کہ یہ دعویٰ کہ
 علم سے بعد پیغمبر کے سوا اللہ کے کوئی مجدد و زمین کذب صریح و بیہی البطلان
 نقل مستفیض ہے ایسے دعویٰ مہمل سے سکوت بجا رہے عمر و سبب ان کے
 خود فروشی شہر طہ نیست یا سخن دانستہ گواہی مرد غافل و شوش قو کہ علم عام کسی اور

اور علم اور حکما وہی لدنی ہی رہا بلکہ میں نے علوم اولین و آخرین ختم المسلمین کو بخشنے تھے
 اور علم نبی بھی اس طرح سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہوا صاحب الامر تک منتہی ہوا جو اب یہاں مفتقر
 حوالہ النفس ہی دونہ خط القضا و معہذا کیا جائی فخر ہی کہ حکماء و شرفیین و برہمہ وغیرہ اہل جلال
 ہی ایسے علوم وہی لدنی تھے کہ سینہ بسینہ منتقل ہوتے سہ طبقہ بعد طبقہ حالانکہ اگر یہ حال
 ذہنی تسلیم بھی کیا جاوے تو اسکی کیا دلیل ہی اور صاحبین نبوی اس علم سے محروم ہے اور خاص
 ائمہ فیضیاب ہوتے جو رات دن کے رفیق شیر و زبر ہوں وہ جاہل ہوں اور جو شریک مشورہ کرتے
 ہوں وہ اعلم ہوں حالانکہ علم وہی لدنی میں کہ معتبر بعلم مکاشفہ و الہام ہی اکثر اولیاء امت و
 اہل اللہ شریک نہ ہوں اور شیخین کو یہ علم بروج اکمل و اتم حاصل تھا چنانچہ اسی جہت سے بعض سلا
 طریقت منتہی ہوتے میں طرف ابو بکر صدیق کے اور مرتبہ حقیقت تلموز تہ نبوت ہی کا لفظ حق
 کتاب اللہ اور عرفا و قلو انحصار شے محدث و معلم اس امت کا فرمایا ہی اور کہا کہ حق انکی زبان پر
 ہی قولہ علم کسی خلافت کا یہ ہی کہ ایک نے دوسرے سے درس لیا اور محنت شاکر کہ کے علوم متداول
 میں استعداد پیدا کی اور علم موروثی ائمہ کا جس جانی اللہ ہی کو ہی نشان نہیں دیتا کہ ائمہ ہی شاگرد
 خلائے عالم کے تھے یا فلائے سے استفادہ کیا جو اب تلموز شاگردی امور منقصت میں داخل
 نہیں کہ عدم تلموز موجب افتخار ہو آنحضرت نے بہت باتیں حضرت جبریل علیہ السلام سے حاصل
 کیں ہیں اور نبوی حضرت سے تعلیم پائی اور آدم ابو البشر نے جناب ارحم اور صابرا کرام نے جناب
 پیغمبر سے اور ائمہ ہی اپنے آبا و اکرام سے جب علم گھر میں ہو تو دوسری جگہ کیوں جاوے ائمہ ہی
 بے شبہ تلامذہ و مرید آبا و خود تھے کتب شیعہ اسپر گواہ ہیں اور اگر عدم تلموز کو اسباب مفاخرت
 میں شمار کریں تو یہی مفید شیعہ نہیں اسلئے کہ حبیط ائمہ بقول آپ کے کسی عالم کے شاگرد نہ تھے
 اسطرح صحابہ ہی عموماً اور خلفاء ثلاثہ خصوصاً کسی کے شاگرد نہ تھے اور ایک دن بھی کتاب
 بغل میں و ایکہ کسی مکتب و دبستان میں نہیں گئے اور کسی سے استفادہ کیا اسطرح
 اولاد صحابہ کا حال ہی اور حبیط بھی سادہ اسوۃ ائمہ ہی شاگرد و مرید علماء دین کے ہیں

علم نبی و وحی الہی و درم تلموز

علم امام اول

علم سید و زین العابدین

اسی طرح فقہاء متاخرین ایک دوسرے کے تلمیذ ہیں اور جی طرح ائمہ ہی کو علم دینی لدنی وغیرہ کی
 اسی طرح اکثر اولیاء امت کو بھی یہ علم تھا شیخ آدم دینوری و شاہ عبدالرزاق بانسوی وغیرہ
 معروف ہیں کہ اسی محض تھے مہمذا ان کے اجوبہ مسکتہ اور مناظرات ضخیمہ مقابلہ فضلا
 عصر مشہور ہیں غرض کہ اس حال میں ساری امت شریک ائمہ ہی اور کوئی وجہ ان کے
 کی اس بات مقبول نہیں اور اگر علم لدنی مشاہدہ امت سے ہی تو اس کی دلیل کیا ہے
 حالانکہ حکم شریعت کا حسب علم و عرف سامی ظاہر پر ہی نہ باطن پر اور اگر مدار ظاہر کا حکم ہے
 ہوتا تو باقی رہتا تو ان کے محض واسطے اثبات احکام ظاہر کی ہی فضول تھا قولہ علم امام
 اول کا غایت شہرت سے مستغنی از بیان ہی معاذیہ کہ دشمن و ہم عصر تھا اس سے بے
 کما حقہ خیر البریۃ بعد احمد حیدر بن النکسل رضی اللہ عنہما جواب یہ حکایت یہاں
 آپ کی ساختہ و پرداختہ ہی ہے اصل محض مہمذا مفید اثبات علم مرتضوی نہیں لیکن کہاں
 علم امام اول کی کہ حکایت موافق محکم عند ہونا بیت یہ ہی کہ امام اول خیر البریۃ بعد نبی میں ستر
 سنی اس کے قائل ہیں کیونکہ بہترین مروج ہونا ان کا عمدہ معاویہ میں متیقن ہی اور خیر علیہ کو
 اعلم ہونا ضرور نہیں والا ہر خیر خدا فی عالم ہوا اگر سے حالانکہ حدیث میں آیا ہی خیر خیر
 لایزال اب فرماوین کہ خیر البریۃ کہنے معاویہ سے علم امام اول کا کہا سچ ثابت ہوتا ہی
 مثل حیدر علم و فضل حسنین کا بھی عیاں ہی اور علم زین العابدین کا بسبب غلبہ امویہ و قبیح
 شدید او میں مان کے اور شغل عبادت کے مشہور نہیں لیکن اور عتیہ محیفہ کا مدعا یہ علم
 امام چہارم موجود ہی کہ کلام نبی و علی سے اس میں سرسوتجا و زینین اور عصر امام محمد باقر و امام
 جعفر صادق و امام موسی کاظم علیہم السلام میں آخر روز بنی امیہ و اوائل دولت عباسیہ
 تھا ان تینوں امام سے غرائب علوم دین و نفسیہ کلام الہی مشہور عالم ہی جواب عیاں
 ہونے علوم ائمہ یہ سچ جس کا انکار کوئی سستی نہیں کرتا جہل ماوراء ائمہ کا لازم نہیں آتا
 کہ مفید مطلب سامی ہو مہمذا اگر وہ علوم ہی مذاہب امامیہ میں تو بالیقین برابر خرافات

کلام الہی کہ معیار کلام عترت ہی مردود و باطل ہیں اور اگر وہ روایات میں جنگ و شیعہ میں عداوت
 البیضا محمول تفسیر پر کیا ہی جیسے مذہب فقہاء اربعۃ الہدایت قوادس کے حق میں نہیں کچھ نہیں
 ادعویٰ حقیفہ کاملہ کو دیکھو کہ اولاً ناقلہ ہیں عدم عصمت اللہ ہی پر آئمہ اربعہ الہدایت کو دیکھو کہ ثانیاً
 راشدین میں اللہ عترت کے اور وارث علوم سید المرسلین قولہ ابو حنیفہ کو خوب کوئی مسئلہ مشکل
 ہوتا محمد بن مسلم وغیرہ شاگردوں آئمہ سے پوچھتا جواب جنگ و شیعہ میں تلامذہ آئمہ قراری
 جیسے نامبروہ اور شہنام احوال و شیطان الطاق وغیرہ ان کے حق میں احادیث صحیحہ آئمہ ہی
 کتاب کافی کلینی اور میں بابت تشیع و تضلیل و تبریع و رد میں اس سے استفادہ کرنا ابو حنیفہ کا
 بنیاد بیہیجی اور بصورت صحت اس حکایت کے چاہئے کہ ابو حنیفہ بھی شیعہ ہوں اس لئے کہ استفادہ
 بدون اتحاد ملت کے مستند ہی حالانکہ ملزم ہونا ان شیاطین الناس کا ابو حنیفہ سے بشمار کتب
 تواریخ ثابت ہی قولہ اکثر سنی محمد بن نعمان سے کہ طاق قصر کو فرمیں دکان رکھتا تھا منظرہ
 کو کہ ملزم مجھے انتہی حاصل جواب حدیث کثی وغیرہ سے مائل ہونا نامبروہ کا سب
 امامت کا ظہر میں کہیں بجانب تواریخ و تراجم اور کہیں بجانب معتزلہ و قدریہ اور کہیں بطرف
 یزیدیہ و مرجئیہ ثابت ہی کیا فیل انہی امر و قیسیا آخری و لیکن باہر اس دائرہ سے نجاتا تھا اور
 تجارت چھوڑ کر اور دکانیں بیٹھ کر باقی ہائے روتا تھا بلکہ حال تمام اصحاب کبار امام کا
 کہ مایہ افتخار قوم میں ہی رہتا اور تفصیل اس حدیث کی رسالہ الدایۃ الحاکمۃ میں کیا یعنی عمل میں
 آئی ہی سید ابن طاووس نے کشف المحجۃ میں کہا ہی کہ ابن سنان نے کہا میں چاہا کہ خدمت
 امام صادقین حاضر ہوں مومن الطاق نے مجھے کہا میرے لئے یہی اجازت حاصل کرنا
 ہے کہ بہتر پس جب حاضر ہوا تو بیٹے اعلام او سکے مرتبہ کا کیا کیا اور ایسا ہی فرمایا ہرگز
 او سکے لئے اذن ملاقات مست چاہئے کہما قربان ہوں وہ تو اکیطین انقطاع کلی کہتا
 ہی اور مولیان الہیبت سے ہی اور تمہاری سرپرستی میں اہل خانہ سے جدل کیا کرتا ہی
 اور کوئی خدمت نہ سے اوپر غالب نہیں ہوتا فرمایا غلط ہی بلکہ ایک طفل و سکو مخم کر سکتا ہی

حالات طلاق
 استفادہ ابو حنیفہ از قرآن

ابن سنان کہتا ہے کہ میرا اسکے تعریف کی اور کہا کہ سب اہل دین سے اسے مخاصم کیا اور سب پر غالب آیا سو ایک طفل کیو کہ اسکو مارم کہ سکتا ہے فرمایا وہ طفل جو بچے گا کہ بچے تو بتاؤ کہ امام سنانی کیو کہ حکم اس کی صحت دیا ہے وہ کہے کہ نہیں دیا طفل کہے گا کہ جب امام نے حکم اجازت نہیں دی تو پھر کسے کیو کہ جگہ جگہ ہو اور حصیان امام میں مبتلا ہوتے ہو اور وقت و دساکت ہو جاو گیا اور جو باندے سکھا اسی ابن سنان تو موسیٰ الطاق کے لئے برادری مت مانگ کہ کلام و جدل نیت کو فاسد کرتا ہے اور دین کو محو انتہی آس و راحت سے معلوم ہوا کہ ائمہ بنیان مہانی نفس کو باوجود اس خلق عظیم کے اپنی مجالس سے نکالتے تھے اور سفارش اصحاب کی اونکے حق میں بذرا انفراتے تھے لیکن یہ ملاعدہ و زوا و قد بنا طلبیہ و فی سب ہی عوام اس قوس کو بچھڑتے تھے کما قبل شہر گر براندزد و دربر و باز آید ناگزیرست کس درگ حلوائی راقولہ سی او سکھ کمال عدوت و نفی سے شیطان الطاق کہتے ہیں اور شیعہ اہل محمد موسیٰ الطاق جواب والد ملا محمد باقر مجلسی سے روضۃ النقیین میں اور نجی صاحب تنہد الرجال نے قدوات الیفات ہشام میں لکھا ہے کہ قدام الامیر او سکھ اسی لقب مبارک سے یاد کرتے تھے اور شرک و مانعون بینا اور کما السنۃ مقدسہ ائمہ ہی پر روایات کلینی سے ثابت ہے کہ شیعہ شیطان و غدر کیا ہے کہ ان قدام شیعہ قاضین لقب شیطان الطاق کو اہلسنت قرار دیتے ہو روایات صحت اس لقب کے متنی الکلام وغیرہ میں مفصل لکھے ہیں قولہ خلفاء سب کہ اگر پوچھو کہ اگر عمر جائز تھے جواب قاضی شہبازی نے احتقاق میں جا بجا کہا کہ بے مامون وغیرہ سے نسبت سرفاروں کے نقل کئے ہیں اس صورت میں کیو کہ اگر پوچھو کہ ان کے جانمیں گے علی مخصوص حبوت کہ مجالس المؤمنین سے شیعہ خلفاء سب سب کا اثر ہی دہوم و دہام سے اور الزام دلوانا ائمہ اہلسنت کو تلامیذ ائمہ ہی سے برسر پستی الہیت ثابت ہو قولہ شہاب کافہ نے لکھا ہے کہ یہ قول ہشام کا ائمہ ممالی جسم لاکلا اجسام قباہ ادراک صحبت امام تھا جہل کفر سابق ایمان لاحق پر شافی عدالت نہیں جواب

انذار شیطان الطاق

عقیدہ ہشام

اے اپنے نام شرح کافی کا لکھنا کہ بعد طلبت اصل کے صدق و کذب ظاہر ہوتا حالانکہ رجوع
اور سکا قول مذکور و امثالہ سے ثابت نہیں اس لئے کہ مبنیہ طبری اوسکو مخالفین ائمہ سے جانکر
رد شیعہ امام کا اوسے نقل کرتا ہی چنانچہ احتجاج سے ظاہر ہی اور بدانت عقل ہی مخالف
اسکے ہی اس لئے کہ اگر بعد ازاں صحیح امام کفری رجوع کرتا تو روایات امام بابت تکفیر و تنزیل اوسکی
کے کیوں منقول ہوتے حالانکہ شیعہ راجع و تابع کی خلاف عقل و نقل ہی معلوم ہوا
کہ مقصود آپکا حرف فریہ ہی عوام اور عیب پوشی ہشام ہی و ہوالان کماکان قولہ عقیدہ
ملل و مملکات شیعہ موافقت وغیرہ میں دیکھو کہ حنبلی قابل ہی ساتھ جسمیت خدا تعالیٰ اور جلال
علی العرش کے اور نزول خدا کے ہر شبام مسجد پر شکل امر و جہاں یہ عقیدہ اون جہاں
ہی جو واقع میں شیعہ تھے اور ظاہر میں حنبلی چنانچہ کتاب منہج الکرامۃ فی بحث الامامہ کے

مفضل و م آخر وجہ چارم میں لکھا ہی قدرت ایت بعض الائمہ الحنا بلہ یقول فی علی مذہب الائمہ
قلت لم تدرس علی مذہب الحنا بل فقال لیس فی مذہبکم الغلات و المشاہرات انتہی ہر چند اس
روایت میں یہ عقیدہ خبر غی مذکور نہیں لیکن اس کلیہ سے ثابت ہی کہ امامیہ شکل حنا بلہ ہی
واسطے حصول دنیا کے ظاہر ہوا کرتے ہیں صاحب تحفہ لکھا ہی کہ سابق جب المسند شیعہ
بعض مسائل قبیحہ میں طعن کرتے تھے تو ایک جماعت نے انکے علماء میں تدریس و رفع طعن مذکور کی
کمالی کہ اون مسائل کو اپنی کتاب سے محو کر دیا اور پرانی قدیم کتابوں کو چھپا ڈالا اور اون مسائل کو
طرف المسند کے نسبت کر دیا چنانچہ اس جنس کے مسائل اقراہی مرتضیٰ غیر مرضی و ابن مطہر
چلی و ابن طاووس وغیرہ بہت لکھتے ہیں غرض اوس سے یہ ہی کہ اپنا حال مخفی ہے اور
سنی مذہب مطاعن مذکورہ میں چچا شیعہ کا چھوڑ دین جبطح سے یہی مسئلہ جسم الہی و
تشکل بصورت امر و اور نسبت لواطت ملوک بطرف مالک اور مسئلہ لہف حریر ماد و خوا
طرف البر حنیفہ ہی باجملہ عقیدہ حنا بلہ المسند کا عدم تاویلات تشاہدات قرآنی ہی جیسے غیر
و وجہ و استواء علی العرش جسمیت و تشبہ اسجگہ خطا اطلاق لفظ جسم میں ہی باوجود

عقیدہ متنبیانیت

عقیدہ متنبیانیت

اعتقاد تشریعی کے لئے جیسے وجہ و عین مسئلے میں بدون اعتقاد
اعضا و تجزیہ بعض وجوہ کے موجود مستقل ہی نہ جرم و اہل و عیال کے
معتقد ہشام ناکام ہی اس لئے کہ جسمیت باریتالی با اتفاق المسند مردود و باطل ہی اور
بصورت امر و غیرہ افرای بحت ہی وہی امامیہ کہ بقیہ جنابہ ٹیکے اسکے قائل ہیں نہ اسنت
اور او کی ہمہ کچھ حجت نہیں اور شیعہ و مجسم کتب معتبرہ امامیہ میں واقع ہی کلینی نے کا
روایت کیا ہی عن ابی عمار قال سمعت امیر المؤمنین لیلول ابا عبد اللہ انما جنابہ اللہ عن اسود
سید عن ابی جعفر علیہ السلام نحن لسان اللہ ونحن وجه اللہ ونحن عین اللہ اور طوسی
کتاب الزیارات تہذیب میں لکھا ہی عن زید التمام قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام
ما لہن ارسول اللہ قال کم نزار اللہ فوق عرشہ اور شیخ مذکور خود ہی قائل و لالیس
حدیث کا تنبیہ پر یہاں ہی کا بیظہ علی اللیب بن رجوع الی التہذیب قولہ امام رضا نشر علوم
میں ایسے تھے کہ کلام مخزن نظام اونکے سے کتب ضخیمہ جمع ہوئے ہیں جواب درست ہی
کذا میں رضا عین نے کتاب میں بنا کر واسطے تفصیل مذاکر کے منسوب طرف اللہ ہی کے کہ
ہیں حالانکہ ذرہ او کا اس سہولت سے پاک ہی جیسے سنج البلاغۃ کہ منسوب طرف جناب امیر کے
اور مولف اور کا رضی یا مرتضیٰ ہی اور جیسے صحیفہ کا ما اور تفسیر امام حسن عسکری اور غیر
والا تو ارجح سے بالقطع معلوم ہی کہ کسی امام نے کوئی کتاب لایف و تصنیف نہیں کی
اور شکیوہ امت ہی اسکو چاہتا ہی کیونکہ حکم من صنف فقد استہدف جو کوئی تصنیف کرتا
ہی وہ بدین سہام لم ولا تسلیم و التتمدان روزگار ہوتا ہی قولہ امام محمد تقی میں نہائی
میں امام ہوئے اور اسی سال لچ کو گئے زمین دن دنیا میں قیس ہزار مسائل مشککہ کو
بتقریب شافی حل کیا جواب اگرچہ روایت شیعہ ہی پر حجت نہیں لیکن بیان ہر قدر مسائل
کچھ کمال نہیں امام فخر الدین رازی نے ایک سورۃ فاتحہ سے دس ہزار مسئلہ نکالے ہیں
اسی پر فقہ سورۃ انکو نبیاس کرد حالانکہ استخراج مسائل و بیان مسائل میں بڑا فرق ہی

تالیفات امیر علی

علامہ امام محمد تقی

اہلسنت مرتبہ ائمہ ہی کا اس سے کہیں زیادہ سمجھتے ہیں جو کہنے لگا آخر یہ لاکھون مسائل
 کہ ائمہ اربعہ سے منقول و مؤثر ہیں بسبب نسبت تلامذہ کے ساتھ ائمہ بدی گویا دشمن کی مثال ایشیا و
 قہ کہ کوئی بجز خاص فرج و مناقب ائمہ کے کوئی عیب قصور طرف اور کے منسوب نہیں کرتا حالانکہ
 خلفا جابرین عداوت قلبی رکھتے تھے جواب مبرا کوئی سے اگر اہلسنت میں تو یہ کہیں نہ
 جوئی و قصور دینی ائمہ کرنے لگے کہ دوست شوہر کے عیب نہیں دیکھتے کہ قابل شہر
 و سرسے داری و ہفتاد عیب دوست نہ بیڈ بچاؤں ایک ہنر اور اگر مراد و فضل و جلال
 میں تو ان دونوں نے عیب جوئی و رسوائی ائمہ میں کوئی کسر نہیں چھوئی مختصر بیان
 اوسکا یہ ہی کہ شیخ روایت کرتے ہیں امام جعفر صادق کہ یا خشر الشیخ خذیر جابر
 لنا و فروجن لکم اسطرح کہتے ہیں کہ حق کلثوم میں فرمایا اول فرج غضب مناسک
 تجوز جاع مطلقہ کی نسبت جناب ائمہ کے کرتے ہیں اور نہ فی الحقیقت تجوز زمانہ ہی
 چوتھے کہیلنا ذکر خصیتین سے عین نماز میں ائمہ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ
 نماز اعظم ارکان میں ہی نہ محال زنی خصوصاً اس نماز میں کیا لطافت ہی پانچویں تجویز
 و کنار زین عین نماز میں چھٹے منع لڑکوں کا تعلیم واجبات دین سے روی شیخ الطائی
 عربی میں سحر قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن المرأة تری فیما تری النائم علیہا
 غسل قال نعم لا تتحد ثون فیختار علیہ اسطرح جبل التین طائی میں ہی اور یہ مفید ہی اسکو
 کہ ائمہ راضی تھے ساتھ نماز کے حالت جنابت میں کہ بالاتفاق کفر ہی اسطرح رضا
 بالکفر ہی بالاتفاق کفر ہی ع چونکہ کفر از کعبہ بخیر و کجا ماند سلما فی سنا توین کہنا
 جالور مردار کا نسبت ائمہ کے انہوں نے نسبت کرنا عدم وجوب زکوٰۃ کا زونیم غیر مسکو
 میں طرف ائمہ کے نوین نسبت کرنا تخصیص قصاص کا ساتھ غیر اعمی کے بقول شخصے اند
 کی داد و نذر یا داند مار پیٹے گا حالانکہ خلاف نص قرآن ہی دشوین حکم ہستراق ہلہ
 دتی جسے مسلمان کو قتل کیا ہو نسبت ائمہ کے روایت کرنا اور یہ بھی خلاف حکم قرآن

فوج ائمہ ہی جالب و نا صاحب فضل

کہ النفس بالنفس گیارہویں نفل کرنا ائمہ سے اسباب کا کہ روز قتل عمر فاروق کے گمان فتنہ
میں نہم پہنچے الاول ہی تین دن تک کوئی گناہ صغیرہ کبیرہ کسی پر لکھا نہیں جاتا حالانکہ
اس میں صریح اباحت کفر و صیغ معاصی ہی تین دن تک بابرہویں استعمال کرنا آب استنجایا کثرت
وغیرہ و حاج و طہارات میں نسبت ائمہ کے غرض کہ اسطرح صدیہ مسائل میں کہاں تک
کوئی شمار کرے اور حال خوارج و نو اصحاب یہی کہ اوہوں نے دفتر کے دفتر تہذیب جناب
وغیرہ ائمہ میں سیاہ کئے ہیں اگرچہ اپرا و اس خرافات کا اسارت ادب ہی لیکن بنا بر ضرورت
کچھ مقام الزام کہ نفل کفر نباشد ایک دور روایت کتاب عبد الحمید مغربی نا صبی سے
لکھی جاتی ہیں از انجملہ یہی کہ حضرت امیر نے حق امہات الاولاد میں مذاہب مختلفہ اختیار
کئے اور ایک بات پر قرار پکڑا پہلے قائل تھے سائنہ صحت ہیج کے پھر بعد عمر فاروق
جب جامع عدم ہیج پر ہوا داخل جامع ہوئی بہر عمد قاضی شیعہ میں قائل بعصیت ہیج ہوئے
اسطرح مسئلہ توثیق حد میں احکام مختلفہ صادر فرمایا حالانکہ خبر دی فرمایا ہی کہ جبکہ
دو زخمین گناہ ہو وہ مقدمہ جدید میں نفل کے اسطرح زیادہ ذکر آگ میں جلا دیا پھر نادیم ہوئے
حالانکہ حدیث صحیح متفق علیہ شیعہ و سنی ہی کہ لا تعذبوا بالنار اسطرح حد زخمین آتی کوئی
مارے پھر حد ہر مرگیا تو اس کی ثبت دی اسطرح ولید بن عقبہ کو چالیس گتے مارا اور
نا تمام چوڑا کہ صریح لم یثبت فی الدین ہی اسطرح ایک شخص سے باوجود اقرار کے قصاص
معاف کر دیا اسطرح مقدمہ مکاتیب میں مذہب تھا کہ بقدر ادا آخر ہی اور بقدر باقی عبد کیا
ہو مذہب الشیعہ او سپر زید بن ثابت نے صریح الزام دیا کہ ہر عبد باقی علیہ درجہ علی بذالقیاس
صد با اعتراضات اس قسم کے ہیں جنکا جواب اہل سنت نے فراموش کیا دی اور شیعہ جواب دی ہے
عاجز میں بنا علی ہذا یہ دعوی کہ نسبت ائمہ کے کوئی قبیح نہیں کرتا سب مرج کرتے ہیں
بے شرمی نفس ہی اعلیٰ بنکونیون لکھنا تھا کہ سوا اہل سنت کے سب فرق ضالہ قبیح ائمہ
کرتے ہیں کوئی کم کوئی زیادہ لیکن نہیں کرتے تو اہل سنت نہیں کرتے قلم خرمند

مصدق جانتے ہیں کہ پیشوا کے اہلسنت مقابلہ علم ائمہ میں جاہل مطلق تھے حال انکی بے علمی
و کم فہمی کا خود سنہوں اپنی کتاب میں لکھا ہی اتقان میں ہی کہ ابو بکر سے معنی قولہ تعالیٰ فاکثر
و ابابوچہ گئے کہا کوئسا آسمان چہر سایہ کر لگا اور کون میں میرا بوجہ او چھا لگی اگر کوئی نہیں
اللہ میں جو نہیں جانتا اس طرح عمر سے پوچھا کہ ابابوچہ کیا معنی میں کہا ہل ہذا الاکلف جو ابابوچہ
حال علم شخصین کا اور کثرت روایات و فتاویٰ کا سابق گذر چکا ہی بہ روایات ضعیفہ اور کثرت
نہیں سند لکھا اسے اس قدر ثابت ہی کہ ابو بکر نے جرات بیان ہی پر لگی اور بصورت لاعلمی کے
خواری انخواہی دخل نہ دیا اور عمر نے خوف کو او میں تکلف سمجھا سو جواب اوس کا بہر ہی کہ کاہر
دین اہل عقل کا یہی طریقہ ہی کہ بے سمجھے کسی بات میں دخل نہیں دیتے اور جلد ہی نہیں کرتے
اور یہ خود ایک علم ہی اس کو دلیل چل ٹھیر کر موقع طعن میں لانا جہل مرکب ہی بہر قاعدہ
نوجاہلو کٹاہی کہ واسطے اظہار قابلیت معلوم کے ہر جگہ بن جاسے بوجہ دخل در معقولہ
دینے کو طیار ہو رہے ہیں حکمانے کہا ہے لا ادری نصف العلم ابو زر جہر سے کہینے
کوئی بات پوچھی او کو معلوم نہ تھی کہا مجھے معلوم نہیں سائل نے کہا تم کو اتنی بات تک
تو معلوم نہیں بادشاہ تم کو اس قدر خطیر بات پر دیتے ہیں ابو زر جہر نے کہا بادشاہ
جو کچھ مجھ کو دیتے ہیں جتنا مجھے معلوم ہی اوس کے عوض دیتے ہیں اگر اوس کے عوض
بھی کچھ دین جو مجھ کو معلوم نہیں تو سارا خزانہ سلطنت کا و فائدہ سے حق تقائی قرآن
فرمایا ہی یا اے محمد بن عبد اللہ یا اے علیؓ اور زبان ملائکہ معصومین سے نقل کیا ہی لا علم لنا
الا ما علمتنا اور فرمایا و قوی کل فی علم علیؓ اور ابن جریر و ابن عبد البر نے محمد بن کعب
سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے ایک مسئلہ جناب میر سے پوچھا اونہوں نے
جیسا معلوم تھا ویسا بیان کیا استفسار نے کہا یہ مسئلہ یوں نہیں بلکہ یوں ہی
حضرت امیر نے فرمایا اصعبت و اخطانا یعنی موت نے ہٹیک کہا ہم جو کے باجمہل قرار
عالم کا بعض امور میں بلا علمی خود اور توقف کرنا بیان معنی میں خاصہ معنی قرآن میں

خبر نامہ اسلامی
جوابی و سنجینی

داخل محضت نہیں اور عدم علم جزئی مستلزم حمل کلی ہی نہیں معہذا یہ کیا ضروری کہ
اگر معنی لفظ اب کے جسکو کسی مسئلہ شرعی سے علاقہ نہیں وقت سوال سائل کے مسئلہ میں
تو ساری عمر معلوم نہ ہوے ہوں قولہ ابابہم تہی نے کہا کہ ایک آدمی نے نزدیک غزوہ بدر
کے کہا اللہم اجعلنی من القلیل عمر نے کہا یہ کسی دعا ہے جو قونے کی اوستے کہا کہ میرے
خدا کو سناؤ مابنی و یسیر بن حباری افسانہ سور میں خدا سے چاہتا ہوں کہ مجھ کو ان قلیل
میں کرے عمر نے کہ سب آدمی عمر سے زیادہ جانتے ہیں جواب یہ دعا بطور پہلی ہی
اگر میرے تھے تو اس سے حمل کلی لازم نہیں آتا بالضرر اگر اسکو کوئی جناب میرے
نمودہ ہی غالباً سمجھتے اب ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ اللہم اجعلنی من القلیل کے کیا معنی ہیں
اس کا کوئی مسئلہ شرعی سے ہی علاقہ نہیں کہ حمل اس سے قاصد امامت میرا لگا کر
ہوتا تو یہی قاصد نہ تھا اس لئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دعا پڑھا تو اس کا خلیفہ بن گیا
فاحکم بین الناس فی حق فہم حکم غم میں متاخر ہو گئے سلیمان کے کہ اس وقت ہی تھے اور امام
سلیمان باور من حادث سن کے سبقت لیگئے حضرت داؤد پر اور حکم خدا کو جو ہو گئے اور
ابن ابویہ فی الشقیہ سن حمد بن عمر الجلی قال سالت ابی الحسن عن قولہ اللہ تعالیٰ وداؤد و سلیمان او
یحکم ان فی الحرف قال حکم داؤد و برقاب انتم و فہم اللہ سلیمان ان حکم لصاحب الحرف فی اللہ
الصفون پس اگر شیخین فہم اک جملہ دعائیں میں متاخر ہو گئے و اسی سے تو اس میں کیا نقصان
امامت ہی جیکہ نبوت داؤد میں اس بات پر خلل آیا حالانکہ وہ حکم شرعی تھا اور یہ دعا صرف
تو امامت میں کہ نیابت نبوت ہی کیا خرابی ہوگی قولہ عن ابن عمر عن عمر بن الخطاب عن ابی بنی
فلما ختمنا خیر جزوہ جواب یہ تعلیم باعتبار ادراک حقائق و وقائع و علوم سائر قرآن نام
تہی حروف و کلمات دلیل اسکے بہر ہی کہ حدیثیں آیا ہی کہ قرآن ظاہر و باطن و مطلع ہی اور مطلع کے
حدود میں اس پر تعلیم قرآن اگر صد سال میں ہو تو یہی بہت کم ہی ہے چنانچہ سال کی چالیس
سے آج تک زمانہ نزول قرآن سے ہر قرن میں کلیم اسلام قیام ساتھ ساتھ تفسیر قرآن کے

کرتے ہے اور پیشہ استخراج علوم و معارف ہر نام کیا اور سپرینڈر فیض اہل کو سپیٹ جاری دیا
 بنی اور نکات جدید لطیف تازہ نکلتے آتے ہیں شہر منور ان اہل رحمت و نشان بہت ہر خم و بختا بہ
 نشان بہت بنا اور جو کوئی اس سے بہرہ سمجھتا ہے کہ عمر کو قدرت زبان عرب پر حاصل تھی اور ان
 کو سپیٹج اونسے چڑھا نکالتا تھا حتیٰ کہ بارہ ہر میں ایک سورہہ بشکل سیکھی تو ایسا شخص انسان نہیں
 ہے حالانکہ مشہور ہے کہ ان کا علم فراوان ہے کہ ایک سے بھی نکل سکتا ہے چنانچہ صفحہ پنجاہ و ہفتہ میں
 اپنے لکھا ہے کہ جناب لایت مآب شیخنا رحمہ اللہ علم آرا کے عین صواب و لائق حقائق اسم الکتاب تھی
 سرگرم امر و نہی سے تھے انتہی اور ظاہری کہ اسم الکتاب لقب سورہہ فاتحہ ہے جس کا یہی سورہہ قصیر
 حاوی حقائق کثیرہ سورہہ بقرہ کہ الطول سورہی اور شامل ہی علوم وافر ہے کہ مایلیٰ من یہ
 فتح العزیز اگر او سکھ سیکھتے دت دراز میں باذعان و اتفاق وادراک ظہر و بطن حد و مطلع وغیرہ
 حاصل کیا تو کیا عمل عجب ہے شہر و زبان نباش کہ مضمون نامزدہ است ہر حدیث و بیقراری
 سخن از زلف یا گرفت قولہ جمع بین صحیحین حمید میں ہی کہ سال عمر عن ابی اوفیٰ ما کان بقرہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم فی حلاۃ العید و سال عن واقف اللہ فی ما کان بقرہ رسول اللہ فی الاصحی واللفظ
 جواب نماز عید سال بہر میں ایک بار ہوتی ہی اور سبب کتب و اشغال سالہام کے ہر کس کو یاد نہیں
 رہتا کہ ہمیں کون سورہ صلوٰۃ العیدین میں پڑھی تھی یا عید گاہ کو کس لہ سے گئے تھے اور کس لہ
 سے پھرے اور آخرت نماز جمعہ و عیدین میں سورہ مختلفہ پڑھا کرتے تھے الا ما اشار اللہ پس اگر
 عمر نے بہت فرق اتباع سنت کسی سے ایک بار پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کون
 سورہ پڑھی تو اس سے جمل احکام عیدین لازم نہیں آتا اور نہ یہ کہ عمر نے کبھی نماز عیدین یا
 پڑھی حالانکہ اطلاع جزئیات قول فعل نموی پر نسبت ہر کسی کے بسبب حج و مرج و مرج و قرب
 و بعد و قلت صحبت و کثرت بنایت عیدین و الاساکر سنن عبوی مرتبہ متواتر میں ہے آدمی کو
 نماز چنگا نہ کی سورہین یا نہین رہتین کہ ہمیں کون سورہ کہسوت کس نماز میں پڑھی تھی چچا
 اوس نماز کی جو سال بہر میں ایک بار پڑھی جاتی ہے ہر شخص کو اپنے نفس سے یہ پتہ نہ حاصل ہوتا ہے کہ

حکایت حضرت ابراہیم علیہ السلام

کہ بعض اوقات میں میری یہ حالت ہو جاتی ہے اور اگر بالفرض عرصے کے سبب تواتر اعلیٰ اور
 وغیرہ تواتر اور قوت اسلام وغیرہ کا رخ نجات ضروری شدہ ہو سکتا ہے یا نہ کہ عیدین میں کون ہوتا
 آنحضرت ﷺ سے نہ ہی کوئی حجت طلوع کی معلوم نہیں ہوتی اس لئے کہ نماز پڑھنا فرض ہی اور
 رکعتاں سو پڑھنا لگا کون کون نماز میں کس کس وقت کون کون میں کس کس سالین کیا کیا سو پڑھنا
 پڑھنا میں کچھ فرض واجب نہیں البتہ بعض عباد کے علاج نہیں قولہ حال عالم و فضل عثمان کبھی
 عیان ہی کہہ دے علم تہائی فکر کرتے ہیں کہ اس نے تو انکو جمع و ترتیب ہی حال انکہ اور دن
 اور یکے حکم سے جمع و ترتیب کیا ہی جسطرح اثنان سے اول سال میں مفصل نقل ہوا چوہا بعد
 تسلیم اس بات کے جو مطاعن بابت جمع قرآن و تحریف فرقان و زیادت و نقصان و حرق و
 حرق وغیرہ عثمان پر اہل رفض وارد کئے ہیں وہ سب مرفوع مفعول ہو گئے اور یہ طعن جمع
 مہاجرین انصار پر جاتی ہے اور افضل انہیں جناب امیر ہیں والہ اولیٰ علم عثمان جمع فرقان کافی
 ہی اور ثبوت اس جمع کا قول مرفوعی اور جمع اکابر شیعہ ثابت کیا سبق گو آپکو خبر نہ کہ ان
 عثمان سے ابو جہل نے علم قولہ لعل نخل میں ہی کہ الشیخہ ہم الذین تابعوا علیا علی بن ابی طالب
 بامامہ الی قولہ شارح مرقاۃ کتابی الامامیۃ کا لفظی الاول علی مذہب ائمہ شیعہ استخارہ اور ثبوت
 جزئی میں ہی کہ اول مروج مذہب امام رضا ہیں اور مرتبہ دوم میں محمد بن یعقوب کلینی نے
 اس مذہب کو راجع دیا اور ابن اثیر نے کہا کہ محمد و مذہب امامیہ صد و دوم میں علی بن موسیٰ زین
 انتہی حاصل چوبہا مراد صاحب ملل و نحل غیر کی یہ ہے کہ امامیہ اپنے مذہب کی ان تک پہنچا
 ہیں اور انکو ماخذ اپنے مذہب کا جانتے ہیں جسطرح علقمہ تابعین ہیں اور عبد اللہ بن مسعود صحابہ
 میں بانی مبنی مذہب حنفی ہیں یا کہتے ہیں کہ نافع و زہری قرن تابعین میں اور عبد اللہ بن عمر
 قرن صحابہ میں بانی مبنی مذہب مالک تھے سو کہنا ان صاحبو کا لطیف اعتقاد امامیہ ہی کہ یہ
 انکو محمد و مروج اپنے مذہب کا جانتے ہیں نہ یہ کہ فی الواقع یہ ایسے تھے حاشا ہم عربی لکھنا کہ
 محمد و ہر مذہب موافق اعتقاد و زعم تابعین اوس مذہب کے صاحب اور مذہب کے ہیں اہل کتب

قبح کی جانب المہنت نہیں، لیکن قلم در کف دشمن است قولہ وہی نے کتاب بنیان اللہ علیہ
 میں بھی ابن تہلب لکھا ہے اور شیعی صاحب لکھتے صدوق قصہ قتلنا وبعثتہ الخ وقال احمد
 بن حنبل ابن مہین ابو خاتم انفقہ و ذکرہ ابن عدی قال کان غالباً فی التشیع ثم قال ان
 قیل کیف یحکم بقیۃ المبتدع مع ان العدالۃ منافیۃ للبدعۃ ما خوفي تعریف التفتیح جواباً بہ
 سرف ہی رسالہ ہم صاحب علی حسن شیعی اور جواب اسکا ابتداء رسالہ میں گذر چکا ہے معذک
 مراد تشیع تابعین و تبع تابعین اسکا تفصیل تفسیری بالتفصیل شیعین ہی اور وجہ اسکی
 یہی کہ یہ سب لوگ مناجرین الضارستہ کہ ہمراہ جناب امیر مہنگ صفین میں لڑے تھے یہ اثر
 سو آدمی کے تھے از انجا قریب تین سو آدمی کے شہید ہوئے اور سورت بعض لشکر شام و
 کے نسبت جناب امیر کے بے ادبی کرتے تھے جنکو المہنت بھی برا جانتے ہیں لہذا یہ لوگ
 اور انکے تابع اور تابع تابعین مشرول مع خاتم الخلفاء ستے اور لقب انکا اور سورت بمقابلہ
 لوگوں کے شیعہ مخلصین شیعہ اولی مقرر تھا چنانچہ حدوث اس قسم ص تشیع کا کہ مطابق مذہب
 ہی سال ہی ہفتہ ہجری میں اتفاق ہوا پس مراد شیعہ نسبت اس زمانیکہ ہی لوگ ہوتے
 نہ وہ لوگ جو بالفعل تشیع بنے ہیں یعنی افضی اسکو طے تاریخ واقعہ سی و استیعاب وغیرہ میں لکھا ہے
 کہ فلان من الشیعۃ او من شیعۃ علی حالانکہ وہ متنی تھا مقرر یہ ہی کہ خود عبارت میں انہیں وضع
 اس ہم کاموجود ہی لیکن جھٹکانے لگا جو چشم بینا و گوش شنوا نہیں بخشنا یعنی قولہ قلنا الظلم
 فی التشیع والتشیع بلا غلو کان کثیر فی التابعین و تبع التابعین مع انہم کلمہ کاوا من اهل
 والصدق والورع فلور حدیث بنو لاریع کثر ثم مضاع کثیر من آثار النبوة و ہذہ مسندہ
 انتہی بل ان اگر تشیع اور کلمہ باعقاد و کلام اہل فضل الی ہر تو اور مسکو یہ دلیل ثابت کر دو اور جواب
 طعن اور سورت نکپاس کو ملی سے لڑے لڑا تو کچھ بعضے سنی کہتے ہیں کہ گروہ شیعہ جنکا ذکر کیا
 کتاب میں باقی شیعہ اب موجود ہیں یہ افضی ہیں اور اکثر تقلید معترکہ کرتے ہیں جواب اسکا یہ
 کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ سیر زمانہ میں صد ہا شیعہ تھے یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ شیعہ تابعین

حق تعالیٰ در حق تعالیٰ

منقرض ہونے کی رافضی قول پر شیعہ کا بھی اسی قول مقتدر اکثر مسائل میں تابع شیعہ نہیں ہو سکتا
 شاگرد ابی ہاشم بن محمد بن عیسیٰ اور اکثر کلام ابی ہاشم کا حدیث ابی ہاشم سے منقول ہے
 شیعہ ہی جسکو سنید بن برکس سمجھا ہی خواہ کتب اہلسنت موجود ہیں خود خدا جیسے نام اپنے
 خیرست میں بطور خود لکھے ہیں یہ مشہور ہیں اور نہیں جہاں کہیں یہ قول بعضی مسندوں کا لکھا
 بتلاؤ ورنہ جوٹ بولنا گو کہ انابرا جی سنی ہی بات کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ شیعہ اولیٰ خیر
 ہو گئے اسلئے کہ ربک و جبر اہلسنت عالم میں باقی ہی اور سوت تک شیعہ اولیٰ کفاحہ ہی لکھ
 ہیں موجود ہیں گو اب انہوں نے اس نسب کو سبب خیال ووافس کے ترک کر دیا بھی اور یہ کہ
 امامیہ کا لقب مبارک ووافس ہے و جبئی اسلئے کہ علماء سنیوں کی اسے فتنہ کی کہی چنانچہ
 کلام شیعہ اسباب میں منتہی الکلام میں موجود ہی اور مختصر سند بفضل ہی کافی ہی کہ شیعہ
 سابع امامیہ سجاد صاحب نقض لکھا ہی مع انافدر انیا صاحب النواض صین کوئی دبار
 اور وفض الخوامین قرناش ساجد اولاد فی عجل عابد اور تیسرے سنی منقرض ہی ترجمہ صاحب
 پدراپی میں یہ عبارت لکھی ہی تاکہ دیدہ ام صاحب نقض اور دبار ووافس خود انہیں قرناش
 ساجد بود وادی عجل عابد انتہی بقتلہ اور صاحب جمع البحرین و مطلع النیرین لکھا ہی
 احمدیہ ذکر الرفض والراضی و ہم فرقتہ من الشیعہ رضوا زید بن علی علیہما السلام صین بنام
 عن الطعن فی الصحابۃ فلما عرفت انما لہ وادہ لای تبری عن الثمنین رفقہ ثم استعملوا انما لہ
 کل من خلافی ہذا الذہب واصل الطعن فی الصحابۃ انتہی اور طلال جانتا انشاء شیعہ کہ
 طعن صحابہ کو ظاہر ہی پس لقب سبب شیعہ لکھا ہی اور جب ایک اور فراموشی کہ مقتدر تلامذہ ابی ہاشم
 ہیں اور کلام ابی ہاشم مطابق مذہب شیعہ ہی تو مقتدر بالضرر ووافس شیعہ سمیرا بن خواجہ
 اور اسے مستفید ہیں یادہ اسلئے فخر کے سگ زور و برادر خیال ووافس ایک ہی چیز ہیں قولہ
 نابھان علی معروف بشیعہ اور معنی شیعہ گروہ میں اور یہ لفظ قرآن وحدیث میں بھی
 ہی قولہ تھا و انہیں شیعہ کہتے ہیں اور حدیث طبرانی میں ہی و شیعنا یہینا و شیعنا

وہ شیعہ اہلسنت و جماعت
 لقب پدراپی صاحبین

وفاق ثانی ایکوشیدہ البکر و عمر عثمان کہتے تھے معاویہ نے جناب امیر سے مجاہدہ کر کے اپنے گروہ
 کا لقب سنت و جماعت رکھا اور سنت سے سنت میں برتری دینی جماعت سے جماعت نبی امیر ہی جب
 عباسیہ ہوئی سنیر کے اس لقب کے اور معنی کہے کہ مروا سنت سے سنت نبی اور جماعت سے جماعت
 اصحاب ہی سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جب معاویہ و امام حسین سے صلح ہوئی
 نے نام اور سال کا جماعت کہا اور صلح میں ہی کہ سنت ہجری میں جب امام حسین شہید ہوئے
 یزید نے نام اور سال کا سنت کہا تو نفس الامری میں ترکیت بولائی اس لقب کی یہاں تکلیفی
 انتہی حاصل ہو چکی ہے اس لقب ہونے تا بلال علی کا بشیر گذر چکا اور لفظ قرآن ان کے ہر
 شیعہ کی جہت سے قرآن کو بیاض عثمانی سمجھ کر ناظرہ ہی نہیں پڑھا اسلئے نہ صحت لفظی
 اور نہ بقیہ آیات عین میں شیعہ ہی یا دین صحیح صفت نہ بنا و غایت عنک شہادہ قال تھا
 الدین فرقہ اور ہم و گاہ شیعہ و قال تھا تم اکثرین میں کل شیعہ ایمان نہ رکھو علی اور حسن و علی
 آیت اول سے حال دنیا کا معلوم ہوا اور آیت ثانی سے حال آخرت شیعہ کا فائدہ سبحان اللہ
 حرف مطلب آپ اور امین اور تمت سنو نہیں ہوا اور زیادت ضمیر قرآن میں آپ کریم اور طہان
 سچا عثمان پر لگائیں شاید حرف اند قرآن مرتضوی میں کہ موافق نزول وحی ہی ہوگا اگر کچھ
 عرب غیر تقیم جو بطرح حدیث طبرانی باتفاق محدثین باطل موضوع ہی والا وجہ نبوت
 بیان کرو اور عمل امامیہ کا قرآن پر لفظاً و معنی خطہ جو ہی روشن تر از روشن بیان ہی اور یہ
 البکر و عمر کو معلوم نہیں کونسی تاریخ ایہ سنت سے آپ ثابت کرینگے اسلئے کہ وجود اس لقب کا
 زمانہ شیخین میں خود سخیل غیر واقع ہی کہ صریح دال تھا شقاق مرتضوی پر اور مخالف تقیہ
 اور زمانہ جناب امیر میں اسکی حاجت تھی کہ سب بقیہ مہاجرین و انصار سمجھ کا با مرتضوی تھے
 اور لقب شیعہ علی اور جو مخالف تھے وہ آپ کے نزدیک گروہ معاویہ تھے تو انکو شیعہ معاویہ لقب
 مناسب تھا نہ شیعہ البکر و عمر آجود جت ایمان سنت و جماعت آپے بیان کی قطع نظر اسلئے کہ تواریخ
 اسکی مذکور ہیں اور تاریخ الخلفاء و صلح و غیرہ بھی وجہ مذکور اس لقب مستور ہے

نہیں محض انکا اجتماع و اتفاق تسمیہ سال بسہم سنت یا جماعت ہی حالانکہ یہ لقب خاص عنایتی ہے
 امیر علیہ السلام کا بھی ابو جعفر طوسی نے جامع الاخبار میں لکھا ہے کہ قال ابی بنی علی اللہ علیہ وسلم
 سن مات علی حب آل محمدات علی السنۃ و الجماعۃ حیث ہی کہ اگرچہ علاوہ تالیف و تالیف میں قول یزید و
 یزید باور ہوا اور حدیث نبوی مروی طوسی یا دوسری اسطرح نہج البلاغۃ میں ہی قول حضرت امیر
 بمقابلہ معاویہ کہ الا ان الناس جماعۃ رحم اللہ علیہا و غضب من خلفا و وزیر فرمایا ان الرضا السوا
 فان یا اللہ علی اجتماعہ وایکم و الفترۃ فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من القلم
 اس سے دو امر ثابت ہوئے ایک لقب جو نا اہل سنت جماعت کا یا بن لقب ابن نبوی و مرتضوی سے
 دوسرے باطل ہونا مذہب شیعہ کا کہ الامام باقر علیہ السلام نے عن صفہ حکیمہ ہر جگہ جناب امیر علیہ السلام نے
 جماعت کرین اور شاذ و فارق جماعت کو کہ شیطانی فرما دیں تو بے شک باطل فرض شیعہ شیطانی
 حتی کہ یہ لفظ مبارک زبان مرتضوی پر بھی گزری ہے بمقابلہ اتباع ابن سبائہ یہودی کہ وہ حکیم نامیت
 الشیطان یہ کہ امت حضرت امیر علیہ السلام کہ متبعان مذہب تبعہ طرف شیطانی اطلاق کے ہی اور بدنام
 او سکی سلم الملکوت شیطانی شہرہ آفاق سے بھی کہ استاد خاص ابن سبائہ عنہ کہ ہدایت نہایت دور
 میں شیطانی فتنہ نہیں ہوئی و من یکن الشیطان کہ قرآن سافر فرمایا ہے یہ بات کہ اگر کسی
 شیعہ علی بن نوہر انہوں نے اس لقب کیوں جوڑا اس وجہ اس کی ظاہر ہے کہ جب لقب سبب
 انتحال متخللین و دخول سطلین مخصوص بل فتنہ و اباحت و زندہ ہو گیا اور اسکا حال بہ فرق شیعہ
 نہیں گیا جب سطح لفظ مومن ساتھ جو لایا کہ اور لفظ متعلی ساتھ تصدیق خود کے اور لفظ سبب
 حبشی کے اور لفظ طلال خود ساتھ نجاست کشک بناؤ علیہ یہ لقب بل سنت و جماعت سے متبرک
 ہو گیا اب اگر کسی اس لقب احتراز کرین تو کچھ و نہ نہیں کیونکہ ہم نجاست و نجاست ہی
 اہل سنت جماعت کا واسطے امتیاز حق کے باطل سے مقرر ہوا کیونکہ غلات و مواضع یزید و
 وغیرہ تابعان ابن سبائہ یہودی کہا اقر حسین علیہ السلام انکبوا شیعہ کہتے ہیں اور مصدق رسول
 و عمل ہوتے ہیں کہ انہیں ہم انفسہم بعد الذی ان قولہ یہ ہے وہ لوگ جنہوں کی طرف ازای

علیہ السلام
 لقب اہل سنت

میں قسم چاہا مسلان کا
 جگہ صغیر میں

نکی اور یہ ایک متم خارج سے ہیں اگرچہ ظاہر میں اعانت معاویہ کی نکی لیکن باطن میں معاویہ نے
 اسے جو باپ اس کا گزر چکا کہ جناب میرے انکو معذور کر دیا اور فرمایا قدم اعن الباطل قولہ
 ابو حنیفہ دشمنوں المہیت کا دوست تھا جو باپ اس کا آویگا سمندر سالہ انوار بریں میں
 کتب طائفہ سے ہی لکھا ہے کہ ابو حنیفہ ربیع بن جعفر صادق علیہ السلام تھے اور نسبت فرزندگی
 ساتھ اوتکے کہتے تھے یہاں تک کہ حضرت محمد بن علی خازن مشہد مقدس تلمذ و ربیب ہونا
 ابو حنیفہ کا اخبار تفسیفہ مشہور ہیں شمار کیا ہی لہذا وجود ان خصوصیات کے دوستی ابو حنیفہ
 ساتھ دشمنان المہیت کے بنایت بسید ہی قولہ اول خدمت امام جعفر صادق میں دو سال تک تحصیل
 مرد و زمین تھا احادیث و مسائل شرحین بنی عقل کو دخل دیکر تاویل تسویل کرتا تھا جو باپ تلمذ ابو حنیفہ
 کا ائمہ المہیت سے باقرا محدثین شیعہ مثل محمد تقی در لواع و باقر مجلسی و زکریا و غیرہ فی غیرہ اور
 حاصل ہونا اجازت اجتہاد و فتویٰ کا واسطے اوتکے پیش گاہ ائمہ ہدیٰ بخوبی ثابت ہے چنانچہ ابو حنیفہ
 کہا کرتے تھے کہ لولا السنن ان لعلک النعمان اور جواب تسویل کا آویگا قولہ امام فرمایا کہ نو
 ہمارے جد کے احادیث میں تاویل کر کے منہی اور اسکے اور طرح پر رو بہد لوگوں کے بیان کرتا ہی
 نعمان انکار کیا امام نے فرمایا کہ اگر تو چر اس طرح کر گیا تو ہم تمکو جھوٹ کرینگے جو باپ ہر جگہ
 محمد بن نعمان لقب شیطان الطوائف ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کے کیونکہ یہ لوگ بسبب علمی
 عبارات ائمہ کو سمجھتے تھے پس تیب کرنا قیاس صحیح شرعی کا اتنے ممکن تھا اسلئے ائمہ نے انکو
 قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ وغیرہ کو ملاحظہ کثرت علم و قوت اجتہاد اجازت قیاس بنی
 کتب حنیفہ اور رسائل فضائل المہیت میں اجازت صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس
 مہر ہی چنانچہ اسی جگہ سے مجتہد کو فہم ہونے لکھا ہے کہ حنیفیہ علم اندہ مذہب ابو حنیفہ امتی
 روی ابو الحسن الحسن بن علی بستادہ الی البخاری قال دخل ابو حنیفہ علی ابی عبد اللہ علیہ السلام
 فلنظر الیہ الصادق قال کافی انظر الیک وانت تجی سبتہ جدی عبد اللہ رست و تکلون مضرغا
 کل ملہف و غیا نکل مہوم بک لیسک التخیرون اذا وقعوا و تدہیم الی واضح الطریق اذا

ابو حنیفہ ربیب جعفر صادق

تلمذ ابو حنیفہ امام بنی

اجازت دہی ائمہ ہدیٰ ابو حنیفہ

بخبر فافک من الله العون والتمس حتى يسلك الربا يدين بها لطريق انتهى اوضح تجربه على من
 که اکیا بار اوجنیفہ مسجد الحرم میں بیٹھے تھے اور بہت لوگ ان کو گھیرے ہوئے مسائل پر جواب دیتے
 وہ اذکار چاہتے تھے اتنے میں جعفر صادق علیہ السلام ان کو حنیفہ کو معلوم ہوا کہ امام کا حکم
 میں ہوا اور کھڑے ہوئے اور کہا یا ابن رسول اللہ اگر میں پہلے سے جانتا تو نہ بیٹھا ہوتا
 جھکو خدا کو میں بیٹھا ہوں اور تم کھڑے ہو فرمایا بیٹھو اسی حنیفہ اور جواب دہ لوگوں کو کہ اس طرح چاہا
 اپنے باب داداؤن کو قولہ نعمان پس منصور ذوالنقی یا مارون رشید کیا اور موافق ہو گیا
 کہ دشمن آل نبی تھے اور چاہتے تھے کہ لوگ طرف ان کے مرجع کریں اور ان کی مجلس میں جمع ہوں
 ابو حنیفہ کی نکریم کی اور ایسا کیا کہ خلاف طریقہ ان کے احکام شروع جاری کر دے کہ موجب جاری
 قوت کا ہو جو اب موافق ہونا ابو حنیفہ کا ساتھ عیسائی کے غلطی اسلئے کہ مجلسی نے ذکر کردہ الزام
 لکھا ہے کہ الوضیفہ مقدسہ منصور میں اور امثال منصور میں خلفاری اسبہ و عیسائی کہتے تھے کہ
 اگر یہ لوگ مسجد بناؤں اور حکم کریں کہ اس کے اجر کو گنوں البتہ میں ممانوں کیوں کہ بدنامی
 میں اور فاسق اہلیت امام کے نہیں دیکھتا یہاں تک کہ مسیحی کے اس کو سبب ان باتوں کے نفرت سے گر اگر
 بتدیکھا الی آخر القصہ اور پھر مجلسی نے نہیں انفر کیا ہے کہ ابو حنیفہ عند خلفاء عیسائی میں صاحب
 بر ملا تیاں کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو قید کیا اور عقیبی نے سہ پہر کی مجلس کی اہستہ سے
 عیشہ عشر اور کسی شیعہ سے علی میں نہیں آئی انتہی اور دشمنی عیسائی کی ساتھ آل نبی غیر مسلم
 کیوں کہ قاضی نے مجلس میں لکھا ہے کہ منصور ذوالنقی در مقامیکہ اور اخوت زوال ملک
 بنو اہلہم رشید قولہ او فلما می نمود انتہی اور ذکر مارون میں لکھا ہے کہ اذا فاضل آل عباس
 بنو رشید و شیعہ راسخ و از نصرت آل ائمہ سبب سرور میں بود انتہی اور حال مارون میں لکھا ہے کہ
 روزے ناموزن اباحیہ خود گفت سید ائمہ کہ مذہب سنیہ از کہ آموختہ ام گفتند کہ گفت الیہ
 مارون رشید انتہی موضع الحاقہ پس شیعہ یہ بات کہ ممکن ہے کہ سرسختی اہل بیت
 کریں اور کتب و قو قح مذہب شیعہ تالیف کروادین قولہ نعمان نے کتنی کتابیں

قال القصة ابو حنیفہ عیسائی

تسبیح اہل بیت

او میں اپانت بنی فاطمہ کی کہی اور روایات صحیحہ و فتاویٰ الکر کو بطور کس کیا اور تصرف بجا بنی اور
 معاویہ کی اور مخالفت میں زید کی اور امثال ان اقوال کے درج کے مغلطہ عباسیہ منفیہ اپنا جامہ
 تمام قلمرو میں اوکو مشہور کیا جواب تالیف کرنا ابو حنیفہ کا کتب کو مخالفت کرتے اخبار مستفیضہ ہی اس لئے
 کہ اول سے اسلام میں تصنیف انام نالکشی کی ہی کہ موطا شریف لکھی اور یہ متاخرین ابو حنیفہ
 اسی جیسے انتساب فقہ الکر کو ہی طرف اونکے اکثر تحقیق صحیح نہیں جانتے معذرا و سبب
 بنی فاطمہ و صحیح بنی امیہ وغیرہ کی مرقوم نہیں ہے یہ دعویٰ جس کتاب سے منقول ہوا و سکا نشان
 حالانکہ بصورت شہرت فیہ عباسیہ کے اول کتب کو اپنی قلمرو میں چاہئے تھا کہ سبب کثرت شہرت
 آج حدیث سننے اونکے میر کئے حالانکہ بعض نسخہ بھی مسعود نہیں ہے چنانچہ تیسری کی خصوصاً جس
 صورت میں کہ شیعہ دشمن دربی رسوائی ابو حنیفہ ہوں معدوم ہونا کتب کو کا بغایت مستعد
 قاضی شوسترچی اپنی مصائب میں لکھا ہی قال صاحب الکشاف فی تفسیر قولہ تعالیٰ انما الیہ المرجع
 الظالمین ان اباصفیہ کان یعنی میر ابو جرب انصرہ زید بن علی بن الحسن و حمل المال الیہ وخرج
 مع علی اللص التخلی التسمی الامام و الخلیفہ کالدوافی و اسباب بہ حتی قالت لہ امروہ اشتر الی ابی
 باخر ورجع ابراہیم و قتل فقال یافنی کنت مکان ابنک انتی کہو اسیکان نام اپانت بنی فاطمہ
 و صحیح عباسیہ ہی یا اور کسی چیز کا نام تو کہہ سکتے ہیں جس نام میں کہ نہان کتاب میں مسائل کی
 بناتا تھا اکیدن بارونکو لکھا کہ میں نے موافق تھا کہ امیر مسائل لکھ کر مسکون کیا لیکن معلوم نہیں کہ
 امام سجدہ میں انکے بعد کہتے ہیں یا کہلی اسباب کو دریافت کر لیتا تھا۔ متنے اگرچہ نام نہان کا
 مکرر نہ کر سکا بلکہ بطور تشبیہ لکھا ہی لیکن بہر حال مجتہدین نہان کو اسی تفسیر سے حلیہ ذکر بات کلام
 اعد ذکر نہان لہا ان ذکرہ ہو المسکنا مکررہ متضوع ہا اس لفظ سے کہ کہتے ہیں معلوم
 کہ یہ نقل کسی کتاب سے منقول نہیں افواہی بازار ہی خبر ہی سوائے استدلال محل الزام میں حجت
 نہیں ہو کر سکتے مہذا جب ابو حنیفہ کو خلاف امامہ مدعی میں اس قدر سبب الغرضی کہ اوئی اوئی خبر
 میں قصد مخالفت ہی تو آپ سجدہ اونکے دو چار ہی مسئلے خلاف امامہ کتب صحیفہ بنی عباسیہ

فاطمہ زہرا علیہا السلام

خاتونہ نبویہ و خاتونہ عالمہ

قولہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو مسائل مختلف کئے ہیں گنتی اور کمی کی سورتوں پر ہی جواب
 تم ہندو لڑوسی بخلائے ان چند مسائل کے پاس اسٹہ بی مسئلے مختلف مخالف ائمہ میں کتب
 نشان دو آخر باوجود اس شہرت تمام کے کہ صاحب نے اول کتب تمام قلم و لہجہ میں کہ عرب و عجمی
 پہلایا غایت سجانا اور کمال حالت عقلیہ سے ہی تاؤ ابر کاظم لکھنے متناہدین قولہ کتاب بکمل نصیر
 تمہیل میں ہی کہ امام شافعی کہتا ہے کہ ابو حنیفہ تین سو تیس مسئلے اپنے قیاس سے لکھے ہیں
 اکثر میں اور بیع الابار و غرضی میں ہی کہ ابو حنیفہ نے چار سو حدیث کو اپنے قیاس سے رد
 کر کے خلان حکم خدا تعالیٰ دیا جواب یہ دونوں روایت مصروف میں رسالہ تحفۃ الشیخہ
 روایت زعفرانی معتزلی المسند پر حجت نہیں اور کتاب بکمل غیر مشہور اور مجہول الاموال ہی
 معذرا ان دونوں روایت میں صرف ابو حنیفہ لکھا ہے نہ نعمان بن ثابت اور اس کنیت کی شخص
 میں انہیں ایک یہ تھا جس پر بطعن وارد ہے اور شافعی شاگرد محمد بن حسن تلمیذ ابو حنیفہ ہیں
 اور سے صدور ایسے کلام بد فرجام کا محال ہی بلکہ قول مشہور ستیفیض اور کما حق امام میں یہ ہے
 کہ انکس کلام عیال ابی حنیفہ فی الفقہ اور خضر بن علی مشہدی صحیحی تو منبع انور فی الحج والاد
 المدفع شبہ الامور میں مع ابو حنیفہ کا اقرار اظہار کیا ہے اور اگر فرض کریں کہ یہ ابو حنیفہ ہی کیا
 جبکہ امام نعمان ہی تودہ صد مسائل کفر خلان حکم اللہ آخر کیا ہوئے تم صد ائمہ میں سے کہا
 بیس ہی سند نعمان کے مخالف حدیث و قرآن کتب حنفیہ سے نکال دو ہم سب کو مان لینے قولہ
 میں کہتا ہوں کہ مقدمہ رفع یدین فی الصلوٰۃ میں چند حدیث متواتر صحیح بخاری میں لکھی ہیں لیکن
 ابو حنیفہ نے انکو منظور کر کے بلکہ اس کے فتویٰ دیا تا خلان ائمہ ہو جواب اگر پادور کمالات
 دیگر عالم شیخ میں بڑا دخل ہی ابو حنیفہ سن ہشتاد و چوبیس پیدا ہوئے اور سال کیچہ چہاہ میں
 انتقال کیا چنانچہ اپنے صفحہ چہارم میں لکھا ہے کہ جب چوبیس سال اوٹکی وفات پر گزرے
 اور وقت امام بخاری سال کیصد و نود و چہار میں پیدا ہوئے اور سال دو صد و چہاہ چوبیس
 باپ ہی انکے و تمہیں صحیح بخاری کہاں ہے جو انہوں نے احادیث رفع الیدین بخاری کو منظور فرمایا

فکر رفع یدین و مباحثہ ابی حنیفہ و دیگر مسئلہ

شاعر خوش گفت است سعدی و زبانیہ الایا ایہا الساقی اور کاس کو دلوں کو دلوں کا لکھ اول الشیخ جلم
 ہدایت میں امام مالک نے کی تھی یعنی موطن تشریف فرما ہی متاخرین ابو حنیفہ سے ان ابو حنیفہ کو عالم کا
 و مایکون فی مثل تھا ورنہ ضرور ان احادیث کو منظور فرماتے تھے بطرح متاخرین حنفیہ نے منظور فرمایا ہی
 معذرا یہ احادیث متواتر نہیں آپ ہر جگہ یہ بات کو متواتر کہہ دیتے ہیں لہذا کیا یہ غریب متواتر کی برائے
 بعضی بتا دیتے کہ انکی اصطلاح میں کس قاش کا نام ہی علاوہ اس کے رفع الیدین میں احادیث رفع
 و عدم رفع دونوں اور ہیں جسکے نزدیک جو حدیث ثابت ہوئی او سے مطابق او سکے عمل کیا جائے
 امام کو عدم رفع معلوم ہوا وہ قائل اسکے ہوگا شافعی کے نزدیک رفع ثبوت کو بچا وہ قائل رفع
 ہوئے متاخرین کو رفع و عدم رفع دونوں بچا و نہوں تطبیق دی کہ کبھی رفع کرے اور کبھی نہ کرے
 چنانچہ حجتہ اللہ البالغہ و شرح مسلم لکے العلماء و شرح منہ السعادت طابہری قولہ مدح اللہ سے
 زبان بند کر کے فتویٰ دیا کہ جب نام علی کا لین علیہ السلام کہیں رضی اللہ عنہ یا کرم اللہ وجہہ
 لکھا کریں جو اب یہ فتویٰ جس کتاب میں لکھا ہو نشان دو کتب قدیمہ شائع السنہ کے متاخرین
 ابو حنیفہ سے ملو ہیں لفظ سلام اللہ علیہم وعلیہم السلام سے حق الہییت میں اب بھی اگر کوئی
 جناب امیر ملکہ ساری اللہ ہدی کو اس لفظ سے یاد کرے کوئی خفی مانع نہیں چنانچہ اسی جہ سے
 زبان صاحب ہند و شوکت عمریہ و صاحب منتہی الکلام وغیرہم پر یہ لفظ بحق اللہ برحق ہے
 تکلف جاری ہی خاصۃً زبان اس قلم کو زندہ سامی پر باوجودیکہ خفی مذہب ہی لیکن متاخرین
 واسطے انبیاء انبیاء کے دوسروں کے بنا بر عدوت الہییت یہ لکھا ہی کہ صلواتہ و سلام خاص
 ہی ساتھ انبیاء علیہم السلام کے اور غیر انبیاء پر بالاعتقال کہنا چاہیے اور اس میں کوئی وجہ
 تخصیص ابو حنیفہ کی ساتھ اس فتویٰ کے اور موجب طعن کا اس ثابت معلوم نہیں ہوتا اسلئے کہ سارے
 مقلدین اگرچہ اس پر متفق ہیں معذرا اگر بتجربہ و شمول کہیں تو عند الحجبہ و جابز ہی بلا خلاف
 کہ قولنا اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم اور وجہ یاد کرنے صحابہ کی ساتھ رضی اللہ عنہم
 کہ حق تعالیٰ فرمائیں خود انکو اس لفظ سے یاد فرمایا ہی کہ رضی اللہ عنہم و رضی اللہ عنہم کیسے فرمایا

یاد فرمایا ان حضرات امیر لفظ علیہم السلام

یہی کہ جب طرح پر جو بے نفس ہو اور علیہ سنیہ و سنیہ انبیاء کر لے جو و سلام یا و کرتے ہیں کہ اگر
 یا و کرین اور حضرت امیر مہدیہ داخل صحابہ میں اور باوجود ابواب ہونیکے کہ نیم الوجہ میں اگر اوپر
 بخاطر رضی اللہ عنہ ذکر مائتہ وجہ کہ مشعر رضا و کرامت نبی یاد کیا تو اس میں کیا عیب تھا
 من سوا انہم کسی طرح علماء کو بظن حجت و شایع کو مافلا نقد لیس اور امارہ مونیہ کہ کو بظن
 یہ و کرتے ہیں بنظر سناست حال و اعمال مال و اللہ علم باحوال قبولہ اور یہی فتویٰ کہ ان
 حسین نے فاطمہ ہزار حصہ میں صرف ایک کما ہی کہ نسبت المہبت کی جزو ایمان ہی اور نہ
 اسلئے کہ ان کا شرف و عظمت و غیرہ ازواج و اہل بیت میں گناہی جواب اس تقریر سے ظاہر
 کہ یہ فتویٰ ابو حنیفہ نے دیا ہی نہ شافعی و مالک و احمد نے سوا اول معصوم ہیں انکا احوال
 ثناء سے ثابت کیجئے پھر ابو حنیفہ پر طعن تھا لاکہ جہ و ایست کا جو عقیدہ ہی کہ المہبت معصوم
 نہیں اور ازواج نبی و اہل بیت میں کما شرف و یہ عقیدہ سخیہ و حنیفہ کاملہ نہیں القیاد
 کہ بقول آپ کے ہم کلام نبی و وحی ہی و غیرہ کتب ماسیہ ماخوذ ہی رہی محبت ابو حنیفہ سا المہبت
 سر بیان اوسکا بطریق منونہ کے یہی کہ باجماع مورخین مرفین ثابت ہی کہ نسبت بن علی
 مروانہ میں پر خدیج کیا ابو حنیفہ نے بارہ ہزار دینار حسن سے اوٹنی مدد کی اور کو نہیں ساقب
 و مراح المہبت بیان کرنا شروع کیا کہ اس میں نہیں نسبت زید بن علی کی مورخہ نسبت دین دار
 ہی چنانچہ ابو حنیفہ اسی نسبت عہد منور و والقی عباسی میں قید ہو بلکہ مستور انکو نہ ہر سے
 شہید کیا اسی بات پر کہ المہبت کمال سوغ سے کہتے تھے جب یہ سے اول نولم خراسان و
 سیستان میں منصور پر حوج کیا اونہوں کو کو بظن نص کی متابعت و ایست زید پر اور
 ہارون رشید انکو قاضی کرتا تھا انہوں نے قبول نہ کیا یہاں تک کہ اوسے کو رسیہ مار اور ورج
 عدم قبول کی بہت ہی کہ ساوا اوس شلع میں بہت انہوں نے کہا کہ میں عجب ہو کہ المہبت مرول
 غریبی پر حکمرانی نہیں کرتی کہ سواد سب ہی اسطرح انکے ہسا لگی میں ایک شخص جو مروی ہے
 رہتا تھا نہایت غالی نہیں اور حضرت امیر کو کافر جانتا تھا ابو حنیفہ نے ہر چند اوسکو سمجھا یا نہ حقیقت کی

دینی ابو حنیفہ اہل بیت

حکایت مختصر از علی انور

اوسنے ایک نئی آویزک منافات کو ہی بعد چند روز کے ایک دن اوسے پاس گئے اور کہا کہ ایک
 شخص نے مجھ کو جسے پاس بھیجا ہی واسطے پیغام نسبت دختر تیریک اوسنے حال لہجہ چنانہوں نے کہا
 دولت حثمت ال بنال اخلاق و خصال حسب سبب مست ہی لیکن ایک عیب ہی کہ یہودی ہی
 شخص نہایت خفا ہوا اور کہا تم عجب مرد ہی ہو کہ مرد مسلمان کو تکلیف نسبت کرنے دختر کی ساتھ
 یہودی کہتے ہو اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر کسی مسلمان کی یہودیوں میں بیعتی ابو حنیفہ آہستہ کہا کہ خواجہ صاحب
 اتنا خفاست ہوتے جو امیر المؤمنین علی رضی کو کافر کہا اس میں سمجھا کہ جب دختر پیغمبر کا فر کو
 بھی تو اگر دختر حروری یہودی کو بھی کیا ڈر ہی حروری تخت پشیمان ہوا اور اپنے مذہب سے
 قوت کی اس طرح مناظرات انکے سات قدما رشیکہ مثل شہام بن حکم و محمد بن نفعان و محمد بن مسلم
 وغیرہ تو اس میں مضبوط ہیں یہاں تک کہ قلم شیعہ اہلسنت پر لعن کی کہ انکے ائمہ قصد الزام
 دہی ائمہ کہتے تھے اور اوسکا جواب صاحب تحفہ نے باب مکائد میں بوجہ خوب لکھا ہی جسکو
 اپنے سابق میں واسطے الزام ناحی اہلسنت کے ہمسکس نقل کیا ہی کہ شیطان الطلاق وغیرہ انکو
 الزام دیتے تھے حالانکہ انکو بھی مثل جمہور شیعہ اقرار ہی کہ ابو حنیفہ فکی دہن تھے نبغی اور
 ذہن غالب ہوتا ہی مناظرہ میں الزام خوردہ حلیہ المعتقدین میں ہی کہ جعفر صادق ابو حنیفہ
 فرمایا کہ پیٹ بھر کے نکھایا کرو چنانچہ پہر اوہوں نے نکھایا یہاں تک کہ انتقال ہوا الغرض جیسا
 حال محبت ابو حنیفہ کا سات اہلسنت کے تھا اس طرح حال انکے شاگردوں کا بھی تھا یہاں تک کہ جب
 امام موسی کاظم کو خلیفہ عہد نے مجسوس کیا تو اسوقت ہی قاضی ابو یوسف و محمد بن شیبانی جنہیں
 اوسنے پاس جایا کرتے اور زیارت و استفادہ سے مشرف ہوتے بخلاف روایات شیعہ کے کہ جو
 عکس یہ اشوں نے جانا انا ترک کر دیا تھا اور اپنے طرف سے مسائل بنایا کہ اور منسوب ائمہ ہی
 کر کے خلق کو گمراہ کیا کرتے تھے جیسے بنیامین و شیطان الطلاق وغیرہ بالجمہ جنکی مودت و
 کتب شیعہ اس طرح ثابت ہو اوکو تہمت منضأل ہا کہ گناہ نامی کا کو کر اسر برا ڈھانا
 سار اہلسنت محبت اہل بیت کو کل انہیان کہتے ہیں کہ ابن جوزی کتاب المنتظم میں لکھا ہی

خازن مادی التائید ابو حنیفہ نسبت ائمہ ہدی

ان جمہا الفقہاء علی طعن ابی حنیفہ جو اب نام کتابا الذکر المتکثر ہی کتابا المنفصل اور اوسمین یہ نہ تھا
 موجود نہیں و حال بد ابوی نے تحفۃ الشیعہ میں صرف اسکو طرف ابن جریری کے نسبت کیا ہی
 سو روایت شیعہ دلیل نہیں طرف یہ ہی کہ عبارت غلط اور وہ چلن مخفی قولہ رسالہ غزالی طعن ابی
 حنیفہ میں مشہور ہی جو اب یہ شہرت امامیہ میں ہوگی ناہلست میں اسلئے کہ احیاء العلوم
 غزالی موجود ہی اوسین مناقب ابو حنیفہ کو کمال بسط و شرح لکھا ہی پھر وجہ بالین رسالہ طعن
 کیا ہی لیکن یہ کہ غزالی مذکور و در شخص معتزلی ہی اور یہ ابو حنیفہ عامری ہی کو ہی
 قولہ قال ابو حامد غزالی فی آخر کتاب المنحول الخ جو اب یہ کتاب محمود غزالی معتزلی کی ہی
 امام ابو حامد حمزہ الاسلام غزالی کی چنانچہ خود غزالی نے اس کے تالیف سے انکار کیا ہی محمد
 بہ مطاعن غزالی معتزلی ہی حق میں ابو حنیفہ کو فی کے نہیں بلکہ ابو حنیفہ بنی عامری الصبری
 حق میں ہی غلام حصر ملاحضہ متافعی شرح کلینی میں لکھا ہی کہ یہ ابو حنیفہ ایک شخص تھا ہی
 عامر میں کہ بعض بات اصرو میں رہا کرتا تھا اور فقہ کو اچھی طرح نہ جانتا تھا لیکر اجتہاد کرتا تھا
 انتہی سر مجموع شیعہ غزالی رجلا فی وقاضی عہد اس کے حق میں ہیں نہ ابو حنیفہ کو ہی
 بابین و من اوسی خلافتہ تعلیم البیان و علیہ نارتہ و بالبرہان قولہ مالک کہ کتابی کہ خضر ابو حنیفہ
 کو است محمد میں زیادہ شیطانت ہی ابن ہدی کہ کتابی کہ کوئی فتنہ اسلام میں کثرت فتنہ مال
 سے رک ابو حنیفہ نہیں مشہور ہی جو اب مالک و ابن ہدی و نور جلال شیعہ میں ہیں
 روایت شیعہ ہر جگہ الزام اہلسنت قصد کرنا بیجا ہی سب نہایت ہی معذرا صاحب قاضی
 نے لکھا ہی ابو حنیفہ کتبہ عشرين من الفقہاء اشرہم امام الفقہاء و فلان انتہی فرماتے اسکی
 کیا دلیل ہی کہ یہ ابو حنیفہ امام اہلسنت ہیں لا غیر اشرک اسما و ثمنی سے اب تک وہر کا دنیا
 شیعہ کا لکھا قولہ ہر ایہ میں لکھا ہی کہ شراب جوشی ہدی طیبہ جلال ہی بلکہ کافی حاشیہ
 ہر ایہ میں تصریح کی ہی کہ مذہب شیعیں کا یہی ہی کہ خمر عبارت ہی خام سے اور سو کا آب گو
 آتش ویدہ ہر مسکد مال ہی اگرچہ مثل خمر کے اشتداد و علیان و لغت لا جو اب نہایت

کتابا المنفصل

رسالہ غزالی و طعن ابو حنیفہ

نور کتاب منوال کا لکھنا عامری

طعن مالک شیعہ و ابو حنیفہ

حلت ستر اب جو متذاد

مراد ہوا یہ کافی ہے کہ کتاب امامیہ میں نہ اہلسنت اسلئے کہ یہ فقہ تریان و دونوں میں عینہ موجود ہیں
 موضح کو متعین کرو جواب لکھو اور سارے اگلے پچھلے کما ہی کہ جو چیز نشہ لاکر وہ خمری الگ کر دیں
 ہو یا اور کوئی چیز اور قلیل کثیر اور سکا مثل شراب حرام ہی اور اس مقدمہ میں بہت احادیث
 ہیں اور اباحت ماسوا خمر کے جیسے اور مشروبات جب نشہ دہنوں نزدیک خفیفہ کے اوست
 ہی کہ مقصود اس کے استعمال سے حصول قوت عبادت ہو نہ قصد لہو لعب نہ حرام ہی بالاجماع
 سوزا یہ قول ہی غیر معنی ہے ہی اور رجوع ابو حنیفہ کا اس سے ثابت ہی اور ابو یوسف کہ ہیں
 کہ اگر فسق و فجور و لہو کے لئے پیئے تو کم و بیش اور سکا سب حرام ہی اور وہاں بیہنا حرام ہی
 اور اسکی طرف جانا حرام ہی بالاجماع اور اس کے باطن حلت شراب طریقت خفیفہ خفیفہ کے کہ باطل
 کمال عقل ہی شہر و ان سلم الانسان بن سورنفسہ فہن سورنفس المدعی اسین سلیم طرفہ
 ہی کہ شیخ صدوق ابن بابوی قمی جعفری ماہ بن عقیل نے علیہ شیعہ نص کی ہی طہارت
 خمر و حالانکہ نجاست خمر کریمہ انما الخمر الکثیر ثابث ہی کیونکہ خمر کو جس فرمایا ہی اور جس
 نجاست کو کہتے ہیں چنانچہ حکم کے حق میں فرمایا ہی انہ خمرین لکھ خود ابو جعفر طوسی ہی اسی
 کریمہ سے اسند لال کیا ہی نجاست خمر پر ہی طبع مثلث شراب نزدیک امامیہ کمال ہی
 کذا فی جامع البیہای قولہ حدیث کل مسکر اثم کو نا معتبر و ضعیف جاننے میں حتی کہ ابو حنیفہ
 وضو بندہ سے تجزیہ کیا ہی اور ہر ایہ وقتاویں سہل جید میں لکھا ہی کہ بنید ایک قسم شراب کی ہی
 کہ عمر بن خطاب اسکو مرتے دم تک پیتا تھا کافی جامع الاصول الخ جو امامیہ حدیث مسلم
 جہول اہلسنت ہی اور اس میں یہاں تک احتیاط ہی کہ جس چیز میں نشہ لگا و وہ ہی حکم حرام
 ہی جیسے نان پاؤ اگر خمر اور سکا تاری وغیرہ مسکرات سے یا سجون و مار اللحم منشی و سنہی
 وغیرہ ہنگ بوزہ اگر عقل انکی کھانے پینے سے خجاک و قود ہی ماری خجاک و اور جو نشہ لاکر
 تو خود جاری ہو نزدیک امام محمد کے اور نزدیک شافعی کے تفسیر کیجیو پس آئی تھیں عین
 جس کہیں اس حدیث کو نا معتبر ضعیف کھرا ہو اسکا نام عنایت ہو غالباً بعض کے معتبر

وضو بندہ سے
 تجزیہ کیا ہی

رنگ ہیجت اگر نیت این باشد کہ ترا و دے ز و سوسه عقل جیور و سوسه اپنے کہی نہ شمل
 یا بسک وغیرہ کے کہا یا ہی کہ دنیا اولیٰ نظر تھی ہی عرب کا دستور تھا کہ کھجور کر کے
 پانی میں لگو سکتے اور سکا سیرہ پیتے اسکا نام نبذ ہی سوا بر حنیفہ وضو کو اور اسے اسلئے
 کہا کہ من لا یخضرہ الفقیہ من لکما ہی الا باسن النوضی بالنبذ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد فرغ
 بہ اور ترمذی و احمد نے ابن مسعود روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ اوشے کہا کہ تمہاری چھال
 میں کیا ہے ابن مسعودؓ کہا نبذ ہی فرمایا خرابا پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے پھر وضو کیا
 آنحضرتؐ نبذ سے مہذا ابو حنیفہ یہ شرط کرتے ہیں کہ جب وضو کرے کہ آب خالص نہیں
 اور خارج مصر و قرہ ہو حتیٰ کہ قاضی خان نے رجوع ابو حنیفہ کا اسے نقل کیا ہے بلکہ اس مسئلہ کو
 عقائد میں لکھا ہے لا یخضر من نبذ التمر لی قولہ عدم تحریر من توا عد اہل السنۃ خلافا للروایۃ
 انتہی پس اگر نبذ کو حکم شرب ہو تا یا او میں منکر ہو تا تو آنحضرتؐ اسے کیوں وضو کرتے
 اور کیوں اسکو پیتے خصوصاً سمرین خطاب کہ بانی سبانی حرمت خمر سے حال کیا ادا دشت
 کثیر سے پینا آنحضرتؐ نبذ کو بلکہ حکم کرنا۔ شرب نبذ ثابت ہے عن ابی سعید قال النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم من شرب بالنبذ منکم فلیشرہ زبیا فرود او تمر فرود او لیس فرود اخرجہ مسلم اس
 معلوم ہوا کہ دو چیز کو ملاؤ کہ او میں نشہ جلد پیدا ہو جائے بعض علماء نے ایک مذکورہ ہے
 اور ترمذی کہ امام اعظمؒ کے حلال اور اگر نشہ کرے تو حرام بناؤ علیٰ ہذا اعتراض شرب نبذ
 پیغمبرؐ لائق تھا اور نبذ کو اسما و نثر سے کہنا مخالف لغت ہے قولہ فیسیر میں لکھا ہے قال
 ابو حنیفہ اذا تفرج الرجل نامہ و دخل بالایلیم احدہ و قال لسانہ یلزمہ جوابا یسخر الزامی
 ہے کہ مذہب امامیہ کا ہے اس مسئلہ میں یہی ہے مگر در حد میں تو ہم واطی کو واسطے صحت عقد
 محرمات موبدہ پر شرط کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ تو ہم واطی دافع تنبیع امام ازہی نہیں ہو سکتا
 پس حج جواب کہ شیعہ اسکا دیون ذہبی ابو حنیفہ کی طر سے سمجھیں اب شاہد اس عوی کا تو حلی ہے
 ارشاد الاذان کے اوائل کتاب الحمد و میں لکھا ہے فلو تو ہم العقد علی المحرمات الموبدہ صحیحاً

نسخہ جامعہ از ابو حنیفہ

سقوط ولا یستقلہ الخ یا بعقد مع العلم بفسادہ ولا باستیجار بالوطی معاد و تو ہم محل برانسی اور جواب
 تحقیقی یہ ہے کہ نزدیک ابو حنیفہ کے وطن کنیز ربور و غم سے حد لازم آتی ہے چنانچہ وطنی محرم بتحدوین
 امام یہ کہتے ہیں کہ جو ترویج محرم لاعلمی سے کرے اور سپر جنہیں لیکن تعزیر شدید واجب ہے اور
 صریح لفظاً تم عبارت امام نہیں امام رازی کی عبارت اسجگہ قاصر واقع ہوئی مہذا یہ صورت بطریق فرض
 ہے اور فرض کو وقوع لازم نہیں آخر شیعہ قراوت سے زیادہ کچھ کہتے ہیں کہ وقف کرنا فرج جابہ کا
 بالاجماع درست ہے وہ خارجی جاکو اور متوکررا کو اور کیا ہی اوسکی واقف کما وے کہ حلال طہیثی
 اسطرح ام ولد کو کسی کا نوکر کر دے خدمت پر یا اسیل گری پر اور فرج اوسکی دوسرے شخص کو
 حلال کر دی تو خدمت واسطے اول کے اور فرج واسطے دوسرے کے ہو جاوے گی اسطرح مستہ
 و ریحہ درست ہے ہر چند اثنا عشریہ زمانہ حال سنگد اس مسئلہ کے ہیں لیکن محققین امامیہ قائل ہیں
 اس بات کے کہ بے شبہ یہ مسئلہ کتب شیعہ میں موجود ہے گویا یہ مثل ہندی اسی جگہ سے نکلی ہے کہ
 کہ ایک جوہر سار کتبہ کو بس ہی ہاتھ لے عاریت دینا فرج اما و کا اور حلال کرنا فرج حرم کا حنیف
 و احباب کے لئے اعظم طاعات و عمدۃ عبادات ہے حتی کہ ابن بابوی قمی صاحب القاع نے ایک مقدمہ
 ہی اس باب میں صاحب الزمان سے نقل کیا ہے جسکے پڑھنے سے بال بدن پر کڑے ہوئے ہیں
 معاذ اللہ یہ دین ہوا آئین راجہ بامزدی ہوا قول کہ وہ جو سنتی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ شاگرد شیعہ
 امام جعفر صادق علیہ السلام تھا اور امام نے اوسکے اجتہاد کو پسند فرمایا محض بے اصل سخن
 سازی ہے شاید جسب نام نہیں تصور اجتہاد کا اوسکے دلیل نہ تھا حلقہ و رس امام میں خاص متواتر
 جواب سخن سازنی سنو کی اس باب میں جب سہل تم ہو کہ خلاف اس دعویٰ انکی کتابوں سے
 تم ثابت کر دو الا یہ آپکی سخن سازی ٹھیر گئی علی الخصوص جب یہ دعویٰ باقرار اکابر علماء
 امامیہ ثابت ہو تو اوسوقت دبدبہ و دانستہ حق پوشی ہی ابن مطہر حلی نے نج الکرامتہ
 میں اعتراف کیا ہے اس بات کا کہ ابو حنیفہ و مالک نے اخذ علم حضرت صادق سے کیا ہے اور
 شافعی شاگرد مالک ہیں اور احمد بن حنبل شاگرد شافعی ہیں اور نیز ابو حنیفہ کو حضرت باقر

جواز عارت فرج ہا ہی محال و غیرہ

ادامتی لکھ ابو حنیفہ از امام ہدی

شاگرد ہونا ابو حنیفہ کا امام ہدی

وزید شہید سے تلمذ حاصل کی جس جگہ امامیہ حق مجتہدین شیعہ میں کہ غیبت امام میں جامع شرط
 اجتہاد ہوئے ہیں اعتقاد و وجوب اطاعت کا کہتے ہیں تو وہ مجتہد جسے حضور اکرم میں شرط اجہاد
 حاصل کئے ہیں اور اونسے اجازت فتویٰ و اجتہاد ملی ہو مذہب اسکا کیونکر اولیٰ باتیں ہر کا
 ابو حنیفہ کو باعتراف شیخ حلی باقر وزید شہید حضرت صادقؑ اجازت فتویٰ کی دی ہے جس میں
 ابو حنیفہ کا شرط اجتہاد کو بنفس امام ثابت ہوا اور اسکو واجب الاطاعت بنجا وہ روئندہا و سید
 کرنا ہی اور یہ کہ غرضی خصوصاً وقت غیبت امام کے البتہ مذہب اسکا اولیٰ باجہاد ہی مذہب اسکا
 وابن عقیل وابن مسلم سے بشد انصاف کہہ کر اگر روایات اہلسنت کا اس میں اعتبار نہ کریں تو
 امامیہ البتہ مقبول ہیں جمہور امامیہ راوی ہیں کہ جب ابو حنیفہ پاس منصور خلیفہ کے گئے وہاں
 عیسیٰ بن ہریری موجود تھا اور سنے خلیفہ سی کہہ کہ یہ شخص آج اعلم الدینا ہی منصور پر جہاد
 اخذت العلم بالزمان ابو حنیفہ نے کہا میں اصحاب علی عن علی ومن اصحاب ابن عباس عن ابن
 عباس منصورؑ کہنا مضبوط ہوا تو امی جوان اپنے جی سے یہ روایت سراج مجرب علیؑ
 لکھی سی علاوہ اسکے کتب فقہ حنفیہ میں دیکھو مثل ہایہ و شرح وقایہ و اشباہا کہ ہر جگہ
 ہیں مذہبنا ما قور عن علیؑ اور نیز کتب فضائل ابی حنیفہ میں دیکھو کہ اکثر ائمہ و امام ہزارے
 سلسلہ اسانہ و عظام امام اعظمؑ میں داخل ہیں اور انکو شرف تلمذ اور کما حاصل محمد بن برب
 و متقی صدیقی شافعی سے فقہ و ایمان فی مناقب النعمان میں حضرت امام محمد باقر و حضرت امام
 صادق و حضرت زید شہید و حضرت عبداللہ بن حسن بن علی بن ابیطالب علیہ السلام علیہ السلام
 الحسن بن علی بن ابیطالب و حسن بن علی بن ابیطالب و حسن بن علی بن ابیطالب و حسن بن علی بن ابیطالب
 ابن ابیطالب و حسن بن محمد بن علی بن ابیطالب علیہم السلام کو شیوخ امام اعظم سے تلمذ
 کیا ہی اگر تمکو یا تمہارے بڑے کو بھی شرف تلمذ اسقدر ائمہ و امام زادوں کا حاصل ہوا فادھر
 کیونکر ایسا کہہ دو گے شیخ کا نام نہیں چلتا اثبات و اقصیت تلمذ چاہے اگر قدرت ہو تو قوت
 فضل میں لاؤ و الا زبان قلم و قلم نہ بانگو اظہار و بیان ایسے ہدیان سے باز نہ کرو اور اگر

بات بھی درخورد پذیرائی نہیں ترسج الحق میں دیکھو کہ حلی نے اوسمین کیا افادہ فرمایا ہے اما
 الفقہاء فکلہم یجوزون الیہ اما الامامیۃ فظاہرہا ما اختلفتہ فان اصحابہ فی حنفیۃ اخذوا عن ابی حنفیۃ
 وہو تلمیذ الصادق علیہ السلام واما الشافعیۃ فاخذوا عن محمد بن ادریس الشافعی وہو قری قرطبی
 بن الحسن تلمیذ ابی حنفیۃ وعلی مالک فرجع فقہ الیہما واما احمد بن حنبل فقہا علی الشافعی فرجع
 فقہ الیہ واما مالک فقہا علی انہین احد ہاربعۃ الکرا وہو تلمیذ عکرمہ وہو تلمیذ ابن عباس
 تلمیذ علی علیہ السلام والثانی مولانا جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام انتہی اور فضل بن
 روز بہا نے اسکے جواب میں فرمایا ہے اقول فیہم من ہذا ان کل من قر علی احدہم فرجع فقہ
 الیہ فرجع فقہ جمیع الامۃ علی ہذا التقدیر الی الصادق علیہ السلام وفقہ الصادق عندہ
 لا شک اندھن وصدق فلم یبق لہ بعد ہذا الکلام اعراض علی الامۃ انتہی اور عجائب اس پر یہ
 کہ قاضی شوستر نے باوجود اس تعصب تمام کے رجوع فقہ فقہاء اربعہ کو طرف حضرت امیر
 تسلیم کیا ہے اور مجالس میں کوئی ہونیکو دلیل تشیع نہیں دیا ہے اگرچہ ابو حنفیہ کوئی ہون قولہ
 اگر قبول شاعرہ طریقۃ امام پر ہوتا یعنی ابو حنفیہ تو خود دعویٰ اجتہاد و امامت کا کر کے
 خلاف امام کہی مسائل جاری کرتا بلکہ ہمہ تن ترویج و ترقی مذہب امام میں کوشش کرتا اور
 مطابق حکم امام کہتا جو اب مجالس المومنین سے ظاہر ہے کہ ابن عباس اگر حضرت امیر سے
 اور ان کے سامنے مرتبہ اجتہاد کو پیش کرتے اور ان کے حضور میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور
 بعض مسائل میں خلاف جناب امیر تجویز و اجتہاد کرتے تھے اور نیز ہشام احوان ابن سنان
 وزیر بارہ باوجودیکہ اصول عقاید میں مثل تجسیم و صورت و حدوث علم باری تعالیٰ وغیرہ صحیح
 الہی تھے اور زینش و نظیرین انکی کلینی وغیرہ میں بروایات ثقات ثابت ہے مہذا انکی شاکری
 و نسبت میں طرف حضرات الہ کے اور قبول کر نہیں انکی روایت کے کوئی شیہہ سالس نہیں لیتا
 ابو حنفیہ و مالک کو کہ اختلاف انکا محض فروع میں ہی نہ اصول میں کہہ دین اعتبار سے گرایا جاوے
 حالانکہ جہد کو تقلید اپنی دلیل کے ضروری قولہ نام امام کا اپنے لئے گوارا کرتا ہے محمد بن ابی

سچو شمار نہ چوب سنگ: بعد از علی و آل نبی گریو امام جواب اطلاق حفظ امامت کا نزدیک
 المہست کے تہی پیشو کہو تہی اور معنی بادر شاہی و معنی خلافت سر اسجگہ امام سے مراد پیشو
 ہوتا ہی بغلیفہ و بادشاہ اسی جیسے پیش نماز کو بھی امام کہتے ہیں اور یہ اطلاق ماخوذ بھی ان
 ایک سے کہ پیشو ایان بن کو اگر جنظا برین تصرف نہ کرتے تھے ائمہ فرمایا ہی و جعلنا ائمۃ بعدہ
 بامیرا اور ہر کسی کو یہ عالمین کی ہی و جعلنا المستقرین اماما اور جہاں خلافت مراد لی ہی وہاں
 قیدی الارض بڑا ہی ہی لیستہ خلفہ منی الارض و جعلنا خلفا الارض الی غیر ذلک اسطرح شخص
 علم کا ہر کامل ہوتا ہی اسکا اس فن کا امام کہتے ہیں جیسے امام اعظم و امام شافعی کہ علم پیشو
 پیشو اور امام غزالی و امام رازی کہ علم عقاید و کلام میں پیشو تھے اور نافع و عاصم کہ علم
 میں مقتدی تھے اسطرح ائمہ اطہار ان سب فن میں پیشو تھے خصوصاً ہدایت باطن و ارتقا
 میں اسلئے المہست انکو علی الاطلاق امام کہتے ہیں یہ امامت مراد خلافت کے نہیں اسلئے کہ خلافت
 انکے نزدیک تصرف زمین میں بامد و استحقاق و غلبہ شوکت و نفاذ حکم کے ضروری ہے اور یہ مختص
 پانچ شخص میں اور اسطرح حسب تفسیر منہج السداد و باقتدا اکابر علیہ السلام و مجتہدانی نے
 حسام جوہر میں معنی امام و امامت کے لکھے ہیں کہ مطابق اصول شیعہ ائمہ الہدایت پر منطبق معنی
 اور ہوتے ہیں قرطرب و مجاز موافق تعریف المہست کے معنی پیشو چنانچہ روایات اسکے ازالہ
 میں لکھے ہیں اسی جگہ سے شیعہ شیخ علی و طوسی کو لفظ امام اعظم تعبیر کرتے ہیں چنانچہ انکے
 منتہی المطلب و اسجام الفقہ و اشراف القلوب کلمی پر خفی نہیں اور عبارت انکی دینا چہ ازالہ میں
 ہی اور عبارت حرلی و فارسی مجلسی اطلاق لفظ امام و ظل اللہ کا ملوک پر ثابت ہی اسلئے
 میں سنگ موجب ہونا ائمہ شیعہ کا باقر شیعہ نقش کا کج جی شعرتا چند کہ از چوب گراز سنگ
 بگزار خدائی کہ بعد رنگ تراشی: قولہ جوہر ہندوستان میں خفی بہت ہیں اور ہمیشہ اثنا عشر
 مقابل ہو کر نہایت کہاتے ہیں اسلئے ایک شمار انکے حال کا لکھ دیا جو سہا عالمان خود
 سید اندر عجم یا ہندو چہ خواہی گو قولہ اکثر سائل ابو حنیفہ کو اسکے دونوں شاگرد

ایام حکومت عباسیہ میں منسوخ کیا ہی اور نہ وقوع کی جواب و نو شاگرد سائن استاد کے رہ
اجتہاد کا رکھتے تھے اور محمد کو تقلید اپنی دلیل کی لایہی البتہ مسائل منصوصہ میں فہیدہ و دانستہ
خلاف کرنا حرام ہی اور جب مسئلہ منصوص نہ ہو تو اس میں اجتہاد و اپنی گواہ احتمال خطا ہو سکتی خطا
ساقب نہیں بلکہ باجوریکہ جبری کیا یوح من معالم الاصول الشیعہ بناوا علی ہذا خطا احتمال جہل
صواب یقتضی بین اصلا او بین خوف و خطر و بین نہ اور سکے حق میں اور نہ اور سکے منقلد کے
صرف اتنا تھا کہ اجتہاد محل اجتہاد میں ہو مقابلہ میں قرآن صریح و خبر متواتر شدہ و اجاب
نہر مقد و شیخ الشیعہ کنز العرفان میں زیر کرمیر لولا کتاب ابن النبی سبک فاما خدم عبد السلام
لکما ہی و ثانیہ لولا ما کتابکم لا تاخذون فی الخطا فی الاجتہاد و عندکم و الخطاب من اخذ الفداء
لالہ علیہ السلام لخصمہ عن الخطا و انتہی مطلقہ سوائے خلاف فکیر نسخ نہیں کہتے آپ معنی منسوخ
کسی عالم سے سیکہ کہ پھر استعمال اس لفظ کا کرنا کیونکہ استعمال محاورہ الفاظ میں اجتہاد و ساقب
نہیں بلکہ قول بل لغت و اہل دین مستند ہی قوالہ ظاہر اجابہ حنیفہ اپنے مسائل سے رجوع
اور اپنے قول سے پہرہ و شواہد جانتا تھا اسلئے عمدہ قضا اختیار کیا جو اجاب عقل ربی
بہنس اگر عدم رجوع منظور ہوتا تو عمدہ قضا کو لینے کو وجاہت حکومت سیکہ مجال خلاف
و تنازع نہ تو غایم سے ہر سیکہ جوت رد و بدل ہوتی ہی پس عدم قبول قضا کو سبب
رجوع ٹھیکہ دلیل کمال عقل ہی معزز رجوع ابو حنیفہ کا مسائل کثیر بین وقت ظہور حجت قوی
کتب حنفیہ وغیرہ میں مرقوم ہی یہ رجوع حسب فہم سامی معلوم نہیں کسی واسطی ہوگا کہ ابن
ہو رجوع کرنا قاضی ہو کہ رجوع نہ کرنے سے ہی زیادہ مشکل نظر آتا ہی قوالہ عدم بر مطلب
جواب اتوں مشہور گذشتہ از سر مطلب تمام شد مطلب: حجاب چہرہ مقصود و بود مطلب
قوالہ اول صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہی قال ابو حنیفہ الخلوۃ من با و الزانی بحرم علی الزانی و قال
الشافعی انہا لیست بفتا و حبان لا یحرم جو اسیدہ نقل و نقل سابقین یعنی اذان و جرح الرجل
باتمخ و نو مسرق بین رسالہ شیعہ جہد ہی کو فہم ہند جسکا جواب شوکت عمر ہی منسوخ

بہنام ابو حنیفہ کو
بہنام ابو حنیفہ کو

بہنام ابو حنیفہ کو
بہنام ابو حنیفہ کو

بہنام ابو حنیفہ کو
بہنام ابو حنیفہ کو

مسئلہ کسی نہ ہو کہ ہون رد و میل و سکی کے بااقت استدلالات کے اس کے بطلان پر
یاد ہون قبح کے مقدمات و دلیل پر دلیل کمال انصاف و درستی اور ایک ہی حالانکہ کتب امامین
لکھا ہی کہ اگر ایک شخص نے عورت سے زنا کیا پھر اس کو مع مادر و دختر اپنے نکاح میں لایا تو جو
ہی استسما میں کہ منجملہ اصول اربعہ شیعہ ہی ہاشم سے نقل کیا ہی قال کنست عند ابی عبد

علیہ السلام جالساً فدخل علیہ جلی فسأله من یائی المرأة حرماً تیز وجا قال نعم واما ما بینہما تو
حلی سے ارشاد الاذان میں لکھا لا تحرم الزانیۃ علی اب الزانی وابنہ مطلقاً علی راولا تحرم الزانی
بہا ولا بینہما انتہی اور صاحب شرافع نے کہا النسب مثبت مع النکاح الصحیح ومع نہیہ و

لا مثبت مع الزنا فلوزنا فالحاق من ماہ ولد علی بحرم لم یسب الیہ شرعاً و ہل یحرم علی الزانی
والزانیۃ الوجہ یحرم لانه مخلوق من ماء و ہر سبی ولد الفتنہ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نسب سے
ثابت نہیں ہوتا اور نہ زانیہ شرعاً ثابت نہیں گوشتہ ہوتا استصواب میں شافعی پر کیا جاؤ تشیع

مشترک چشم بکشا بی بعبیہ دیگران : چون سی بر عیب خود کو ری از ان : ستافعی ہی یہی کہے ہیں
کہ ما زانی کی شرع میں کچھ حرمت نہیں اور منولہ من الزنا ضلی آیہ نسا خیرات نہیں بلکہ کو یہی کہے کہ
مادر کو تو لگم اس کو شامل ہی چنانچہ جواب تفصیلی اس کا شکوک عمر میں لکھا ہی اور روایات امام

کو زیادہ تر ضبط کیا ہی قولہ دوسرے شافعی ایک گواہ ایک قسم پر کہ کرتا ہی بلکہ قسم عی کو کافی
لکھا ہی اور یہ خلاف قرآن ہی قولہ تعالیٰ و استشهدوا شہیدین من قبائلکم شیخ و شیخ مشکوہ
ہی کہ اول یہ عمل معاویہ کیا ہی جس کو شافعی اختیار کیا حالانکہ مشکوہ و مسلم میں ہی کہ آنحضرت

فرمایا اگر تصدیق کسی قول کی اس کے قول پر کچھ تو ہر قوم و دین کی خونریزی و اخذ مال کرے
جو کہ دلیل قول شافعی کی یہ ہی کہ مسلم وغیرہ میں بعد یشابن عباس آیا ہی کہ آنحضرت حکم کیا
ساتھ ایک قسم و ایک شاہد کے اور احمد و ابن ماجہ و ترمذی و بیہقی نے جابر سے روایت کی ہی

آنحضرت حکم فرمایا ساتھ میں مع الشاہد و ہر من حدیث جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر و مروی
جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن ابیطالب کہ آنحضرت حکم دیا شہادت شاہد واحد اور ایک قسم

صاحب جو کہے اخراج احمد والد ارطینی وقد صحح حدیث جابر ابو عونہ وابن خزمیہ اور ابو داؤد و ابن
وتریزی نے حدیث ابو ہریرہ سے اخراج کیا ہے کہ حکیم کیا سوچتا ہے ساتھ میں و شہادہ احمد و حال
اسنادہ ثقات و صحیح ابو حاتم و ابو زرہ و اخراج ابن ماجہ و احمد من حدیث تہریق و جابر حال صحیح الا
الراوی لعن تہریق فاما مجہول اور ابن جوزی قدوات حدیث مذکور کو زیادہ میں صحابی سے
تحقیق میں کہ کیا ہے اور سیلف گئے ہیں جمہور میں بعد ہم نہیں جب ثبوت اسکا قول شارح علیہ
الصلوۃ والسلام بالغ وجہ ہو گیا تو اب مخالفت قرآن باقی نہیں کہ جابر تابع من جابرنا بالقرآن
پیشتر زیادہ اور کوئی معنی قرآن کے صحیح کا اور اپنے ہی جابجا لکھا ہے کہ قرآن کے معنی الہیت خوب
ہو جیسے میں سوید سید روایت الہیت سے ثابت ہو رہی کہ تشرافی نے محض اپنے اجتہاد کو نہیں
اور جہت کو تقلید عادیہ وغیرہ نہ ہی اور نام شمس مشکوٰۃ کا حسین جملہ موضوعہ مذکورہ لکھا ہے عین
کہ اس سے مطابقت کی جاوے اور حدیث مسلم مسلم بن الحکیم اس کو اس کے علاوہ نہیں سجد لگنے
کے بلکہ دو کا کہی تو خبر لیجئے کہ شیعہ شہادت لفظ یا بالغ وہ سال کو بعد شہادت قبول کر لیتا
حالانکہ طفل نابالغ الہیت شہادت کی کسی مقدمہ میں نہیں رکھتا مگر جب اسی کو یہ کہے کہ جبر
کسی ہی یعنی دائرہ شہادت میں نہیں جبر تا لکھ لایا سہ ماہ قصاص میں کہ تلف جان ہی شہادت
اور سکی کہ بطرح قبول نہیں کہ بطرح مسائل پر یہ میں جنہیں خلاف صریح قرآن کرتے ہیں مثلاً
کہتے ہیں کہ جمعہ غیبت امام میں متروک ہے حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اذ انودی للصلوۃ من
یوم الحجۃ فاستسوا الی ذکر اللہ اور اس میں قید حضور امام کی نہیں چنانچہ اسی جہت سے باوجود
ہمسائی سوتی سجد اور صاحب الطاق ہونیکے متکو کہیں اتفاق حضور جمعہ و جماعت کا مسجد میں
نہیں ہوتا اس بطرح مذکورہ کو رسم غیر سجد کو میں واجب نہیں جہاں حالانکہ کہ یہ الذی
الدین فی الفیض عام ہی خاص نہیں اس بطرح متروک کو حج میں فرض نہیں حالانکہ حد و ازینک غنہ
کل مسجد دار ہی اس بطرح طواف کو ننگے بدن درست کہتے ہیں اور زنا کو احرام حج میں
موجب نقصان نہیں سمجھتے حالانکہ فرمایا ہی لا رفث ولا فسوق ولا جہال فی الحج اس بطرح

حکم نماز شیعہ کا خلاصہ قرآن

حدود میں حکم قاضی کو عیناً قذہ کہتے ہیں اور جو نے امام معصوم کو شرط کر کے عین حالاً کلام
 صورت میں اس کے بعد مسئلہ سچو عبات ہے عین کہہ کر کہ جو امام ہیں وہ عین ہیں اور اگر عین نور میں
 یا کہ عین علی یا نبی اشرف میں ہر گز نہ فیض آباد و طہنہ لودیانہ و بہو بال میں یہاں کوئی ہی جواب
 حدود کرے پس اگر امام نائب با جازت امام نفاذ حدود کر سکتا ہی تو حکم بواسطہ خدا کیا نقص کیا
 کہ اس کو نافذ نہیں کرتے کاش حد کو نائب امام ہی سمجھ کر افاست حدود کریں قال تعالیٰ فاخذوا حبلہ
 جلد۱ و فاجلدوا کل واحد منہما و اذنا جلد۱ و فاقطعوا الایہما فاولیٰ تیسرے شطرنج نزدیک شافعی کے
 سلال ہی کہ صاف قاضی ہر ایک شرح و قایہ میں دیکھو قرآن میں عین ہی انما انحرز لکھتے ہیں اور شریعت
 علی الشیطان جواب شافعی کے و قول میں قول اول میں مکرہ ہی ہیچ نہ شرط لانا عین
 کہ قرار نہ اور آیت اس کے معنی بصورت جہانات نہوں والا حرام ہی پس شطرنج کو علی الاطلاق
 قرار دینا جہل ہی تعریف قمار اور اس پر آئے کہ یہ کہ لانا بنا و فاسد علی الفاسد ہی ان
 لعب مباح ہی مشرق و مغرب تیرا بازی و نیزہ بازی کہ اس کو تیزی و فن اور قابو ہی جنگ
 و بیچ میں مکاتیب خصم سے دخل تمام ہی سو ایسی لعب موم نہیں امامیہ و حالات نماز میں
 لعب ذکر و خستین تجویز کرتے ہیں کہ انی التہذیب و دراصل قول موافق جمہور ہی یعنی حرام ہے
 قال البر حنیفہ و المالک و احمد و الشافعی انہ رجع عنہ منس علیہ ابو حامد الغزالی و
 ایسا اختلاف اجتہاد امامیہ میں بھی واقع ہی چنانچہ شرائع میں تحریم بول ماکول الحرام کو کھنا
 ہی اور مختصر نافع میں ایسی محبت میں اس کی تکمیل کو کھنا ہی اور احادیث مختلفہ
 میں موجود ہیں مشہور ناکی ملاست ہرزہ اشکبار میں کیا بارہم نصیحت چشم سیاہ پوش
 حال مالک جامع مہات مالکیہ میں دیکھو پڑھنا اعوذ باللہ کا نماز میں بدعت اور رسم اللہ
 اور گوشت بہت جائز و روزی با غلبہ دست جانتا ہی جواب بحر الرئی وغیرہ کتب ہذا
 معلوم ہوتا ہی کہ قنوز با جماع سلف سنت ہی اور مالک بے شبہ سلف میں داخل ہیں کما قال
 فی الجبر السلف اجماع علی سنۃ القنوز کما نقلہ النسفی فی الکافی اور مستحاضہ شرح کنز الدقائق

قاری و شاطرنج کا

امام مالک کے
 برکت و تائید و توثیق کا ذکر کیا

التور و سنتہ ضد العائنه وقال بعضهم ليس بسنة والصحيح قول العائنه انتهي لكن عيني في اتنا لكان
 ان قال انك لا يتخذ ولا يسمى انتهي سواست برجت وكرهه هو ان التور و سنته كما في مالک کے
 لازم نہیں آتا اور حیوان ذی ناب ذی غلبہ کو آپ مستعین کرین اور موت گفتگو کیا و گویند کہ سچ
 بہتر یا تمیز و آنچه چیتا چہ با غلبی سائب شیرکتا با تہی وغیرہ مالک کے نزدیک مکروہین
 درست نہیں حسب طرح گدھا با بیل وغیرہ نزدیک ماسیہ کے مکروہ ہیں قولہ قوی شیخ ناج محمد
 میں ہی کہ مالک لواطت کو درست جانتا ہی چو با قطع نظر اسکے کہ یہ فتاویٰ مجہول الحان ہی
 مالک مذکور ایک روایت شیعہ ہی اور سننے متعہ و احوال الذکر فی الدبر کو روایت کیا ہی اور یہ
 اتہام کا امام مالک اہلسنت پر ہو لکن فی التبصرۃ والا مالک سنی حق لوطی میں خدا الناس میں خلیفہ
 حد لوطی کی انکے نزدیک قتل ہی بکر ہر یا ثیب اگرچہ کینیت قتل میں اختلاف کیا ہی اغاثۃ اللہ
 فی مکائد الشیطان میں لکھا ہی وصف بعضہم کتا با فی ہذا الباب وقال فی اثنا عشر باب فی المذ
 المالکی و ذکر فیہ جماع الذکور و قد ظلم ان مالکا من اشد الناس کثارا علی فاعل ذلک فانی جعل
 اللوطی القتل سواء کان بکرا او ثمیا کما ولت علیہ الفصوص و اتفق علیہ صحابہ الرسول والی اختلاف
 فی کیفیتہ قتله انتہی بحر وفہ اور نزدیک امامیہ کے لوطی جہل سے غسل لازم نہیں آتا بلکہ معصوم کو بھی
 اغتاسم غیر ناسد کہتے ہیں اس سے جواز لواطت ثابت ہی ہو گیا علت ایضہ کو علت الرد و افضل اسی حکم
 کہتے ہیں کہ بایست او سکی امامت ہی تھو لہ تفسیر در منور میں ہی سئل مالک بن انس عن لوطی
 فی الدبر فقال لی الساعۃ غسلت لاسی سندی قولہ والعیس انہ حلال چو اب مستحب ہونا
 در منور کا احادیث موضوعہ پر سابق گذر چکا معہذا اپنے یہ روایات مفتخری اپنے باپ کا مال
 سمجھ کر بحر النفاست مرقہ کے ہیں خبر کہ یہ مضائقہ نہیں مع پر اگر نہ نواز سیر تمام کنند
 صاحب اغاثۃ اللہ الفرائض اسمقام میں لکھا ہی کہ سبب لکنا نہ قد نقل عن مالک القول بحر لوطی
 الرجل و جن فی دبر با و ہو البضا کذب علی مالک واصحابہ و کہتہم مصرعہ تخریج انتہی اب شیعہ کہ
 امامیہ لوطی مرد و بر منکوحہ و محلو کہ و جاریہ عاریت و وقفہ و امانت و زن متعہ کو تجویز کیا ہی

عدم جواز لواطت نزد امام مالک

لوطی فی الدبر غیر مذکور

استبصار میں کہ اس قول اربعہ شعبہ سے کہے بابا تبان النساء فہا ورن الفرج میں کہا گیا
 سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یاتی المرأة فی دبرہا فقال باسن اور یہ بھی لکھا گیا کہ ایک
 شخص نے امام رضا علیہ السلام کو کہا کہ مجھ سے دعا ہے کہ میں جانتا رہوں کہ میں نے کیا کیا ہے اور میں نے کیا کیا ہے
 سائل نے کہا کہ آپ نے یہ بھی یہ کام کیا ہے فرمایا میں نہیں کرتا سو حضرت نے اس کا راز امام کو کھول
 تقیہ پر کراست پر کیا ہے اس طرح مفسرین امامیہ نے کہہ دیا ہے فی شئ من شئ استدل کہ کیا ہے جو وہی
 فی الدبر پر حالانکہ فقط حرث اور کریمہ فائزہ کو الانسان فی الخیض قرعہ علی ہی عدم جواز پر کہو
 مراء مکان ہی بامیت نہ یہ کہ جس عضو میں چھا احوال کرے وہیں ہو یا مقدس لیکن بعض اہل
 مناخرے اس شاعت پر مطلع ہو کر اور حمل اور سکا تقیہ پر مناسب سمجھ کر کہہ دے کہ یہ بھی
 جہول عوام یہ کہ وہ طبعی ہو نہ مکر وہ شرعی کیونکہ قیاس بقابلہ نفس ہی نوجواز مستحبین
 اور جب ثبوت اور سک مالک بہت عزیز ہو انوسا اب استبصار نے یہ بات بنائی کہ اس کا لکھ کر
 اس میں اختلاف ہی سو یہ حقیقت میں اپنی عیب پوشی ہی کہ ملک نکاح و ملکین وغیرہ میں ہی
 وطی فی الدبر کو جائز جانتے ہیں لیکن رع کیا ہے بات جہان بات بیجا ہے نہ ہی فتنہ
 ارشاد الاذان میں تلاطی فی الدبر کا لوطی فی القبل فی جمیع الاحکام حتی فی تعلیق النسب
 اتھی بحر و فہم لکھ کر سارا پر وہ فاحش کر دیا کہ شہر عشق اور حیا پر وہ تقویٰ برداشت
 طبل نہان چہ نرم طشت من از بام افادہ حامل معنی یہ ہی کہ وطی فی الدبر سار حکم نہیں
 برابر وطی فی القبل کے ہی یہاں تک کہ احکام نسب میں ہی ماشارہ شد فہم را وراک امانا
 کہ مقعد کو موضع ولادت کہیں اور احکام نسب کو اس سے متعلق کریں بیج ہی حکم عقل
 احکام فی الدبر یہ مذہب اسی قابل ہی کہ نسبت اسکی دبر تک پہنچی مہنود نے واسطے
 ولادت بعض آثار و سکے ناف و موندہ کو نظر بعد مباحث است مخرج تجویز کیا تھا انبیاء
 معدن براز و مخرج نجاسات غلیظہ کو پسند فرمایا ہے موضع تعلق نسب و نحو اضافت
 حالانکہ ناپاکی اس جگہ کی ہر وقت امتناع و مستحکم دہر میں موجود رہتی ہی جبکہ خدا پاک نے فرج کو

فی الدبر

مبلتہ نجاست حیض حرام فرمایا تو وہ برعلیت بنی است ہرگز نہ کر حرام نہ ہوگی حالانکہ بغیر خبر ازہر نہ
 ہون ملعون من الن امرأۃ فی دہرا اور نیز فرمایا ہجی القوا حیض النساء اسی دہار من و ہجرت
 متفق علیہ نفس علیہ القہود فقہ بر قولہ ملا او حدیثی جام جمہ من اور جامی سے ہمارستان میں
 لکھا ہجی یعنی جواز الوطیہ کو طرف مالک سے کہ منسوخ کیا ہجی چہرہ سے دو نوکتہ میں غنم تہ کی ہجی
 نہ حدیث کی کہ انھن فیدین حجت اور شعر کی ہے باکیان کشیدی ہجی یا سی نفس سے ثابہ ہجی
 کہ انہم فی کل قارۃ یتیمون معہذا اسپر کیا و میل ہجی کہ مراد مالک سے اسکا ایہ نام مالک میں مالک اور
 شیعہ علاوہ اسکے جہتہ میں کوہ ہند نے رسالہ متہ وغیرہ میں لکھا ہجی کہ مذہب حنفی مالک مالکی
 خوب پیشناسندہ دیگر سے انتہی بعناہ سوہرہ و دوز شاعر مالکی مذہب بھی نہیں لکھا کلام سن
 میں معتبر ہوا اور اگر کلام شعر اگر کیا کان در خور قبول ہی تو ہم اللہ بعضہ شعر از اسیدہ جناب امیر کو
 باوصاف و صف کیائی اور کہا کہ جناب مدوح کو بشر نہ کہنا چاہئے مہنا تو کہ شاعر کی عن
 الاعراض والین المتی و دیگر عن تشبہ بالغا صرہ اور دوسرے شاعر نے کہا ہا ابل الہنی عجرب
 وصف حیدرہ و العاشقون بمعنی محبہ تابوا ذہن اور عد بشر فالحصل یعنی نہ واخشی اللہ فی
 قولی ہوا اللہ آوریہ قریب مذہب غلاۃ اور کفر و زندقہ صرف ہی اور بعضوں نے یہ اشعار بجا
 اور شافی پراثر کیا ہجی فی فضل ہر لانا علی و وقوع الشک فیہ انہ اللہ و مات الشافی
 لیس میری بن علی ربہ ام ربہ اللہ اور بعض نے کہا ان غلط الامین فجازع من حیدرہ و اور یہ
 شعر فارسی مہربت شہر ہجی شہر جبریل کہ آمد زہر خالی پیون و در پیش محمد شد و مقصود علی و
 قولہ فتح القدر و حواشی ہدایہ سے حال مالک کا ظاہر ہی کہ بنگ نوشی کو واسطے سرو و طبیعت کے
 نوش جان کیا ہجی چو با کذب صریح و انفرادی محض کا جواب ہی ہجی کہ سچ کہتے ہوج و دروغ را
 جزا شد دروغ بنگ نوشی باتفاق فقہاء مذہب اللہ اور بعد رضی اللہ عنہم حرام ہی چنانچہ کتاب
 التواجر فی تعداد الکبائر ابن حجر ہمشی کی میں مفصل لکھا ہجی چہ جاکہ بقصد سرو و طبیعت نوش جان
 کرے ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں لکھا ہجی البیج حرام صریح المتا خرون و انما لم یحکم فیہ الفقہ

جناب امیر کو
 شاعر کی

بنگ نوشی کو
 نوش جان

لا یمکن فی زمانہ شہرتہ فلما ظہر وجودہ واشتهر فسادہ اتفقوا علی حرمتہ انتمی اور اس طرح شیخ احمد
 بحر الفاس میں نقل کیا ہے اور صاحب فخر و بحر افق و فتح القدر وغیرہ کتب میں من
 قال یحییٰ البنج و الحشیش نموزندیق مبتدع انتمی سمعنا حدیث بنگ کا بعد زمانہ مالک کے ہوا
 اور اتفاق علماء امام مالک سے اس میں کوئی روایت منقول نہیں بلکہ حدیث اس کا ستاخری
 اربعہ خراجاً انکو نشہ بنگ ہی باشد نہ بنگ آئی کا کہ باوجود احوال اسخج وانی اور ترجمہ کرنے کو
 رومی و یونانی کے ایسی کہوئی بات کہ جسے ہر کہ نام دو کا کا بنام ہوتا ہی قول عقیدہ مالک کا
 درابہ خود عالم ملل غل سے پیدا ہی جواب نیاز منہ باسیکو علم کا ان و ما کون نہیں کہ
 عقیدہ و یقین موضع صرف نام کتاب سے حقیقت غیر واقع پر مطلع ہو جاو آپ نقل فرماؤں اور جواب
 میں کہ اس بات سے اور اس سے قول انشاء اللہ رسالہ جدا کا نہ حالات ہر چہ ازین تفصیل
 کو ائت عجیبہ سے مطلع کرو گا جواب خراجہ رسالہ آپ کے کہ کو کوائف عجیبہ سے مطلع کیا نہیں
 ہو کو ائجک اطلاع نہیں ہوئی و نہ بشیرہ گلشت کو الفنا عجیبہ کرنے کیونکہ کیفیت کی جمع کیفیت
 اتی ہی کو ائت پس بصورتیں کہ آپ نے بزور جہا و لفظ کو بجا آو معنی کو بالضرور سنیا ہاں کیا
 ہو گا اس صورتیں و رسالہ بالیقین کو ائت عجیبہ ہی غالباً یہ کیف انکو بیان مسئلہ بنگ اور و ملی فی
 الدبر سے حسین دیر سے مبتلا ہو حاصل نہو ہی قول کہ صلی التفال المروزی کہتیں علی جواب
 الشافعی ثم صلی کعتین علی مقتضی مذہب ابی حنیفہ قلبہ علی کتب ابو غا و لوطی ربعہ بالجاست و
 بنہذیہ النور و کبر الفارسیہ ثم قرأ بالفارسیہ آیت و فقر فقرتین من غیر فصل مضطرب فی آخر تفسیر
 نیت السلام یعنی بجا مذہب متان کے دو برگ سبز ہر ہر جواب صاحب جبرہ نے فرمایا
 کہ علماء متاخرین امامیہ و اشط الزام خلیہ ایک حکایت جو رہی ہے کہ ایک شخص واسطے تنویر
 مذہب ابی حنیفہ کے نمبیز سے وضو کیا الی آخرہ چنانچہ شیخ الفاضلین ملا محمد باقر خلیہ کے باب اول
 مذکور ہی انتمی حاصل و تہذابا علی فارسی انکار شدید کیا ہی قصد قتال قتال کا امام الحرمین
 کیونکہ صورت مذکورہ تفسیر فی الذہب ہی اور تفسیر مذہب متبع خاص ہر ایک مذہب میں انفا

مفتی دارالعلوم

مفتی دارالعلوم

مفتی دارالعلوم

اہلسنت منہج بلکہ مردود ہی نہ ہو مگر لائن بہت تاکہ اول تفسیق خص میں بہت مختلفہ کو ثابت کرتا ہے
 اعتراض الہا الیہ حرکات بجا مصداق کریمین الذین اتخذوا دینہم لہذا ولعبا قال علی القاری
 فی رد صراح معنیہ الخ لا یجوز للقاضی ما قمتوہ بل بحسب علیہ تھا ان معین مذہبنا من المذہب اما
 مذہب الشافعی فی جمیع الوقائع والفروع واما مذہب مالک واما مذہب ابی حنیفہ وغیرہم وعلیہم لان
 یتخل من مذہب الشافعی فی بعض مایوہ ومن مذہب ابی حنیفہ فی الباقی ما یرضاہ لانا لوجوزنا
 ذلک لادوی الی الخبط واخر فوج عن الضبط وحاصلہ یرجع الی نفی التکالیف لان مذہب الشافعی
 انما اقتضی تحریم الشیء و مذہب ابی حنیفہ اباحہ ذلک الشیء بعینہ او علی عکس فی کما خواشاء مالک الی
 اصل و اشار الی احرام فاقیم اصل الاحرام و فی ذلک اعدام التکلیف و البطلان فائدہ و ابی
 فاعادہ و ذلک اطل انتہی بالکل ثابت ہوا کہ اصل یہ حکایت ساختہ و بافتہ اتباع ابن سبائی اور
 حاصلہ اوسکی و نہیکہ اہلسنت پادریہائی اور اوسکی نقل و روایت میں شرع شریعت استنہادی
 معتاد و جو طعن کی اس بات ہی ہوگی کہ اسور مذکورہ عند الحنفیہ روا میں سور جواب ہر ایک کا جواب
 قولہ قولہ کہ لکھا جاتا ہی اوسکو سمجھو عجب جا ہی تو قولہ لیس جلد کلب مدبر فاجو بعد حدیث متفق
 علیہ فریقین میں آیا ہی و بیخ الجملہ طہرہ و ایما اباب مدبر فقد طہر سنیہ بہ حنفیہ کا ہی یعنی
 طہرہ پوسٹ مدبر جب ہی کہ رطوبات اوسکے مصالح اور پیستہ بالکل ناسی ہو گئے ہوں
 مخصوص خصوص طعن کی حنفیہ پر غیظ ظاہر ہی حالانکہ من لا یحضرہ الفقیہ میں کہ اصول العہد
 امامیہ ہی لکھا ہی مسئلہ الصادق علیہ السلام من جلد الخنصر یریحیل و اقال لا باسن البیہ
 گوہ خشک انسان پر کہ بالا جماع شمس المعین ہی اور کسی تدبیر سے پاک نہیں ہو سکتا اگر کسی کو
 مضروب ہو تو اوپر ناز بڑھنا درست ہی جب طرح چلی نے ارشاد میں اور ابو القاسم
 شرائع میں لکھا ہی اور ابو جعفر طوسی نے اوسکی تصحیح کی ہی بلکہ اجماع نقل کیا ہی
 بلا خلاف اب ذرا پوسٹ مدبر کلب اور گوہ انسان میں متاثرہ کرو اور سنیہ کلا کو کہ
 سناست زیادہ ہی سبحان اللہ انگو بیب اور کو آخ تہو اور جواب تفصیلی اسکا کید صہ

فاحسن ما یجوز

نجات الہی

وضو و نماز

قرآن و فرائض

دوسم شخص میں لکھا ہے کہ اگر کوئی طہر بعد از نجاست چو آب مراد اس نجاست سے نجاست خفیفہ کی
 نہ غلیظہ اور وہ بھی اس تقدیر پر کہ وہ مراد بڑا طہر مینو من لایحضرہ الفقہاء میں لکھا ہے کہ
 جس کی یہ بین شرب یا سواری جبری لگی ہو اس کے نماز میں صحت نہیں اور تنہا یہ بین کہ اگر کوئی
 وہ فراغ نماز کے اپنے کیرمیں انسان یا کسی حیوان کو دیکھا دیکھے یا نبی یا نبی اکبرؐ آلودہ ہو
 نو نماز میں خلل نہیں و بکذا فی کجبل المتین فی احکام احکام الدین بعدہا العالمی استصوبتین نجاست
 خفیفہ یہ کیا علامت ہے آخر نجاست خفیفہ ربع جاس کی مشبہہ ان نجاست غلیظہ عمدہ کسری سے
 و توفنا و بنید التمر جواب بعد ثبوت وضو بنید کے باتفاق فریقین کہ اس وقت یہ طہر ہی نجاست
 البصر الہی من غیر کرم ارجع البصر کہ میں یہ یقین الیک البصر خالصاً و صریحاً و غیرہ یہی کہ اہل
 نبید کو شیعہ کہ جو یہی حرام مثل خر کتے ہیں اور اس میں نیکو جس سے استنجا کیا ہوا و نہ مزہر محل استنجا
 پاک ہوا ہو اور اگر نجاست پانچین مل جلی گئے ہوں حتی کہ وزن پانچکا زیادہ ہو گیا ہو اور
 ایک کتے میں کذا فی منہی ابن منہر علی اس طرح اگر پیشاب کریمیں و آہی توجہ متصا بدن
 چکر قطرات بول ذمی اور کمر پر جاؤ تو حاجت وہو مکی نہیں نماز درست ہے اس طرح اگر کوئی چھین
 گورہ غلیظہ ہر ہو غولہ لگا و اور جرم نجاست کا بدن پر نہ تو وہی نماز جائز ہے کذا فی التحفۃ ابن ذر انما
 وضو نماز کو دیکھو اور نماز وضو و نبید کو دیکھو معلوم نہیں کہ آب استنجا میں بسبب یا ت سفید کہ اس
 نجاست غلیظہ ہے کیا خوبی و پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے کہ طہارت اس کی اس طرح نہیں جاتی مگر
 داخل نگر و لاویس : این طہارت گورہ و قعیس اس طرح گورہ انسان کو حکم گورہ کا وہیں کہ کہا ہے
 نزدیک بند و نکی ہے غنیمت ہے کہ کوم سے گاؤں تک بہت فرق ہے الاسلام یعلم و لا یعلم اور
 آب کہ جو زمین کہ الطحہ فواکہ و اعذب سیاہ ہے کیا نجاست و نہایت پیدا ہو مکی کہ حکم خرمن
 ٹھہر گیا اگر شہدہ انسا و فعل المرءات غلو نہ و اعظم یعنی علیہا تہادہ و کبریا علیہا
 نہم قرآن فارسیہ آیت جواب رجوع امام کا اس حکم سے باتفاق خفیفہ ثابت ہے اور الزام ہوا
 بحر جرم عند کام اہل جمل و حلو کا ہی ملاوہ اسکے یہ تو بہلا چھوڑا تھا پھر ہنا تھا اگر چہ فارسی ہے

شترچ میں کوکنا پینا حالت نماز میں درست لکھا ہی ہے **قولہ** و نفر فقرتمین من غیر فضل جواب
 نزدیک ابو حنیفہ کے تعدیل ارکان نماز میں واجب ہی اور نزدیک ابو یوسف وغیرہ کے فرض
 عین ہی ہے اوسکے نماز فاسد ہی کذا فی فتح القدیر پس نزدیک ابو حنیفہ کے تاکر تعدیل اعلیٰ
 واجب ہی اسصورت میں طعن فقر جیائی **قولہ** و شرط فی آخر تشہد من غیر نیۃ السلام جواب
 اگر ابو حنیفہ نے سلام کو جزو نماز نہ جانا تو کیا ڈر ہی کہ علماء امامیہ ہی سلام کو جزو نماز نہیں
 جانتے چنانچہ باب دوم مطلب سوم جامع عباسی میں لکھا ہی علاوہ اسکے ابو جعفر طوسی نے
 ہیں کہ اگر مصلی عین نماز میں خوب صورت عورت سے لپٹے اور غوطہ پیدا ہو اور سر نہ کہ محاذی سرخ
 عورت کے اور بہت سے مذہبی سخی تو نماز اوسکی صحیح ہی اور یہ مسئلہ بہت مشہور ہی کہ اگر کوئی
 ہبضہ پر بہنہ ہو کہ ذکر و خضبتیں پر مٹی لگا کے نماز پڑھے تو روا ہی بلکہ استبحار میں لکھا ہی
 کہ عین نماز میں خضبتوں کیساتھ حرام نہیں اب ذرا اس مسئلہ کو اوس شان سے موازنہ کرو کہ کون کس
 ہی شہر نزدیک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ نہ کیا فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس **قولہ** حال
 ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ کے قاضی بغداد تھا مفصل تاریخ اختلاف سیوطی میں مسطور ہی کہ
 سے کیا کیا الہجہ **جواب** یہ حکایت جسکا خلاصہ معبرینو نا کلام کنیز و غلام کا شرع میں
 ہے اصل محض ہی اسلئے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اویک اتوال کا محتاج بیان دلیل ہی اور محض
 قواعد شرعیہ اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہو اور وجہ طعن ظاہر ہو کہ کہا جاوے **سبح** مثل الذباب
 یا عی موضع الزلل نہ کوئی کام سوا عجیب چینی کر نام نہیں و نہ ہم فی طغیا نہ ہم **قولہ** ہر
 غیر کہ کتابی اشعاشافنی گفت کہ شطرنج مباح ست ملام نہ کج مبارکہ کہ جزا ست نفر و
 کلام نہ ابو حنیفہ بانی گفت در احوال شایع نہ کہ نہجست ہر بخور تانبو بر تر حرام نہ حنبلی گفت
 جو در و طہ غم و رانی نہ اند کے بنگ بخور سوا اجابا بخورم نہ گنتی سپری ہفتی چارم مالک نہ
 اوسم از بخور بخوریز کند و طہی غلام نہ بنگ می نوش کن و کون کن و خوش باز قمار نہ کہ مسلمان
 برین چار امام ست تمام نہ **جواب** تبصرہ میں لکھا ہی کہ فرقہ امامیہ واسطہ الزام المسند کے

عدم تعدیل ارکان

نذر اگر نماز

حاکم ابو یوسف

ایات شجر و

حلیہ سازی کر کے اجازت اعلاہم کی طرف امام مالک کے اور حدیث بنگ نوشی کی طرف امام احمد
 حنبل کے اور تجویز مشہور بخبر کی طرف ابوحنیفہ کے اور راحت قاریان کی طرف امام شافعی کے منسوب کر کے
 چند شعر بنائے ہیں چنانچہ منہج الفضلین میں مذکور ہیں انتہی معذرتاً حاضر و اصفہانی مذہب
 تنازع رکھتا تھا معاشرہ و صاحب دہلی سیدنا تہا سہ چار صد و چل میں اس سے وفات پائی
 کزمانی مفتاح التواریخ سر جوہر اباں اشعار کا لفظ بلفظ سابق گذر چکا فلیرجع الیہ اور علاوہ اسکے
 اتباع شعر اکرام غازیو کا بھی قال تہالی و شعر شیعہ ثم قال و ان طرودہ یہی کہ آپ نے بنگ نوشی مذہب
 امام مالک فرار دیا تھا اور ناخبر سے اسی مذہب الہم احمد بن حنبل ٹھہرایا فرمائے ناظم خسرو
 ہیں یا ناخبر خسرو اذ ما و الاخرہ ذلک ہو الخضران البین قولہ کہ کسی شخص نے قاضی محمد بن علی
 شوقانی سے پوچھا اذ قال المرون حی علی خیر العمل منبغی اجابتہ بنی ام لا فاجاب لا لاجبہ لک
 مکروہہ لانہ بدعت من شارب الرافض قد کرہ الاثۃ اظہار شعائر جمہ میں مدح جواب میں اس صاحبی کے
 کتاہوں الصلوۃ خیر من النوم بدعت عمرہ لاصل لہا انظر فی المطالعین مالک بلغہ ان المرون
 جابر الی عمر لوزید لعمارة الصبح فوجہ ناما فقال الصلوۃ خیر من النوم فامرہ عمر ان یجکبہا
 نداء الصبح انتہی کلامہ جواب ہنرہ چشم عداوت برزگر عیب ست بہ گل ست مسدب زورہ
 مردمان خاست بہ تنکو اگر معنی روایت سوطا کے نہ گئے تھے تو اور کسی سے پوچھا ہوتا
 پھر اگر کوئی گوشت کھن پایا جاتا تو رتہ جوابی معنی لکھا ہوتا حالانکہ قول اصعبی جوابی اصعبی دونوں بابتیں
 احمد عرب ہیں تھنے بنظر حرا از تصرف سپر دمال پورا و سکوا سطل اظہار سہارک زبان عربی میں
 باوجود ناحق ہو صرف و نحو وغیرہ کے اپنے نام پر نقل کیا خبر عمارا چارین قصہ کہ گاؤ آند
 حرفت بہ معنی روایت مذکور کہ یہ ہیں کہ موزن خارج اذان یہ کہ لکھا تھا عمر نے فرمایا کہ
 اوس کے محل یعنی اذانین کہا کہ اور نام کے جگہ نیکے واسطے کہہ چنانچہ یہ واقعہ عینہا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا ابن ماجہ میں ہے کہ آئے بلال پاس آنحضرت کے واسطے
 خبر دینے نماز صبح کے کہنے کہا کہ آنحضرت سوتے ہیں بلال نے پکارا الصلوۃ خیر من النوم

الصلوة خیر من النوم پس مقرر کیا گیا یہ کلمہ تاؤین نماز صبح میں پیشانی بت ہوا حکم نبوی ساتھ اس کے
 انتہی مبارک علی ہذا السکو بدعت نبوی کہنا لائق تہانہ بدعت عمری السیاح حدیث ابی محمد ورنہ سے
 نسائی شریفین آیاتی کہ ہم کہا کرتے تھے حی علی الفلاح الصلوة خیر من النوم اذان صبح میں اور
 کسی روایت میں نسبت اسکو یطوف عمر فاروق کے آئی ہی اس کے معنی یہ ہیں کہ ان فی زمنہ صلی اللہ
 علیہ وسلم شرم ترک عمر رضی اللہ عنہ امر بذلک پس میں ثبوت حکم نبوی کے انتساب اسکا طرف عمر کے
 بعنوان بدعت بدعت سیدہ ہی اور شوکانی اس قول میں متفق و نہیں بلکہ امام نووی شیخ مہذبین لکھا
 ہی کہ کہنا حی علی خیر العمل کا اذان میں مکروہ ہی اسلئے کہ آنحضرت ثابت نہیں ہوا اور زیادت فی ذلک
 مکروہ ہی اور سحر الراقین میں لکھا ہی کہ اس کلمہ کو بہتے بعض بلدان میں زید سے سنائی انتہی
 اس سے معلوم ہوا کہ سلف میں کوئی اس سے واقف نہ تھا جب بشیہ شربت اور نوک نہراہ
 اور بدعات اسکو بھی کالاف لکھی حی علی خیر العمل لابی فی الاذان لانه من امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ترکہ لم یمن فی حالۃ الاختیار روی فی کتب الحدیث من طرق الائمہ الابرا علیہم السلام ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم امر ابا محمد ذرۃ ان یقول فی الاذان حی علی خیر العمل وان عمر بنی الناس عنہا بعد موت
 النبی فکفوا عنہا و امر بالتوشیح جو پہلے یہ تہہ مسروق اوسی عبا بن سبوق لکھی اور یہ روایت
 المہدیسی بطریق شیعہ مروی ہی اہلسنت پر حجت نہیں اس کے لئے انکی کتاب سے سند بیان کرو
 کہنا الصلوة خیر من النوم کا انہیں المہدیسی سے روایت اما سید ثابت ہی پس اگر قول المہدیسی
 ہی تو ہر جگہ ہو ورنہ سب سے قطع نظر ابن حبیب و جعفری نے الماسیین فتویٰ دیا ہی کہنے الصلوة
 خیر من النوم کا اذان نماز صبح میں گذار فی مقتضی الشیعہ فی احکام الشریعۃ اور منجملہ احادیث کتاب
 مذکور کے یہ حدیث ہی عبداللہ بن سنان کہ راوی ہی جعفر صادق علیہ السلام کہ فرمایا
 صبح میں بجی حی علی خیر العمل کے الصلوة خیر من النوم کہا کرو انتہی پس اگر اسکو حل تقیہ کریں
 تو جواب اسکا یہ ہی کہ امام جعفر صادق اپنے صحیفہ میں تقیہ سے منع تھے اور جوابات
 از الہ میں لکھے ہیں چنانچہ اسی جہ سے صاحب تبصارت نے حل اسکا تقیہ پر کیا تو صاحب

معتبر نے اور سکونیر معتبر حکمران کے ذریعے الصلوٰۃ خیر من النعم کو بعد از تقبیہ کے امر ہوتا ہے
 مانور بانا اور مرزا کاظم علی ازہد امامیہ مجموعہ مسائل فقیہین کہا ہے کہ ذرائع الصلوٰۃ خیر من النعم
 نزدیک ایک جماعت محققین امامیہ داخل استیجاب ہے اور بعضی قائل ہیں ساتھ جمع کے یعنی
 حی علی خیر العمل کو بھی ساتھ اویسکے ملاو اور توری طرف انتظام کے گئے ہیں بلکہ بعض
 بلا و ایران و ہندوستان میں ایسے علماء امامیہ موجود ہیں کہ انکے جمع کرتے ہیں یہاں جو بہت
 سنیت اس بنیعت عمر کے اندر ہے وجہ فریضہ غف خیر العمل کے مفہوم نہیں ہوتی الہم
 مراد عمل سے اسجگہ عمل جتنی ہی کیونکہ فضائل جتنی سے مروی ہیں فی الفضل الحمد

فضائل عمل جتنی

للعاملی من رارۃ عن ابی جعفر قال طلب العرب فی ثلثہ شرطۃ الحجۃ والحدیثۃ والسموٰط وغیرہ
 علیہ السلام خیر باندا و تیمم جتنی والسموٰط والحجۃ والحدیثۃ اور روایت اخیر سے ثابت ہے
 حقہ منحلہ اون معالجہ کے ہے کہ زبان اندہدی پر روایت زرارہ مدوح و محمود ہے اور حال
 کفر و کاذب زرارہ کا کتاب کشی سے واضح ہے لطائف مقام سے یہ ہے کہ ایک دن ایک شخص نے
 میں طبیب خانقہ شہر لکھنؤ کے کو کوہ ہند ہی حاضر تھا اس وقت مقتضب میں صدر افغانیاں مسکن
 شہر میں تھے حکیم صاحب نے بغیر و تارورہ ایک بیمار کا ملاحظہ فرما کر تلامذہ کو اشارہ فرمایا کہ
 عمل جلد ترک کرد و اس شخص نے کہا حکیم صاحب عجیب جراثیمی کہ ہم طفولیت میں کبھی عمل کا
 نہ سنتے تھے جب کثرت شیعوں کی ہوئی ہر مطلب میں یہی نام سنائی دیتا ہے اور جو شیعیہ ہیں
 بغیر و داعیہ اسی عمل کا کرتا ہے ایک بات تو بتاؤ کہ مراوت یہ کی کہ دلدادہ عمل میں لفظ خیر العمل
 ہی عمل ہی یا اور کچھ کہ ہر وقت موزن انکے دعوت اس عمل خیر کی کیا کرتے ہیں اہل مجلس
 اور اہل عمل برنجیدہ ہوئے انتقام پر ایک اور حکایت لطیف یاد آئی کہ ایک شخص فضلاء
 سے مشورتن کشمیر معصاحب معبداللہ تھے ایک دن نواب حکیم الملوک سے کہا کہ یہ علاج
 مولو لیا جب کے لئے کرو کہ بار بار بیت الخلاء کو بخاویں حکیم نے فرمایا جتنی بہترین عمل ہی
 بزرگ خفا ہوئے حکیم نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ سنت ہی ایک کشتی نے کہا آپ کیا فرماتے

بزرگ

بزرگ

ہو حکیم نے کہا میں غلط نہیں کہتا بہت احادیث قرآن و حدیث میں مروی ہیں اور میں شخص
 نے کہا کہ بہت کس بابوں میں وضع کی ہو گئی تو اسے ہنس کر کہا کہ ایک بار میں سخت بیمار ہوا تھا کہ تو صبح
 زندگی کی تھی سارا ادا ہے بالاجماع تجویز عمل کی کی مینے کہا مرقا قبول ہی ہر چند قرآن و حدیث
 غیر قبول نہیں کرتی فقہ بڑھو کہ وہ فی سنن الکبریٰ للبیہقی فی بابا مروی فی حتی علی خیر العمل
 الی قولہ نقل عن ابن عمر عن علی بن محمد بن ابی یونس فی اذانہا بعد حتی علی الصلوٰۃ حتی علی خیر العمل
 جو اسباب روایات مسرور و بحر النفاثات مخالف احادیث صحیحہ میں اور اس میں تخریص واقع ہو
 ہی یعنی بجائی الصلوٰۃ خیر من النوم کے حتی علی خیر العمل کو لکھا ہی دلیل اسکی یہ ہے کہ اور استاد
 میں خود ابن عمر سے ثابت ہے کہ وہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہا کرتے تھے نہ یہ کلمہ علاوہ اسکے
 روایات بیہقی سے اس قدر ثابت ہے کہ یہ فعل ابن عمر کا احباتا تھا نہ دائرۃ فعل نبوی پس
 بمقابلہ فعل عمر فاروق کہ باپ ابن عمر کے ہیں اور خلیفہ رسول اللہ کہ پیغمبر مولا کا خصوصاً
 اس وقت کہ مرفوع تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ اور فعل عمر فاروق مبص علیہم کہ سنتی و
 سنتہ الخافا الراشدین عین سنت ہی علی الخصوص جب وقت کہ امر نبوی بھی ساتھ اس کے
 واقع و ثابت ہو قطع نظر اسکے حال جمع و تالیف بیہقی کا سابق گذر کہ بڑا معتبر میں اہل حدیث
 میں ابن قتیبہ کہ تو کلمہ مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں بعد بیان تنویب کے عبارت طویل
 ہے کہ حضرت علی سے انکار تنویب منقول ہی فرمایا آخر جہاد المبتدع من المسجد جو اسباب تنویب
 انکار اور ہی اور وہ تنویب جسکو سنتی مسنون کہتے ہیں اور ہی تفصیل اسکے یہ ہے کہ ترویج
 نے بلال سے روایت کی ہے کہ آنحضرت فرمایا کہ تنویب کہو کسی نماز میں مگر فجر میں و فی
 عن ابی مخدرہ مراد تنویب سے اس جگہ الصلوٰۃ خیر من النوم ہی و ہو قول ابن مبارک و احمد
 الذی اختارہ اہل العلم و رووہ اور عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے نماز صبح
 میں الصلوٰۃ خیر من النوم اور اسحق نے کہا کہ ایک تنویب ہے جو لوگوں نے بعد نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کے نکالی ہے یعنی جب بعد اذان میں سوئے کہ لوگ آئے مسجد میں ویر کرتے

کہتا ہوں کہ اس کی خبر حاصل

جو حدیث اس سے ثابت ہے

اور مؤذن در بیان اقامت و اذان کے گستاخ قات الصلوٰۃ و حی علی الفلاح اسکو اہل علم کو
 کہتے ہیں بسبب و شایع ہونیکے بعد آنحضرت کے چنانچہ عباد سے مروی ہے کہ داخل ہوا میں جبرائیل علیہ السلام
 بن عمر کے مسجد میں لاکھ اذان ہو گئی تھی اور میں اور ہم چاہتے تھے کہ نماز پڑھیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 مودن سے سوئے اہل عمر مسجد سے اور کما خلو چکر ساتھ پاس اس متبع کے اسلئے کہ وہ
 ترویج ہے کہ بعد آنحضرت کے لوگوں نے خالی ہی بکھڑائی لڑائی اس ثابت ہوا کہ انکار فرضی علی کا خیر
 حاشا پر تھانہ قدیم پر پور ترویج نزدیک شیعہ ہی ثابت ہے کما یلیح من الجبل التین للعالیٰ علیہ السلام
 شیعہ اثنا عشریہ بوجہ اسناد و غیرہ بر نوافل مضائقہ اپنے گھروں میں بڑے ہیں کہ یہ کثرت
 صلوٰۃ المرئی بآیۃ افضل الا لکثرة اور نام ان نوافل کا تراویح نہیں تراویح حقیقت میں اذکار
 عمر بن خطاب ہی کا قال نعمت اللہ علیہ و آلہ و سلم کا یہ تقریر تمام ہی اسلئے کہ اس
 چاہئے تھا کہ آنحضرت نوافل مضائقہ گھر میں ادا کرتے نہ مسجد میں حالانکہ ثبوت اسکا بغایت
 ہی اور غایت الامر یہ ہے کہ ترک مواظبت کا یہ عذر بیان فرمایا احسنیت ان تفرغ علیک مومنین
 حجت اولیٰ فی الیوم نہیں ہو سکتا کہ فعل نبی مختص اس نوافل کا ہی عموم حدیث مذکور سے اور
 جسے حدیث مسطور فرمائی اور سینے میں رات تک رمضان میں اس نوافل کو سباحت ادا کیا اور اس
 اور نوافل کے تنہا گھر میں نہیں پڑھا چنانچہ کتب سے نقل مستفیض ثابت ہے پس جب کہ
 ادا کرنا اسکا مسجد میں گھر میں سباحت تنہا فعل نبوی ثابت ہوا تو پھر اگر عمر نے بعد
 نبوی نظر برفع عذر مذکور احیاء سنت نبوی فرمایا تو کیا خیالی ہو گئی اور باتفاق فریقین
 فاعادہ اصول مقرر ہے کہ جب حکم نص شارع سے ملل ہو ساتھ کسی علت کے نورق انقطاع
 علت کے وہ حکم ہی مرتفع ہو جائے اور بدعت کہنا عمر کا مواظبت جماعت ہی نفس تراویح و سباحت
 کو کیونکہ مواظبت اسکی حادث ہے نہ اصل عمل سوبہ حدیث قاض نہیں ہو سکتا اسلئے کہ بہت
 چیزیں ہیں کہ زمانہ نبیین تھیں پھر حکماء راشدین و ائمہ طاہرین عہد میں ہوئیں اس متبعین
 مذکور خصوص ہی ساتھ خیر تراویح کے اور قول عمر مخصوص ہی ساتھ اس چیز کے بلکہ کہہ سکتے

میں خواہ کبھی شیعہ جمعیہ غدیر و تنظیم نوروز وادار نماز شکر روز قتل عمر رضی اللہ عنہ اور تحلیل مخرج
 جواسی اور مخرج کرنے بعض افراد کے ترکہ سے کیا کہیں گے کہ یہ چیزیں نامائے اخضر تین عینا ولا اثر انہا
 نہ تین ائمہ بعد آنحضرت کے احداث و اختراع کی ہیں مطابق زعم شیعہ شیعہ کے پس خلفاء راشدین کیا کہیں گے
 حکم ائمہ کہتے ہیں کہ اجار علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین اس لئے احداث عمر کو مطابق احداث ائمہ دیگر
 بدعت نہیں جانتے اور اگر جانیں تو بدعت منوی نہ شرعی قولہ میں کہتا ہوں کہ شفقت آنحضرت کی ہوتی
 زیادہ پرمہربان تھی حال میں چچہ بار حکم نماز کا درگاہ بے نیاز سے ہوا حضرت بار بار واسطے
 تخفیف کے عرض کیا کہ پانچ مرتبہ باقی رہی اور خدا نے فرمایا لا یخلفک اللہ نفسا الا و معہا جو اس ثبوت
 و حکم اسوقوفہی ثبوت حقوق تکلیف بالایطاق پر اس نماز تراویح میں اور وہ غیر واقع ہی و نفس
 چکانہ ہی بل نفاق پر شاق ہی اور تکلیف بالایطاق قال اللہ تعالیٰ و انما للکبیرۃ الا علی الخ شیعہ
 یظنون انہم ملاوۃ ربہم و انہم لیکرہون تراویح کا کیا ذکر ہی اور شفقت آنحضرت کی مسلم ہی لیکن
 اس شفقت کو آنحضرت باوجود ملاحظہ تکلیف صحابہ کے تراویح میں مراعات فرمایا تو اب امت کو
 اس کی رعایت کیا ضروری غلط کہا میں بلکہ آنحضرت مشوق و راحت صحابہ کو ملا حظ فرمایا اور شفقت
 اس پنج پر او کیا کہ اندیشہ فرضیت سے صرف موافقت کی چنانچہ نظر اسی راحت کے اس نوافل کا نام تراویح ہوا
 کہ لا الذکر القلوب اور معراج میں پچاس ہجرت حکم نماز کا ہونا حسب کتاب الہیہ ثابت ہوئے
 اس کا نام بتلا و البتہ پچاس نماز کا حکم ہوا تھا نہ پچاس مرتبہ بطریق تاکید کے یہ ہی وہ بات ہوئی
 کہ امامیہ لکھا ہی کہ ایک سو بیس بار خدا پیغمبر کو آسمان پر بلا کر تاکید تبلیغ مسلمان امت مرتضوی
 فرمائی کہ قرطبو لہا فیما سبق قولہ ظاہر ہی کہ رمضان میں کس قدر رکعت روزہ کی ہوتی ہی بعد اظہار
 اکثر طریقت باطل ضعیف ہو جاتی ہی اس صورت میں اپنی جان پر تکلیف گوارا کرنا ظلم صریح ہی چوتھے
 احکام شریعت کے مبنی کوفت و سوخت کسی چیز پر نہیں بلکہ جو عبادت کثیرہ المشقت ہی اس کا اجزاء
 ہی کہاجانی الحدیث فضل العبادۃ الشقاوا و حمصہا اسی ہجرت عباد کو تکلف اور شہ و تکلیف
 کہتے ہیں پس اگر ایسی تکلیف گریزی ہی تو مرفوع القلم ہو جانا چاہئے کا قیل و قال نہ سنی ام

سندھ کے جو کچھ اس کتاب میں ہے اس کا مصنف میر تقی میر ہے

کوشش از ۱۹۰۰

مرفعی را نعمان بہت چہین بہتانی؛ بایا این زمرہ را گوشِ حقیقت دانی **قولہ** میں کتابوں بجالاناکم
 خدا و رسول عین ایمان ہی خبر میں ہی الحکم باللہ والبغض باللہ اسلئے محبان اہل بیت سے تو لا و دشمنان
 تیرا واجب جانتے ہیں جو اب یہ خبر بطریق امر یعنی انتشار نہیں بلکہ بطور اخبار ہی اور بغض کہ تیرا کام
 نہیں شہرہ عائد عقلاً لغتہ پہنچی وجوب و حکمت کہ ہر سے آگاہ ہیں گے **قولہ** میں دشمنان خدا و رسول
 بغض و ہی **قولہ** تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ فلعنم اللہ فی الذل و الاخرۃ **جواب** یہ بھی
 اخبار ہی نہ انشاء اور مصلحت اور اسکے موزی ہیں جیسے ابو جہل و ابولہب غیر ہمارے اور جو صحابہ کو معاذ
 اسکا مصلحت نہیں اور وہ جاہل ہی یا معاذ اسلئے کہ ایذا دینا خلفائے ثلاثہ کا خصوصاً اور سائر صحابہ کا
 عموماً آنحضرت کو بالیقین ثابت نہیں ورنہ خود آنحضرت بوجہ اس لعن کے اوپر لعنت کرتے یہ کیوں
 حکم ان بعض الظن انہم گندہ صرف ہی چنانچہ اسی جہت مصباح الشریعہ میں حضرت جعفر صادق
 نقل کیا ہی کہ چھوڑ دینے کہ شک سے اور جہت مکر و اعتقاد و زور و ہمتان پر حق اصحاب خیر الانام
 میں اور کہو اعتقاد و اوکی محبت کا اور بیان کرو اسکے فضائل اور کتاب الایمان کافی میں ہی حدیث
 آنحضرت کی لا تسبوا الناس فکسلوا العبادۃ بینہم انتی **قولہ** زنجشیری و رازی و نیشاپوری وغیرہ قائل ہیں
 یہ آیت حق میں موزیان نبی علی کے آئی ہی اور مبنی ایذا کے آئندہ کہ نارنجیدہ کرنا ناخوش کرنا ہی
 اور ایذا کی غام ہی کہنے یا بکرا یا تبرا کے یا ذرہ خاک کسی پر ڈالے یا رنجش کرے نہ داخل
 ایذا ہی جو با قطع نظر اسکے کہ زنجشیری متفرقی رازی وغیرہ سے ناقلاً من قول کے ہیں اور
 کہ مراد اولت الایمانی کہ اسے فرد خاص نہیں ہوتی سو بہ تقدیرت ایم اس قول کے اسقدر ثابت
 ہی کہ خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہی موزیان علی پر نہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہم ہی اوپر لعنت کرے اور
 اخبار مستند اس فعل کو نہیں کہونکہ مذکورہ اقتداء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے **جواب** یہ
 افعال الہی موزی نے کسی جگہ لعنت اپنے موزی نہیں کی جبکہ علی کی معذرت یہ آیت مجمل ہی
 کہونکہ اس میں نام موزیان علی ہی کے بیان نہیں فرما اب کو ہی لعن صریح صحت کہ مفید لعنت اشخاص
 مشخصہ موصلاً کہ جنہوں بقول آیکے علی کو ایذا دی علی نے او کو موزی لعنت کی جیسے و اباشان

الحق جہا لعن برہمنان

علم موزیان علی موزی ایذا

لشکر شام بلکہ ادنیٰ کے ترسیے منع فرمایا اور لوگوں کو مسلمان و انحراف کہا سو جو کوئی تارک کبلاسل بیعت کا
 ہی وہی لخت اللہ ہی کو ملے اور ماہیت شریف جو یہ بھی کہ مؤید کو دیکھ کر تے اور فرماتے اللہ غفر
 فائز لا یصلون اور عوض انہما اپنے نفس میں کہ کبھی ہی حشر میں لیا جب کہ اندوہ و خوف و حشر کے لئے اپنے لگا
 شرعی کے شہر سو نعمت ہی انہیں برہی جھوٹ ترک اسلام اور امانت دین مرضی حق کی نہ کسی اور پر اور
 بات باطن فریقین ہی جس نے ہرگز کہی صانعین ہوئی فافرقا سمندر جسطرح ایک نمبر ہی مرقضوی
 موجب بنائی ہی اسبطح ایدار معدین و فاروق و عثمان بلکہ جمیع اصحاب علیشان موجب بن رحمان
 ہی باطن قاف و نقصان ہی جسے صاحب مع الاخبار بلکہ ای قال الہی صلی اللہ علیہ وسلم من
 اصحابی فقد کفر انتہی چنانچہ کسی ہی نظر سے بدگوئی معاویہ بن محمد ملین اور ابیہ القبول سامعی عام
 آج کچھ مار ڈالے جسے سے پس جیسا کہ کوئی مساویہ کیا اسے وہ موزی ہی قلم لعنت
 کا زمین خالین بر منہ از قرآن شہدیت میں ہی اور جو ظلم تو تم کی ہی ہر ہوا اطہر من اللہ مسکتے ہیں
 ظالموں پر واجب ہی اور ترک اور کھانہ ترک واجب جو اب سر اور ظالمین کا زمین سے فراتین کفار و
 بین اہل قبلہ و اربابین اور یمن بدترین عتاب لگی ہی اور نزدیک اللہ کے بقدر اللہ ہی خاص
 ہی ساتھ کفار کے چنانچہ اسی سبب سے قاتل عمر بن خطاب قتلہ عثمان بن عفان پر لعنت یمن
 بخلاف انہی کے کہ انکو مطلق احتیاط نہیں حتیٰ کہ اخبار و اصول یہ باہم ایک دوسرے کو لعنت کرتے ہیں
 اور جسے آل بنی پر ظلم کیا اور دائرہ اسلام باہر گیا جیسے یزید و شمر وغیرہ اوپر سب سے نزدیک
 اللہ کے لعنت ہی اور جو باطل کا اور صوف ہوتا کہ قرآن ترغیبین مثل اور اوامر کے اسکا حکم
 نازل ہوتا یعنی العزائم و الکاذبین حالانکہ یہ ترکیب سے قرآن لکھا گیا ہے نہیں لکھی بلکہ سوا
 ہر جگہ اسطر حبیبی کہ اوست و طیبہ لعنت علی الدوام نہیں نکلتا یعنی لعنت اللہ علی کذا سو جو کوئی
 و خبرین فرق نہیں کرتا وہ حق ہی اور ترک معنی ترک واجب کہتا بنا و فاسد علی الفاسد ہی مع
 ولین یصلح العطار ما افسد اللہ ہر قولہ خبرین ہی کہ جب حضرت عباسؓ کی انصاف کے آئے اور
 موندنایا حضرت نے ختم ہر فرمایا وہ مومن نہیں جو چاکر چاکر کیا اسے یہاں حال قریب میرا

لعنت بظالمین کا زمین و غیرہ

ایضا قول رسول خدا

کہ اس بنیما مفسی من قبل اور شیخہ حال مقلد اس برہن کے ہیں سو جو لوگ برہن نام کے مسئلہ
 ویاں میں ہیں اور ان کے حق میں یہ نوہ قدرت الہی ہی کہ خدا نے اپنے نیک بندوں کو ان کی زبان
 لعنت ترسان اس طرح بچایا کہ وہ لعنت ظالمین پر کرتے ہیں اور کج خلق عالم سمجھتے ہیں یعنی اچھا
 لصفی تاب وہ ظالم نہیں بلکہ عادل ہیں تو ان کی لعنت اور نیر نہیں پڑتی جس طرح صحیح بخاری میں آیا ہے
 کہ سو کھذا اصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تعجب نہیں کرنے کہ کیونکہ یہ تیری جھٹکا جسے گالی دینے
 قریش کو اور ان کی لعن کر کو وہ گالی دیتے ہیں مذموم کو اور لعنت کرتے ہیں اور سکو اور میں محمد بن
 صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ یہ لعنت انہیں پر پھرتی ہی جس طرح باب چہم فصل شہتم حلیۃ المتقین میں
 امام باقر علیہ السلام منقول ہے کہ جو لعنت کسی شخص کے سونہہ نکلتی ہے اگر وہ لعنت اپنے
 صاحب کو پاتی ہے تو اوپر پڑتی ہے نہیں تو لعنت کرنیوالے پر پھرتے ہی وکذا فی سجاد الاصول مجلسی
 چنانچہ اسی جگہ سے ملاؤ وہاں ہے کہ کہا ہی اللافی نوہ لعنت اور جمع تعین کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے باوجود علم منافقین کے نام ان کے نہ بلائے اور اوپر لعنت نکلی تو اب روفض کو وہ نام
 ہے بلکہ آنحضرت کے کیونکہ معلوم ہو کہ اور خلاف فعل نبوی انکو اوپر لعنت کرنا کائنات درست ہوا
 اور عقاب ثواب تعبد قدرت مالک یوم الدین میں ہی نہ روفض شیاطین میں پس پوچھا لعن کل منافق
 غیر شخص نامعلوم لاسم نہ پکھن ہی اور ہند لال کہ یہ لاسمبوالذین یذہبون جہنم دون انہو سے
 بعد مصلحت پر بصورت یعنی نام اہل نفاق کے مخالف مدعا ہے کیونکہ اسمیں جرح نہیں ہی لعن
 ہے نام ہو یا با نام اور یہ منع ان کے لعن ہی جو بے شک غیر میں چہ چا صحابہ کہ بے شک مسلمان
 ہیں پس جس صورت میں کہ جسٹھا کی لعن کفار کو روا نہ کہ اس مصلحت سے کہ وہ بقاء اس کے خدا کو
 گالی دینے تو لعن بالبرہن بالاولیٰ ممنوع ہوئی کیونکہ یہاں مسلمان بمقابلہ روفض ہے ایمان سکوت کرتے
 ہیں اور خدا و رسول اللہ مدعی کو ہرگز برا نہیں کہتے بلکہ عمل اس آیت پر کرتے ہیں کہ لیس مسکلت الی
 یدک لتقتلنی ما انا بایسیر مدعی الیک لانتک اتی افاق اللہ ربنا فاعلم ان لانی ارباب ان یذہبوا یذہبون
 فکون من اصحاب النار وذلک جنہا انظار لجن طرفہ مدعی کہ مسلمانوں نے ہی اسی پر عمل کر کے روفض

کہ سب سے پہلے داعی غیر المؤمنین لعنت علی اور شیخ مجاہد قیس بن عبد اللہ و ابی نعیم حکیم کو ہی وقتہ ہو گئی خدا
 و خدا و خدا میں فرو گذاشت کیا کہ کتب امامیہ ثابت ہی کہ سب سے پہلے صاحب سب سے پہلے ہی اور سب سے پہلے ہی سب سے پہلے
 ہی چنانچہ اسی جہت سے صاحب جامع الاسرار نے کہ مشاہیر علماء امامیہ ہی حق اصحابین اسی حدیث و
 کئی ہیں جس کا خلاصہ مانا پینا حضرت شلاق کرنا ہی اوس شخص کو جو حق صحابہ میں زبان درازی کرے
 اور پاسداری حقوق و رعایت محبت نہ کرے از انجلہ یہ حدیث ہی قال ابنی علی اللہ علیہ وسلم من سبنی
 فاقترہ و من سب صاحبی فاجلدہ اس طرح حدیث کتاب عبید بن اخبار الرضا میں اور مجلسی کتاب
 الفتن بحار الانوار میں حدیث نجوم کو ذکر کیا ہی اور مفتاح الشریعہ و مصباح الحقیقۃ المنسوب الی مولانا
 الصاوی علیہ السلام میں ہی کہ سب و شتم حق احاد الناس میں ہی سب سے پہلے صاحب اکرام کی ہیں یعنی علی
 علیہ السلام العن الغالبین جمیعاً فاللین ینقلب ہی کہ لا یجوز ان لا یقال قولہ و سب حرم غیر ائمہ
 جس کا غاصب حق آل محمد و ان کا بیعت غدیر و ظالم و جابر و قاتل ائمہ بحق ہو نا کہ کتب جدیدہ و نئی سے ثابت
 گو صحابی ہوں یا اور کسی سب کو سب لو یا ایمان جا کر نام بنام لعن تبر کرتے ہیں جو یہ بیان تک
 کہ اپنی قوم میں ہی معروف یعنی ہیں حالانکہ حدیث کتاب اعتقاد میں امام جعفر صادق حق میں
 ایک شخص کے کہ آپ کے دشمنوں کو نام بنام مبرا کہتا تھا نقل کیا ہی کہ فرمایا لعنکے خدا اس پر کہ تھوڑے
 ہی حکمو اور زمین جاننا کہ حق تعالیٰ نہی فرمائی ہی لعن صنام کہ لا تشبوا الذین الا لایہ ناکفاحی باربعہ
 میں زبان درازی نہ کریں انتہی اور فی الواقع یہ استدلال حضرت امام کا تمام ہی اور حجت ہی لاعین و
 پر کیونکہ اظہار لعن نام بنام ایک امر فضول نا ہی اعتقاد و اطبی امامیہ پر مصباح الشریعہ میں ہی
 قال اللہ فی حب لمن احببتہ و احبہ رسولک مبغض لمن ابغضتہ و ابغضہ رسولک فانک لم تکلف فوف
 انتہی اس سے معلوم ہوا کہ لعن تبر اگر ناخالف طریقہ شیعہ ہی چنانچہ اسی جہت سے صاحب اس المومنین
 لکھا ہی کہ نام خلفائے ثلاثہ مطلقاً زبان پر جاری نہ ہو لیکن ابواب شیعہ کہ ظفر و نوک و سبیلہ خود منائی
 حیدر بگمارا ہی ہی انتہی الحمد للہ کہ ابوابی کہ ظفر و اس شتم ثانی انما عشرہ کی جس کے آنا قل کل ہیں
 قاضی صاحب فضا نے بخوبی ثابت ہو گئی اور صاحب صا و اس سے کچھ گئے الا ان خصوص حق امارا و وہ حق

حق صحابہ پر کہ نام بنام

واما من الصداقین سرگرمین آلود و اسنم چه عجیب: ہمہ عالم کو اچھمت اورست ہرستہ و لوگ
 جو صاحب بنین جیسے لوگ بنی امیہ و عباسیہ کو بکریہ تو باقرار قاضی مذکور شیعہ کو ظاہر میں ہمارا دشمن
 نسخ ملک دشمنی کرتے ہوں پس شیعہ پر لعنت کرنا گویا خود ملعون بنائی کیونکہ بیان اقصیت مظلوم بنی
 طاہرہ اور بنی امیہ میں جو ظالم الہی تھے جیسے بنو ہاشم معاویہ وغیرہ اوکو سنی بھی اچھا نہیں کہتے اور
 جراحے تھے جیسے معاویہ بن یزید و عمر بن عبدالعزیز اوکو شیعہ بھی بہتر جانتے ہیں مہذا شیطان
 باتفاق فریقین بلکہ فرق اسلام بایقین منصوب اللہ تعالیٰ لیکن کوئی نص بابت لعن کر نیکیہ او سر وارو
 نہیں اور نہ اوکی لعن کر شیعہ عین عبادت کہا ہی اور انبیاء و اوصیاء اللہ پر کسی قیام ساتھ اس جہاں علیہ السلام
 کے بالا جلع یا نام بنام مانور ہی کہ امامیہ قدر شیعہ و فریقہ لعنت ہیں اگر کوئی نص اس بابت موجود
 عنایت کیجیے مگر یہ لعنت ترکہ الیہس ملعون ہی کہ حق و استحقاق امامیہ کو پشت و پشت نیچے جانچ
 کہامی شیعہ افضلی را گو کہ انسان بہت: نطفہ احتلام شیطان بہت ہو کہتے ہیں کہ لایق شیعہ
 یا سرورین انقولی لا یمن ظلم ہذا زمانہ ہی کہ برکنا ستم رسدہ کا اوکو جسے ستم کیا ہو باعلان جہاں
 اس سے زیادہ اور کیا ستم ہم پر ہوگا کہ ظان و ظان ہمارے اللہ کے ساتھ کیا کیا بدی نکلی اسلئے جب کو
 ظلم یا داتا ہی ہو جب حکم خدا کے لعن کر کے اوکی ارادہ کو جبراً فعل سچا ہیں امتی حاصل جو او کو
 دلیل لعن نام بنام نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں تفسیر بانہ ہمارا سادہ و معنی نہیں اس سے حکم لعن نکالنا
 معاذ اللہ خدا پاک پر طرفان باندہ بنائی کا و انکوت یقیناً انکوت و شوق الی الخیر و خیر الخیر
 تو کار زمین انکو ساختی: کہ با آسمان نیز پراختی و متزلزل کہا جاتا ہی کہ اس آیت سے اسبقہ ثابت
 ہوتا ہی کہ مظلوم چلاؤ نہ بہر کہ اتبا مظلوم قرآن بعد قرن الی یوم القیام چلا کرین کیونکہ ظلم اس میں
 اور گز گیا نہ اسکے قرائع پر مہندایہ جانا بدی کہ اس حال میں ہی اسکو مجبور فرمایا ہی اور اسے
 فریقین ثابت ہی کہ اللہ ہی کہی نہیں چلا اور کسی کو حکم چلا نہ دیا بلکہ انہما و گلہ اپنی مظلومیت کا ہی
 عالم الغیب و الشہادہ اور کسی سے نہیں کیا دوسرے چلا نہ مظلوم کا اسلئے ہوتا ہی کہ حاکم وقت او کو
 کو بھیجے اور ظالم سے اوکا عوض لےو اور یہ او وقت ہوتا ہی کہ جب مظلوم مظلوم و حاکم نیز ملو جو

دلیل لعن بنی امیہ و عباسیہ

بخلاف اس چلانے کے کہ یہاں کوئی موجد نہیں ہو اس لیے کہ شیعو کا خلق پہلے اور کچھ حاصل نہیں فرمایا
 شخاں بال شغال است تیسرے اگر چاہیے عرض اعلاہم غافلین ہی تو اس طرح سے سب سلمان واقفین میں
 لشکر زید نے بے شبہ بے ادبی کی اور دوسرا ہوا اگر استدرا و طلب ہی تو اب وہ ممکن نہیں جوتے اگر خبر کرنا
 خدا کا ہی نظر اس کے بعض اوقات شیعوں کا ہی نہیں تھا بلکہ عالم الغیب الشہادہ ہونا خدا کا ثابت ہی کوئی حکم
 یا چاہے اس کو ہر کسی کی ظلم و عدل کی برابر خبر ہی ہی وہ اپنے دوستوں کا ہر طرح کا انتقام لے گا اس کو کوشش سے
 زیادہ اس کا دہان ہی ان کی فرار و میدان اور پرتو قوت نہیں پانچویں جزا و فعل پہچانا اس کا کام ہی جو مالک جزا و جہ سے
 حقیقتاً شیعہ کا کہ یہ خود مقہور مجبورین مالک یوم الدین نہیں پس یہ کہنا کہ ہم اس سے جزا و فعل سچاتے ہیں معاذ اللہ
 دعویٰ خدا ہی یہ کہہاں ثابت ہوا کہ وہ لائق لعن میں اور ہم مامور لعن ہو اور وہ لعن ہوتا ہے بھیجے سے
 جاتی ہی شاید ایسا ہو کہ بار عدم یا قوت موضع ہمارا اور پھر فی ہر چہ سے اس چلانے میں بطلان تفسیر کا ہی
 حالانکہ فیصل ام التفتیہ یعنی فرین آبادی صریح ہی خلاف لعن میں اور بے شبہ لاعین مخالف فیصل لہ میں لوفی خلا
 فیصل بلا خلاف کفر ہی ساتویں اپنے صفحہ پنچا دہ شتم میں کہہاں ہی کہ روشنی قرآن و سنت کہ این جہ متفقین
 اکل و شرب وادست و محبت و مخالفت و مناہت با تمام صحابہ انصار و شہداء و سبب ظہار ایمان رسول اللہ ص
 بیع امر قریبی حشمت اتنی بظلمت اسے ثابت ہوا کہ اگر کسی نفاق ہی معلوم ہو تو ہی نظر ظاہر شرع اس سے بھا
 اسلام کا کہنے کفار کا اس کا اس جہاں بسو میں برنا و کفار سا ہی اسلام کا اس لیے کہ اسلام میں یہ ملکہ
 ہرگز مسلک انہیں اور آنحضرت باوجود علم منافقین کے ایسا کیا اور اس آیت سے اسد لال فرمایا اور کہہ کر
 کہ مسلم سرتق لعنت کا نہیں ہوتا یہاں کفار کی ہی پس ملکہ کا وغیرہ منصوص ہی لعنت منع ہی ملکہ کا کافر
 ہی لعنت کا نہ نہیں جنس اصناف قت و دیباہی تفسیر ہی انہوں نے جو ظلم ہوا تھا شہ حضرت امام حسین
 شہید کر دیا و عجیب علیہم السلام وہ سب عین حالت ظلم میں جو مسلمین و منافقین اور ہمارا و ان کی بان و دامن سے
 کوئی حزن خان مرضی الہی تھا حالانکہ اگر وہ ایسے غصہ میں حکم آئے کہ یہ کچھ سوسے نکالتے تو گنجائش ہی
 کہ اضطراب و اختصار میں بلا فرق ہی سہدا و ان کی زبان سے نکلا تو یہی تھا کہ کسی کوئی جو سچا و حرم رسول اللہ کو
 و اس کے اللہ کے جسم پیرین زید را جی شہر کمال ہو گیا یہ نہیں نکلا کہ لعنت خدا کی اس قسم مردوں پر نہایت

نمود بائد من کجور بعد الگور اور اگر بطریق متزل مراد اسے اوکھون جو بعد وفات نبوی بھیجے گئے تو ہی
 مفید ہوگا سامی نہیں اسلئے کہ پدہ لوگ ہیں جسے بزرگہ صدیق لٹے مثل بنو ضحیفہ وغیرہ اور یہ بات کتب
 شیعہ ثناتی ہی چنانچہ صاحب تفسیر منج الصادقین نشان نزول کو یہ یا ایہا الکذبتین امینوں میں یہ کلمہ
 عن حق نہیں لکھا ہی کہ بعد وفات سید کائنات تمام عرب مرتد ہو گئے مگر کہ و مدینہ بنی عبد القیس جس میں
 میں نہ کوئے سے باز کا الی قولہ تو اس میں مذکور ہی کہ تیرہ قبیلہ اسکا مکرر ہوئے آخر محمد بنی بن اور وہ بنو تیرہ
 تیرہ میں اسکا ذوالخار اسوہ غنی ہی قبیلہ دوم بنو ضحیفہ یہاں سے اسکا پسند کیا کہ اب جہاں بزرگہ خلافت پر
 خالد و لید کو مع جماعت جماعہ خیر کے بھیجا کہ اسکو مقہور کیا بعد اسکے لکھا ہی کہ محمد ابو بکر میں ت قبیلہ بنو تیرہ
 حقیقتی انکے شر کو کفایت کیا اور مسلمانوں کے ہاتھ پر تلے جو انتہی مختصر آیتیں اگر عموم اصحاب اس میں ہیں بقلا
 تو قرآن انکی صح میں اور تراویح مخصوص خلفائے ثلاثہ ایمان انما ہدایت قرآن رسول انہم جان انہم اطہار
 اور احقران علما کو بار بار تائید بخار کا حقہ ثابت ہی کا صلی قولہ کا تان حق اور برگشتوں پر قرآن میں صریح
 آئی ہی اسکا جگہ تامل ہی ہی قولہ تعالیٰ ان الذین کیونون ما تزلزلنا من انبیائنا و انہم من بعد ما ینزلنا

فی الکتاب اور انکو کچھ نہیں کہہ سکتے کہ انکو اللہ عزوجل الی قولہ اسطرح بہت کلام حکم میں کہ کتب مسطورہ انما عشر
 میں کہے ہی جو اب حشر فان کنت لا تدری فتکلم مصیبتہ و ان کنت تدری فالصیبتہ اعظم اما
 صادق بطریق تفسیر عریضی فرماتے ہیں کہ یہ آیت نشان حضرت اسیر میں ہی اور حضرت ابو جعفر نے اور اس
 کو بھی اس میں داخل کر کے فرمایا ہی حیرت خال علیہ السلام یعنی مذکور سخن اور اگر کلمہ امامیہ کہ اعتقاد اس کا
 نسبت جمیع ائمہ ہی کہتے ہیں اس سلسلہ کو جناب امیر سے لیکر تا مہدی بن عیسا و ابابکر سید عالم ہی اس قدر
 ہی اعتقاد کر کے دوسری آیت کو کہ میں کہ حضرت امام صادق فرمایا کہ مراد اول کلمہ یعنی ہم اللہ عزوجل
 سے ہم ہیں اور یہ روایت ہی تفسیر عریضی اور جلد اول بحار علی بن موسیٰ میں موجود ہی اسطرح بہت کلام
 حکم میں کہ کتب مسطورہ انما عشر میں کہے ہیں اور اگر مراد اس سے اہل بیت و فضائل میں جنہوں نے آیات
 نازلہ کو حق حضرت ائمہ میں چاہا یا اور قرآن باہر نکالا چنانچہ وضع تقریر سامی اور روایات علی بن ابیہم
 قوی اور حنا کافی سے معلوم ہوتا ہی تو جواباً دیکھا ہی کہ ہر فرقہ محال ہوا جنہوں نے قرآن مجید کو کلام حق

بلکہ اسکی قرأت سے کہ کتاب اللہ علی حدیثی منع فرمایا کہ کلمہ لائق تر ساتھ مصداق ہوئے ان آیات
 کے ہیں یا بخلاف انہ جنہوں نے بعض قرآن مجید کو باعتبار ما صریح اور ایک جماعت قدما و امایہ کے اور تمام قرآن
 ہے کہ وہ کلمت مطابق مذہب سید مرتضیٰ و صدوق و زید صادق و امثالہم کے چنانچہ تفسیر مجمع البیان
 اعتقاد یہی ہے عقل اسکی اپنے محل پر گذرئی گئی کیا باقی رہی یہ بات کہ جب غلط و اعوان غلط و قرآن
 مرتضیٰ کو کہ اسکی کہ مشتعل ذائع مہاجرین انصار پر تھا قبول کیا تو جناب امیر نے بانصرہ اور اسکو کہ تم ان
 چنانچہ مجلسی نے سجاد حق الیقین میں ایراد اس قسم مہلکا کیا ہے اسو انالہ ان سفوات کا قطع نظر ازو کم
 صدوق و علم الہدیٰ یہی ہے کہ یہ عذر بدتر از گناہ اور یہ علت و سبب بن سببی و سبب سببی اسکی
 کہ پیغمبر علی اللہ علیہ وسلم نے منکرین قرآن کے ساتھ جہاد کیا ہے اور کہیں سبب انکے انکار کے ایک
 قرآن تفسیری نہیں فرمایا پس جناب امیر کا یہ کتاب مستطافا و ائد من لکما اصول فسخہ پر لیاقت امامت
 نہ کہتے ہو گئے اگر کہیں کہ با بر اختیار نقدی شائع نہ کر سکے تو قطع نظر اسکے کہ عدم تشہیر اور بانہی اور
 و منع اور ثبات اور رعایت سجاد حق الیقین وغیرہ اشرفی میں انفس واقع ہوئی ہیں کہہ سکتے ہیں کہ نقدی کو ہر
 علی کا اپنے مشیر کہ جناب امیر کو محصور جانتے ہیں مجتہد اور مطلع و متقا و جناب امیر کے
 یعنی چہ تذکرہ خطبہ شریف و دعا و ضم قریش وغیرہ میں کیوں نقدی کیا اگر قریش کتمان منہائیں
 میں نفرائی کہ انشا اور کلام ہم ہوا فسخ میں جناب امیر سے ہی معاذ اللہ یہاں سے ظاہر ہوا کہ خطبہ
 وادعیہ موضوع علیاً قوم ہیں چہ جاہل حق کہ اجماع رکھتے ہیں بات پر کہ جناب امیر سے کوئی ام
 خلفاء میں صداد نہیں ہوئی اگر کہیں کہ سبب نہ مورتی کتمان کتاب الیقینامہ یہی نہیں بتا کیونکہ
 اس تقدیر پر تکذیب آیات کلینی وغیرہ اللہ شیعہ کی ہوتی ہے کہ بدالات مطابق صحیفہ حسنیہ و باقرہ
 و جعفر بن محمد بن علی کہ ہرگز سواد کسی سے ڈرنا چاہیے اور حق کو علی بروکس لاشاہ اظہار
 کرنا چاہیے اور نشر علوم میں کوشش فرمانا چاہیے الی غیر ذلک اور اگر تکذیب کلینی منظور ہو جائے
 اسے ان بزرگوں کی تصادق صدوق رضی اللہ عنہ دست بردار ہونا چاہیے کہ باوجود ان تاکیدات
 کتمان کتاب اللہ کیا گئے اور یہی نبی اسکی پڑھنے سے فراموشی قبولہ احادیث صحیحہ میں ہی لغت انصاری

برائی ہی حدیث پیش آئے اسامہ مشہور ہی ہے کہ عمار العزیزی نے تحفہ میں انکار کیا دلیل مقدمہ رابع کتاب نخل
 شہرستانی میں عطا لکھ کر قولہ انکار النانی فی مرضہ انہ قال صلوا علیہ وسلم جزا جیش اسامہ علیہ
 من تخلص عنہما قتال مہجیب علیہما انما ل امرہ واسامہ قد برز من المدینۃ وقال قوم استدرض النبی التیمی بلطفہ
 ما ردنا فکلمہ جواب حدیث جیش اسامہ میں جملہ عن شد ثابت نہیں کہ اس کے اثبات لغت مخالفین پر ہو سکے
 معذرا مخالف اور چیرنی اور تحلف اور خبر آپس کمال تجر و لغت انی سے دونوں کے ایک ہی معنی سمجھے اور یوں
 مبلغ علم صاحب تحفہ پر تہمت انکار کر دی حالانکہ اوہوں نے اسکا انکار نہیں کیا ہی کہ یہ جملہ مل نخل میں نہیں
 کہ تفسیر ہوا مقدمہ رابع اس کے اثبات کیا بلکہ انکار صحت اس جملہ کا کیا ہی اور یہ کہ اس جملہ نزدیک صاحب
 مل نخل کے موضوع منقشر ہی ہے آپس غور سخن نہیں سے دونوں انکار میں فرق نہ سمجھا اور اقرار بغلط گوئی صا
 انکار کر دیا اس فہم پر صاحب تحفہ پر حرف گیری کیجانی ہی بل بی جا تیری ارج چونامو نہڑی شاہ اسکی کہنے میں
 حالانکہ اگر یہ جملہ مل نخل میں بہرین صراحت وضع ہی موجود ہوتا تو کیا حرج تھا کہ مل نخل کہہ کتاب علم
 کی نہیں کہ اس باب میں اسکی نقل حجت ہو مگر صاحب تحفہ جو اب اس حدیث کا بغرض تسلیم ہی یا ہی
 جسطرح اوہ کی حادثہ ہی چاہئے تھا کہ اسکو مدفع کیا ہوتا یہ بن بیت جیجائی ہی کہ ہر جملہ مدلول اسل سے
 قطع کر کے درپہی ثبوت روایت بدلہ حاصل ہوتے ہیں اگر روایت ثابت ہوئی اور اسکو مطلوب پر دلالت
 نہوی تو حاصل ثبوت روایت کیا ہوا کہ وہ کندن و کاہ بر آوردن اسی لئے صاحب تحفہ نے انکار ثبوت جملہ
 لسن الشرح کے لکھ دیا ہی کہ قاعدہ اہلسنت کا یہ ہی کہ اعتبار حدیث کا جب کرتے ہیں کہ کتب معتبرہ حدیث
 میں ہوں مع احکام البصرہ والا حدیث بے سند مانند شتر بے مہار ہی اچھا نیچہ اسجگہ ایسا ہی ہوا کہ جو عبارت
 مل نخل کی سنتے نقل کی ہی اس میں حال صحت عدم صحت حدیث کا مذکور نہیں اور یہ فی الواقع کہ اس صاحب
 تحفہ کی ہی کہ جو پہلے اس نقل کے اسی بحث میں کہا تھا ہی قصہ بعینہ و پیش آیا باجملہ اگر اس حدیث کو تسلیم
 ہی کر لیں تو آخر و چلطن کی کیا ہی شد تم تجنیری یا تخلص اور قبول آپس کے شجا تخلص خلاف کہ خلاف جمیع
 اہل فاق و خلاف ہی اگر اقول ہی تو کذب صریح ہی کیونکہ تمیز اس حدیث کی خاص حضرت ابو بکر نے کی تھا
 خلاف مرضی جمیع اصحاب اہل فاق اور اگر تخلص ہی تو وہ میں علی مرتضیٰ نے جو کس وغیرہ بنی ہاشم شامی نے

داخل میں اسلئے کہ حدیث مذکور میں یہ مخصوص ہے ابو بکر یا عمر یا عثمان کا نہیں بلکہ سب کو لشکر کی واسطہ میں
داخل اس خطا کے میں تو یہ سب اسی طعن میں خصوصیت سجایا ابو بکر کی کیا بھی خیر اگر ادھر سے ایک کچھ
مختلف نمبر رنگے تو وہ ہر سب کی ہاشم میں شہر شہر دم کہ از قیابان و امن نشان گذشتی اگر گشت
خاک اہم مباد رفتہ باشد آتہ تم عدم تحکم مفسر ہی ثابت کرو اور اگر خلاف ہی تو صریح دلیل خلاف
احکام قائل حکام اور احداث قول حیدر غیر ثابت بل خلاف ہی اور قطع نظر اسکے اسر نہ ہی نزدیک است یہ
ستعین واسطے وجوہ نہیں کما فیض علیہ الرحمۃ فی الدرر والفراسد مستور میں یہ امر مذہب کے لئے ہوگا
اور ترک مذہب معصیت نہیں اور اگر ہی تو جناب امیر وغیرہ میں ہی ہاشم خاصہ حصہ ہیں اور صاحب
تحفہ نے جاپاس طعن کی سات طرح دی ہے اور ہر ہفت وجہ تحقیق طعن کو ثابت کیا ہے اور معاذ اللہ اگر
موجب یمن طعن ہو تو سب انا مکیہ اولیں آخر میں بلکہ ائمہ مظاہرین تک اس شنا سے نہجات پاتے نہیں ہے
کہ خلاف اشاعت ہے خصوصاً اصولیہ و اخباریہ معنی نہیں ہے جگہ سے کہا ہے یقول خیر اور بصیرت قولہ
تمام ہوئی فوائد عبادت چند فوائد حافظیہ پر سالہ ختم ہوتا ہے جو اسباب بہ سورنہ نہ ہی ایچ ہی
نہ حافظ علی کا کما مضی فی اوائل کتاب لیکن ڈریے رندی سے دیدیے حال کیا اٹھ لکھ لکھ خیالی
نگہ کیا ہنوز وہی نسیہ تو یہ تمہید تخریج پہلا جاتا ہے آخر تا کجا کل انار منہج بیان فیہ قولہ سفینہ کاملہ وسیع الابرار
و تاریخ حافظ آبرو و کامل السفینہ و تعیب السیر و حدیقہ سنائی میں مذکور ہے کہ شہر شہر سنہ میں حادث
مدینہ کو آیا اور جناب امام حسین عبدالرحمن بن ابی بکر و ابن عمر و ابن ہیر سے گفتگو بطور حکومت و ہدایت
کے عائشہ صدیقہ اسنابین معاویہ پر خطاب کیا معاویہ ایک گوا کہ روایا اور اسکا سونہ چہا پیا
اور سب ایک کسی سبکی اور عائشہ کو بٹھلایا وہ چاہ مذکور میں گر ٹرپن معاویہ بیٹھی بہر سے او سکا سونہ
کہ روایا اور زندہ و گور کیا اور روضۃ الصفا و جامع التوسیع و شواہد النبوة میں مرقوم ہے کہ معاویہ
تجریز زہر دینے امام حسین کی کمی چنانچہ وہ سموم ہو اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ مروان بن حکم حکم
مدینہ میں آیا اور عہدہ زوجہ امام کو مودہ نکاح برید و پچا ہزار درم زہر دینے پر راضی کیا اوسے
اور وہ یہ معاویہ نے برید سے کما نکاح کر اوسے کہا اسنے فرزند رسول کے ساتھ کیا کیا کہ میرے

آغاز و احوال

ذکر وفات عائشہ و امام حسین و دیگر اصحاب

ساتھ کہی اعتقالات سے فرمایا کہ قتل مومنین مقید الخ وقال ابی سبأ المسلم فسوق وقتل کفر فی قولہ سبحانہ
 مرا تو اس کے گلے میں بٹن تھا اور قریب بگ سوار کٹر کیے اور کہنے پیتا تھا شہر الگ پریشاں بخین گھر ہو
 کی مریش باہر جت رہہ ہو وہ جواب یہ تینوں قصے بے اصل محض افتراء صریح ہیں نسبت اس
 جن کتب کی طرف کی ہی اور میں کوئی شکی ہی جیسے جہاد و فتنہ الضاحیہ السیرہ سفینہ کاملہ و کامل السفینہ
 کوئی معتزلی ہی جیسے ریح الارباب کوئی نامعتبر ہی جیسے تاریخ حافظ آبرو و حدیث سنائی کوئی جمہول الحاکم
 جیسے جامع التواریخ کسی یمن خیانت کی ہی جیسے شواہد النبوة و روضۃ الاحباب کہ کج لفظ زید نامہ
 لکھ دیا اسلئے کہ نہ ہر دلوں کا زید کا البتہ منقول ہی نہ معاویہ کا اور زید بے شبہ بصدق آیت و حدیث
 مذکور کا ہی اگرچہ نزدیک المسلم کے حل آئے کا اور سبکی جو مستحل قتل مسلم ہو نہ وہ جس سے قتل واقع ہوا محمول
 اگر حدیث سبأ المومن فسوق لکھ نزدیک معتزلی تو سچا معاویہ پر کیا کجاً تو بیچ و زجر ہی نہیں
 معاویہ کا اور صحابی ہر تاوان کا اتفاق اہل سیرت کی اور موت علی الایمان متحقق اور قصہ بت پرستی
 و شراب خواری امور خارجہ نفس ہی الاصل علی الخصوص منہج البلاغۃ و مخصوص تصوفی الایمان
 مشار الیہ پر کیا اثر و تفسیر صافی و منہاج شیخ ابوالعباس اہل حق عدم اعتبار تواریخ پر چنانچہ
 جیسے سبحان علی الخ انکار کفر قصص و دیگر کتب امامیہ کا باوجود شہرت قصہ و روایت کتاب کے
 جا بجا اپنے رسائل میں کیا ہی اور لکھا ہی کہ رب مشہور لا اصل اور مومن جاسوسی صدور مومنین نہیں
 عقیدہ سیر و جم غفہ لکھا ہی ہاں کہ کم نہیں خواہ ہو کہ بعض از روایات بے اصل یا قول ان بنی
 انتہی اور اسی تحقیق پر مشائین و امثالہا کی طرف سے کہ قبح افکنی احادیث کثیرہ کافی کلینی میں زبان
 صدق ترجمان اللہ ہستی واقع ہی بنیاد جو لکھی ہی ہی اور یہ باور بارہ عقائد لکھی ہی چھ جگہ اخبار طرہ
 و قصص ائمہ کی و الا قصہ امیر حمزہ و عمر عیار و داستان حاتم طائی و غیرہ کیا قصہ کیا ہی نامعتبر
 ہون انکو ہی آپ بسر چشم قبول فرما کو دعا عقائد و مسائل میں کا اوپر لکھے مرعہ عزت ان تفسیر غنیہ
 و قد میں کجینان واحد و بالظہر و فخرت الی العطا اریو ما تریہ و ولن یصلح العطار ما انفسہ
 قولہ جب معاویہ و امام حسن علیہ السلام صلح ہوئی صلح نامہ میں یہ شرط تھی جواب معلوم نہیں کہ اپنے

حکومت جانتے ہیں اصل میں موجود تھی والا ضرورت ایسے محضہ عظیم کے پیش کرتے حالانکہ امامیہ
 اوں نصوص کو دانتی جانتے ہیں موضوع اگرچہ نفس الامری میں موضوع میں اور حکایت ابن عدی مختلف
 تشریح مرتضیٰ صاحب لکھی ہے کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ حسن بن علی وقت صلح کے خطبہ پڑھا وہیں یہ کہ
 معاویہ جسے نزاع کی اور امین جو یہ حق تھا اور سکا پس دیکھی میں صلح امت کی اور قطع ہونا فتنہ کا
 تھا کہ صلح میں اور بیعت کی تھی فتنہ جس سے استیلا پر صلح کو جس میں صلح کو لون اور ٹو جس میں
 اور بہتر جانیئے بچانا مسلمانوں کی خونریز کیا اور بچا ہا اس صلح سے مگر تہاری صلح کو انتہی راست سے
 مثل مہر خیز و واضح ہے کہ یہ صلح بنا برقت و دولت تھی والا کہتے کہ تم دو دول ہو اور تم کا دل جز
 و ضرر کیونہیں چاہتے اور تم خود طالب مصالحت ہو اگر تم ٹرین کو کیونکر ٹرین جس طرح یہ ہر قدر بقول آپ کے چور
 ابن عدی فرمایا بلکہ ہذا اسی حکایت ابن عدی کی ظاہر ہے کہ یہ صلح بنا بر شہادہ ضعف تھی والا ہوا
 ظہور ضعف کہ اور حسرت ہے ہی نہ وجہ انتہی حاجت ملامت کی بابت مصالحت کیا تھی مع حق شناسی
 وبرا خطا نیست بہر حال یہ صلح دلیل اسلام معاویہ ہی والا ابلاغت و شاہ کافر کی جائز نہیں
 علی الخصوص امام معصوم اگرچہ شہادہ ضعف جنود ہر علاوہ اسکے استدلال سنید کا تھا حدیث
 الخلفاء بعدی ثلثون سترہ پر مقصود نہیں کہ اس کے نفی سے نفی مراد ہو جاوے بلکہ اور احادیث سے
 بھی ہے کہ از انجملہ یہ ہے ان بنی ہذا سید وصال اللہ صلح یہ میں فتنین عظیمین بنی المسلمین اور یہ حد
 صحیح متفق علیہ فریقین ہی چنانچہ نالیق مضر اور سنانی بلکہ غزالی ابن جہوش شہادہ صاف ہوئی
 مذکور ہے اور عبارت کتاب حدائق مرقہ کہ رحم مخالفین میں چو ابا وحق محرقہ ہی بعینہا یہ ہے بعد از
 بنوی کرد و فریب و ہر و عروہ غاص فظ و میاں لشکر آنحضرت بہم رسید و دانست کہ خون ریوش
 فساد و سرحد افراط میکشد ہر جب آن کہ رسول صلعم مکر فرمودہ بود آن بنی ہذا سید وصال اللہ
 بین الفتنین عظیمین بنی المسلمین بندگان خدا و میانہ کشتہ نشوند با معاویہ صلح نمود و انتی اب کہ کہ یہ حد
 ہی اصل میں ہی با نہیں قولہ علی بن بشیر مدانی استاہی کہ میں اور سفیان بن یسلی پائل ماس کے گئی
 اور کہا السلام علیک نذل المؤمنین فرمایا و علیک السلام بیٹھوین قتل المؤمنین نہیں ہوں بلکہ

عزائم و فتنین کما امام حسن و حسین علیہ السلام

فقد اقر بجملة الايمان لان حمل الايمان انما هو الاقرار بالاشد وسو لا تنفي بل غفلة است ثابت هو ان الايمان بين
 اسلام ہی کیونکہ تنبیہ ذکر تصدیق بالقلب رکبان چتر ظاہر و باطن کا نہیں کیا وہو المطلوب اور قرآن پاک
 ہوا اسکا شاہد ہی کہ ایمان اسلام ایک چیز ہی کیونکہ کسی جگہ یہ خطاب جو منین کیا ہی اور کہ میں بسلمین اور
 ایمان اسلام کو ذیل یکدیگر میں باتفاق ذکر فرمایا ہی اور خود جو تا عدم نور ایمان کا حالت اسلام میں
 مخالف لغو صحت چتر قرآن ہی قال تعالیٰ و ما یؤلف الذین کفروا و الذین کفروا مسلمین معلوم ہوا کہ کفر و اسلام میں
 تقابل ہی پس اگر اسلام نام نفاق کا ہوتا یہ موت و مٹی کفار کی حیاصل ہو اور فرمایا انھیں شریح اللہ
 صدرہ و الاسلام ہو تو علی النور صحت معلوم ہوا کہ اسلام میں نور ہوتا ہی نہ یہ کہ مسلم وہ ہی جسکے اندر نور
 ہو اور فرمایا قل انما بانہ و انہ کذباً مستبہون اور یہ صریح ہی اتحاد ایمان و اسلام میں اور زبان
 انبیاء و وصیت انبیا میں نقل فرمایا لا تؤمنوا الا وکم مسلمون معلوم ہوا کہ موت اسلام نہ ذیل نجات
 ہی نہ علامت نفاق اور فرمایا و ان کلمو انتم لا تموتوا معلوم ہوا کہ اسلام ہر ایت ہی نفاق اور زبان
 ابراہیم علیہ السلام نقل فرمایا ربنا و اجعلنا مسلمین لک و من ربنا ائمة مسلمین لک اور زبان یہ صحت
 سے نکلا یا قر فی مسلمین و تحقیق بالقلب میں معلوم ہوا کہ مسلمان ہونا اور مسلمان ہونا صحت میں
 بلکہ ہی اگر اسلام نفاق کا نام ہوتا تو انبیاء کیوں و کما موت علی الاسلام کرتے اور فرمایا جو کلمہ
 من فیکم معلوم ہوا کہ یہ لقب قدریم شہید حضرت ابراہیم ہی انوار اسلامین اور فرمایا انھیں مسلمین
 کا ترجمہ میں ثابت ہوا کہ مسلمان مجسم ہر اہل نہیں بلکہ فرمایا و من کلمتہ عجب الاسلام و ما کان فی قلب منہ و
 فی الآخر ذرین کما سیرتین یہ صریح ہی انحصار دین میں در میان اسلام کے اور عدم قبول غیر اسلام
 میں اور خاصہ یہ غیر مسلمان کے اسطرح آیات کثیرہ سے بے تاویل ہم تفرقہ ایمان اسلام کا ثابت
 اور اس متحقق کہ مسلمان نہ ہی وہ ایمان میں منافق وہ ایمان جس طرح بعض منافق بے ایمان
 سمجھتے ہیں کیونکہ ہر اسلام نجات و دخول جہان ہی اور انجام نفاق و کسفل نیران تفصیل سمعنا
 کی احیاء علوم الدین غفر الی امام حجة الاسلام میں مرقوم ہی من شاة و علیہ جمع الیہ پس اگر یہ اولیہ و
 بنا برہم تحریر عثمان و رغو اور غان نہیں تو تصریح اکابر امامیہ باضر و قابل قبول اتفاق ہی ہے

منہ پارتو ہم رسالہ میں برقی علم الہدی سے نقل کیا ہے و علیہ السلامین قد ابغوا فی حفظہ انتہی مراد نامبرو
 اکی مسلمان ہونے پر شیعہ بنی شعی کہ حسب راہ و شیعہ منافقین بن کر نہ کہ بدعت اور جنگہ لگی ہوئی
 مردم زیادت و نقصان و تحریف و تراکوز نزدیک شک کے ثابت کیا ہے اور اگر مراد بنی ہونے کے تراستہ لال
 ساقط ہو جاوے گا اسے بطرح فہرست کتب مذکورہ رسالہ میں منجملہ کتب شیعہ کے نام حسام الاسلام و
 سواد الاسلام و شریع الاسلام و کلمہ گاہی معلوم نہیں کہ بیان ہی اسلام یعنی نفاق ہی یا ایمان لکھا
 جا سکا اطلاق لفظ اسلام و مسلمان کا قسے ایسی کہ میں سمجھا ہوں کہ مراد اس شیعہ ہے جو کہ بنی ہونے
 قصہ صریح اچھ سم کہ سورہ اہل اسلام از دست زبان اور زبان بشتہ انتہی و قول کہ مراد جنگہ معتبر
 مسلمانان تہ فرقہ شدہ انتہی و قول کہ بجملہ مسلمانان ایران الی آخرہ و لیکن مذکور ہی اس اطلاق کا شیعہ
 ہو گا کہ ان الکذوب لا حافظہ لہ اور جو یہ شیعہ وہی مصدق ہوں تو احادیث ائمہ و اقوال ائمہ و مارا مسمیہ
 حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں لا صلوة لمن لا یصلی فی المسجد مع المسلمین الا من علمہ و فی لفظ آخر میں
 عن جملۃ المسلمین و جب علی المسلمین غیبہ آور سن لا یحضر و التقیہ میں ہی جب کہ میر من جہد و قبرا
 و مثل لا فقد خرج عن الاسلام اور تحریر الاحکام میں ہی المسلمون علی اختلاف مذہبہم اطہار و
 اخراج و الغدہ آور تذکرہ شیخ جلی میں ہی الجماد فی ابتداء الاسلام لم یکن من اجابا بل منعہم انتہی
 و امر المسلمین بالصدق علی اوصی الکفار اور نیز فقہ میں ہی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا ینبغی للمسلم
 للمسلم ان یمیز مروج الناصبیۃ ولا یمیز مروج ائمہ ناصبیا ولا یطرحا عمدہ و قال النبی صلعم معنی
 من امتی لا نضیب لہم فی الاسلام الناصب لاہل بنی حریہ و غالب فی الدین مارق منہ و من سئل عن لہم
 المؤمنین و الخوارج علی المسلمین الخ اور امیر علیہ السلام فرماتے ہیں شیعہ سبقتکم الی الاسلام طرکاً
 صبیحاً ما بلغت اوان علمہ اب کہو کہ معنی سلام کہ ان خال بن ہدی میں کہ جسک اندر نور ایمان ہوا اور
 مثل نفاق و کفر کے اور یہ اطلاق صحیح ہے کہ بنی ہونے کے حال لاکہ علمی نے ارشاد القلوب میں صحیح
 حسن ابن مطہر علی لفظ جمال الاسلام و المسلمین لکھا ہے اور طبرسی کلینی وغیرہ ہی مخاطب الاسلام جو
 بن ابی جہل کہ یہ مستثنیٰ ہے ایمان ہوں مگر یہ یہی کہ قرآن پاک میں کہیں نہ کہ اسلام آیا ہے بطریق

و مدح آیہی اور جہاں کہیں لکھی آئی ہے وہاں فقہی مومنین اور ربی دلیل کی سبابت کی کہ مستحکم
 اسلام و دعایا ایمان بے نصیب اسلام و منافق بے ایمان ہیں قابل تالی و تبرک التائید من قبول استقامت
 و کمالہم الاخر و نامہ پور نہیں ہو مومن کہنا مشیہ کا ایکو اسی جگہ سے ہے اور مسلمان کہنا کسی کو اس جگہ سے
 کہ فاکت الاعراب استاقول کم کومر او کلن فو کو اس کما بدیشان رحمان ہی کہ مومنین غیر مومنین یعنی شیعیہ
 اپنی زبان سے آپ ملزم ہوئے ہیں اور اہل اسلام باقرار اکتہ خصام صلا الیمان باسلام ٹھہرے ہیں
 اکھم لہ علی بن الاسلام آب جناب مرد صاحب تیز روشن جاکنو لائق ہی کہ مسلمان ہو کہ مومن و مسلم کو
 ایک جانین یا مومنین شیعہ کو شل ٹکریں وائرہ ایمان سرا اسلام باہر نکالیں اور جو وہم و غرض
 کہ در بیان تسمیہ سالہ اور وجہ تسمیہ سالہ اور استدلال و استدلال علیہ کے اس بات متعلق ہی اس کو تہہ بہ
 مدفوع فوادین اور تسمیہ الشی باہم فقہیہ سے احتراز لازم جانین صدیج کہ جس غرض ناسد کے لئے
 آئیے اتنا خون جگر کیا یا اور مومن کو منافق ٹھہرا یا اور مسلم کو خلیفہ ملایا اور او سپہ نام کتاب جایا و مدعات
 نایا شہر حسین ہی کی مشیرین اس تہیہ زنی پر پتہ پتہ ترین فریاد تری کو کہنی پر پتہ کہ نخلہ مذاہنا
 فریقین کے نزاع مسیح پاد و ضرورت مشہور ہی اور علیک انما عسیر کی کمال تفصیل سے اگر وہ تفسیر
 حدیث و قواعد نحو ایسے جواب فی کلمہ میں کہ زیادہ اس کے مستور نہیں چنانچہ رسالہ مفید العلوم سعید
 برکت علی ابن ابی ہریرہ بیت مسل مضاف عام فہم جس پسند مشہور ہی جو بگناہور اور پٹ پٹ بہت
 ہر جگہ اس طرح عوام کو دھوکا دے اور نقل کلام الزام نہ کرنا دلیل فحاشی کی کالافنی علی الخوض ارض العوام
 جس طرح آپ نے بعض خلیفین میرید اور احباب مکینہ سے بعض تفاسیر سے اس مسئلہ کو صرفاً نحو الفہم و
 تحقیق بلکہ ترجمہ فرما کر انہاں کہنے تالیف میں درج کیا اس طرح برکت علی بے برکت نا فوجا ہم نے
 ایک کلام مہمل مناظر فریقین سر کر کے سر انجام کیا تہذا علیک امامیہ علی الاطلاق مسیح قدر میں
 انکار نہیں کہ او سپہ اتنی دہوم و نام درکار ہو استخبار میں کہ اصول ربوبہ امامیہ ہی باب جود مسیح
 علی الکلمین میں لکھا ہی الوضو بالمسح و لا یجب فیہ الاذاک میں جنیل فلکاسن اور یقینہ روایات
 آنیو لے ہیں اور جس طرح انما عسیر سے اسباب تفصیل کی ہی اس طرح علما و ائمہ جہت کوئی دقیقہ

حاشیہ

کسی پہلو سے فروگزاشت نہیں کیا تھے و اخوان تھے کہ وہ کہو اور میں بھیما و قولہ لکم احزاب علیکم
 سنت و جماعت نبی آخر قائل ہو کہ تصدیق مسیح کی کی جی سنم قال السیخ اصحابنا بن خرم اللہ علیہ
 فی الحلی و اما قولنا فی اربعین فان القرآن نزل مسیح الی قولہ جب سستی اسطرح پر قائل ہیں تو ملعون شیئر
 کہ نہ محض علی و ابی جواد و سنی یہ تھا کہ اکثر علماء اہلسنت مصدق مسیح ہیں اور دلیل میں ہر
 ایک صاحب عقلی کا نام لیا ہی وہ بھی سمجھنے کے جو کہ نہ محض اسکا یہ ہی کہ قرآن نزل مسیح ہی کا قال فلان
 و فلان محمد اہم جو غسل کہتے ہیں تو کیوں کہتے ہیں سو اسلئے کہ رسول خدا کہ اور سے زیادہ کوئی تو کہہ
 نہیں اور جبنا و یل للاعتقاد من النار فرماتے ہیں چنانچہ یہ بہت شاذ اس و عویلی ہی و اما قلنا
 بالفصل لما حد ثنا فلان عن فلان الی قولہ عن عمرو بن العاص قال تخلف النبی فی سفر و فادک و ناو
 ارہقنا العصر فوجدنا نترضو و مسح علی ارجلنا فنادی یا علی صعد و یل للاعتقاد مثرین و اولنا انما
 ابابند و للرسول و احراف النصارى سوسہ نکالنا جاسیئے کہ اس عبارت سے رد قول منہج تنابہ
 نزول النفس نکالنا ہی یا تصدیق قول مسیح نہ بالفصل یا اسفل ع اوسیان گم شد ندیکہ خدا آخر کریت
 کلام سندیر نکالنا فی قرآن میں قرأت خبر بر بطریق تنزل ہی اور حدیث میں بطور تحقیق کیونکہ جواد ناہج
 من جوادنا بالقرآن آورد و جو کیا ہی کہ قال مسیح جماعۃ من السلف اسخ مراد اوست یہی ہی کہ نظر
 بظاہر قرآن اس جماعت مسیح سمجھا سکیں ا حادیت غسل سین اس مفہوم کی ہیں یا اول اسلام میں
 مطابق نزول قرآن مثلاً مسیح تھا ہر ا حدیث پیغمبر اسکی ناسخ میں ہیں یہ مراد نہیں کہ مسیح معمول
 جماعت سلف تھا اسلئے کہا ہی الدرایۃ خیر من الروایۃ نادان باز خود شی مسئلے نیست و اگر میں
 دانستہ نادان سمجھو سے مراد مشہر حاجان قدس اللہ سرہ فرماتے سے کہ خلقت بنی آدم
 مثل خلقت نابل یعنی شتر نہایت کج و کج واقع ہی جینک اسکو کا حقہ ببالہ غام شست و شتر کی طرح
 اکل نہیں ہوتا البسا و ہو کہ کوئی پست طبقہ اسکا باقی نہ رہا کہ لوگ اسہن سستی کرتے ہیں اس
 آنحضرت فرمایا و یل للاعتقاد من النار قولہ اللہیت مسوین کہ پیشوا ہمار ہیں حکم مسیح کہ دیا ہی و حکم
 بجالاتہن جو اسباب سستی علی بن حمزہ روایت کیا ہی کہ میں ابابراہیم سے مسئلہ قدم پوچھا فرمایا

خوب دہونا چاہئے اور محمد بن نوح ابو نصر سے اوسنی ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہی کہ فرمایا
 جب ہولی جاکو سح اپنے سر کا ہانک کہ وہو کو تو دو فو پاؤں اپنے توسح کر سر کو سپر دو فو تو اوس
 اس حدیث کو کلینی اعر اور ابو جعفر طوسی ہی استنبصار میں باسناد صحیح روایت کیا ہی اس میں ارکان
 یا گمان تقیہ کا نہیں اس لئے کہ مخاطب شیعی تخلص تہانہ تو زانی اسلام ہوئی اور محمد بن جعفر ازین
 علی بن ابی عن جدہ عن امیر المؤمنین سے روایت کیا ہی کہ اوشوں فرمایا یہاں میں منو کہ یکو سیکو
 رسولی اصلی اللہ علیہ وسلم چاہئے اپنے دو فو پاؤں کو فرمایا اسی علی خلیل کہ انگلیوں کذا
 رنج المباحہ آب فرماؤ کہ ابابراہیم یعنی امام کاظم اور اباعبد اللہ یعنی امام جعفر صادق اور امیر المؤمنین
 یعنی علی بن ابیطالب جسے یہ احادیث غسل کا منقول ہیں تمہارے نزدیک الہیت معصومین میں
 یا خارج الہیت قبولہ اگر کوئی معنی قرآن کے خلاف الہیت کے کہ تو ہم قبولی نکرے جو اب اسکی کیا
 دلیل ہی کہ علم قرآن الہیت پر ختم ہی حالانکہ نفع قرآن کا واسطے عامہ خلایق کے ہی قال تعالیٰ
 اِن مِّنْ مَّکْرٍ وَّ قَالِ تَعَالٰی وَرَحْمَةُ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ وغیر ذلک تمہارا جو معنی قرآن کے طرف اللہ کے منسوب
 کہے ہیں وہ بعد از قیاس میں مثلاً باب چیم مقصد مفتحم حق الیقین میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے
 روایت کیا ہی کہ مراد فرعون وہامان آیہ وتری فرعون وکامان وجنود وکامان معاذ اللہ ابوبکر و عمر بن
 انتہی استغفر اللہ اس کہنے میں نسبت تقدیر کی طرف خدا کے ہی تعالیٰ اللہ عما یقول لفظ المؤمن علیہ السلام
 اس طرح تفسیر سبکی اور ذباب و بوضہ وین و زمیون و طور سینین وغیرہ الفاظ کا عالمہ و تازہ کی
 جناب امیر وائمہ طاہرین کے اس معنی و تفسیر پر انحصار فرم کر انکا ائمہ میں کیا جاتا ہی شہر سیم سیم
 کعبہ اعلیٰ عربیہ این رو کہ تو میری برکستان است یہ جو کلمہ فائل آخری جواب حاصل فرما
 ثابت کرنا فضائل الہیت کا ہی اگرچہ بطریق ضعیف ہو مثل اس کے کہ یہاں غلطی میں اور لوگ انکے
 سبب سے رزق پاتے ہیں اور یہ صدیق ہیں اور انکے سبب بلیات سرف ہوتے ہیں تو ایک
 دوسر کا خلیفہ ہوتا ہی وغیر ذلک سو بہ کلام بطریق اہل سلوک ہی نہ بطریق بحث علماء اور غیر محدثین
 ہی اس لئے کہ احادیث الہست میں باہی کہ تم اپنے شہر کے سب سے مرزوق ہوتے ہو اور جو کوئی

اولیٰ علیہ السلام سے روایت کیا ہی کہ فرمایا

تفسیر قرآن الہیت

مباح و فضائل الہیت

جواب فی کتب معتبرین

حدیث معتبرین و احادیث معتبرین

حدیث معتبرین و احادیث معتبرین

زمین میں اس سرور و فانی بنکر کرنا ہی اور خلیفہ خدا ہی چنانچہ کسی نبی سے بعد از خلفاء اہل بیت فائدہ
 ہند میں معتبرین نہیں کی تا وہ ہم انحصار ائمہ اثنا عشر میں نہ ہو کہ حدیثیں باہمی قال سوال شد علی علیہ
 وسلم علی الاکمل لاحد ان یحب فی ہذا السجۃ غیر فی غیر کراخ جواب یہ حدیث غریب ضعیف ہی
 عند المجتہدین چنانچہ ابن حجر کئی نے شرح منہاج میں لکھا ہے ومن خواصہ صلی اللہ علیہ وسلم انکس فی
 السجۃ حبنا ویس علی مشکوٰۃ و خبر ضعیف وان حسنہ الترمذی اور لغات و مناقج میں لکھا ہے کہ راہ
 اور دروازہ آنحضرت و علی رضی اللہ عنہ کا سجد میں تھا سو جب کا دروازہ سجد میں ہوا سو کہ جب گذرنا
 سجدہ جائز ہی اسلئے قید ہذا السجۃ کی لگا فی ہی واسطہ احتراز کے سائر مساجد اور زندہ ہی سے
 کہا کہ قد سمع محمد بن اسماعیل منی ہذا الحدیث واستقر فیہ پس جب حدیث غریب ضعیف ہوئی اور ہی
 اس کے یہ ہو تو اس میں کچھ فضیلت مرقضوی ثابت نہ ہوئی قولہ فائز بزرگ جواب یہ بزرگی با
 عظمت طرفان و ہمتا کے ہی نہ باعتبار کرامت فائدہ کیونکہ مشتمل ہی روایات موضوعہ و اہم ہی ہے
 کامل ابن عدی واسطہ مطہراتی و مضیئہ حاکم معتزلی وغیرہ اور بعض روایات ضعیف مخرج مشکوٰۃ
 کہا ہو صرح فی کتب ہذا الفتن اسخلاف میں عقائد اہل اسلام معتمدہ و عیدہ و کوشاں ہی جب ظلم و
 نسبت الملیت فضل مکر کے واقع ہوا نہ عامہ اہل اسلام کہ جسے خوارج نواصب و رافضی قولہ فائدہ
 آخری خصائص علیہم السلام ہی کہ یاد کرے جاتے ہیں بصلوٰۃ و سلام بخلاف انور و کثرت کہ مذکور
 ہیں بغیرت و رضوان جواب دلیل اس خصوصیت کی کیا ہی ہو سکریاں کہ و حالانکہ قرآن فخر میں
 و صل علیہم ان صلواتکم کن ائمہ اوزیدہ و سکے حق میں ہی جو مرکب جمعیت ہے ہر تہ اسلئے فرمایا
 فصل سلام علیکم کتب علم علی نقیہ الزمۃ اور حدیثیں ہی اللہ صل علی الی الہی اس سے جواز صلوٰۃ و سلام علیہ
 الملیت پر مثل صحابہ غیر خود کے ثابت ہی ہیں اصطلاح متاخرین یوں ہی کہ بالا صلاۃ آنحضرت پر اور بالبع
 و اصحاب پر درود و سلام بھیجے ہیں صحیحہ کاملہ میں ہی کہ درود و بخیل الملیت ہی صلوٰۃ و سلام الی اصحاب پر
 ہی اور عظمت اصحاب کا آل بطریق تخصیص بعد تقسیم ہوا کہ تا ہی بنا بزرگ فضل کافی قولہ تعالیٰ و لکن
 و یجریٰ لیکال قولہ نہ شبافی ہی ہی کہ فصلیہ زمین فرض ہی اور صفیہ صلوٰۃ کا البتہ مشتمل نہ کر ان

جواب الہی بن علی بن ابی طالب یعنی اتباع اور سادگی است بمقدور تبعیت اور میں داخل ہوں
 تاہم جس شخص نے فقہائے آل میں کہا ہے کہ آل اللہ و آل رسول و اولیاء انتہی پس چونکہ جامع نسبت دینی و دنیوی ہیں
 وہ بالاولیٰ و بعدہ داخل ہیں لیکن بطریق اختصاص بلکہ بطریق تشتمل سب سے عام کے خاص کو کہ اولیٰ اشہاء
 الثابت قولہ یہ بھی نے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود بھیجے اور میری طبیعت پر نیکیجے
 اس کی نماز قبول نہیں جو اب یہ روایت مروی بیان سند و نقل حال قبول نہیں مذہب
 حنفیہ میں درود نماز میں سنت ہی اور ترک سنت سے ناز نہیں چاہیے تقدیر ثبوت روایت محمول
 کمال نقصان پہرگی قولہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ربی ان لا یجعل حدین
 بیتی النار فاعطانی رد و اللہ حب الطبری والدہ لہی جو اب یہ حدیث بافتقار اہل حدیث باطل و موصول
 ہی اور بر تقدیر ثبوت مراد اہل بیت کے آل عبا ہیں نہ سکر سادہ تا قیام ساعت اور یہی مذہب امامیہ کا
 ہی ہی کیونکہ انکے نزدیک آگ و دوزخ سادہ پر وائی اور چارنا عشرت میں وہ بقید سادہ انکی کفر و تقصیر
 کرتے ہیں منہج الصادقین میں تفسیر کر لیکر ان الذین کفروا میں نبی الزکریا علیہ السلام و عیسیٰ
 بن مریم میں لکھا ہے کہ بہشت اور سکے لئے ہی جو اطاعت خدا کرے اگرچہ غلام حبشی ہو اور
 دوزخ اور سکے لئے جو نافرمانی خدا کرے اگرچہ سید قرشی ہو اور صاحب قابضی میں بجز رابع طاعت
 سابع عشر لکھا ہے کہ سید علوی اگر ناصبی ہو بدتر ہی کہتے سے چنانچہ اسی بنیاد پر شیعیہ اکثر ہی
 صحیح النسب جیسے غوث الاعظم سے بعد القادر جلالی و سکید جلال الدین بخاری و شیخ
 جلالیہ وغیرہم قدس ہم کو کہ مقتدا الحسنات ہیں براکتے ہیں اور اسکو عین ایمان جانتے ہیں
 سادہ اسنیہ کو خمس منور وغیرہ حقوق محروم کہتے ہیں حالانکہ باب دوم فصل ششم جامع الابرار
 میں لکھا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر مراد اولاد الصالحون و اولاد الطالحون فی ایمان
 ثابت ہی کہ خدا نجات الہیت کی خاص الہیت کو بخشی ہی کہ جب تک کہ کسی کا انین سے کفر خارج
 نہ ہو قابل خلوت و نماز نہیں جانتے قولہ فانہا موصولہ فی الدنیا والاخرۃ یعنی رحم نبوی موصول
 الدین ہی جواب قطع نظر سعل سے اس حدیث کے نفع تہذیب نبوی بشرط ایمان ہے بشرط

علامہ قسطلانی
 علامہ قسطلانی

موصول الابرار رحمہم فی کمال

تا فتح ہی اور اس میں قرابت دینی و وطنی دونوں برابر ہیں نسبت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت ہر چیز پر
 رسد پہنچا ہے۔ والا شہر حسن یعنی بلال از عیش و منہ خاک مکہ اور جہنم پر بھی
 اسلئے فرمایا ہی اِنَّ اَوَّلَیَّائِیْ اِنَّ اَوَّلَیَّائِیْ اِنَّ اَوَّلَیَّائِیْ اور اطلاق اکل متابعین پر کلام الہی میں آیا ہی
 اَعْمَلُوا لِنَفْسِکُمْ اَوَّلَیَّیْنَ اور حدیث میں ہی سمع النبی قراۃ ابی موسیٰ قتال لعداوتی مزارا من ہزار ہر
 آل داؤد و بنی رحمہ رسول اوسکے لئے ہی کہ مقتدی پیغمبر ہی ع جنگی بادیہ پیر لنگی مثل کور
 قولہ سات مستحق خمس ہیں اور زکوۃ ان پر حرام ہی اور بعضے کہنے کی قائل ہست ہست ہست ہست
 اعمال کے اور کیا کہا جاوے انتہی حاصل جواب معلوم نہیں کہ باوجود اعتقاد استحقاق سادات
 واسطے خمس کی شیعہ انکو خمس میں نہیں دیتے حالانکہ حرمت زکوۃ کی ان پر جائز ہے ہن کو اس میں
 سار اہلسنت شریک ہیں کوئی حرج نہیں الا ماشاء اللہ سواد فتون نظر باحتیاج شدید و حالت مجتہد
 اور وقت حرام ہی حلال ہو جاتا ہی جائز رکھا ہی نہ بنا برساوات و آرتبہ سادات وغیر سادات کہ گناہ
 تشنیع ہر اور اکثر یہ فوائد بھی ثابت نقل و تحریف بغیر سرق میں سالہ احیاء المیت فی قلعہ قولہ بدلا
 اختلاف کہ اسلام میں حادث ہوا فقہی خلافت ہی جمہو اہلسنت کہنے میں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 خلافت کے مقرر نہیں فرمایا اول جامع سے دوم وصیت سوم مشورۃ چوتھے شخص کے خلیفہ ہو
 جواب پانچویں بانگہا ابتدا کہتا ہیں مفصل کن چکا ہی حاجت اعلیٰ وہ نہیں شہر کمر گزیر خلافت آیت
 ہست نہ طبیعت بلال لنگیز ہست قولہ بعض نے کہ سادیت و آیات و قرآن عقلی سے استنباط
 خلافت شیخین کیا ہی قول اور کائنات و یک سیر کے صنعت ہی اور شیوخ فاکل ہیں کہ جناب امیر خلیفہ
 بلا فصل ہیں بقول خدا و رسول جواب اسکا جواب ہی گزیر چکا اور دعوتی بدیہ بلال شہر اہل خلافت
 خلفاء اربعہ کی ثابت ہو چکی بقضاء و جماعا بلا خلافت اور خلیفہ بلا فصل کہنا شیوخ کا جناب امیر کو
 ہی اور جرد لائل ان بات و پیش کرتے ہیں سب صنعت میں صنعت انکار الیٰ انکس و اب و اگر کو
 حجت خلافت شہر اربعہ و اول خلافت خلفاء لکنہ اضعاف مضاعف اوسکے کثرت و قوت سند و
 روایاتین میں فالاشمل ثم الاشمل اور جس مسئلے قول مذکور کو اضعف بلکہ نہایت کہا ہوا و سکو متنبہ

حجت زکوۃ بر سادات

قضیہ خلافت اول اختلاف اہل سنت

بہرہ خلافت مجلس

صرف گیس شیعہ الزام المہنت غیر ممکن ہی شہرستان نامہ پنگلی از جہان فصیح ذکر اجزین مبالغہ
 ستانہ نسبت قولہ صورت اول میں ہرگز عقل و ذہن کئی کہ آنحضرت پران مقرر کرنے
 بانشین کے عالم قدس گئے ہوں اسلئے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ جا اپنی طرف سے حاکم مقرر فرماتے
 پس کیونکر کہا جاوے کہ مقرر آخرین استکو سب حاکم و سرچہ ہو جاتا جواب آپ کی عقل کو کوئی تکلیف
 ناو کر تکی ہرگز نہیں دیتا بلکہ سنی ہی یہی کہتے ہیں کہ آنحضرت ابو بکر کو مقرر فرمائے چنانچہ انہوں
 صحیحہ مال میں اس مدعا پر کما مشرفی موضعہ اور یہ مجھنا کہ علی مرتضیٰ کو خلیفہ کر گئے اور مقرر
 حاکم مدینہ کو وقت سفر کے اسکی دلیل کہنا خلاف بدہت عقل و نقل ہی کیونکہ وہ مقرر جہاں
 کبریٰ نہیں ہو سکتا مہذا اگر حجت ہو تا تو جناب امیر نہ اس کے احتجاج کرتے حالانکہ اس کا
 شیعہ نبی کو نہیں کیا اس طرح شش گنت پروردگار کس سردرائی نیست قولہ صورت ثانی میں
 جو دلائل خلاف ثلثہ وحی و خبر سے دلیل کیے ہیں عقلاً و نقلاً اوسے رجحان دعویٰ نبویوں کا
 نہیں ہو تا اس سبب ان کے متفقین نے اوسے مانہ کہینچا ہی جواب جس سنی نے بات کہینچا ہو
 اوس کا نام بناو ورنہ خدا و رسول سرشار و وحی و خبر کو بلانا و دلیل لالت ہی خلافت خلفاء ثلاثہ پر اور
 عقل و نقل و دوسرے دعویٰ اپنا راجع ہی کیونکہ اگر نص جلی متواتر امارت حضرت امیر پر واقع ہوئی
 ہی سارے ایک جماعت کے کہ ستر ہزار آدمی یا زیادہ تھے تو ثبوت نبوت کا بعد آنحضرت کے کسی
 ممکن نہیں اور یہ بتالی معنی عدم ثبوت نبوت باتفاق فریقین باطل ہی تو مقدم یعنی وقوع نص
 جلی دربارہ خلافت مرتضوی بھی منقول ہی باطل ہی بیان ملازمت کا یہ ہی کہ اس تقدیر پر سنی
 کہ اہل حدیث و ائمہ اربعہ جس علم یقینی حاصل ہو تا ہی ایسی جماعت ہو کہ جنہوں نے انفرادی طور
 باوجود کثرت و داعی اظہار کے کیا اور صدیق بیعت کر لی اور ممکن ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام
 اس جماعت کے ہوں جس نے انفرادی طور پر کہ صدیق بیعت کی اور یہ منع قوی ثبات ہو
 کہ نقدی مرتضوی خلافت صدیقی میں باجماع مقرر ثبات ہو ورنہ خطر الفتاد و جس جماعت کے
 کہ اتفاق انھما ہی حق شمس پر نشا واقع ہوا جب یہ کہتے ہیں تو لاف اس جماعت کا اظہار

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت
 سفر آخرت کے

اشادت خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

غیر مخصوص پر کہ عبارت معجزات نبوی سے ہی کیونکہ متبع ہی کیونکہ خبر تواتر سے یقین سے بطور حمل
 ہوتا ہی کہ اتفاق جم غفیر جمیع کثیر علی الکذب غیر ممکن ہی والا خبر من حیث الحقیقۃ محتمل صدق و
 کذب ہی پس شکیہ طور پر جب اتفاق محتمل معاذرتہ اعجاز بالا والی خلل ہی پر تیسرا اسلئے کہ انہما
 شی خبر ہی اگر چہ افتخاری خبر نہ ہو ورسک اتفاق و توفیق ایک متم تواتر سے موجب جمع اعماد
 سائر انعام متواتر سے ہی پس اثبات نبوت اگر تواتر آخر کرینگے تو وہ بھی درجہ اعتقاد و نہیں
 کیونکہ سائر افراد تواتر بنا بر حیثیت افادہ یقین کہ سبب امر کے عدم مکان اتفاق علی الکذب ہی تواتر
 واحدین واقع بین بہد بات بہد ہست عقل نمایان آشکارا ہی پس تواتر کتب و ماویہ و جمیع متواتر
 امامیہ کا بلکہ جمیع اصناف تواتر کا لائق اعتقاد و نہیں اور جب عصمت امام کہ موقوف ہی قول پیغمبر پر ہو
 ہوئی نبوت و تواتر پر عصمت امام کی تواتر اعجاز نبوتیں بروج توفیق کیونکہ درجہ اعتماد ہو سکتی ہی
 اسلئے کہ وہ لازم آئی اور ممکن ہی کہ خبر و یاتین یا جار یا بارہ آدمی کا حسب اختلاف روایات
 افادہ جرم ثبوت نبوت یا امامت بلکہ کسی چیز کا کسی شعی کو کرے تو اب عموم دعوت ہی متحقق ہوگا
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام قیامت حجت الہی علی خلق بین چاہے کہ غیر صحابہ پر
 حجت نہوں اور یہ سب از منہ و قرون حکم امام قدرت و جاہلیت بین ہوں اور امتثال
 کسی حکم کا احکام ہو سکتے کسی کافر مسلم پر اس عرض مدعین لازم نہواور کلام الہی معجز و علمی
 نہواور الزام حجت نبوت بعد آنحضرت بکرات کہ خلاف مسلک امامیہ و سائر اہل قبلہ ہی جمیع امت
 کہ اجتماع اولیائے واحدین متصور نہیں ہے اوسکے تواتر و توفیق کے خصوصاً عہد امام غائب
 پر بہت ہر واحد کے امت سے امام ہر یا غیر امام باطل ہو کیونکہ امام معصوم صدمات کرات نزدیک
 ہر شخص کے امت بین سے کہ منتشر بین اقاہم سجدہ میں نہیں پہنچ سکتے اور نہ ساری امت مشتر
 بستان بوسی امام ہام ہو سکتی ہی علی مخصوص بعد امام غائب کا و انکی خبر کج کمال ہست و
 بلکہ بطور امامیہ ہی کیونکہ حسب اقرار شیعہ میں چار سالگی سے کسینے اونکو نہیں دیکھا تو اظہار
 کرات کا ایمان کیا ذکر ہی پس نایس تحریر کے کہ مغضی بعد دم وقوع نقص تواتر ہی امامت

پر مساکل کثیر و نامہ کے مثل جو بایں نسب انام بر خلاق امام اور جو بایں لطف مطلقا بر بار تالی غور
 و لک نامہ ہر جا و نیک اسامی کے اگر لطف خلائی قہالی پر واجب ہوتا تو نصیب انام و لطف انام کہ مجملہ
 الطائف ہی کیوں فوت ہوتا پس تم تعین امامت مرقضوی باوجود احتیاج انام بنصب امامت حجت قوی
 امامت بشور خلافت ہی چنانچہ کلام سخن نظام مرقضوی کہ بتا بلکہ اہل شام فرمایا اور اس سے
 اپنی حقیقت خلافت پر استدلال با فہم کیا طاسری بالیعنی الذین یا ایہذا ابابکر و عمر و عثمان علی
 بابا یعرج علیہم فلم یکن المشاہد ان یختاروا لا لغائب ان یروا انما الشوری للمہاجرین لا لافضال
 فال جمہور اعلیٰ رسول مسودہ اما کان ذلک بشہ رضیا فان خرج عن امر ہم خارج لطف اور بدعت
 ردوہ الی ما خرج عنہ وان الی فقالتوہ لاتباعہ نہیں سبیل الرمنین کہذا فی نہج البلاغۃ ہا علی ہذا
 خلافت خلفہ راشدین کی کہ باتفاق صحابہ کرا لہ مجملہ حضرت امیر ہی ہین واقع ہوئی سبب شبہ
 حق ہی اور جو مدعات کہ امامت خلافت اہلسنت امام عین معتبر کہے ہین جیسے عصمت و افضلیت
 اعلمیت عدم انصاف کفر و شہ و امامت نہیں اور جو بایں خلافت ثابت ہو گئی تو وہ مطاع
 شہ نسبت خلافت ثلثہ کے وار د کرتے ہین اور اکثر اونیہ کذب و غل و بعضی ما و ان
 صحیح ہین مانند اعتراضات خارج کے کہ حضرت مرقضی پر بقصد سلب امامت اور مانند اعتراضات
 یہود و نصاریٰ کے کہ آنحضرت پر بار اوہ نفی نبوت باوجود حقیقت سائنس وار د کرتے ہین مرقضی
 مرفوع ہو گئے باقی سے بعضو خلافت خلفاء ثلثہ سوربان اور کابقرہ بلا علم مقام کہ تم بقدر
 سے اوپر گذر چکا فالفرقہ فان ہناک حقائق جہ اب کہو کہ یہ دعویٰ عقلا و نقلاً مرجح
 یا مرجح اور کون مکتوب ہی اور کون مصدوق قولہ پس تو ایں شیوہ آل محمد کا صادق آیا
 کہ بموجب اعلیٰ وصیت روز غدیر خم و حدیث نقلین و غیرہ متابعیت کرام اللہ و اہل بیت
 کرام کی کرتے ہین جو اب سچ ہی شہر گر ازبیط جہان عقل مند ہم گرد و پیر بخود
 نبیر چکس کہ نادانم با سابق بکرات و مرات ثابت عدم دلالت قیدہ نمیدر و حدیث نقلین
 بلا افضل مرقضوی پر گذر چکا منور و ہی فریاد و ذکا و زبان اہل جفا پر ہی حالا لکندہ نزدیک

و لک نامہ ہر جا و نیک اسامی کے اگر لطف خلائی قہالی پر واجب ہوتا تو نصیب انام و لطف انام کہ مجملہ
 الطائف ہی کیوں فوت ہوتا پس تم تعین امامت مرقضوی باوجود احتیاج انام بنصب امامت حجت قوی
 امامت بشور خلافت ہی چنانچہ کلام سخن نظام مرقضوی کہ بتا بلکہ اہل شام فرمایا اور اس سے
 اپنی حقیقت خلافت پر استدلال با فہم کیا طاسری بالیعنی الذین یا ایہذا ابابکر و عمر و عثمان علی
 بابا یعرج علیہم فلم یکن المشاہد ان یختاروا لا لغائب ان یروا انما الشوری للمہاجرین لا لافضال
 فال جمہور اعلیٰ رسول مسودہ اما کان ذلک بشہ رضیا فان خرج عن امر ہم خارج لطف اور بدعت
 ردوہ الی ما خرج عنہ وان الی فقالتوہ لاتباعہ نہیں سبیل الرمنین کہذا فی نہج البلاغۃ ہا علی ہذا
 خلافت خلفہ راشدین کی کہ باتفاق صحابہ کرا لہ مجملہ حضرت امیر ہی ہین واقع ہوئی سبب شبہ
 حق ہی اور جو مدعات کہ امامت خلافت اہلسنت امام عین معتبر کہے ہین جیسے عصمت و افضلیت
 اعلمیت عدم انصاف کفر و شہ و امامت نہیں اور جو بایں خلافت ثابت ہو گئی تو وہ مطاع
 شہ نسبت خلافت ثلثہ کے وار د کرتے ہین اور اکثر اونیہ کذب و غل و بعضی ما و ان
 صحیح ہین مانند اعتراضات خارج کے کہ حضرت مرقضی پر بقصد سلب امامت اور مانند اعتراضات
 یہود و نصاریٰ کے کہ آنحضرت پر بار اوہ نفی نبوت باوجود حقیقت سائنس وار د کرتے ہین مرقضی
 مرفوع ہو گئے باقی سے بعضو خلافت خلفاء ثلثہ سوربان اور کابقرہ بلا علم مقام کہ تم بقدر
 سے اوپر گذر چکا فالفرقہ فان ہناک حقائق جہ اب کہو کہ یہ دعویٰ عقلا و نقلاً مرجح
 یا مرجح اور کون مکتوب ہی اور کون مصدوق قولہ پس تو ایں شیوہ آل محمد کا صادق آیا
 کہ بموجب اعلیٰ وصیت روز غدیر خم و حدیث نقلین و غیرہ متابعیت کرام اللہ و اہل بیت
 کرام کی کرتے ہین جو اب سچ ہی شہر گر ازبیط جہان عقل مند ہم گرد و پیر بخود
 نبیر چکس کہ نادانم با سابق بکرات و مرات ثابت عدم دلالت قیدہ نمیدر و حدیث نقلین
 بلا افضل مرقضوی پر گذر چکا منور و ہی فریاد و ذکا و زبان اہل جفا پر ہی حالا لکندہ نزدیک

اہل بیت کے صحابہ اس قصہ کی کاتبی ثابت نہیں فایں کچھ ابو داؤد و سجستانی صاحب صحیح و ابوعنعمہ و ابی داؤد وغیرہ اہل حدیث مطلقاً انکار کرتے ہیں اور بعض نے کہ روایت کیا ہی اس کی شان و رد کو یہاں مدعا سے کچھ مسکن نہیں اور اصل روایت میں کسی لفظ کو دلالت ہی اختلاف بلا فصل نہیں
 و من ادعی خلقیہ البیان و علیہما ردہ بالبرہان اسے صریح حدیث ثقلین ہی کہ محال و سکا اتباع احکام قرآن اور سورت اہل بیت رضوان ہی نہ اور کچھ سووہ محبت بھی ایسی نہیں اب امامیہ جنکے پیروین وہ سب دشمن اہل بیت تھے اور شیوہ شیطان و ابن سبا یہودی کسی سواس پیروی ثقلین کا حال کل قیاس کو معلوم ہو گا مشہور وقت صبح شود و چھ روزہ معلومت ہے کہ باکہ بائیسہ عشق و شہد و بچہ رسول کہ حدیث قرطاس صحیح بخاری وغیرہ بہت کتب حدیث و میر میں ہیں تو انہوں نے مذکور ہی کہ غایت شہرت کے اعادہ اس کا ضرورت نہیں رکھتا جواب اہل حدیث بخاری ہی کہ
 ہی عبد اللہ بن عباس سے کہ بخشندہ کے دن حضرت کی بیماری سخت ہوئی اور رد و غالب ہوا تو حضرت فرمایا لاؤ میں نگو کاغذ لکھ دوں کہ اس کے بعد تم ہرگز مختلف حیران نہ ہو تو اوصی اپنے کاغذ لانے لانے میں گفتگو کی پھر اوصی اپنے کہا کہ حضرت کا کیا حال ہی درو زبان کیا ہے تو ابوہریرہ ہی اس کو حضرت تحقیق کر دو پھر حضرت اس بات کی تحقیق کرنے لگے تو حضرت فرمایا اب تجھ کو حیرت جہین اب میں مشغول ہوں اس کے بہتر ہی جس کو تم پوچھتے ہو اور حضرت نے ان کو تین چیز کی دست کی ایک توبہ کہ منکرین کے عریکے تاہر سے نکال دیجو اور دوسرے یہ کہ المیجیر کے سلوک کرنا جیسے میں کرتا تھا راوی نے کہا میری چیز تجھ کو یاد نہیں رہی بعضے علما نے کہا ہی کہ میری بات یہ تھی کہ اس کا لشکر تیار کر کے شام میں بھیجو اور دوسری روایت ابن عباس کی بخاری میں یوں ہی کہ جب حضرت کاغذ مانگا تو بعضے اوصی اپنے کہا کہ حضرت پر درو کی شدت ہی اور تمہارا پاس قرآن موجود ہی ہو خدا کی کتاب کفایت کرتی ہی یعنی لکھنا چندان ضرورت نہیں اور بعضوں نے کہا کہ کاغذ لاؤ یا تجھ کو یہ اگرچہ بخاری میں موجود ہی لیکن متواتر و مشہور نہیں اور سبیلہ اپنے اس کو غیر مفید مطلب سمجھ کر نقل فرمایا کہ وجہ طعن کی او میں ظاہر نہیں صرف چربا بانی سے حکمت شہر متواتر کا حسب عادت تسمیر

حدیث قرطاس

لگا دیا بقول شخص سے کہ سنو دیا شنو دیا شنو دیا گفتگو سے میکنم قولہ ابن عباس سے منقول
 ہے کہ سخت مصیبت ہے کہ چھوڑا بیٹہ کو کہ وصیت نامہ لکھیں سعید بن جبیر کہ راوی اس حدیث کے ہیں
 کہتے ہیں کہ ابن عباس کہتے تھے کہ دن جمعرات کا اور کیسا دن جمعرات کا کہ بیٹھ گیا پیغمبر کو لکھنے وصیت
 سے اور روئے تھے ابن عباس یہاں تک کہ آنسو ان کے مانند ٹپکے موند پر گرتے تھے جو اب اس
 قصہ میں سوئے ابن عباس کے کہ اس وقت صغیر المسیح اور کسی سے تحسروا فسوس منقول نہیں اگر اس
 ماجرا میں کوئی امر مهم فوت ہوا تو کبریا ارحم الراحمین حضرت امیر علیہ السلام اور مکار کو کرتے اور خست
 و شکایت اس منع کی زبان پر لاتے معتمد الاسمین کو بی و جملین کی خاص نسبت عمر فاروق معلوم
 نہیں ہوتی کیونکہ اس وقت حضرت کی کوٹھری میں اکثر اصحاب موجود تھے سجدہ ان کے علی و عباس ہیں
 اور حضرت سب حاضرین سے کاغذ مانگا تا نہ تھا عمر سے چنانچہ لفظ ابوتی بصیغہ جمع اس پر
 وال ہی پس اگر عمر کاغذ نہ لائے تھے تو علی عباس کا کہنے باندہ پکڑا تھا کیونکہ اگر پریش کیا نہیں
 تو عمر پر کچھ طعن نہیں اور اگر حمز بن مین سے تو نہ مانا کاغذ کا کس ادبی ہی اس لیے کہ حضرت بعد اس
 گفتگو کے پانچ دن زندہ رہے اس وقت درازین انکو لکھوا لینا تھا بلکہ خود حضرت لکھوا دینا تھا معلوم ہوا
 کہ کوئی امر واجب تھا غالباً انہیں تین چیزوں کی وصیت کو لکھوانے جو نہ کو رہو چکے اور حضرت کے یہاں
 سو قرآن کے اور کسی چیز کے کہنے کا دستور تھا اور قرآن سب پورا ہو چکا تھا اس واسطے اصحاب کو تامل
 ہوا تھا اور بعد گفتگو کے حضرت سے پوچھا تھا لیکن حضرت نے فرمایا اسی سے ثابت ہوا کہ کوئی امر واجب
 نہ تھا اگر واجب ہوتا تو حضرت سکوت نہ کرتے اس لیے کہ تبلیغ احکام کی حضرت پر واجب تھی اور عمر فاروق
 نے جو کہا کہ تم قرآن کفایت کرتا ہے اور کا مطلب یہ نہیں کہ سو قرآن کے حضرت کی حدیث کی بھی حاجت
 نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسکے بعد قرآن میں احکام لکھ دینا کی ایت اور تری یعنی تمہارے دین کو پورا کر چکا
 یعنی اب کوئی نازہ حکم دین کا باقی نہیں رہا قرآن و حدیث دین کی تفصیل ہو چکی اس لیے عمر نے حضرت کو
 عین شریعت جاری میں لکھوانی تکلیف دینا مناسبت دیکھا نہ یہ حکم صریح لکھوا دیا ہوا کہا کہ میں رسول اللہ
 کرتا سوا سکونافرا می نہیں کہتے بلکہ یہ عین محبت و خیر خواہی کمال دہی کہ واسطے تخفیف و خیر

طعن عمر فاروق بابت وصیت

احوال و صحبت نبوی و وفات

طعن بقرآن و افتراء بر صاحب مدح

بطور مشہور و یا بنا بر رفع مکرر حاضرین کہنا کہ بگو کتاب اللہ میں ہی اور بالیقین ارا وید آنحضرت کا
 مخالف کلام آئی ہوگا بلکہ اگر خطاب جو بگو خصوصاً جناب مرقعوی کہیں لائق تہری کی ہو تو بگو
 کتاب وحی سے اور تحریر کتابت انہیں کو تفویض تھی چنانچہ اسی جہت سے خواجہ نصیر علی سی
 اس الزام کو تجرید العقائد میں مطاعن عمر فاروق میں داخل نہیں کیا فاسلم تسلم قولہ شیخ عبد
 دہاوینی مدارج النبوة میں بعد اس کلام کے غشاً و تقلید چشم الضاف پر دالکہ لکھا ہے کہ
 فہم ابن عباس میں ہوں تاکہ آخر وقت حیات میں کوئی وصیت آنحضرت و بعد میں آویگی
 کہ موجب رفع جدال منزع کا ہوگا اور جو بیشتر فہم میں لوگوں کے آتا ہے اور خیال میں گزرتا ہے
 یہ ہے کہ مفعول آنحضرت کا تعین خلیفہ تھا کہ بعد آنحضرت ہو گیا اور لفظ حدیث و مال میں اور
 دلالت نہیں تھا آج کیا چاہتے تھے ظاہر یہ ہے کہ مجہد الاحکام و شرائع و فرائض و ضروریات
 دین کو بیان فرماتے اور بعض موعظ و مناصح مناسب و دلالتی فقط اس فاضل کی فتوی
 کو کہ سخن سازنی او سکی طشت از بام ہی دیکھو جواب بدون بیان وجوہ سخن سازنی اور نقص
 مفادات مرام کی کلام اچھا استقامت میں علی طرف التمام ہی کیونکہ منصب بیک منصب منحل ہی
 کہ روایات اہل سنت کے استدلال اونکے رد مذہب پر کرنا چاہیے اور منصب مجیب کا منصب
 مانع ہی اسلئے کہ علم مناظرہ میں مقرر ہی کہ الموجب مانع و المانع کیفیت الاحتمال پس وجوہ منحل
 مذکور کی موثر ہی اور بہت سخن سازنی آپ پر منقلب متعذر و ازالم تر الہلال فسلم لا کاس
 بالابصار قولہ اور نیز کتاب مذکور میں اسی جگہ لکھا ہے ہر گاہ حضرت و فات و فلام و کا غلبہ
 عمر مانع آمد و بہذیان ضویہ کرد و بر بالین آنحضرت آواز ہاں برداشت بعضے میگفتند کہ سجاد
 حکم ضرورت و عمر و ہر بیان اور بخلاف بود خدا آنحضرت از شور و شرنا خوش شد و ہمہ
 از حجرہ پاک خود بدر کردہ چو اب اس مخلص نیاز مند اس عبارت مذکور مدارج میں ذیل منحل
 قصہ قرطاس تلاش کیا نہ پایش شمشیر سخن ناستنودہ سیکوی قصہ ناموشہ منجوانی و لیکن
 کتاب سلیم اسپر دال ہی کہ مقبول مسائی امامیہ ہی اس واقعہ میں شریک تھے اور تصانیف مجلس

وغیرہ تحقیقین برضہ مثل حق تعالیٰ و تجار الاوقار و حیات القلوب و سبجہ اور مثال ان کے ذلالت
 کرنے میں اس بات پر کہ نسبت خبر کی بجائے بسید البشر و شام غلیظہ ہی پس گویا مقصود ذکر اس
 واقعہ سے ہدایت الترام شوا حضرت سلمان وغیرہ مقبولین لسانی شیعہ کی ہوگی کہ انہوں نے
 اس کو نام کوٹنا اور سائنس نکال لی اور انکار کیا اور سب سے زیادہ اعتراض متوجہ بجا بابر
 ہی کہ اللہ الغالب اس معرکہ میں قبل اختلاف خلفاء مانند جنین رحم کے پردہ نشین ہو
 اور مثل خامنوں کے گھڑین چھپے اور مطلق انکار نسبت ہدیان کا عرفا روق پر کیا عباد اللہ میں
 قولہ تا و از بلند کلمہ کرنا روبروی آنحضرت کے منع ہی اور موجب جبط عمل قولہ تعالیٰ لا ترفعوا اصواتکم
 فوق صوت النبی ولا تجھروا الذی بالقول کجہ بعضکم بعضا ان تجھروا کلامکم وانتم لا تسمعون شیخ
 مارجین کہہ کہ یہ آیت حق ابوبکر و عمر میں اوتری ہی انتہی حاصل جو اب یہ قول اپنے
 حاشیہ کیا کتاب پر بطور افادہ جدید ثبت کیا ہی سو او میں سدا غلط فہمی و چشم پوشی حق سے
 اپنی کیونکہ قطع نظر اس کے کہ معنی نزول آیت فی کذا سابق مذکور ہو چکے ہیں حاصل کو یہ کہ یہ
 کہ رفع صوت آواز بغیر پر منع ہی نہ آپس میں اور آپس کی رفع صوت بتقریب مناظرہ و مشاجرہ
 بحضرت علی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جاری تھی اور سکو منع نہیں فرمایا بلکہ اشارہ قرآن سکون
 تجریر کرنا ہی دو طرح ایک اس لفظ سے فوق صوت النبی کیونکہ یہ نہیں فرمایا بلکہ عن النبی
 دوسرے اس لفظ سے کجہ بعضکم بعضا معلوم ہوا کہ جہر بعض بعض جائز ہی چنانچہ قصہ
 بنی تمیم میں جسکو تم نے مارج سے نقل کیا اس پر حیر واقع ہی معذہ دلیل اسکی کہ باوی
 صوت عمر فاروق یا ابوبکر ہی کیا ہی کیونکہ حجرہ شریفین میں جماعت کثیر تھی اور بنی ہاشم
 وغیرہ جمع تھے جیسے جناب امیر و عکس اور جہان ایسا ہوتا ہی وہاں بے شبہ آوازیں
 بلند ہوتی ہیں اور ارشاد نبوی کہ لا ترقن نہیں تنازع نزدیک امیر سے اسکی دلیل ہی والی حضرت
 اور بوقت اسی آپ لا ترفعوا اصواتکم سے استدلال کرتے قندبر و لا ترقن من الغافلین قولہ
 قولہ بلفظہ باوجود اسکے میں وضاحت کہیں ایک یہ کہ مشرکوں کو تبریدہ عرب سے نکال دیا دوسرے

حاشیہ
 صحیح حدیث علی بن ابی حمزہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہ جماعت و فود کہ تمہارے پاس آوین اور کو جو نزد و مصلحت و رہا بطرح میں دیتا تھا اور وصیت
تیسری کو راوی بھول گیا یا اور اسکے اظہار میں مصلحت نہیں دیکھی کذا قال العلما رحمہم کلامہم
وصیت تیسری تو ہی ہے کہ روز غدیر بسبیل اعلان فرمائی تھی سنتیوں نے عہد بے بادی اور
شیعہ آل محمد کو یاد اور دل پر نقش ہی اور سپر عامل ہیں جواب بہ یاد داری شیعہ آل محمد
کی بیجا ہی اسلئے کہ قبل آپ کے علاء حالی نے کشف الحق میں بمطالعہ عمر بابت منع قوطاس
لکھا تھا الموان بنیض حال موت علی ابن عمہ قنفذہ عمر انتہی اور اسکے جواب میں فضل روز بہان
فرمایا ہے ہذا من باب الاخبار بالغیب لم لا یرید ان بنیض بخلافہ ابی بکر و قد وافق ہذا مار و بنیض
عائشہ انہ قال ادعی فی ابابکر اباک حتی الکتب لک کتا بانتمی اور یہ کلام نزدیک ہر ناظر ہر کے
منع ظاہر ہی مع سند اور اسکے جواب میں حسب تو انین متعارفہ مناظرہ ذکر و دلیل و ابطا
احتمال واجب تھا سو قاضی نور اللہ مدظلہ بوق ذہب اللہ بنورہ نے صحیح اس احتمال کی بحد
و فہم علم سلف حاضرین کی اور کما فلا یلزم الاخبار بالغیب انتہی حالانکہ جواب منع میں
استدلال چاہئے نہ ابداع احتمال بناؤ علی ہذا یہ حدیث کا اس جگہ حکم ضراط و حدیث کا کہ کتا
ہی علی مخصوص و سوق کر نزدیک استہدیک کے جناب امیر سے بروایت نعیم بن زید ثابت کہ
قال علی امرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتہ بطلت کیت فیہ بالایضال استہدیکت ان
لیفوتنی نفسہ قال قلت انی احفظ داعی قال ادعی لصلوۃ و الزکوۃ و مالکیت ایما کم و اہم
پس اگر قصہ غدیر شیعہ وصیت سوم شیعہ آل محمد کو یاد ہی تو یہ وصیت زبان آل محمد سے
الہدیکت کے دل پر نقش ہی معذک یہ دعویٰ آپ کا کہ حق الیقین مجلسی سے سرور ہی جان
قیاس ہی کیونکہ جب آنحضرتؐ سے سامنے ہزاروں آدمی کے میدان خم غدیر میں خطبہ ولا
مرقنوی پڑھا اور انکو مولائی ہر مومن و مومنہ فرمایا اور وہ قصہ مشہور آفاق اور زبان
خلایق ہی ہو گیا تو اب کتاب لکھنے سے کیا حاصل اسلئے کہ جب باوجود اس قدغن شدید و
تاکید مزید و شہرت مدید کے کہینے موافق وصیت غدیر کے عمل نکلیا تو اب اس سحر خانی

کہ سامنے دوچار آدمی کے ہوتی کیا فائدہ تھا جنہوں نے باوجود کثرتِ روعی کے اوص کا
 انکشاف کیا تھا وہ اوص کا انکشاف بلکہ انکشافِ بطریقِ اولیٰ کرتے اور صاف منکر ہو جاتے اور بعض
 شیعہ جو کہا ہی کہ اس متوحین حق تلغی امت کی نہرونی سوہیات صحیح نہیں کیونکہ بر تقدیر کتابت
 کتاب یا امر جدید لکھتے زائد تلغی سابق پر یا اوص کے مخالف و ناسخ یا تاکید سابق و مبلغ کہ سوا
 ان تین متوح کے اور احتمال پایا نہیں جاتا سویش اول ثانی میں تکذیب کر کے الکتبت لکھ دینا
 کی لازم آتی ہی اور شمسِ سرور میں کچھ حق تلغی امت کی نہیں ہوتی اسلئے کہ تاکید پیغمبر تاکید
 باری تعالیٰ سے زمیندار بالاتر نہوتی جو تاکید خدا کو نہ مانتے وہ تاکید پیغمبر کو کب سنتے اور اگر
 یہ کتاب استخلاف مرتضوی ہوتی اور امت بسبب اوص کے گمراہی سے بستی تو مفاد اوص کا ہی
 ہوا کہ ساری امت قائل یا مانتی علی و نفی امامت غیر ہوتی سوہیات اعتقاد باجماع و البتین موجب
 عدم ضلالت نہیں کیونکہ سب سے فرق کیسانہ و اسمعیلیہ و زیدیہ و ناسیہ و البطلیہ وغیرہ قائل ہیں
 ساتھ امامت مرتضوی کے معزز اشد ضلالت میں گرفتار ہیں حتیٰ کہ اثنا عشریہ ہی اونکو ناجوڑ
 اس عقائد کے گمراہ جانتے ہیں چنانچہ عبارت سامی و عبارت حسین علی براء سبحان علیان
 بابت اس بیان کے سابق گذر چکی ہی غرض کہ ہر تقدیر پر عدم کتابت وصیت سے نہ حق امتیعت
 ہوا اور نہ کوئی معصوم گمراہ اور نہ کسی طعن فائدہ ہوئی اور نہ کوئی مطعون ٹھہرا یہ خیال اطل
 بعینہ مانند خیال غیبت امام مہدی آخر الزمان و سواس صرف ہی اور مرض سواس کی کچھ
 علاج نہیں ٹھہریل مخفی نہ ہے کہ مارِ مخالفت کا درمیان شیعہ و سنی کے مسئلہ امامت ہی اور
 یہ مسئلہ معروف ہی یا سچ اصل پر کہ ہر ایک اوفین سے غیر ثابت ہی از روی ایسی دلیل کے
 کہ قابلِ مباحثہ ہو اصل اول خلیفہ بلا فصل ہونا جناب امیر علیہ السلام کا اصل دوم شخص ہونا
 اللہ ہی کا ایک عدد میں کہ نہ اوس سے زیادہ ہوں نہ کم اصل سوم طویل العمر و مختفی ہونا امام
 اخیر کا یا رجعت بعد الموت علی اختلاف فرقہم فی ذلک سوہیات تین اصلین از روی کتاب اللہ
 و اخبار متواترہ کے کس طرح ثابت نہیں ہو سکتیں و لو کان بقصد ہم بقصد غیر اصل چہارم

انکشافِ شیعہ

انکشافِ شیعہ

ایداد و کفر و کفران حق و انہما را باطل و اجتماع کرنا صحیح یا کما امر و شیعہ پر حالانکہ آیات بینات واضح
 الدلائل مطلق ہیں اور نیکے حسن حال و نیکے بر اصل چچیم اعتقاد و تقیہ جی حق میں اپنے بدی کی کہ جو
 واسطے شیعہ کے ظاہر کرتے آؤ سکوار و دن سے چپا ہے تھے حالانکہ وہ دوسرے ہی اسکے شمار
 و تلامذہ تھے اور انہوں نے انہیں سے علم و طریقہ حاصل کیا تھا اور بے وجہ و باعث جوش
 بولنا ائمہ نبوی کو کیا ضرورت تھی کہ ان پانچوں باتوں سے کہ نزدیک امامیہ حکم
 ارکان غمخسہ سلام رکھتے ہیں مخالفت بدامت عقل و دلائل نقل کتاب و سنت مشہورہ نبوی
 ہیں بلکہ منافی و مناقض جمیع شرائع سابقہ و لاحقہ میان سے مختص مبتدع ہونا اس
 دین مستحکم کا اور مانو نہ ہوتا اور سکا خاندان نبوت سے ظاہر باہر بھی چنانچہ اسلئے دلائل
 ان اصول پنجگاہ کے و حال سے خالی نہیں یا اخبار میں کہ مجاہدیل و خضر و سترین
 مروی ہیں کہ اسلام قرون سابقہ میں بین العلماء مذکور تھے اور رجال ان اخبار کے قاطبہ
 عند الامامہ مجروح مقدم متهم کذب و سبے دینتی ہیں یا آیات قرآنی ہیں کہ مشک ساتھ مرتبا
 اولن آیکے ہرگز مطلوب تک نہیں پہچا تا بلکہ باستعانت اسباب نزول و تخصیص قائل کہ اکثر
 او نہیں اخبار ضعیفہ مرفوعہ و غرضی ہیں معذک اصل مدعا پر منطبق نہیں بہرہی مگر لضم
 مقدمات ختمہ منوعہ پس جو عاقل ادنی تامل ان امور میں کر گیا اور حقیقت کار پر مطلع ہو گیا
 اس حال اس مذہب نیز نگ کا مثل مہر نیر و زواضع ہو جاوے گا قولہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ
 إِذْ هَدَيْتَنَا وَتَبَّ كَسَابُ الَّذِينَ كَذَبُوا إِنَّكَ أَنْتَ الْوَّابُ جواب ختم رسالہ سے اس کرمیہ
 نظر لیں رسالہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مراد لا تُزِغْ قُلُوبَنَا سے استدعا استقامت ہی نہیں
 رفض پر اور ہرگز نہ سے حقیقت تشیع اور مرجن کذک کہ رحمۃ سے حسن جزا ستونہ سب
 سفومات باطلہ بشہادت تقلید خلاف دین مرضی حق میں کمالیوح مما سبق اور بعد ظہور
 حقیقت حق و بطلان ابطال کے طلب نریغ و خلافت کرنا اور اوس میں چشم رحمت الہی رکھنا
 معاذ اللہ بقا خدا کے پاک سے حج و کرنا ہی شخص سرانکہ تخم بدی کشت و چشم نیک دشت

و باغ پیوودہ نخت و خیال اہل بستی قولہ قد تم الکتاب جواب یہ تمام ہونا اوس وادی
 سے ہی کہ ترکی تمام شد قولہ بدون الملک الہاب جواب یہ منونہ اوس قبیل سے
 ہی کہ ان رسکنا لیکتبرن ما نکر ون قولہ بقلم سید احمد عفی عنہ جواب یہ قلم اوس باب
 سے ہی کہ جفت القلم باہو کائن آریہ سیات مصداق اسکی ہی کہ از لہرنا خلف و خیر بہتر
 کیونکہ جو سید خلاف طریقہ سید عرب و عجم ہی وہ بدنام کنندہ نگوئے چند ہی اور اگر لفظ
 سید صرف جز اسم ہی تو ہی بڑا ستم ہی کہ نام اچھا کام بُرا عجمو رُو خوش نیکو ساز
 خوئے خویش را بد اور اگر یہ کتابت باوجود تشن کے ہی تو خدا اگر بے جملہ عفی عنہ
 انکے حق میں قبول ہو جاوے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا بے لَآئِنَا دُنُوْا عَلٰی اَلْاِثْمِ وَالْعُدَا
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ہی المسلم من سلم المسلمین من لسانہ ویذرہ

لَا

آخر تذکرہ النسہ کہ یہ کتاب میں تسابک مطالعہ کا واسطہ رہی اور ہدایت کج روانہ بادین غفلت نادہی
 منیر کافی اور سحر ہنہا ضلالت مندرجہ عالیہ اسکا تیرگی چل دو سواں شیطان کا مسلک شافی حق ہی
 کہ آنجک کوئی کتاب در حادی اور جامع فن کلام میں اس شرح و بسط کے ساتھ زبان اردو
 میں بدل لائے متحد و برابر ستمند تصنیف و مروج نہیں ہوئی کہ جسکے مطالعہ سے مبتدی کم علم بھی
 وجوہات باطلہ مختلفہ اہل تشیع کا عالم ہو کر ہر بحث اس فن میں عوام کو کیا رہتے بلکہ جو اس شیعہ ہی علم
 کو ہی بخیر و تقریر میں الزام دیکر لا جواب معقول کر سکے حسب فرمایش بعض ترقی خواہان اسلام کے
 واسطے ہدایت خلق اللہ کے چپائی گئی کوئی اہل مطبع بدون اجازت بندہ عاجز و بے لواحد
 کے قصد چھاپنے کا نہ منہ را دے گا

اسکامی سامی اہل انشا خاص میں انہماک کی جہتوں کے تحت مذکور ہیں کہ اس کو خیر فیہ خبر اہم اللہ خیرا

نمبر	نام	عہدہ	سکونت	تعداد زر
۱	نواب علی اللہ دہلوی	نواب محمد خان صاحب بہادر	خوش تر منظر بہاول	دارالافتاء بہاول
۲	مدرس المہم محمد جمال الدین خان صاحب بہادر	نائب اول بہاول	ایضاً	دارالافتاء بہاول
۳	جناب منشی محمد قدرت اللہ صاحب	مہتمم شہادت بہاول	نیارس	ص
۴	حکیم احسن اللہ خان صاحب بہادر		دہلی	ص
۵	منشی عبد الکلیم صاحب	سرکار بزرگ	بہاول	ص
۶	جناب قاضی زین العابدین صاحب	قاضی	حلیہ	ص
۷	بخشی عتیق علی صاحب	بخشی	بہاول	ص
۸	شیخ علی احمد صاحب	مہتمم طب سکنہ ری	نوتنی	ص
۹	مولوی علی عباس صاحب	افسر نیارس بہاول	چرنیا کوٹ	ص
۱۰	منشی محمد رسول صاحب		بہاول	لکھ
۱۱	منشی محمد حسید صاحب		ایضاً	لکھ
۱۲	مولوی سعد الدین صاحب	نائب اول بہاول	گمن پور	لکھ
۱۳	میان سجاد الحق خان صاحب	مدرس اردو	بہاول	ص
۱۴	منشی نجم الدین احمد صاحب	مدرس انگریزی	برودان	عنا
۱۵	جناب غلام مخدوم خان صاحب	مہتمم اسپیل	خیر آباد	عنا
۱۶	حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر	نائب منشی ریاست	ایضاً	عنا
۱۷	منشی حکیم الدین صاحب	سر مشتم دار		عنا
۱۸	کبتان عبدالغفر خان صاحب	کبتان		لکھ

نمبر	نام	عہدہ	سکونت	تعداد روز
۱۹	مولوی افضل علی صاحب	ناظم منبر	بہوپال	عہدہ
۲۰	شیخ مشرف علی صاحب	تحقیق دار		عہدہ
۲۱	حافظ سعادت خان			عہدہ
۲۲	شاہ میر خان صاحب			عہدہ
۲۳	محمد غلام رسول خان صاحب	نائب کوثرال	بہوپال	عہدہ
۲۴	جناب غلام حضرت خان صاحب	رام پور		عہدہ
۲۵	سید عبدالعلی صاحب	نائب ناظم		عہدہ
۲۶	خواجہ بہار الدین صاحب		بہوپال	عہدہ
۲۷	میان احمد اکبر صاحب		ایضاً	عہدہ
۲۸	سر دار محمد خان صاحب		ایضاً	عہدہ
۲۹	جناب علی محمد خان صاحب	قلعہ دار بہوپال خاص	ایضاً	عہدہ
۳۰	فتح بخش الدین صاحب	لازمہ سرکار بزرگ	ایضاً	عہدہ
۳۱	مولوی عبدالرحمان صاحب	داروغہ کوٹہہ فنگلہ	ایضاً	لکھنؤ
۳۲	قاری سعادت صاحب	مہتمم مساجد بہوپال	ایضاً	عہدہ
۳۳	حافظ سید محمد صاحب	سورت		عہدہ
۳۴	سید احمد صاحب	مدیر حسہ بہوپال	دہلی	عہدہ
۳۵	جناب عبدالقد خان صاحب	انجمن کوثر الی بہوپال	بہوپال	عہدہ
۳۶	غشی واجد خان صاحب	تہذیب دار جوہا گیارہ آباد		عہدہ
۳۷	مولوی محمد ایوب صاحب	نائب قاضی بہوپال		عہدہ

نمبر	نام	تعداد	سکونت
۳۸	مولوی اسحاق حسین صاحب	۱	عظیم آباد
۳۹	منشی جعفر حسین صاحب	۱	گنگوہ
۴۰	منشی فدا حسین صاحب	۱	
۴۱	سید امیر الدین صاحب حسینی	۱	لکھنؤ
۴۲	سیان غلام احمد صاحب	۱	خوشنویس
۴۳	منشی اصغر علی الدین صاحب	۱	کامران پور
۴۴	میان عبدالکریم صاحب	۱	منشی نوری حسین پور
۴۵	منشی پرایت الدین صاحب	۱	مہتمم سالانہ دارالافتاء پور
۴۶	منشی خدایت حسین صاحب	۱	مہتمم اہل
۴۷	منشی سیار و نامظفر حسین صاحب	۱	سرشتہ دار حکماء اہل
۴۸	حکیم محمد محمدی حسن صاحب	۱	ناظر حکماء کمالک دیوانی
۴۹	میان رحیم بخش صاحب	۱	غلام محمد آشا پور
۵۰	جناب نجات در خان صاحب	۱	غلام محمد آشا پور
۵۱	مولوی محمد عمر صاحب صوفی	۱	گواپور
۵۲	مولوی حسین صاحب و غلام قادر صاحب	۱	شاہ جہان پور

مذیل الا غلط
 حنفی نہ ہی کہ جو غلطی اواب کی تھی یا غلط کی یا بدو غیب کی اوس سے قطع نظر کہ
 بحالہ الوقت غلطی فرو گذاشت لفظ یا تبدیل حرف و کلمہ کے اس جگہ کہیں باقی کو ذہن سلیم
 صاحب پریم پر چوڑا کیونکہ طبع انسان عقل سنیان ہی اور عصمت کامل خط سے شان حضرت سبحان
 ہی نہ صفت بشت ر ضعیف البیان واقعہ ولی التوفیق والا احسان ❖ ❖

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۴	مستیم	قوم
۵	۱۷	زبان	زبان
۹	۹	ببین	ببین
۷	۱۰	یجانی ہیں	یجانی ہی
۸	۷	ترجمہ	ترجمہ
۸	۷	قولہ	قولہ
۱۹	۱۲	بیان بادیں	بیان دلیں
۱۱	۲	جامہ پوش	جامہ حی پوش
۱۱	۱۶	برہ	برہ
۱۶	۲	وہ بدیہی	وہ بھی بدیہی
۱۸	۹	خصوصاً حنفیہ	خصوصاً بیان حنفیہ
۱۹	۳	۱۵۶ تمام	۱۵۶ میں تمام
۱۹	۳	مروان حمار	مروان حمار ہی
۱۹	۲۱	السلام سے ہی	السلام سے ہی

صفحہ	سطر	لفظ	صحیح
۱۹	۱۷	سکونوا غلطانا	سکونوا ۱۰۰۰
۲۰	۲۰	حادثہ	حادث
۲۷	۱۵	نہذا	نہو
۲۸	۵	بنا سب	بنا سبت
۳۰	۷	استفاد	استفادہ
۳۰	۱۲	ائمہ اثنا عشریہ	ائمہ اثنا عشر
۳۰	۱۶	درغیش	درغیش
۳۱	۱۵	تحفہ برعسم	تحفہ کا برعسم
۳۲	۲	وردر و افض	وردر و افض
۳۲	۱	فخلف	مختلف
۳۲	۵	نہیل بیت کی	نہیل بیت کی
۳۷	۱۳	ونیر	ونیر
۳۸	۱۳	بہی حینہ	بہی حینہ
۴۰	۲	ستوجہ	موجہ
۴۲	۱	عذر خواہی	عذر خواہی
۴۲	۴	خانمظر و لفظ	خانمظر و لفظ
۴۲	۲۰	کارگار مسدقہ	کارگار مسدقہ
۴۳	۱	بن ائیمہ	بنی ائیمہ
۴۳	۱۰	کابل کا	کابل کا ہی

صفحہ	صفحہ	نمائندہ	مستخرج
۴۵	۱۲	اول دلائل	اول دلائل
۴۵	۱۳	نسب قبیلین	فرق بین ہی
۴۶	۱	یا علی	با علی
۴۶	۹	کیا ہی	کھا ہی
۴۶	۱۱	بارائتہ	یارائتہ
۴۶	۱۸	عصائے نصیب	مصائب النواصب
۴۶	۱۸	سفینۃ البخاۃ	سفینۃ البخاۃ
۴۷	۱۱	منقضی	منفی
۴۷	۱۲	کلمات	کلمات
۴۸	۱۲	کیا ہی	کھا ہی
۴۹	۱۰	تنبیہ	تنبیہ
۵۹	۱۷	دیا ہی	دیا ہی کہ اگر
۵۰	۶	برور	برادر
۵۰	۶	نعمان بن	نعمادہ بن نعمان بن
۵۲	۷	کانہ عامہ	کا ہی نہ عامہ
۵۲	۹	جمیت	جمیت
۵۲	۱۱	اجنہ	اجنار اصحاب
۵۳	۲	صوارم	صاحب صوارم
۵۳	۱۹	پچیک ادعا	پچیک این ادعا

صفحہ	سطر	تعلیظ	صحیح
۵۵	۲	حسری	حسری
۵۷	۱	لیس وجہ	لیس وجہ
۵۷	۲۱	الکذب	الکذب
۵۸	۹	صلاح سے	صلاح سے
۶۲	۷	پہنوا دیا	پہنوا دئے
۶۲	۱۲	اوسکو	مشرآن
۶۶	۷	عذیم	عدم
۶۶	۹	مستزاد ہی	مستزاد نہیں
۶۸	۹	معتبرین	معتبرین
۶۹	۳	ارداد	ارتداد
۶۹	۱۰	پہنکی گین	پہنکی گین گے
۷۳	۳	ان مخالف	ان من مخالف
۷۴	۱۱	جفر جابہ	جفر جابہ
۷۵	۱۲	با جمع	یا جمع
۷۶	۹	ہو سکتی ہے	ہو سکتی ہی
۷۶	۱۹	کلینی	کلبی
۷۶	۲۰	کلینی نے	کلبی کے
۷۷	۵	نالی	نعلی
۷۷	۲۷	اور ہے	اور سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۸	۵	کی ارشاد	فی ارشاد
۷۹	۱۱	عوام	عام
۷۹	۱۳	سے قرآن	اسی قرآن
۷۹	۱۹	میں بکثرت	میں ہوا بکثرت
۸۰	۱۷	حجت ترتیب	حجیت ترتیب
۸۲	۸	مذیل	ہذیل
۸۹	۱۵	داخل نہیں	داخل عزت نہیں
۹۲	۲۰	ستحاشے کی	ستحاشے سے
۹۳	۲	بہر نہ انی	پر نہ انی
۹۴	۷	الرزکنی	الرزکشی
۹۴	۵	مشتدی	مشتہدی
۹۶	۱۷	اشتر	اشہر
۹۷	۳	خروج کی	خروج عکرمہ کے
۹۷	۵	نقصان	نقص
۱۰۲	۱۳	مقابلہ کتاب	مقارنت
۱۰۶	۷	خلافت عام	خلافت سے عام
۱۰۶	۱۱	حقیقت	حقیقت
۱۰۸	۲	باتمام	ناتمام
۱۰۸	۱۳	بن محرمہ	بن محرمہ

صفحہ	سطر	قلم	صحیح
۱۰۹	۵	برابر پای	برابر او سکے پائی
۱۱۲	۱۹	برایت	برایت
۱۱۵	۲۰	ہونی	ہوتی
۱۱۶	۱۱	محافظت	محافظت
۱۱۸	۲۰	شباب	شبہات
۱۱۹	۱۷	آنحضرت نے	آنحضرت نے فرمایا
۱۲۱	۶	متوازن	متوازن رہی
۱۲۱	۲۰	کفر اللہ تعالیٰ	لقد لہ تعالیٰ
۱۲۲	۱۷	معصوم نہ ہو	معصوم نہ ہو گا
۱۲۳	۳	بن معقل	بن معقل
۱۲۳	۲۷	اونکی وظائف	اونکی وظائف
۱۲۴	۲	حضرت اعظم	حضرت عوث اعظم
۱۲۴	۱۰	ہو گیا	ہو گیا
۱۲۴	۱۲	ہدی کی کہ	ہدی کی کہ
۱۲۶	۱۱	ان حکایات	ان حکایات
۱۲۶	۱۳	ساتھ اور	ساتھ اتنا اور
۱۲۶	۱۷	سمجھاتا ہی	سمجھا جاتا ہی
۱۲۷	۱۳	دعوتی	دعوت
۱۲۷	۲۱	خط و روایات	خط و روایات

صفحہ	سطر	عناص	صحیح
۱۲۸	۱۴	ناصبا	ناصبیا
۱۳۱	۴	کلمونکونام	کلمونکانام
۱۳۲	۸	ابن مکتوم	ابن ام مکتوم
۱۳۲	۱۶	منہج البلاغۃ میں	منہج البلاغۃ میں فریادہا ہی
۱۳۲	۲۱	فاروق	فارق
۱۳۳	۱۵	بعد شہرت	بعد شہرت
۱۳۶	۱۰	بسبب ہونی	بسبب ہونی
۱۳۷	۱۳	کیا ہی	کی ہی
۱۳۸	۲۱	خواب	خواب میں بھی
۱۴۰	۱۰	معلوم ہوا	معلوم ہو
۱۴۰	۲۱	تو اوس	تو بھی اوس
۱۴۱	۵	کریمہ بعض میں ہی	کریمہ بعض اولیا بعض میں ہی
۱۴۲	۱۵	خلافت	خلافت ہو
۱۴۲	۱۵	حدیث ثابت	حدیث صحیح ثابت
۱۴۳	۶	تو احادیث	تو جو احادیث
۱۴۳	۳	وضع	وضعی
۱۴۳	۸	بعینہ اسکا سبب	بعینہ ایسا ہی
۱۴۳	۱۸	حشر	حشر
۱۴۶	۱۳	تقصیر	تقصیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۴	۱۸	مقابلہ قرآن	مقارنہ قرآن
۱۴۶	۶	آئمہ منتشر	آئمہ میں منتشر
۱۴۸	۱۵	یعقوب بنانی	یعقوب ملتانی
۱۵۱	۱۰	بحرانی	بخرانی
۱۵۳	۱۵	لشینی	لشینی
۱۵۵	۹۰	حاصل یاس	حاصل ہونے یاس
۱۵۵	۱۵	کی خلیفہ	کی بسبب خلیفہ
۱۶۰	۷	جناب میر	جناب میر
۱۶۰	۷	لقیم	لقیم
۱۶۰	۲۱	ضعیف اسما	خفیف اسما
۱۶۲	۱۸	علی الباطل	الباطن
۱۶۲	۶۰	جَبَّ	جَبَّ
۱۶۳	۶	کتاب اللہ	کتاب اللہ ہی
۱۶۴	۱	جواب	قولہ
۱۶۸	۲	فی وضعہا	فی وضعہا
۱۶۵	۵	ہیستہ رار	ہیستہ رار
۱۶۹	۴	پہچیکا	پہچ گیا
۱۶۵	۲۱	یہ ہوتا	ہیہ ہوتا
۱۶۹	۱	بتعبیر	بتعبیر

صفحہ	سطحہ	غلط	صحیح
۱۳۸	۱۳	حق سے	طریق حق سی
۱۸۹	۷	غضباً غضاب	غضباً غضاب
۱۸۰	۵	اقوال افضل	افضل
۱۸۰	۸	علل الراجع	علل الشرع
۱۸۵	۱۲	تاریخ کبندر	تاریخ کبیرہ
۱۸۵	۱۹	کہ روایتین	کہ یہ روایتین
۱۸۷	۱۵	رنج	رنج
۱۹۱	۹	صواب دید	او کی صواب دید
۱۹۶	۲۱	جمع البیان	جمع البیان میں ہی
۱۹۷	۲۲	کی مرضی	کی راہ و مرضی
۲۰۰	۱۱	دلیل بنایا	ذلیل بنایا
۲۰۰	۱۰	کلام کلام	کلام
۲۰۲	۱	صحابی ہون	صحابی میں
۲۰۹	۵	منصوص ہی اور نفاق	منصوص ہی اور ایمان و کفر و نفاق
۲۰۹	۱۶	حین	حین
۲۰۸	۱۹	برای نام	+
۲۰۱۰	۹	کیا	کہا
۲۰۱۰	۱۷	انقیاد و امر	انقیاد و امر
۲۱۰	۱۸	یا انہیں کو حق باہر عیان	یا انہیں کو حق و باہر عیان

صفحہ	سطر	ملاحظہ	تصحیح
۲۱۱	۷	وہوئی ادعار	ادعار
۲۱۱	۱۹	ہی	بہی
۲۱۲	۷	ابوبکر عمرو	ابو عمرو
۲۱۷	۱۳	نکل گیا ہی	نکلا ہے
۲۱۸	۲۰	صانع	صاحب
۲۱۹	۸	وغیرہ سے اجبار	وغیرہ اجار سے
۲۲۱	۹	ظاہر ہی اور قبری تبلیغ	ظاہر ہی اور تبلیغ
۲۲۱	۶	قبر الہی ہی	نہر الہی ہی نہ لطف الہی
۲۲۳	۲	بعد تسلیم	بشرط
۲۲۳	۲۱	پشت مہفت	پشت ہفت مہین
۲۲۴	۱۶	قطعی کیا	قطعی کہا
۲۲۵	۱	نیز موقوف	نیز معروف
۲۲۵	۱۹	عن الشناہ	عن السنہ
۲۲۶	۲	حاملہ	معاملہ
۲۲۷	۳	قول شیخ قول	قول شیخ اقبال قول
۲۲۷	۱۹	کہ ابوبکر	کو ابوبکر
۲۲۸	۲۱	بھی	یہی
۲۳۳	۲	جنسیت و تشبیہ	نہ جنسیت و تشبیہ
۲۳۴	۱۳	صحیفہ کانا	صحیفہ کاملہ

صفحہ	صفحہ	غلط	صحیح
۲۳۶	۱۶	مکاتیب	مکاتیب
۲۳۷	۹۱	نہین معذک	نہین ہستی معذک
۲۳۸	۲	نہین	نہین ہوتی
۲۴۱	۶	تفصیل	تفصیل
۲۴۲	۷	آپ	آپ
۲۴۲	۱۶	اجل الطعن	اجل الطعن
۲۴۲	۲۱	شیعتنا لیسنا	شیعتنا عن لیسنا
۲۴۳	۸	شیعہ	شیعہ ہی
۲۴۳	۱۳	اثر مزاج	اثر مزاج
۲۴۴	۱۰	وحکم ما	وحکم ما
۲۴۶	۵	حنیفہ	الوجہ حنیفہ
۲۴۶	۶	یا بارون	یا بارون
۲۵۳	۱	موجود ہیں	موجود نہیں
۲۵۳	۱۸	مسکرات سے	مسکرات سے ہو
۲۵۴	۱۶	لائق تھا	لائق تھا نہ عمر پر
۲۵۵	۲	بتحد	بتحد
۲۵۵	۱۹	منج الکراستہ	منج الکن و منج الکراستہ
۲۵۸	۲	جلنا المہ	جلنا ہم آستہ
۲۵۸	۱۶	انجام الفتن	انجام الفتن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۸	۱۶	این قاضی	بن قاضی
۲۶۰	۱۷	کسی قول کے	کیسی قول کے
۲۶۲	۲	امام نائب	نائب امام
۲۶۵	۵	حجت اور	حجت ہوں اور
۲۶۵	۷	مذہب خفی راو مالکی را	مذہب خفی را خفی را
۲۶۸	۱۲	زیادت	زیارت
۲۶۹	۱۵	جاوی ع	جاوی محکوم
۲۷۲	۷	حضرت نے	حضرت نے فرمایا
۲۷۴	۶	اور تثنویب	اور یہ تثنویب
۲۷۴	۱۱	احشیت	حشیت
۲۷۴	۱۲	ادای فی البیت	ادای تراویح فی البیت
۲۸۰	۱۸	لعن بالمونین	لعن مونین
۲۸۲	۱۵	لاعنین بالمونین	لاعنین بالمونین
۲۸۲	۶	بلکہ مشرق	بلکہ جمیع فرق
۲۸۳	۱۲	کفار سا ہی	کفار کوسا ہی
۲۸۵	۵	بنو مرج	بنو مدح
۲۸۵	۶	پیامہ ہی	پیامہ مین ہی
۲۸۷	۵	مختلف	مختلف
۲۸۷	۱۳	قطع کر کے	قطع نظر کر کے

صفحہ	صفحہ	نقاط	صحیح
۲۸۸	۸	تحقیق طعن	تحقیق نفی طعن
۲۸۸	۱۹	امام حسین	امام حسن
۲۸۸	۲۱	روپیہ معاویہ کیلئے	روپیہ معاویہ کیلئے
۲۸۹	۱۲	خلافت ظاہری	خلافت ظاہری
۲۹۲	۱۸	ابن ہبہ	متمہاری ہبہ
۲۹۲	۱۳	الخارج والعزلة	الخارج والعزلة
۲۹۵	۷	اوسکو تدبیر	اوسکو تدبیر
۲۹۶	۹	با علی	با علی
۲۹۸	۸	حدیث غریب	حدیث مذکور غریب
۲۹۸	۱۳	نہ عامہ اہل اسلام جیسے خارج الخ	جیسے خارج الخ و غیرہ منہ عامہ اہل اسلام
۲۹۸	۲۱	مشغل ذکر	مشغل ہی ذکر
۲۹۹	۵	نقل رجال	نقد رجال
۳۰۱	۲۱	جب شیعہ	جیسا شیعہ
۳۰۳	۵	حقیقت خلافت	حقیقت خلافت
۳۰۳	۱۲	حقیقت رسالت	حقیقت رسالت
۳۰۴	۵	ایسی نہ بینی	السی نہ بینی
۳۰۹	۸	اوسکا بھی	اوسکا بھی
۳۱۰	۱۸	حقیقت	حقیقت

